بستان الواعظین

خطبا اور واعظین کے لئے نادر تحفہ

و

ریاض السامعین

حافظ امام جمال الدین ابوالفرج
عبدالرحمٰن ابن الجوزی البغدادی
المتوفی ۵۹۷ھ

ترجمہ
مولانا سعید احمد چنیوٹی

تخریج
پروفیسر حافظ محمد اصغر

دار العلم ممبئی

خطبا اور واعظین کے لئے نادر تحفہ
بستان الواعظین
و
ریاض السامعین

حافظ امام جمال الدین ابو الفرج
عبد الرحمن ابن الجوزی البغدادی
المتوفی ۵۹۷ھ

ترجمہ
مولانا سعید احمد چنیوٹی

تخریج
پروفیسر حافظ محمد اصغر

سلسلہ مطبوعات دارالعلم نمبر 240

نام کتاب	:	بستان الواعظین وریاض السامعین
تالیف	:	حافظ امام جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی البغدادی
ترجمہ	:	مولانا سعید احمد چنیوٹی
ناشر	:	دارالعلم، ممبئی
طابع	:	محمد اکرم مختار
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	:	۲۰۱۵ء
مطبع	:	بھاوے پرائیویٹ لمیٹڈ، ممبئی

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS
242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel. (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
Fax : (+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

فہرست

2

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی نشست

استعاذہ (اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے) کا بیان

استعاذہ کا مفہوم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ﴾ [1]

''اگر تمہیں شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگو وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

﴿ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ﴾ [2]

''جب تم قرآن پڑھنے لگو تو (شیطان رجیم سے) اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔''

عربوں کی عادت ہے کہ وہ کسی خوفناک چیز سے بچاؤ اور بلاؤں سے دفاع کے لیے اَعُوْذُ بِاللّٰه کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ عورت کو عائذ کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ اپنے بچے کے لیے پناہ مانگتی ہے، قرآن مجید کے ساتھ تعوذ کا مفہوم شیطان کی مصیبتوں سے حفاظت طلب کرنا ہے۔

احادیث میں یہ بات بکثرت ملتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بہت سی آفات سے پناہ مانگا کرتے تھے مثلاً: بخل، بزدلی، بڑھاپا، کاہلی، عذاب قبر، فتنہ دجال وغیرہ۔ [3] شیطان کے مکروفریب سے بچاؤ کے لیے مولیٰ عظیم کے دامن کو تھامنا اور رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان اشیاء سے پناہ مانگنا ضروری ہے۔

---

[1] ۷/ الاعراف: ۲۰۰۔ [2] ۱٦/ النحل: ۹۸۔

[3] البخاري: ۲۸۲۳، ۱۳۷۷؛ ابو داود: ۳۹۷۲۔

میں اللہ کی پناہ اور اس کی حمایت و کفایت طلب کرتا ہوں۔ کس کی پناہ؟ کس کا سہارا؟ کس سے مدد؟ کس کی حمایت؟ کون کافی؟ یاد رکھنے کی بات ہے کہ تمام مخلوق کو شیطان کے شر سے بچانے والا فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

استعاذہ کی قوت

یہ ایک حقیقت ہے کہ شیطان رجیم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے والا درحقیقت اس کی مضبوط رسی کو تھام لیتا ہے۔

گناہوں اور نافرمانیوں سے تحفظ، گمراہی اور رسوائی سے بچاؤ، اللہ کی پناہ میں ہے، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے تحفظ بھی اسی کی ذات کی پناہ میں ہے۔ پیارے بھائی! دنیا کے کسی بادشاہ کی پناہ میں آ جانے والا ظالموں کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے تو رب العالمین کی پناہ میں آنے والا شیطان جیسے لعین دشمن کے شر سے کیسے محفوظ نہیں رہے گا!

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''جو دن میں دس مرتبہ شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگے، اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو مقرر کر دیتے ہیں جو اس سے شیطان کے شر کو اس طرح دور رکھتا ہے جس طرح بیگانے اونٹوں کو پانی کے حوض سے دھکیل دیا جاتا ہے۔'' [1]

اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے والا شیطان کے شر سے کیسے محفوظ نہیں رہ سکتا جب کہ بااختیار بادشاہ کے حکم سے فرشتہ اس کا دفاع کر رہا ہے!

استعاذہ کی مختلف صورتیں

اللہ کی پناہ حرام کھانے سے، اللہ کی پناہ کمزوروں اور یتیموں پر ظلم ڈھانے سے، اللہ کی پناہ کبائر اور گناہوں کے ارتکاب سے، اللہ کی پناہ خوب جاننے والے بادشاہ کی ناراضگی سے، اللہ کی پناہ اچھے عمل کی توفیق نہ ہونے پر، اللہ کی پناہ لمبی امیدوں کی طرف میلان سے، اللہ کی پناہ نیک لوگوں کے سیرت و کردار کی مخالفت میں عمریں برباد کرنے سے، اللہ کی پناہ صالحین کی سیرت کی مخالفت کر کے زندگی ضائع کرنے سے، ہم اللہ کی مدد چاہتے ہیں دلوں

---

[1] مجمع الزوائد: ١٠/ ١٤٢؛ المطالب العالية: ٣٤٢٢؛ مسند الفردوس: ٥٨٩٠، من حديث انس اس میں لیث بن سلیم و یزید الرقاشی ضعیف راوی ہیں۔

کی پاکیزگی پر شک کے فسادات اور غیبت کے ارتکاب سے۔ یہ ایسا مرض ہے جس کی دوا نایاب، شفانا ممکن اور مصیبت عام ہے۔

اسی طرح ہم اپنے ضمیر کو دنیا کی محبت سے پاک رکھنے کے لیے بھی اس کی استعانت کے خواہاں ہیں۔ کیونکہ دنیا کی محبت ہی ہر گناہ کی جڑ اور ہر مصیبت کا مرکز ہے۔ ہم اسی لیے اس سے نفع مند علم، قبول ہونے والے عمل، خالص ایمان اور درست یقین کا سوال کرتے ہیں۔

اللہ کی پناہ اس فکر سے جو گمراہی ہو، ایسے عمل سے جو حسرت و وبال کا باعث ہو، ایسی نیت سے جس کے پس پشت گناہ ہو اور اللہ کی پناہ ایسے قصد سے جو شر کو کھینچ لائے، اس کی پناہ توفیق نہ ملنے پر، اللہ کی پناہ تحقیق کو نظر انداز کرنے پر اور اللہ کی پناہ گنجائش کو ترک کر کے تنگی کی طرف رجوع کرنے پر۔

شیطان سے بچاؤ

اللہ کے بندو! غور کرو اپنے باپ آدم علیہ السلام کے جنت دارالامان سے نکل کر رسوائی و ذلت کے گھر میں اترنے پر اس حادثہ کا سبب شیطان لعین ہی تو تھا۔ اسی لیے تمہارے پروردگار نے اس کی اطاعت سے روکا، اس کی مخالفت کا حکم دیا، شیطان کی اطاعت رحمٰن کی ناراضگی اور اس کی مخالفت جنت کا گھر اور مقام رضوان میں داخل ہونے کا سبب ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ﴾ [1]

''شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔''

شیطان، اپنی اطاعت کرنے والے کو اس نے رسوا کر دیا، راہ ہدایت سے باز رکھا، اور اس کے دل میں گمراہی اور تباہی کے دروازے کھول دیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ ﴾ [2]

''اور شیطان تو ہے ہی انسان کو عین وقت پر دغا دینے والا۔''

[1] ۲/ البقرۃ: ۲۶۸۔ [2] ۲۵/ الفرقان: ۲۹۔

اللہ کی پناہ سینے کے وسوسے سے، مکروفریب اور دھوکہ دہی سے، اللہ کی پناہ کاموں کے الجھ جانے سے، شکر کی کمی سے، اللہ کی پناہ توبہ کے چھوڑنے سے، عذاب کی شدت سے، اس کی پناہ حساب کی باریک بینی سے اور روز قیامت حساب و کتاب کے معاملہ سے، رب کائنات کے غضب سے۔

تعوذ عبادت ہے

اللہ کے بندو! خوب جان لو، شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ حاصل کرنا افضل عبادات میں سے ہے۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے مومن بندے کو حکم دیا ہے کہ میری ذات کے ذریعے شیطان مردود سے پناہ مانگو۔ اللہ سے ڈرو، اپنے دشمن کی آنکھ ٹھنڈی نہ کرو وہ تمہیں آگ کے عذاب میں پہنچا دے گا اور جنت کی سکونت اور دائمی نعمتوں سے دور کر دے گا۔

اللہ کی پناہ فضول اعمال سے، گمراہی و مکر سے، اس جلالت وعظمت والے رب کی ناراضگی سے پناہ۔

یقین رکھو! اللہ ہمیں اور تمہیں توفیق دے جو اس قلعے میں داخل ہو گیا وہ دشمنوں کے شر سے محفوظ ہو گیا۔ مؤمن کے دین کے لیے شیطان کے مکر اور اس ذلیل دشمن کے وسوسے سے استعاذہ مضبوط قلعہ اور محفوظ باڑ ہے۔

اللہ کی پناہ جھوٹی گواہی، بیہودہ محافل اور گناہوں کے اندھا دھند ارتکاب سے، اللہ کی پناہ گمراہی ونفرت سے، اسی کی پناہ رحمت سے مایوس تباہ حال شیطان سے، اور اسی کی پناہ پُر فریب مقام کی طرف جھکاؤ سے، اللہ کی پناہ گناہوں کو بخشنے والے مالک کی ناراضگی سے۔

نبی ﷺ کا تعوذ

بیان کیا جاتا ہے نبی ﷺ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ صَاحِبِ غَفْلَةٍ وَقَرِیْنِ سُوْءٍ وَزَوْجٍ اَذًى)) [1]

[1] کتاب الزھد لابن المبارك: ٨٧٥۔

''اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں، غافل ساتھی، برے دوست اور اذیت ناک شریک حیات سے۔''

اللہ کی پناہ دشمنوں کے خوش ہونے سے اور ناکام امید سے، اور اس کی پناہ لا علاج مرض سے، ہدایت کی مخالفت سے اور فضول کاموں سے، اسی کی پناہ احسانات و انعامات کے مالک کی ناراضگی سے، زبان کی لغزشوں سے، چغل خوری اور رسوائی سے اور اسی کی پناہ غیبت و بہتان سے، با اختیار بادشاہ کی سزا سے ہر حال میں یقیناً اسی کی پناہ کارگر ہے۔

عذاب قبر سے متعلق احادیث

بیان کیا جاتا ہے کہ نبی ﷺ کا گزر مدینہ کے قبرستان بقیع کے پاس سے ہوا، آپ ایک قبر کے پاس ٹھہر گئے فرمایا: ''ابھی اس قبر والے کو فرشتوں نے بٹھایا اور اس سے سوال کیے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا! فرشتوں نے اسے آگ کا زوردار ہتھوڑا مارا جس سے اس کی قبر شعلہ زار ہوگئی۔'' [1] پھر ایک اور قبر کے پاس رکے اور پہلی گفتگو کو دہرایا، پھر فرمایا: ''اگر مجھے تمہارے دلوں کے (پھٹ جانے) کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اللہ سے درخواست کرتا کہ وہ تمہیں بھی عذاب قبر سے آگاہ کر دے جس طرح میں واقف ہوں۔'' [2] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ ان دو آدمیوں کا جرم کیا تھا فرمایا: ''ایک شخص چغل خور تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔'' [3]

عذاب قبر کے اسباب

نبی ﷺ سے مروی ہے:

((لَا یُعَذَّبُ اَحَدٌ فِیْ قَبْرِهٖ اِلَّا بِاِحْدیٰ ثَلَاثٍ فِی الْغِیْبَةِ وَالنَّمِیْمَةِ وَالْبَوْلِ)) [4]

''انسان کو قبر میں تین گناہوں میں سے کسی ایک کی بنا پر بھی عذاب ہوتا ہے ① غیبت ② الزام تراشی، چغل خوری ③ پیشاب کے وقت لا پرواہی۔

---

[1] صریح السنة للطبری: ٤٠۔ [2] مسند احمد: ٣/ ١١١؛ مسند ابی یعلی: ٢٩٩٦۔
[3] البخاری: ٢١٨؛ الترغیب والترھیب: ٣/ ٣٢٢۔ [4] مسند احمد: ٥/ ٣٩۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اللہ ہی سے امید رکھو، اسی کی پناہ غیبت سے، چغل خوری، بہتان اور ہمسائیوں کو دکھ دینے سے۔ یہ تمام گناہ رحمٰن سے دوری اور شیطان کی قربت کا باعث ہیں۔ جنت سے دور کر کے جہنم تک پہنچانے کا سبب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ بے دینی اور یقین کی کمزوری سے، اللہ کی پناہ رب العالمین کی ناراضگی سے، اسی کی پناہ تباہ حال شیطان سے، قبر کے عذاب سے، اور اللہ ہی کی پناہ نعمت و سرور کے چھن جانے سے، اسی کی پناہ خوبصورت اور نعمتوں کے گھر جنت سے دور ہونے سے، اللہ کی پناہ تباہ کن ہولناک عذاب سے، اللہ کی پناہ اس کی سزا سے جو سینوں کے احوال سے خوب واقف ہے۔

قرآن مجید میں استعاذہ کا حکم

اللہ کی بندو! اس بات سے آگاہ رہو کہ جس شخص نے شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی اس نے قرآن حکیم پر عمل کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں ابلیس لعین سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ جس شخص نے جھوٹے شیطان کے شر سے اس وھاب (عطا کرنے والے) کی پناہ لی اس نے کتاب وسنت کے احکام پر عمل کیا۔ قرآن مجید عمل کرنے والے کا سفارشی اور عمل نہ کرنے والے کا مخالف ہوگا۔

اللہ کے بندو! ذہن نشین کر لو۔ شیطان تم کو قرآن حکیم پر عمل کرنے سے روکتا ہے تاکہ تم رب جلیل سے دور ہو جاؤ وہ تمہیں پروردگار کی نافرمانی میں پھنسا کر دائمی عذاب میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔

ہر فرد پر شیطان کا تعین

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

''میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہر شخص پر شیطان متعین ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' کہنے لگیں کیا آپ پر بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر بھی شیطان متعین ہے، لیکن اللہ عزوجل نے میری مدد فرمائی تو وہ مطیع ہو گیا۔'' [1]

اللہ کی پناہ نفاق پر مبنی خشوع سے، اللہ کی دوری اور جدائی سے، اللہ کی پناہ پیدا کرنے

[1] مسلم: ۲۸۱۵؛ مسند احمد: ٦/ ١١٥۔

والے بادشاہ کی مخالفت سے، قیامت کے دن کے عذاب سے، اسی کی پناہ اتفاق کے بعد اختلاف سے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

وَيْحَكَ عُذْ بِاللّٰهِ ذِي الْجَلَالِ

وَالْمَجْدِ وَالنَّعْمَاءِ وَالْإِفْضَالِ

ثُمَّ اتْلُ آيَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ

وَوَحِّدِ اللّٰهَ وَلَا تُبَالِ

افسوس ہے تجھ پر عظمت و جلال والے اللہ کی پناہ میں آ۔ جو بزرگی، نعمتوں اور احسانات والا ہے۔ پھر قرآن کی آیات پڑھ، اللہ کو ایک جان اور کسی کی پرواہ مت کر۔''

اللہ کی پناہ نافرمان غلام سے، سرکش شیطان سے، کینہ پرور دشمن سے، اللہ کی پناہ بیمار دل سے اور اس بدن سے جو اطاعت سے ہمت ہار گیا۔

اللہ کے بندو یقین رکھو! اللہ تبارک و تعالیٰ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے شیطان کو اس سے ہٹا دیتے ہیں۔ شیطان کے خلاف بندے کی مدد کرتے ہیں۔ اس کے بدن سے سستی کو دور کر کے اطاعت کے لیے چوکس کر دیتے ہیں۔ پھر بندہ غیروں سے منہ پھیر کر صرف اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اپنے آقا کی رضا کو اپنی خواہشات پر ترجیح دیتا ہے۔ پھر اللہ بلند و بالا جنت کو اس کا مستقل ٹھکانہ بنا دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے شر کا ارادہ کرتے ہیں تو شیطان کو اس پر قدرت دے کر مسلط کر دیتے ہیں۔ جو اس کو زبردست ذات باری تعالیٰ کی اطاعت سے دور، اور نیکو کاروں کے اعمال سے سست کر دیتا ہے۔ اہل جہنم کے اعمال اسے پسندیدہ اور اہل جنت کے اعمال ناپسندیدہ محسوس ہوتے ہیں۔

نافرمان جاہل پر شیطان کی فرحت

بیان کیا جاتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

جب انسان چالیس برس کی عمر کو پہنچ جائے اور اس کی بھلائی برائی پر غالب نہ آ سکے تو شیطان اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر بوسہ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایسے چہرے پر

فدا جو کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ [1] اگر اللہ ایسے شخص پر احسان کر دے اس کی توبہ قبول کر کے اسے گمراہی سے بچا کر شدید جہالت سے نکال لے تو شیطان لعین کہتا ہے: ہائے ہلاکت اس نے مکمل عمر گمراہی میں بسر کر کے میری آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ اب اللہ نے توبہ کے ذریعے اسے جہالت سے نکال لیا تو اس نے میرے غم میں اضافہ کر دیا۔

اللہ کے بندو! خدا سے ڈرو، اپنے دشمن شیطان کے وسوسوں کو ہرگز قبول نہ کرو اور اپنے مہربان مولیٰ کی طرف توبہ کے ذریعے رجوع کرو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ تمہارے عیوب اور گناہوں پر مغفرت کی پردہ پوشی کر دے۔ وہ کریم ہے، انعام و احسان کرنے والا ہے۔

اللہ کی پناہ سعادت کے بعد شقاوت سے، ارادہ کے بعد غفلت سے، کثرت کے بعد نقصان سے، ایمان کے بعد کفر سے، اللہ کی پناہ قطع رحمی اور محرومی سے، شیطان کی اطاعت سے، سزا اور ذلت سے، عہد کے توڑنے سے، معبود حقیقی اور بادشاہ عظیم کی مخالفت سے، دائمی اور ہمیشہ رہنے والے عذاب سے، احسان اور فضل و کرم کرنے والے رب سے۔

اللہ کے بندو! شیطانی چالوں سے بچ جاؤ، وہ عیوب سے واقف اور انسان کو گناہوں میں پھنسانے کا ماہر ہے۔ اس کے لیے سینوں تک رسائی کے بہت سے راستے ہیں۔ اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے غیبوں سے خوب واقف مولیٰ کی پناہ طلب کرو۔

اللہ کی پناہ اس دل سے جس میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں، اس آنکھ سے جو اشک بار نہیں ہوتی اس دعا سے جو سنی نہیں جاتی، اس عمل سے جو قبولیت کے لیے پرواز نہیں کر سکتا، اس علم سے جو نفع مند نہیں۔ اللہ کی پناہ عذاب الٰہی کی طرف لوٹنے سے، اللہ کی رحمت سے دوری اور اسکی معصیت کو زیب تن کرنے سے، اس کی پناہ دلوں کی کج روی سے، پے در پے گناہوں سے یکے بعد دیگرے آنے والے عیوب سے، علام الغیوب کی ناراضگی سے، اللہ کی پناہ عقل و فہم کو گمراہ کر دینے والے فتنوں سے، آزمائش و ابتلا سے، اللہ کی پناہ تکمیل کے بعد نقص سے، پیش قدمی کے بعد واپسی سے اور احکم الحاکمین کی ناراضگی سے۔

---

[1] ان الفاظ سے ہمیں یہ روایت نہیں ملی البتہ کنز العمال: ٤٢٦٥٩؛ مسند دیلمی: ٥٥٤٤؛ کشف الخفاء للعجلونی: ٢٣٤٤ میں بغیر سند کے مختصراً موجود ہے۔

ابلیس کے لشکر

بعض تاریخی روایات میں ہے کہ ابلیس لعین ہر روز تین سو ساٹھ لشکر مومنوں کو گمراہ کرنے کے لیے بھیجتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بھی مومنین کے دل میں تین سو ساٹھ مرتبہ نگاہ ڈالتے ہیں ہر نگاہ سے شیاطین کا ایک لشکر تباہ ہو جاتا ہے۔ شیطان کا لشکر رحمٰن کی نظر کی تاب کیسے لاسکتا ہے؟

اللہ کے بندو! خبردار رہو، دھوکہ باز شیطان کا وسوسہ قبول نہ کرو۔ اپنے دلوں اور سینوں کو آیات الٰہی اور خوف باری تعالیٰ سے مشغول رکھو، اپنی کوتاہیوں پر آنسوؤں کی جھڑی لگا دو۔ اللہ کی پناہ برے انجام سے، اللہ کی پناہ ابلیس کی جرأت اور بزدلی سے، اللہ کی پناہ نافرمانی اور گناہ کا اعتراف نہ کرنے سے، باطل اور اس کے شر سے، شیطان اور اسکی چال سے۔ اللہ کی پناہ نافرمانی اور اس کے تذکرے سے، اس کی پناہ دل کے فساد سے، لگاتار گناہوں سے اور اللہ کی پناہ پروردگار کی ناراضگی سے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ابلیس کا مکالمہ

تاریخی روایت ہے کہ شیطان لعین نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

''وہ کسی غیر محرم عورت سے تنہائی میں نہ ملے ورنہ تیسرا میں ہوں گا آپ جب بھی فیصلہ کریں گے میں اس کو خراب کرنے کی کوشش کروں گا۔ جب تم صدقہ کا ارادہ کرو تو اس پر فوری عمل کرو، اگر تاخیر کرو گے تو میں فقر و احتیاج کے ستر دروازے تمہاری نگاہوں کے سامنے کردوں گا پھر تم صدقہ کرنے سے رک جاؤ گے۔''

فرمان الٰہی:

﴿ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ ﴾ [1]

''شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے جبکہ اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے۔''

[1] ۲/ البقرة: ۲٦٨۔

کہا گیا ہے کہ شیطان تمہیں اپنے نفس میں مشغول کر کے اللہ کی یاد سے غافل کر دے گا۔ اور اس کی تفسیر اس طرح بھی کی گئی ہے کہ شیطان تمہیں ضرورت سے زیادہ مال کے حصول میں لگا کر مال کا حریص وفقیر بنا دے گا۔ تمہارے پاس ضرورت کے لیے کافی مال موجود ہے مگر مزید جمع کرنے کی حرص تمہیں دائمی فقر میں مبتلا کر دے گی۔ تمہاری سوچ طلب مزید میں لگ جائے گی اور یہی وہ فقر و احتیاج ہے جو انسان کو ہمیشہ کے سخت عذاب تک پہنچا دیتا ہے۔

اس کا مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شیطان تمہیں اللہ کی خوشنودی میں خرچ کرنے پر مفلسی سے ڈراتا ہے حالانکہ حقیقی دولت و امارت یہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ اللہ کے انعامات و احسانات اور بخشش کو مدنظر رکھے۔

بخل اور سخاوت کی بنیاد

اللہ کے بندو! آگاہ رہو، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک کے ذریعے قرآن مجید میں فرمایا: ﴿ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ [1]
''اور جو کوئی اپنے دل کی تنگی سے بچا لیا گیا وہی فلاح پانے والے ہیں۔''

بخیل اور کنجوس اپنے آپ کو بربادی سے بچا سکتا ہے اور نہ ہی فلاح پا سکتا ہے جان لو! بخل جہنم کا درخت ہے جس کی ٹہنیاں دنیا پر لٹک رہی ہیں یہ شیطان کا درخت ہے۔ جو اسکی شاخ سے چمٹ گیا وہ اسے جہنم میں پہنچا دے گی جب کہ سخاوت جنت کا درخت ہے جس کی شاخیں دنیا پر جھکی ہوئی ہیں۔ جو اس کی شاخ سے چمٹ گیا وہ اسے جنت میں کھینچ لے گی۔ جود و سخا اللہ کریم کی صفات میں سے ہے جس نے اس عادت کو اپنا لیا اس نے شیطان مردود کو ناراض کر دیا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا وہ جود و سخا کا پیکر تھا، کسی صالح شخص کو دیکھو وہ سخی ضرور ہوگا۔ سخاوت انبیا اور صدیقین کی عادات سے اور رب العالمین کی صفات سے ہے۔ اے مؤمن اور مؤمنات کی جماعت!

[1] ۵۹/ الحشر: ۹۔

اے آخری نبی محمد ﷺ کی امت! جود وسخا کو معاشرے میں رواج دو۔

اللہ کی پناہ اس آنکھ سے جو اس کے لیے اشک بار نہیں ہوتی، اس دل سے جو اس کی ملاقات کا شوق نہ رکھے۔ اللہ کی پناہ اس دعا سے جو اس تک نہ پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ اللہ کے سوا کسی اور کے سامنے عجز و بے بسی سے۔

پناہ مانگنے والے کی عذاب الٰہی سے نجات

اللہ کے بندو! یقین رکھو، مردود شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے والا دردناک عذاب سے نجات پالے گا۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾ [1]

”شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے مگر اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا اور جاننے والا ہے۔“

یقیناً تمہیں شیطان شرمناک طرز عمل کا حکم دیتا ہے تاکہ دوسروں کو بھی آگ میں جلا ڈالے جس طرح خود اپنے نفس کو جلا دیا اور تمہیں بھی آگ کا ایندھن بنا دے جس طرح خود کو بنایا۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً ﴾ [2]

”وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم کافر بن جاؤ جس طرح وہ کافر ہوئے تاکہ تم سب یکساں ہو جاؤ۔“

میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں فضول کاموں اور غفلت سے، عذاب اور حسرت وندامت سے، اسی کی پناہ آسمانوں اور زمین کے معبود کے غضب سے۔

پیارے بھائیو! رب ذوالجلال کی اطاعت کرو، ذلیل ورسوا شیطان کی چال سے بچ

[1] ٢/ البقرة:٢٦٨۔ [2] ٤/ النساء:٨٩۔

جاؤ اور قرآن وسنت پر عمل کرو۔

بھلائی کی خصلتیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ

''جس نے چھ خوبیاں سمیٹ لیں اس نے جنت کے حصول اور جہنم سے فرار کی کوئی راہ نہیں چھوڑی۔ پہلی خوبی: اللہ کی معرفت کے بعد اس کی اطاعت۔ دوسری: شیطان کی حقیقت کو جانا اور اس کی مخالفت کی۔ تیسری: حق کو پہچانا اور اس کی اتباع کی۔ چوتھی: باطل کو جانا اور اس سے اجتناب کیا۔ پانچویں: دنیا کی حقیقت کو پہچانا اور اس سے بے رغبتی کی۔ چھٹی: جنت کی معرفت کے بعد اسے طلب کیا۔'' [1]

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اسی کی طرف بھاگو اور اس کی فرمانبرداری کے لیے جدوجہد کرو اور شیطان مردود کے مکروفریب سے بچو۔

وہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور صالحین رحمۃ اللہ علیہم جنھوں نے شیطان کو دیکھا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا:

میں نے شیطان کو خواب میں الٹا لٹکا ہوا دیکھا۔ میرا ارادہ ہوا کہ ڈنڈے سے اس کی خبر لوں، شیطان نے کہا: اے ابوسعید! تمہیں علم نہیں کہ میں ڈنڈے سے ڈرتا ہوں نہ اسلحہ سے۔ میں نے کہا اے ملعون! تم کس سے خوف زدہ ہوتے ہو۔ کہنے لگا دو چیزوں سے، اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنے والوں کے استعاذہ سے اور راست بازوں کی معرفت کی شعاعوں سے۔ اللہ کی پناہ اس سے جو اپنا خیر خواہ نہیں، اپنی قبر پر روتا نہیں اور وہ شخص جو گزری ہوئی کل سے آج کے لیے کوئی سبق نہیں سیکھتا۔

جنید رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت ہے انہوں نے فرمایا:

میں نے خواب میں ابلیس لعین کو دیکھا وہ برہنہ جسم لوگوں سے کھیل رہا تھا۔ میں نے کہا: اے شیطان! تمہیں انسانوں سے شرم وحیا نہیں آتی۔ لعین شیطان نے جواب دیا میرے خیال میں یہ انسان ہی نہیں اگر یہ انسان ہوتے تو میں ان سے اسطرح نہ کھیلتا جس

[1] احیاء علوم الدین للغزالی: ۲/ ۳۹۵ ولا أصل له۔

طرح بچے فٹ بال سے کھیلتے ہیں۔ میں نے کہا: اے ملعون تیرے نزدیک حقیقی انسان کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ مسجد شیرازی میں موجود تین قسم کے گروہوں نے میرے جگر کو چھلنی کردیا، میرے جسم کو کمزور کردیا۔ جب میں انہیں گمراہ کرنے کا ارادہ کرتا ہوں وہ اللہ کی طرف رجوع کرلیتے ہیں تو میرا جسم جلنے لگتا ہے۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں بیدار ہوا تو رات کا کچھ حصہ باقی تھا، میں نے اسی مسجد کا قصد کیا جس کا ملعون نے ابھی نام لیا تھا۔ جب مسجد میں داخل ہوا تو تین گروہ موجود پائے انہوں نے سروں پر پرانے سے کپڑے لیے ہوئے تھے ان میں سے ایک نے مجھ سے مخاطب ہوکر کہا۔ اے ابوالقاسم: تمہیں جب بھی کوئی بات سنائی جائے تو اس پر یقین کر بیٹھتے ہو۔

میرے بھائی آ گاہ رہو۔ جس نے شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگی وہ مضبوط دین پر جم گیا کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ابلیس لعین کے متعلق بتایا: ﴿لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ ❶ "میں ضرور بیٹھ جاؤں گا (انہیں گمراہ کرنے کے لیے) تیری سیدھی راہ پر۔"

اللہ نے شیطان کو دین کی راہوں کا ڈاکو بنایا جس طرح چور دنیا کی راہوں کے ڈاکو ہیں۔ ابلیس لعین اللہ کی طرف جانے والے راستے کا ڈاکو ہے تاکہ وہ حق اور ہدایت سے روک سکے۔ جب تم اللہ کی پناہ طلب کرو گے تو وہ تم سے دور بھاگ جائے گا اور ڈاکہ ڈالنے کی طاقت نہیں رکھے گا۔

اللہ کی حفاظت ابلیس کے شر سے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ ❷

"اگر تمہیں شیطان کی طرف سے وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لو۔"

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

﴿اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ❸

❶ ۷/ الاعراف ۱۶ ❷ ۷/ الاعراف ۲۰۰ ❸ ۱۶/ النحل ۹۹

"اسے ان لوگوں پر تسلط حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لائے۔"

اللہ تعالیٰ نے نماز میں اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ فرض رکعات کی تعداد کے برابر سترہ (۱۷) مرتبہ "اهدنا الصراط المستقيم" کو دہرائیں، اس عمل کے بعد شیطان رجیم کی چال کیسے نقصان دے سکتی ہے؟

پیارے بھائی! یہ حقیقت ہے کہ بیت المعمور طوفانِ نوح کے وقت زمین پر تھا اور غرق ہونے سے محفوظ رہا۔ اور آسمان پر اٹھا لیا گیا۔

مؤمن کا دل تو بیت معمور سے کئی لاکھ درجہ افضل ہے۔ اس لیے اس کی حفاظت تو اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ بیت معمور فرشتوں کی عبادت سے آباد ہے، مؤمن کا دل خالق کی نگاہِ التفات سے آباد ہے، دونوں میں کس قدر فرق ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرمان الٰہی

﴿ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَنٌ ﴾ [1] "بے شک میرے بندے ان پر تیرا تسلط نہیں ہے۔" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت کا مفہوم اس طرح ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو مخاطب کر کے فرمایا: انسانوں کو گناہوں میں مبتلا کرنے کا تسلط تو تجھے حاصل ہے مگر ان بندوں کو اللہ کی مغفرت سے روکنے کا تجھے کوئی اختیار نہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک اور قول ہے: اگر شیطان کے لیے بندے کو گناہ میں مبتلا کرنے کا اختیار ہے تو اللہ کی مغفرت کو اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر قوت حاصل ہے کہ وہ مؤمن کو گناہ سے پاک کر سکے۔ شیطان کی قوت مؤمنوں کے دلوں میں اللہ کی مغفرت کے مقابلے میں زیادہ مؤثر نہیں۔ اللہ کی پناہ، فساد کی کثرت سے، بندوں کے ظلم سے، اللہ کی پناہ اس کریم رب کے غصے سے، قیامت کے دن کے عذاب سے، قطع تعلقی اور رشتہ داروں کی دوری سے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

أَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْ مَوْقِفٍ
لِيَشْهَدَهُ الْمُؤْمِنُ وَالْكَافِرُ
إِنْ كُنْتُ بِئْسَ الْعَبْدُ يَا سَيِّدِيْ

[1] الحجر ١٥/ ٤٢

فَـــأَنْــــتَ رَبٌّ سَيِّـــدٌ غَـــافِـــرُ

''اللہ کی پناہ اس مقام سے جہاں کافر اور مؤمن دونوں حاضر ہوں گے۔''

''اے میرے مولیٰ اگر میں گنہگار بندہ ہوں تو، تو بخشنے والا مولیٰ و آقا ہے۔''

انسان اور شیطان دونوں کمزور ہیں

اللہ کے بندو! خوب جان لو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو ضعیف کا لقب دیا ہے اور دوسری آیت میں شیطان کے بارے میں فرمایا:

﴿ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴾ [1]

''شیطان کی چال یقیناً کمزور ہے۔''

جب دو کمزور آپس میں لڑ پڑیں اور ان کو کسی کا سہارا نہ ہو، تو کوئی فریق بھی دوسرے پر غالب نہیں آ سکتا۔ اللہ نے کمزور انسان کو حکم دیا کہ وہ کمزور شیطان کی چال سے بچنے کے لیے رب ذوالجلال کا سہارا لے۔ تاکہ وہ شیطان کے خلاف اس کی مدد اور تحفظ فراہم کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے زیر سایہ ہوگا شیطان مردود کی چال اسے نقصان نہیں دے سکے گی۔ جو فیاض بادشاہ کا سہارا لے گا اسے کذاب شیطان کا مکر نقصان نہ دے گا۔ جو زبردست قوت والے بادشاہ کی نصرت میں ہوگا اسے بھگوڑے شیطان کا منصوبہ نقصان نہیں دے گا اور اس پر شیطان کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اَلْـعَبْـدُ فِـــيْ كَـنَفِ الْإِلٰـــهِ وَحِفْظِـهٖ

مِـــنْ كُـــلِّ شَيْــطَــانٍ غَـوِيٍّ سَـــاهٖ

اِنْ عَـاذَ بِـالـرَّحْـمٰـنِ عِـنْدَ صَبَاحِـهٖ

وَكَــذَاكَ اِنْ اَمْسٰـــى بِـــذِكْـرِ الـلّٰـــهِ

''ہر وہ شخص معبود حقیقی کی رحمت و حفاظت میں ہوگا ہر گمراہ اور غافل شیطان سے۔ جو صبح و شام رحمٰن کی پناہ لے اور اس کا ذکر کرے۔''

[1] ٤/ النساء:٧٦۔

شیطان سے محفوظ رکھنے والی دعا

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ جو شخص صبح و شام یہ کلمات کہے:

((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ))

''میں پناہ طلب کرتا ہوں عظمت والے رب کی اس کے معزز چہرے اور قدیم سلطنت کی، شیطان مردود سے۔''

تو اس کا ساتھی شیطان کہتا ہے کہ یہ شخص آج کے دن مجھ سے محفوظ ہو گیا۔ [1]

بقول شاعر:

يَا رَجَائِيْ فِيْ بَلَائِيْ
لَا تُزِلْ عَنِّيْ خَيْرَكَ
اَنْتَ رَبِّيْ أَنْتَ حَسْبِيْ
اَنَا لَا اَعْبُدُ غَيْرَكَ

''اے وہ جو میری مصیبت میں آخری امید ہے، مجھ سے اپنی بھلائی کو دور نہ کر۔''

''تو میرا رب ہے اور میرے لیے کافی ہے، تیرے سوا میں کسی کی پناہ نہیں لیتا۔''

اللہ کی پناہ اخلاص کے نہ ہونے پر روز جزا کی ہولنا کی سے، اللہ کی پناہ استقامت کے چھوٹ جانے پر، اسی کی پناہ عذاب اور ملامت سے، قیامت کی ہولنا کی سے، حسرت و ندامت سے اور عزت کی محرومی سے۔

اللہ نے ابلیس کو نظروں سے اوجھل کیوں کیا؟

پیارے بھائی: اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس کی صورت کو بدنما بنا کر اس پر لعنت کی، اسکی فطرت کو مکروہ اور اس کی شکل و قامت کو وحشت ناک بنایا، تو اللہ نے اپنے بندوں پر مہربانی

[1] ابوداود: ٤٦٦ ؛ جامع الصغير للسيوطي: ٢٠٠۔

کرتے ہوئے شیطان کو ان کی نظروں سے اوجھل کر دیا تاکہ شیطان کو دیکھ کر ان کے دلوں میں وحشت نہ ہو۔ اسی لیے مولیٰ بزرگ و برتر نے آسمان کو نظروں کے سامنے رکھا اور نقش و نگار سے اسے مزین کیا۔ اور گھات لگائے ہوئے شہابی ستاروں سے اس کی حفاظت کی۔ گویا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندو! تمہاری نظروں میں بدنما اور مکروہ صورت نہیں بلکہ خوشنما اور مزین چیز ہی جچتی ہے۔ دنیا میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ سلوک ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ ہے۔ مگر آخرت میں اس کی شفقت صرف مؤمنین کے قریب تر ہوگی۔ ان کی نظروں کو آتش جہنم کی طرف دیکھنے سے محفوظ فرمائیں گے۔ اور انہیں آراستہ و خوبصورت گھر جنت کے نظارہ سے عزت و تکریم دیں گے۔

اللہ کی پناہ احکام کی مخالفت سے، گناہوں کے اصرار سے، اسی کی پناہ عیبوں سے پاک اللہ کی معصیت سے اور چمٹ جانے والے عذاب سے۔

آسمان کی زینت

نبی ﷺ سے روایت ہے: ''جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا اور اسے کہا سنور جا! تو وہ سنور گئی۔ پھر اسے کہا کلام کر! تو اس نے کہا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ [1] دنیا میں اللہ تعالیٰ نے آسمان کو تمہاری نگاہ میں رکھا اور آخرت میں آراستہ جنت کو مقام شوق میں رکھا، اللہ نے ابلیس ملعون کو دنیا میں چھپائے رکھا اور تیری نظر سے پوشیدہ کیا تاکہ تیرا دل اس کی قبیح صورت سے وحشت زدہ نہ ہو۔ اب یہ بات زیادہ اولیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں اور خطاؤں پر پردہ پوشی کرے اور فریاد و فغاں کے دن لوگوں کی موجودگی میں رسوائی سے محفوظ رکھے۔ اللہ نے اپنے بندوں پر لطف و کرم کیا اور ابلیس کو نگاہوں سے غائب کر دیا۔ ارشاد ہوا:

﴿ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ﴾ [2]

''وہ اور اس کے ساتھی تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں

---

[1] المصنف لابن ابی شیبہ: ٣٤١٠٧؛ کتاب الزهد لابن المبارك: ١٥٢٤۔

[2] ٧/ الاعراف: ٢٧۔

نہیں دیکھ سکتے۔"

گویا اللہ سبحانہ اپنے مؤمن بندوں کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ میں سب سے بڑھ کر تم سے پیار کرنے والا جبکہ شیطان تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے۔

اگر تو دشمن اعظم کو دیکھ لیتا تو تجھے ناگوار گزرتا۔ اسی لیے تیری نگاہوں سے اوجھل رکھا تا کہ دنیا کے مصائب و آلام اور پے در پے غم و رنج کا سہنا آسان ہو، اس کے ساتھ ساتھ دو کاموں کا اجتماع حبیب اعظم کا اوجھل ہونا، اور عدو اعظم کا نظر آنا تیرے لیے مزید دکھ کا باعث ہوتا۔ جیسے میں نے اپنی ذات کو تجھ سے پردہ میں رکھا تو ابلیس کو بھی تیری نگاہوں سے غائب کر دیا تا کہ معاملہ آسان ہو جائے۔

اللہ کی پناہ ضلالت و حماقت سے

سہل بن عبداللہ التستری رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے ابلیس کو خواب میں دیکھا اور اس سے سوال کیا کہ تجھے سب سے زیادہ دکھ دینے والی بات کونسی ہے۔ اس نے جواب دیا لوگوں کا رب العالمین سے پناہ طلب کرنا جبکہ وہ ارحم الراحمین بھی ہے۔

گناہ کی نجاست اور گناہگار کی طہارت

پیارے بھائیو! یقین رکھو، مؤمن بندہ اگر چہ شیطان کی اطاعت کر بیٹھتا ہے۔ مگر اس کا دل مطمئن نہیں ہوتا، اس کی مثال اس طرح ہے کہ ایک شخص نجاست میں گھرا ہوا ہے اور اس کے سامنے پاک پانی کا تالاب ہے۔ اس کا قلبی میلان پاکیزہ تالاب کی طرف ہی ہوگا اگر چہ وہ نجاست میں پھنسا ہوا ہے۔ اور یہی اس کی طہارت کا باعث ہوگا۔ اس طرح مومن کا نفس اگر چہ گناہ کی نجاست میں ہے مگر اس کا دل اللہ اور اس کی محبت میں اٹکا ہوا ہے۔ اور یہی اس کے لیے گناہ سے طہارت کا سبب ہوگا۔ قانون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں سے برتاؤ دلوں کے عقائد کے مطابق ہے جیسے نبی ﷺ کا فرمان ہے: "اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں کی طرف نہیں دیکھتے بلکہ وہ تمہارے دلوں پر نگاہ رکھتے ہیں۔" [1]

اس حدیث میں خوبصورت نکتہ یہ ہے کہ منافق کلمہ توحید کا ذکر صرف زبان سے کرتا

[1] صحيح مسلم: ٢٥٦٤؛ سنن ابن ماجه: ٤١٤٣؛ مسند احمد: ٢/ ٢٨٤۔

ہے، دل سے مطمئن نہیں ہوتا۔ اسی لیے قیامت کے روز محض زبانی اقرار پر جزا نہیں ملے گی۔ مومن اگر گناہ کر بیٹھے چونکہ وہ دل سے اس پر راضی نہیں تھا اس لیے ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ سزا نہیں پائے گا۔

اللہ کی پناہ اس شر سے جو زائل نہ ہو، اس عذاب سے جو ٹلے نہیں اور اللہ کی پناہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت سے۔

سنت کو تھامنا اور اس کی مخالفت نہ کرنا

اللہ کے بندو! سید المرسلین ﷺ کی اطاعت کرو، خاتم النبیین ﷺ کی سنت کو تھامو اور شیطان لعین کی مخالفت کرو۔ تمہارا مولیٰ رسوا کرنے والے عذاب سے تمہیں نجات دے گا۔ وہ تمہیں اپنے متقی اولیا کے ساتھ جنت میں داخل کر دے گا۔ اور تم رب العالمین کے چہرہ پرنور کا دیدار کر سکو گے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا
وَقَدَّرَ الرِّزْقَ قَبْلَ الْخَلْقِ تَقْدِیْرًا
أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ مَکَانَهُ
ذِی الْعَرْشِ لَمْ نَعْلَمْ سِوَاهُ مُجِیْرًا
مِنْ حَرِّ نَارٍ لَا تَفْتُرُ مِنْ لَهَبٍ
مِنْ حَرِّهَا لِلظَّالِمِیْنَ سَعِیْرًا
وَکَذَا السَّلَاسِلُ وَالْعَذَابُ لِمَنْ طَغٰی
یَدْعُوْنَ فِیْهَا حَسْرَةً وَثُبُوْرًا

''اس اللہ کی پناہ! جس کی اولاد نہیں اور مخلوق بنانے سے قبل اس نے رزق کی درست تقسیم کر دی۔ عرش پر مستوی ہونے والے بلند و بالا مولیٰ کی پناہ! جس کے سوا کوئی پناہ دینے والا نہیں۔''

''اس آگ کی حرارت سے جس کے شعلے تھمتے نہیں ظالموں کے لیے ہمیشہ بھڑکنے والی ہے۔''

"اس طرح سرکشوں کے لیے زنجیر اور عذاب ہے جن کی پکار حسرت و ہلاکت ہی ہوگی۔"

اللہ کی پناہ متکبر بادشاہوں سے، اس کی پناہ پتھر دلوں سے، اللہ کی پناہ عام حشرات الارض سے، خطرناک چوروں سے، اللہ کی پناہ سلاطین کے ظلم سے، شیاطین کے مکر سے، مساکین کو ایذا دینے سے۔

پیارے بھائیو! سنت کی مخالفت سے باز رہو ورنہ یہ عذاب تمہیں جنت سے دور لے جائے گا۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابلیس لعین کی اولاد سے ایک لڑکا ہے جس کا نام "زکبتور" ہے، وہ بازاروں کی ڈیوٹی پر متعین ہے روزانہ اپنا جھنڈا وہاں گاڑ دیتا ہے۔ اللہ کے بندو! بچ جاؤ اپنی روح کو آگ کے حوالے نہ کرو۔ ناپ تول میں کمی بیشی سے باز رہو! یہ تمہیں آگ کے عذاب تک لے جائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سرکش جن کی ہلاکت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور جبریل علیہ السلام بھی موجود تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت شروع کی تو ایک سرکش جن آگ کا شعلہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوتا گیا۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کو ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن کے کہنے سے شیطان اوندھا ہو کر گرے گا اور اس کا شعلہ بھی بجھ جائے گا؟ کہو! اللہ کریم کے چہرے کے نور کی پناہ اور اس کے کامل کلمات سے جن سے نہ کوئی نیک تجاوز کر سکتا ہے نہ فاجر، ہر اس چیز کے شر سے جو زمین میں داخل ہوئی اور جو اس سے نکلی، اور جو کچھ آسمان سے اترا اور جو اس کی طرف بلند ہوا، رات اور دن کے فتنوں کے شر سے، دن میں وارد ہونے والوں کے شر سے مگر وہ جو خیر و بھلائی لے کر آئے اے رحمٰن! اے بے حد مہربان! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جونہی یہ کلمات پڑھے شیطان چہرے کے بل اوندھا ہو کر گر پڑا اور آگ کا شعلہ بجھ گیا۔

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ

شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ))۔ [1]

سیدنا سلیمان علیہ السلام اور ابلیس کی ملاقات

تاریخی روایات میں ذکر ہے ابلیس لعین کا سیدنا سلیمان علیہ السلام سے آمنا سامنا ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا، اے ملعون تو محمد ﷺ کی امت سے کیا سلوک کرے گا؟ ملعون نے جواب دیا۔ اے سلیمان علیہ السلام! میں ان کو مسلسل دعوت دیتا رہوں گا یہاں تک کہ دنیا اور مال و دولت ان کے نزدیک کلمہ توحید سے بھی زیادہ مرغوب ہوگا۔

اللہ تم پر رحم فرمائے، اپنے آپ کو ان سے بچاؤ دنیا و دولت یہ شیطان کے جال ہیں۔

تاریخ ساز خطبہ حجۃ الوداع کی چند نصائح

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: ''اے لوگو! میں تمہارا دیانت دار خیر خواہ ہوں، خبردار! ابلیس تم سے تمہارے بتوں کی عبادت میں ملوّث ہونے سے ہمیشہ کے لیے ناامید ہو گیا۔ لیکن مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا! اب ابلیس لعین تمہیں ہزار معبودوں کی عبادت میں لگا دے گا۔ ایک آدمی اونٹ کی پوجا پاٹ میں مصروف ہے، دوسرا عورت کا پجاری ہے، ایک بکریوں کو پوج رہا ہے کوئی زراعت، تجارت، صنعت و حرفت (ہنر) اور سواری کو پوج رہا ہے، دوسری طرف دوستوں کی چاکری ہو رہی ہے۔ ایک شخص دوسرے سے حال و احوال پوچھتا ہے۔ وہ جواب دیتا ہے تجارت نہ ہوتی تو میرا کوئی حال نہ تھا۔ کسی اور سے پوچھا تو جواب آیا کھیتی نہ ہوتی تو بد حالی تھی۔ اس طرح عورت نہ ہوتی، سواری نہ ہوتی، دوست نہ ہوتے تو میں کچھ نہ تھا، دنیا کے پیچھے لگ کر مولیٰ کریم کا ذکر بھول گیا۔''

اے ابن آدم: جس کے بغیر کوئی چارہ جوئی نہیں اس سے غفلت کیسی؟ جس کے محتاج ہو اس سے بے نیازی کیسی؟ اے ابن آدم! دن میں تو سرگرداں ہے، رات کو سو رہا ہے اس

[1] مسند احمد: ۳/ ۴۱۹؛ المصنف لابن ابی شیبہ: ۵/ ۵۰؛ السنن الکبری للنسائی: ۱۰۷۹۲۔

ذات سے کب راضی ہو گے جو مسلسل تیرے کاموں کی نگرانی کر رہی ہے؟ اے ابن آدم! سب کو بنانے والے بادشاہ پر توکل کر جو روزی کی تقسیم کا ضامن ہے۔ پیارے بھائی! اس پر توکل کر، اپنے کام اس کے سپرد کر اس کے بغیر کوئی بھی کارو مختار نہیں۔

بنی آدم میں سے شیطان کے کارندے

آپ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان کے بنی آدم میں سے کچھ معاون و مددگار ہیں، ملعون ان کو مؤمنوں کی طرف بھیجتا ہے۔ وہ انہیں نماز، صدقات اور اللہ کے ذکر سے غافل کرتے ہیں، حرام اور ناجائز کمائی کو خوش نما بناتے ہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا! تم دولت و دنیا کی پوجا بتوں کی عبادت سے بڑھ کر کرو گے۔''

اللہ کی پناہ خواہشات کی طرف میلان سے، گمراہی و ہلاکت سے، اللہ کی پناہ آسمانوں کے معبود کی نافرمانی سے۔

آدم علیہ السلام کا جنت سے خروج

عبداللہ بن سہل التستری رحمۃ اللہ علیہ سے مذکور ہے کہ جب آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عزت و امان کے گھر جنت سے نکال کر امتحان و آزمائش کے گھر دنیا میں اتارا۔ تو فرمایا: اے ابن آدم! میں نے تمہیں اپنے پڑوس میں بسایا تم نے میری نافرمانی کی شیطان کی اطاعت کر کے مجھے چھوڑ دیا۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! تمہیں اب شیطان کے پڑوس میں بساؤں گا تا کہ میری اطاعت اور اس کی نافرمانی ہو۔ میری محبت اور اس سے بغض و عناد ہو پھر میں قیامت کے دن کہوں گا کہ شیطان کی اطاعت کا بدل میری اطاعت اور میری نافرمانی کا بدل میری محبت ہے، پھر میں دوبارہ تمہیں جنت میں داخل کر رہا ہوں۔

بعض تاریخی روایات میں ہے، کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کے دل میں چار چیزیں رکھ دیں۔ معرفت، عقل، ایمان اور یقین، انسان ان اشیاء کا مرکز بن گیا۔ اب اس کے دل پر چار دشمن مسلط کر دیے، ابلیس، خواہشات، نفس اور دنیا۔ اب ابلیس نے اپنے ساتھیوں کو ان ذرائع کے استعمال اور ان تک رسائی کی ضمانت دی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا:

﴿ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ﴾ [1]

''پھر میں انہیں گمراہ کرنے کے لیے ان کے سامنے، ان کے پیچھے، ان کے دائیں اور ان کے بائیں جانب سے حملہ آور ہوں گا۔''

جب اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کی کمزوری اور دفاع میں کم ہمتی کو محسوس کیا تو اسے اپنے اسمائے حسنیٰ میں سے چار نام سکھا دیے جن کی بنا پر وہ ابلیس اور اس کے لشکروں سے قلعہ بند ہو جائے، وہ نام یہ ہیں: یَا اَوَّلُ ، یَا آخِرُ ، یَا ظَاهِرُ ، یَا بَاطِنُ ، گویا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا میں اول ہوں اپنے سامنے کی حفاظت کے لیے میری معرفت کو نگاہ میں رکھ اور میں آخر ہوں جس سے اپنی عقل کی حفاظت کر اور میں ظاہر ہوں دائیں جانب سے ایمان کی حفاظت کر اور میں باطن ہوں بائیں جانب سے اپنے یقین کو محفوظ کر۔

ابلیس کے لیے کچھ مخصوص جہات

بعض حکما سے سوال کیا گیا کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ ابلیس کو چار جہات میں رسائی اور دو جہات میں ممانعت ہوئی؟ ابلیس کو انسان کے اوپر اور نیچے سے وسوسہ ڈالنے کا اختیار نہیں دیا گیا۔ چار جہات کو اعمال کی شراکت میں عمل دخل ہے۔ مگر بالائی حصہ وہ جگہ ہے جہاں سے رب جل جلالہ کی نگاہ کا گزر ہے۔ مؤمن بندوں کے دلوں میں، اور زیرین (نیچے) رب العالمین کے سامنے سجدہ ریز ہونے والوں کے سجدہ کا مقام ہے (اس لیے یہ دونوں جہتیں محفوظ ہیں) اللہ سبحانہ ہمیں اور آپ کو شیطان کے فتنہ سے ایسا تحفظ فراہم فرمائے جس کے ذریعے ہم اس کی رحمت کے سایہ میں آ جائیں۔ اور وہ ہماری اور تمام گناہگاروں کی توبہ قبول فرمائے۔ وہ تو پروردگار رحیم و کریم ہے اور اس بلند و بالا اور عظمت والے اللہ کے سوا کسی کے پاس اس جیسی قوت نہیں۔

---

[1] ۷/ الاعراف:۱۷۔

دوسری نشست
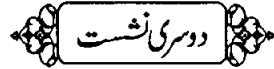
قیامت اور اس کے خوفناک منظر کے بارے میں

اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ ﴾ [1]

''جب زمین کو ہلایا جائے گا (بری طرح) ہلانا۔''

یہ مکی سورت ہے اور وعدو وعید کے باب میں ایک واضح دلیل کی حیثیت رکھتی ہے۔

ان آیات کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتے ہیں، اور انہیں قیامت قائم ہونے اور زمین کے زلزلہ کی یاد دلاتے ہیں۔ تا کہ وہ نافرمانی اور مخالفت سے باز رہیں اور اطاعت و ایمان پر عمل پیرا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو قیامت کے روز سے ڈرایا تا کہ اس کی ہولنا کیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے لیے تیار رہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ ﴾ [2]

''جب زمین کو ہلایا جائے گا (بری طرح) ہلانا۔''

گویا کہ زمین اپنے باسیوں سمیت تمام جانبوں سے حرکت کرے گی۔ اس طرح مسلسل حرکت جاری رہے گی یہاں تک کہ اس کی سطح پر موجود تمام پہاڑ اور عمارتیں ٹوٹ پھوٹ جائیں گی۔ وہ اس وقت تک اپنی پہلی حالت میں نہیں آئے گی جب تک کہ وہ تمام اشیاء جو اس کے شکم سے نکلی ہیں دوبارہ اس میں داخل نہ ہو جائیں۔ زمین کا یہ زلزلہ حضرت اسرافیل کی شدت آواز کی بنا پر ہوگا۔ اور یہ وقوعہ اس وقت رونما ہوگا جب نظامِ دنیا، اوقات و لمحات، مہینے، سال، دن، حلال وحرام سب تباہ ہو جائیں گے۔ اور یہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب حق کی آواز خاموش ہوگی اور باطل کا غلبہ ہوگا۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر کا ترک، گناہوں کا ارتکاب حرام کاموں کا حلال جاننا، ظلم کی کثرت، جہاد کا ترک، فساد کا ظہور، سود کا رواج، لواطت و زنا کی کثرت، فحاشی و بے حیائی اور فسق و فجور کا اندھا دھند رجحان جیسے

---

[1] ۹۹/ الزلزلۃ:۱۔ [2] ۹۹/ الزلزلۃ:۱۔

واقعات عام ہوں گے۔لوگ شراب نوشی کے ذریعے ان پردیدہ دلیر ہوں گے۔

کچھ لوگ نیکی کا حکم دیں گے مگر خود اس پر عمل پیرا نہیں ہونگے، برائی سے روکنے کی تلقین ہورہی ہوگی مگر خود اس کا ارتکاب، حق سے نفرت اور خواہشات کی پیروی ہوگی۔ قرآن پڑھا جارہا ہوگا مگر اس پر عمل نہیں ہوگا۔شرمناک طرز عمل اور عیوب کی کثرت ہوگی، فاسق و فاجر گناہوں اور نافرمانیوں سے آراستہ ہوں گے۔ جب حالات اس ڈگر پر پہنچ جائیں گے تو رب جل جلالہ کا غضب انتہا پر ہوگا۔اس وقت حکم جاری ہوگا۔اے اسرافیل! صور پھونک دو، تو اسرافیل اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے صور پھونک دیں گے، تو زمین مشرق سے لے کر مغرب تک تیزی سے حرکت کرنے لگے گی۔ یہ زلزلہ منافقین اور فاجروں پر اللہ کے شدید غضب کی بنا پر ہوگا۔

سیدنا اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام کی شکل وصورت

سیدنا اسرافیل عظیم فرشتے ہیں جن کا ایک پر (بازو) مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے۔ان کے پاؤں نچلی ساتویں زمین کی سطح پر ہیں جس کی مسافت پانچ سو سال ہے۔ ساتوں آسمان ان کے گھٹنوں کے برابر ہیں۔ان کی گردن عرش کے نیچے مڑی ہوئی ہے اور عرش ان کے کندھے پر ہے۔ بایاں پاؤں پیچھے اور دایاں پاؤں آگے کی طرف بڑھا کر لوح محفوظ کو سامنے رکھے ہوئے، صور کو منہ میں رکھ کر عرش پر نظریں جمائے، کان لگا کر مستعد کھڑے ہیں کہ کب انہیں صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔صور نور کا ایک سینگ ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! صور کا پھیلاؤ آسمان و زمین کے باہمی فاصلہ کی طرح ہے۔'' [1]

اور نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں عیش وعشرت کی زندگی کیسے بسر کرسکتا ہوں، جب کہ صاحب صور (حضرت اسرافیل) صور کو منہ میں لیے، پیشانی جھکائے نظر کو عرش پر جمائے ہوئے، کانوں کو لگائے انتظار میں کھڑے ہیں کہ کب انہیں صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔'' [2] جب

[1] كتاب الفتن للمروزی: ١٨٢٥؛ تفسير القرطبی: ١٣/ ٢٣٩۔ [2] مسند احمد: ٣/ ٧٣؛ مسند دیلمی رقم: ٤٨٧٤؛ حسن لغیرہ السلسلة الصحیحة: ١٠٧٩۔

صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں رہنے والوں پر موت طاری ہو جائے گی۔ صرف چار فرشتے جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت زندہ بچیں گے باقی مخلوق کی موت کے بعد ان پر موت طاری ہوگی۔

حضرت اسرافیل کی آواز کی شدت کی بنا پر زمین مشرق سے مغرب تک ہل جائے گی۔ ہر عمارت تباہ ہو جائے گی۔ صرف مساجد کی بنیادیں باقی رہیں گی اللہ کے ہاں فضیلت کی وجہ سے وہ مسمار نہیں ہوں گی، کیونکہ ان میں توحید کا اعلان، عبادت کی ادائیگی اور قرآن کی تلاوت ہوتی رہی اور یہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ﴾ [1] ''اللہ کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں ذکر ہے کہ تمام اشیاء ہلاک ہونگی صرف وہ عمل باقی رہے گا جو اللہ کی رضا جوئی کے لیے کیا گیا، اس طرح مساجد بھی ختم نہیں ہوں گی، کیونکہ وہ اللہ کی رضا کے لیے بنائی گئیں۔

آندھی چلنے پر رسول اللہ ﷺ کا غم

روایت کیا جاتا ہے کہ جب آندھی چلتی تو رسول اللہ ﷺ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ [2] خوف کی شدت کے اور قیامت قائم ہونے اور زمین کے زلزلہ کے ڈر سے آپ ﷺ بار بار گھر میں داخل ہوتے اور پھر باہر آتے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے خوف کی شدت کا یہ عالم ہے جبکہ آپ اللہ کے ہاں تمام مخلوق سے معزز و مکرم ہیں تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جس نے اپنی عمر لاپرواہی اور غفلت میں تباہ کر دی، شب و روز تماشوں اور بیہودگی میں گزار دیے۔ عمر کی قیمتی گھڑیاں نافرمانی میں گنوا دی اور اسی حالت میں اسے موت نے آلیا۔

نبی ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: ''میں معراج کی رات ساتویں آسمان پر پہنچا تو میں نے اسرافیل کو دیکھا، کہ وہ اپنی پیشانی کو جھکائے ہوئے ایک پاؤں آگے اور دوسرا پیچھے کیے ہوئے ہیں۔ عرش ان کے کندھے پر اور صور منہ میں جبڑوں کے درمیان رکھے ہوئے پھونکنے کے لیے بالکل تیار تھے۔ ان کی تیاری کو دیکھ کر میرا گمان تھا کہ میرے

---

[1] ٢٨/ القصص:٨٨۔ [2] ابن حبان:٦٦٤؛ مسند احمد:٣/ ١٥٩۔

زمین پر پہنچنے سے پہلے وہ صور پھونک دیں گے۔'' [1]

رسول اللہ ﷺ سے اسرافیل کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا: ''اس کا ایک بازو مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے اور اس کے پاؤں ساتویں زمین کی سطح پر ہیں اور عرش ان کے کندھے پر ہے۔ وہ دن میں تین گھڑیاں اللہ کی عظمت کے متعلق غور و فکر میں گزارتے ہیں۔ زبردست مالک کے خوف سے روتے ہوئے ان کے آنسو سمندر کی طرح رواں ہیں۔ اگر ان کے آنسوؤں کے سمندر کو دنیا میں بہاؤ کی اجازت ہوتی تو وہ آسمانوں اور زمین کو بھر دیتے۔ اللہ جل جلالہ کے سامنے تواضع کرتے ہوئے ان کا قد اس قدر چھوٹا ہو گیا ہے کہ ایک پرندے کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔'' [2]

اے اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والی جماعت! اللہ سے ڈرو، قیامت قائم ہونے اور زلزلہ کے حادثہ کے لیے تیاری کرو۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴾ یعنی زمین حرکت کرے گی اور تھرتھرائے گی۔ پہاڑ اڑیں گے۔ درخت اکھڑ جائیں گے، عمارتیں منہدم ہو جائیں گی۔ زمین پر کوئی عمارت، درخت، نباتات جیسے سب زمین کے شکم میں داخل ہو جائیں گی۔ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قیامت بدترین مخلوق پر قائم ہوگی۔

صور کب پھونکا جائے گا؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کرتے تھے۔ اور میں آپ سے شر کے متعلق پوچھا کرتا تھا اس ڈر سے کہ وہ مجھے نہ پہنچے۔ [3]

نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ''آخری زمانہ میں فتنے تاریک رات کے حصوں کی طرح ہوں گے۔'' [4] جب اللہ تعالیٰ زمین والوں پر ناراض ہوں گے تو اسرافیل کو حکم دیں گے کہ بے ہوش کر دینے والا صور پھونک دیں۔ جب وہ پھونکیں گے تو لوگ حالت غفلت میں

---

[1] المعجم الاوسط للطبرانی:۲۹۸۳۔ [2] ذکرہ القرطبی فی تفسیرہ: ۱۴/ ۳۲۰؛ ورواہ الأصبهانی فی العظمة:۲۷۔ [3] البخاری:۳۶۰۶؛ابن حبان:۵۹۶۳۔

[4] المصنف لابن ابی شیبہ:۳۰۳٤۲؛ مسند دیلمی:۸۷۱۹۔

ہوں گے۔ کوئی شخص اپنے گھر میں قیام پذیر ہوگا، کوئی بازار میں کوئی کھیتی باڑی میں مصروف اور کوئی حالت سفر میں ہوگا۔ کوئی شخص کھانا کھاتے ہوئے لقمہ اٹھائے گا مگر اسے منہ میں ڈالنے کی مہلت نہیں ملے گی، کوئی گفتگو میں مصروف ہوگا تو کلام مکمل نہیں کر سکے گا کہ موت طاری ہو جائے گی، اول تا آخر تمام مخلوق فنا ہو جائے گی۔

اسرافیل ابھی اس بلند چیخ کو ختم نہیں کریں گے کہ زمین کے چشمے، نہریں، نباتات، درخت، پہاڑ اور سمندر ایک دوسرے میں گھس کر زمین کے شکم میں داخل ہو جائیں گے۔ لوگ بے حس و حرکت ہلاک پڑے ہوں گے، کوئی چہرے کے بل اوندھا، کوئی کمر کے بل، کوئی پہلو پر رخسار کی سمت زمین پر گرا ہوگا۔ کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ لقمہ ان کے منہ میں ہو گا نگلنے سے پہلے موت آ جائے گی، ستاروں کی قندیلوں کی وہ زنجیر ٹوٹ جائے گی جس میں وہ جڑے ہوئے ہیں اور وہ زلزلہ کی شدت کی بنا پر زمین پر آ گریں گے۔ ساتوں آسمانوں کے فرشتے، دربان، راست باز نگران، تسبیح کرنے والے، عرش اور کرسی کے حاملین، عبادت گزار فرشتے سب وفات پا جائیں گے۔ صرف جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت علیہم السلام زندہ رہیں گے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کیسے فوت ہوں گے [1]

اللہ جل جلالہ فرمائیں گے: اے ملک الموت، کون باقی ہے؟ جب کہ ذات باری کو اس سے زیادہ علم ہے۔ ملک الموت عرض کریں گے، میرے آقا و مولیٰ آپ کو زیادہ علم ہے۔ اسرافیل، جبریل اور میکائیل کے علاوہ یہ تیرا کمزور، عاجز اور فرمانبردار غلام موت کا فرشتہ ابھی زندہ ہے، مگر یہ عاجز مسلسل عظیم ہولناکیوں کا مشاہدہ کرتے کرتے اب بے بس ہو چکا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حکم دیں گے جاؤ جبریل کی روح قبض کر کے لاؤ۔ ملک الموت جبریل کی طرف جائیں گے تو ان کو سجود و رکوع میں مشغول پائیں گے۔ ملک الموت کہیں گے، اے مسکین! جو کچھ تمہارے ساتھ ہونے والا ہے تم اس سے کیسے غافل ہو؟ کیا تمہیں علم نہیں تمام بنی نوع انسان، دنیا والے، زمین کے باشندے، پرندے، درندے، حشرات

[1] تفسیر القرطبی: ۱۵/ ۲۸۰۔

الارض، آسمانوں کے باسی، عرش اور کرسی کے حاملین، نگران فرشتے اور سدرۃ المنتہیٰ پر بسنے والوں پر موت طاری ہو چکی ہے؟ اب میرے مولیٰ نے تمہاری روح قبض کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس وقت جبریل روتے ہوئے، اللہ کے سامنے عاجزی کرتے ہوئے عرض کریں گے۔ اے اللہ! مجھ پر موت کی سختیوں کو آسان فرما دے۔ اب ملک الموت انہیں ایک ہی مرتبہ دبائیں گے تو ان کی روح قبض ہو جائے گی اور جبریل علیہ السلام چت ہو کر گر پڑیں گے۔ اللہ جل جلالہ فرمائیں گے ملک الموت اب کون باقی ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ علم ہے، عرض کریں گے مولیٰ و آقا! میکائیل، اسرافیل اور تیرا کمزور بندہ ملک الموت باقی رہ گئے ہیں۔

میکائیل کی موت کیسے ہوگی؟

اللہ جل جلالہ حکم دیں گے کہ جاؤ میکائیل کی روح قبض کرلاؤ ملک الموت حکم الٰہی کے مطابق میکائیل کی طرف جائیں گے۔ وہ ڈیوٹی میں مصروف پانی کے انتظار میں ہوں گے تاکہ بادلوں پر تقسیم کرسکیں۔ ملک الموت انہیں مخاطب کر کے کہیں گے۔ اے مسکین! جو کچھ تمہارے ساتھ ہونے والا ہے اس سے تم کس قدر غافل ہو؟ بنی آدم، چوپائے، وحشی جانور، حشرات الارض ان سب کا رزق ختم ہو چکا ہے۔ آسمانوں اور زمین والے، حجاب و پردوں پر متعین دربان، عرش و کرسی کے حاملین، عبادت گزار فرشتے، سچائی کے شیدائی، تسبیحات میں مشغول سب فنا ہو چکے ہیں۔ مجھے اللہ عزوجل نے تمہاری روح قبض کرنے کا حکم دیا ہے، اس وقت وہ روتے ہوئے اللہ کے دربار میں درخواست کریں گے کہ اے اللہ! مجھ پر موت کی سختیوں کو آسان فرما دے۔ اب ملک الموت انہیں گلے لگا کر زور سے دبائیں گے تو وہ فوت ہو کر گر جائیں گے۔ پھر اللہ جل جلالہ پوچھیں گے جب کہ انہیں علم ہے، کون باقی ہے؟ میرے مولیٰ و آقا آپ خوب واقف ہو، اب اسرافیل اور یہ تیرا کمزور بندہ ملک الموت باقی ہے۔

اسرافیل کی موت کیسے ہوگی؟ [1]

اللہ تعالیٰ حکم دیں گے اے ملک الموت جاؤ، اسرافیل کی روح قبض کرلاؤ، وہ اللہ کے حکم کے مطابق اسرافیل کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے مسکین! تمہارے ساتھ جو

[1] تفسیر طبری: ۲۴/ ۲۹۔

کچھ ہونے والا ہے اس سے تم کس قدر غافل ہو؟ تمام مخلوقات فنا ہو چکی اور اب کوئی باقی نہیں ہے اللہ نے مجھے تمہاری روح قبض کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسرافیل عرض کریں گے: ''بے عیب ہے وہ ذات جسے بندوں پر موت کا تسلط حاصل ہے، پاک ہے وہ ذات جو وجود و بقا میں تنہا ہے پھر عرض کریں گے، اے مولیٰ! مجھ پر موت کی تلخیوں کو آسان فرما دے۔'' ملک الموت انہیں اپنے ساتھ لگا کر زور سے دبائیں گے تو بے روح جسم نیچے آ گرے گا۔ یہ وقوعہ اس قدر ہولناک ہوگا کہ اگر آسمانوں کے فرشتے آسمانوں میں اور زمین والے زمین پر موجود ہوتے تو تمام کے تمام اس جھٹکے کی شدت سے مر جاتے۔

ملک الموت پر موت کیسے آئے گی؟ [1]

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جب کہ انہیں زیادہ علم ہے، اے ملک الموت اب کون باقی ہے۔ ملک الموت عرض کریں گے مولیٰ و آقا آگاہ ہیں، کہ اب آپ کے عاجز و ناتواں بندے ملک الموت کے علاوہ کوئی باقی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ''اے ملک الموت! مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! اب تمہیں بھی وہ چکھاؤں گا جو تم میرے بندوں کو چکھاتے رہے۔ جاؤ جنت و جہنم کے درمیان پہنچ کر فوت ہو جاؤ۔'' اب ملک الموت اس مقررہ مقام پر پہنچ کر اس زور سے چیخ ماریں گے کہ اگر اس سے قبل تمام مخلوق ختم نہ ہو چکی ہوتی تو اس زوردار چیخ سے ہلاک ہو جاتی۔ اب ملک الموت بھی موت کے گھاٹ اتر جائیں گے۔ جبکہ آسمان فرشتوں سے خالی اور افلاک اپنے باسیوں سے خالی ہو جائیں گے۔ زمین انسانوں، جنات، پرندوں، حشرات الارض، درندوں اور چوپایوں کی ہلاکت سے ویران پڑی ہوگی۔ بادشاہی صرف اس اللہ کی جو یکتا اور زبردست ہے جس نے لیل و نہار کا سلسلہ قائم کیا، کوئی انسان نظر نہیں آئے گا، کسی آہٹ کا احساس نہیں، حرکات رک گئیں، آوازیں آنی بند ہو گئیں، زمین و آسمان اپنے باسیوں سے خالی ہو گئے۔

آج کے دن بادشاہی کس کی؟

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ دنیا پر جھانکیں گے اور فرمائیں گے۔ اے دنیا! تیری نہریں

[1] تفسیر القرطبی: ۱۵/ ۲۸۰۔

کہاں، گلشن کہاں، تیرے مکین کہاں، تمہیں بسانے والے بادشاہ اور بادشاہوں کے بیٹے جابر حکمران اور انکے فرزند کہاں گم ہو گئے۔ کہاں ہیں وہ جنہوں نے میرا رزق کھایا میری نعمتوں میں پلے اور عبادت غیروں کی کرتے رہے۔ آج حکومت کس کی ہے؟ کوئی جواب نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائیں گے، بادشاہی صرف ایک اللہ کی۔ اب اللہ تعالیٰ مردہ بندوں کی طرف نگاہ کریں گے کوئی رخسار کے بل گرا ہوا، کوئی قبر میں بوسیدہ پڑا ہے۔ پھر فرمائیں گے اے دنیا! تیری انہار، درخت، باشندے، آباد کار کہاں گئے، بادشاہ، جابر حکمران کدھر گم ہو گئے، آج حکمرانی کس کی؟ پھر کوئی جواب نہیں آئے گا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے لِلّٰہِ الواحد القھار جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے زمین میں کوئی بولی بولنے والا سانس لینے والا باقی نہیں رہے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ چالیس روز تک ایسے ہی رہے گا جو کہ درحقیقت دونفخات (صور پھونکنا) کی درمیانی مدت ہے۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ ساتویں آسمان کے سمندر سے اتریں گے، اس سمندر کو ''بحر الحیوان'' کہا جاتا ہے، اس کا پانی رنگ میں انسانی نطفہ کے مشابہ ہے۔ یہ قیام چالیس سال تک ہوگا۔ یہ پانی زمین کو پھاڑتا ہوا زمین کے نیچے دفن بوسیدہ ہڈیوں میں سرایت کر جائے گا۔ پانی کی وجہ سے لوگ اس طرح دوبارہ اٹھیں گے جیسے بارش کی وجہ سے کھیتی میں بہار آتی ہے۔

مردوں کے زندہ ہونے کی کیفیت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴾ [1]

''وہ وہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے......''

[1] ۷/ الاعراف:۵۷۔

مردے ماء الحیاۃ سے اس طرح نکلیں گے جیسے بارش کے ذریعے نباتات نکلتی ہیں۔ اب ہڈیاں، اعصاب، گوشت، بال، جمع ہو کر اور ہر جوڑ اپنے مقام پر پہنچ کر اللہ کی قدرت سے جسم مکمل شکل اختیار کر لے گا صرف اس میں روح نہیں ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ حکم دیں گے، اسرافیل! زندہ ہو کر کھڑے ہو جاؤ، اسرافیل، اللہ کی قدرت سے حیات ثانی پا کر زندہ کھڑے ہوں گے۔ رب جبار حکم دیں گے، اے اسرافیل! صور کو منہ میں تھامو اور میرے بندوں کو جزا و سزا کے فیصلے کے لیے زوردار آواز سے بلاؤ، تو گویا سب سے پہلے اللہ اسرافیل کو زندہ کریں گے اور اسے صور پھونکنے کا حکم دیں گے۔

صور کی شکل و صورت اور اعمال کا جسموں کی طرف پلٹنا

صور نور کا ایک سینگ ہے [1] اس میں بندوں کی روحوں کی تعداد کے برابر سوراخ ہیں تمام روحوں کو جمع کر کے صور میں بند کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دیں گے کہ وہ بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہوں اور صور منہ میں رکھ کر آواز دیں۔ یہ چٹان آسمان کی جانب زمین کا سب سے قریب مقام ہے، فرمان الٰہی کا مفہوم بھی یہی ہے:

﴿ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴾ [2]

”کان لگائیے جس دن منادی کرنے والا قریب ہی سے پکارے گا۔“

حضرت اسرافیل ان الفاظ میں آواز دیں گے، ”اے بوسیدہ ہڈیو! گوشت کے کٹے ہوئے ٹکڑو! بکھرے ہوئے بالو! ریزہ ریزہ ہونے والی رگو! فیصلہ کرنے والے خود مختار بادشاہ کے دربار میں پیشی کے لیے کھڑے ہو جاؤ، تاکہ تمہیں اعمال کی جزا دی جائے۔ جب حضرت اسرافیل صور میں آواز دیں گے تو ارواح صور کے سوراخوں سے نکل کر آسمان و زمین کے درمیان شہد کی مکھیوں کی طرح پھیل جائیں گی۔ ہر ایک سوراخ سے ایک متعین روح نکلے گی کوئی اور نہیں نکل سکے گی۔ مؤمنوں کی روحیں سوراخوں سے نکلتے وقت ایمان اور اعمال صالحہ کے نور سے روشن ہوں گی۔ اور کفار کی روحیں کفر کے اندھیروں سے تاریک ہو کر نکلیں گی۔ حضرت اسرافیل اپنی آواز کو مسلسل جاری رکھے ہوئے ہوں گے۔ پہلے روحیں

[1] تفسیر القرطبی: ۷/ ۲۰؛ روح المعانی: ۲۰/ ۳۰ [2] ۵۰/ ق: ۴۱۔

آسمان وزمین کے درمیان پھیل جائیں گی پھر زمین کا رخ کر کے ہر روح اپنے اس جسم میں داخل ہو جائے گی جسے اس نے دنیا میں چھوڑا تھا۔ روحیں جسموں میں اس طرح سرایت کریں گی جس طرح زہر ڈسے ہوئے جسم میں سرایت کرتا ہے۔ پھر زمین ان کے سروں کی جانب سے پھٹے گی اور وہ اپنے قدموں پر کھڑے قیامت کی ہولنا کیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے۔ حضرت اسرافیل مسلسل آواز پہ آواز دیے جا رہے ہوں گے، اور بغیر وقفے کے اسے لمبا کیے جا رہے ہوں گے۔ مخلوق آواز کے پیچھے پیچھے چل رہی ہوگی اور ایک آگ مخلوقات کو حشر کی زمین کی طرف ہانک رہی ہوگی۔

جب انسان قبروں سے نکلیں گے تو ان کے دنیا میں کیے ہوئے اعمال بھی ساتھ ہوں گے، کیونکہ ہر انسان کا عمل قبر میں اس کا ساتھی ہوتا ہے۔ قیامت کی ہولنا کیوں اور سختیوں میں جب انسان کی نظر جہنم کی آگ یا قیامت کی ہولنا کیوں پر پڑے گی تو گھبرائے گا۔ اس کا عمل اسے تسلی دیتے ہوئے کہے گا۔ اے میرے حبیب! یہ سختیاں ان کے لیے نہیں جنھوں نے اللہ کی اطاعت کی بلکہ یہ ہولنا کیاں اور جہنم ان کے لیے ہے جنھوں نے اپنے مولیٰ کی نافرمانی کی، اس کی آیات کی تکذیب کی اور خواہشات کی اتباع کی۔ تو اپنے مولیٰ کا فرمانبردار، نبی کا پیروکار، خواہشات کو چھوڑنے والا تھا، اس لیے تجھ پر کوئی غم اور فکر نہیں اسی حالت میں تو جنت میں داخل ہوگا۔

اور اگر انسان، گناہگار اور اللہ کا نافرمان ہوگا اور بغیر توبہ کے مر گیا۔ جب یہ فریب خوردہ مسکین قبر سے نکلے گا تو اس کے برے اعمال بھی ساتھ ہوں گے جو وہ دنیا میں کرتا رہا اور وہ قبر میں بھی ساتھ رہے۔ جب یہ گمراہ انسان اعمال کو سیاہ ڈراؤنی شکل میں دیکھے گا اور قیامت کی ہولنا کیوں میں سے کسی ہولنا کی یا آگ کو دیکھے گا تو اس کے عمل اسے کہیں گے، اے اللہ کے دشمن! یہ سب کچھ تیرے لیے ہے اور تو ہی ان کا نشانہ ہے۔ [1]

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

أَيَّ يَوْمٍ يَكُوْنُ يَوْمَ النُّشُوْرِ ۔۔۔ يَوْمٌ فِيْهِ يَفُوْزُ أَهْلُ الْقُبُوْرِ

[1] تفسیر الثعالبی: ١/ ٥١٥، ٥١٦۔

"یہ ایسا دن ہے جب دوبارہ اٹھنا ہو گا
بعض قبروں سے اٹھنے والے کامیاب ہونگے"

يَوْمٌ فِيْهِ الْجَزَاءُ جَنَّةُ عَدْنٍ لِمُطِيْعٍ وَمَنْ عَصٰى فِيْ سَعِيْرٍ

"اس دن فرمانبردار کی جزا جنت عدن ہو گی
اور نافرمان کے لیے جہنم کی آگ ہے"

خَابَ مَنْ قَدْ عَصٰى وَفَازَ مُطِيْعٌ رَاقَبَ اللّٰهَ فِيْ جَمِيْعِ الْأُمُوْرِ

"نافرمان ناکام جبکہ فرمانبردار کامیاب ہوا
جس نے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کا خوف سامنے رکھا"

قَامَ فِي اللَّيْلِ لِلْإِلٰهِ ذَلِيْلًا لَيْسَ يَخْلُوْ مِنْ خَوْفِهِ لِلْقَدِيْرِ

"جو رات کو اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے گڑگڑاتا رہا
جو کبھی تنہائی میں بھی اللہ کے خوف سے بے خوف نہیں ہوا"

خَافَ مِنْ عِظَمِ يَوْمٍ هَوْلٌ شَدِيْدٌ شِدَّةَ الْعَوْلِ مِنْ عَذَابِ الذَّفِيْرِ

"وہ اس دن کی شدید سختی سے ڈرتا رہا
اور عذاب الیم کی ہولناکیوں سے بھی (ڈرتا رہا)"

اللہ کے بندو! خدا سے ڈرو، اے مسلمانوں کی جماعت! خواب سے بیدار ہو، شرمناک افعال اور گناہوں کو ترک کر دو، اللہ علیم وخبیر کی اطاعت کی طرف پلٹ آؤ، اس سے قبل کہ وہ دن آئے جس روز آسمان بادلوں سمیت پھٹ جائے گا۔ [1]

زمین کا مخفی خزائن نکالنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ﴾ [2]

"اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال دے گی۔"

زمین اپنے اندر موجود مردے، مخفی خزائن، اور امانت کے طور پر رکھے ہوئے بندوں

---

[1] تفسیر الثعالبی: ١/ ٥٦٠۔ [2] ٩٩/ الزلزلة: ٢۔

کے اعمال، اطاعت و نافرمانی کے متعلقہ چھپے ہوئے راز اگل دے گی، اس طرح اللہ زمین کو حکم دیں گے کہ بندوں کے اعمال بھی نکال دو۔

بندہ جب قبر سے نکلے گا تو اپنے اعمال قبر کے کنارے پر پائے گا۔ اگر اسکا عمل صالح ہوگا تو اسے نور کی شکل میں دیکھے گا جو اس کا پردہ اور حجاب ہوگا جو اس کی چھپی کوتاہیوں پر پردہ پوشی کرے گا اور اس آگ سے حجاب بنے گا جو لوگوں کو زمین محشر کی طرف لے جائے گی۔

اگر اس کے اعمال برے ہوئے تو انہیں سیاہ تاریک شکل میں پائے گا جو قیامت کی ہولناکیوں سے بھی اس کے لیے سخت ہوں گے۔

یہ تمام واقعات دوسرے نفخہ (پھونک) کے ہیں۔ پہلے اور دوسرے نفخہ میں چالیس سال کا وقفہ ہوگا۔ یہ حالات و واقعات اللہ کے فرمان ﴿ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ﴾ کے ترجمان ہیں۔ اے فریب میں مبتلا انسان! اس نقشہ کو سامنے رکھو، کہ غموں اور مصیبتوں کی یلغار، حوادثات اور ہولناکیوں کا گھیراؤ، عیبوں اور خطاؤں کا ظہور، حقوق اور گناہوں کا کمر توڑ بوجھ، اس وقت تیرا کیا حال ہوگا۔

کسی شاعر نے ان حالات کی کیا خوب ترجمانی کی:

قَدْ سَوَّدَتْ وَجْهِيَ الْمَعَاصِيْ
وَأَثْقَلَتْ ظَهْرِيَ الذُّنُوْبُ
أَوْرَثَنِيْ ذِكْرُهَا سَقَامًا
فَلَيْسَ لِيْ فِي الْوَرٰى طَبِيْبُ
يَا شُؤْمَ نَفْسِيْ غَدَاةَ حَشْرِيْ
إِذَا أَحَاطَتْ بِيَ الْكُرُوْبُ
وَصَوْتُ دَاعٍ دَعَا بِإِسْمِيْ
اَيْنَ مَفَرِّيْ وَمَا أُجِيْبُ؟
هَذَا كِتَابُ الذُّنُوْبِ فَاقْرَأْ
فَعِنْدَهَا تَظْهَرُ الْعُيُوْبُ

''خطاؤں نے میرا چہرہ سیاہ کر دیا اور گناہوں نے میری کمر توڑ دی۔''

''خطاؤں کی یاد نے مجھے ایسی بیماری لگا دی، کہ کائنات میں اس کا کوئی معالج نہیں ہے۔''

''حشر کی صبح میرے نفس کی نحوست جب کہ مجھے مشکلات نے گھیرا ہوگا۔''

''اور پکارنے والے کی آواز جو میرا نام لے کر پکارے گا پھر کہاں ہے بھاگنے کی جگہ؟ اور میں کیا جواب دوں؟''

''یہ گناہوں کی کتاب پڑھ لو، اس وقت تمام عیب ظاہر ہو جائیں گے۔''

بعض روایات میں ذکر ہے کہ انسان جب قبر سے نکلے گا تو اپنے برے اعمال لکڑیوں کے گٹھے کی صورت میں پائے گا۔ عذاب پر مقرر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اس پر کھڑا ہو گا۔ جب انسان گزشتہ اعمال کو یاد کرے گا، فرشتہ آواز دے گا۔ اے اللہ کے دشمن! اپنے عمل پکڑ و اور اپنی کمر پر اٹھا لو جس طرح تو دنیا میں ان سے لذت اٹھاتا تھا، تو نے اپنے مولیٰ کا لحاظ نہیں کیا جب کہ تیرے علم میں تھا کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور تجھ سے خوب واقف ہے۔ یہ مسکین عملوں کا گٹھا کمر پر اٹھائے گا تو اسے پہاڑ سے زیادہ بھاری محسوس ہوگا اور آگ اسے کٹہرے کی طرف دھکیل رہی ہوگی۔ غور کیجیے! ایک فرشتہ سخت ڈانٹ ڈپٹ اور غصے سے اسے ہانک کر لے جا رہا ہے اور ایک گواہ اللہ کی عطا کردہ معلومات لے کر اس کے ساتھ ساتھ ہے کسی شاعر نے کیا خوب اس کی تصویر کشی کی:

كَيْفَ اِحْتِيَالِيْ إِذَا جَاءَ الْحِسَابُ غَدًا

وَقَدْ حَشَرْتُ بِأَثْقَالِيْ وَأَوْزَارِيْ

وَقَدْ نَظَرْتُ إِلٰى صُحُفِيْ مُسَوَّدَةً

مِنْ شُؤْمِ ذَنْبٍ قَدِيْمِ الْعَهْدِ طَارِيْ

وَقَدْ تَجَلّٰى لِهَتْكِ السِّتْرِ خَالِقُنَا

يَوْمَ الْمَعَادِ وَيَوْمَ الذُّلِّ وَالْعَارِ

يَفُوْزُ كُلُّ مُطِيْعٍ لِلْعَزِيْزِ غَدًا

بِـدَارِ عَـدْنٍ وَأَشْـجَـارٍ وَأَنْهَـارِ
لَهُـمْ نَـعِيْـمٌ خُـلُـوْدٌ لَانَـفَـادَلَـهُ
يُـخَـلَّـدُوْنَ بِـدَارِ الْـوَاحِـدِ الْبَـارِيْ
وَمَـنْ عَـصَـى فِـيْ قَـرَارِ الـنَّارِ مَسْكَنُـهُ
لَا يَسْتَـرِيْـحُ مِـنَ التَّـعْذِيْـبِ فِـى النَّـارِ
فَـأَبْـكُـوْا كَثِيْـرًا حَـقَّ الْبُـكَـاءِ لَـكُـمْ
وَاسْتَـعْـطِـفُـوْهُ بِـدَمْـعٍ وَاكِفٍ جَـارِيْ

''بھلا میرے حیلے بہانے اس وقت کس کام آئیں گے کل قیامت کے روز جب میں اپنے گناہوں کے بوجھ کے ساتھ اللہ کے حضور پیش ہوں گا۔''

''میں اپنے پرانے گناہوں کی نحوست سے سیاہ شدہ اپنے نامہ اعمال کو دیکھ چکا ہوں گا۔''

''بدکرداروں کو ذلیل رسوا کرنے کے لیے ہمارا خالق قیامت کے روز ان کے پردے چاک کر چکا ہوگا۔''

''کل قیامت کے روز بے پناہ غلبہ کے مالک اللہ کے فرمانبردار لوگ اشجار وانہار سے بھرے ہیشگی کے باغات حاصل کر کے کامرانی سے ہمکنار ہوں گے۔''

''انہیں سدا بہار اور نہ ختم ہونے والی نعمتیں میسر ہوں گی اور وہ بلا شرکت غیر خالق کی پیدا کردہ جنت کو ہمیشہ آباد رکھیں گے۔''

''اور جس بدنصیب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اسے کبھی بھی آگ کے عذاب سے رہائی حاصل نہ ہوگی۔''

''اس قدر آنسو بہاؤ کہ رونے کا حق ادا ہو سکے، لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ آنسوؤں کی لڑیاں کل عذاب سے نجات دلانے کا کامل ذریعہ نہیں۔''

اے عقل و خرد والو! اللہ سے ڈرو، یوم الحساب کی ہولناکیوں کی فکر کرو، جوابدہی کے

مطالبہ کو مت بھولو، دردناک عذاب کے خوف سے اپنے آپ پر رحم کھاؤ، رب کائنات کی اطاعت کی طرف رجوع کرو، اپنے گزرے ہوئے گناہوں پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے آنسو بہاؤ۔

بعض تاریخی روایات میں ہے کہ حضرت اسرافیل صور کی آواز کو اس وقت تک ختم نہیں کریں گے، جب تک زمین میں سے تمام دفن مردے اور تمام ودیعت رکھی ہوئی چیزیں باہر نہ آ جائیں، جب تمام بندے مقام حساب پر حاضر ہو جائیں گے۔ اور تمام انسان، جنات، وحشی جانور، چوپائے پرندے، حشرات الارض حتیٰ کہ مکھی تک جمع ہوں گے تو اسرافیل اللہ کے حکم سے آواز بند کر دیں گے۔ اس وقت موجودہ زمین و آسمان تبدیل ہو چکے ہوں گے۔ اس کی تبدیلی میں دو قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ وہ زمین جس پر بندوں کا حساب ہوگا وہ سفید چاندی کی طرح ہوگی جس میں پہاڑ، عمارتیں، سمندر، نہریں، درخت میں سے کسی چیز کا کوئی وجود نہ ہوگا۔ نہ اس زمین پر کسی کا خون بہایا گیا ہوگا اور نہ ہی اس پر اللہ کی نافرمانی ہوئی ہوگی، اللہ کے پوشیدہ علم سے اس کا ظہور ہوگا۔ اللہ حکم دیں گے بن جا! وہ بن جائے گی۔ اس کے نیچے آگ بھڑکائی جائے گی۔ ہماری موجودہ زمین اس زمین کے مقابلہ میں ایسی ہوگی جیسے سیاہ بیل کے جسم پر سفید بال ہو۔

دوسرا قول یہ بھی ہے کہ زمین کی تبدیلی کی صورت اس شکل میں ہوگی کہ عمارتیں گر جائیں گی، پانی گہرا ہو جائے گا۔ درخت کٹ جائیں گے، سمندر ابل پڑیں گے، پہاڑ چلنا شروع ہو جائیں گے، آسمان تبدیل ہوگا، سورج اور چاند لپیٹ دیے جائیں گے، ستارے بکھر جائیں گے اور افلاک کام چھوڑ کر پھٹ جائیں گے۔ واللہ اعلم۔

لوگ میدان محشر میں کیسے کھڑے ہوں گے؟ [1]

جب اسرافیل آواز دینا بند کر دیں گے تو مخلوقات میں سے ہر ایک کی نظر آسمان کی طرف لگی ہوگی جو واپس نہیں پلٹے گی، کسی شخص کو یہ احساس تک نہیں ہوگا کہ میرے پہلو میں آدمی ہے یا عورت، بھائی بھائی سے، بیٹا باپ سے، ماں بچے سے ناآشنا ہوگی، ہر شخص

[1] تفسیر طبری: ۳۰/ ۹۳۔

قیامت کی مصیبت میں مبتلا ہوگا، اپنی کوتاہیوں اور زیادتیوں کے متعلق غور وفکر کر رہا ہوگا۔ ہر شخص نگاہ لگائے انتظار میں ہوگا کہ اس کے لیے آسمان سے بدبختی کا پیغام آتا ہے یا سعادت کا۔

حشر میں ٹھہرنے کی مدت

حشر میں ٹھہرنے کی مدت موجودہ نظام کے مطابق تین سو سال ہے [1] واللہ اعلم کوئی خبر اوپر چڑھے گی نہ اترے گی، لوگوں کی بھیڑ اور کثرت کی وجہ سے قدموں کی آہٹ کے سوا کچھ سنائی نہیں دے گا، لوگ اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں پر حیران و پشیمان ہوں گے، لیکن اس روز رونا دھونا اور شرمندگی کسی کام نہیں آئے گی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

لَيْسَ فِي الدُّنْيَا لِمَنْ
آمَنْ بِالْبَعْثِ سُرُوْرُ
إِنَّمَا يَفْرَحُ بِالدُّنْ
يَا جَهُوْلٌ أَوكَفُوْرٌ
إِنَّمَا الدُّنْيَا مَتَاعٌ
كُلُّ مَا فِيْهَا غُرُوْرٌ
فَتَذَكَّرْ هَوْلَ يَوْمِ
السَّمَاءَ فِيْهِ تَمُوْرُ

''جس کا دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان ہے وہ عیش وعشرت میں نہیں ہوسکتا، جاہل یا ناشکرا ہی دنیا پر راضی اور خوش وخرم ہے۔ دنیا عارضی سامان اور جو کچھ اس میں ہے وہ فریب ہے۔ اس روز کی ہولنا کیوں کو مدنظر رکھو جس دن آسمان حرکت کرے گا۔''

قیامت کی ہولنا کیوں پر نبی ﷺ کا آبدیدہ ہونا

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ ''جبریل علیہ السلام نے مجھے قیامت کی ہولنا کیوں

[1] تفسیر طبری: ۳۰/ ۹۳۔

سے اس قدر ڈرایا کہ مجھے رولا دیا۔ میں نے کہا: اے میرے حبیب جبریل! کیا اللہ نے میرے پہلے اور پچھلے گناہ معاف نہیں کر دیے؟ جبریل نے جواب دیا، اے محمد ﷺ! آپ قیامت کے ایسے خوفناک مناظر دیکھیں گے کہ وہ مغفرت ومعافی بھلا دیں گے۔'' رسول اللہ ﷺ اس قدر روئے کہ ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ [1]

جب اللہ کے رسول قیامت کے المناک واقعات سے اس قدر خوف زدہ ہیں جن کو اللہ کی طرف سے تحفظ کی ضمانت، اچھے انجام اور جنت کی بشارت دی گئی تو ہمارے جیسے مسکینوں کا کیا حال ہوگا؟ پھر اس کا انجام کیا ہوگا جس نے حق اور سچائی کا راستہ چھوڑا، کتاب وسنت کی مخالفت کی، شیطان کی اطاعت کی اور اپنی عمر سب کچھ عطا کرنے والے بادشاہ کی نافرمانی میں فنا کر دی؟

فرمانِ الٰہی ﴿ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴾ کا مفہوم

بعض علما سے سورۂ فجر کے ان کلموں ﴿ دَكًّا دَكًّا ﴾ اور ﴿ صَفًّا صَفًّا ﴾ کے تکرار کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ زمین دکت یعنی آنکھ جھپکتے بحکم الٰہی سے ریزہ ریزہ ہو جائے گی یہاں تک کہ اس پر عمارت، پہاڑ اور اشجار کا نام ونشان نہ رہے گا۔ [2] اس طرح ﴿ صَفًّا صَفًّا ﴾ سے مراد ہے کہ فرشتے صف درصف آئیں گے۔ ہر فرشتہ قیامت کی ہولناکیوں کی شدت کا نظارہ کرتے ہوئے اپنے بارے میں سوچتا ہوگا۔ [3] زلزلہ شدید ہو جائے گا اور فرمان الٰہی: ﴿ وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴾ [4] کے مطابق پہاڑ جڑ سے اکھڑ جائیں گے، زمین شق ہو جائے گی، نہریں اور چشمے گہرے ہو جائیں گے، نئے پرانے مضبوط محل زمین بوس ہو جائیں گے۔

ہائے افسوس! وہ دن کس قدر ہولناک ہوگا؟ کتنی طویل اور کڑی آزمائش، کس قدر منصف رب جبار، اس نے موت کے ذریعے بندوں کو فنا کر دیا، اب مخلوق کا کوئی فرد نظر نہیں آتا، جب قیامت قائم ہونے والی سرزمین پر پہلے اور بعد والے سب حاضر ہوں گے۔ اللہ

---

[1] تفسیر القرطبی:٦/ ٣٦١ مختصرًا بدون الاسناد۔ [2] تفسیر البیضاوی:٥/ ٤٨٩۔

[3] تفسیر روح المعانی: ٣٠/ ١٢٨؛ تفسیر ابی السعود:٩/ ١٥٧۔ [4] ٦٩/ الحاقة:١٤۔

تبارک وتعالیٰ آسمانوں کو حکم دیں گے کہ پھٹ جاؤ تو وہ بادل کے ٹکڑوں کی طرح ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ اور یہ بھی منقول ہے وہ اس طرح ہو جائیں گے جس طرح بیلنے کے سامنے روئی کے گال اڑتے دکھائی دیتے ہیں۔

آسمان پھٹنے کی آواز کا منظر سامنے رکھو، تیرا دل کیسے ثابت رہے گا؟ تیرے پاؤں ہولناک شدت میں کیسے جمے رہیں گے؟ کیونکہ قیامت کی ہولناکی دنیا میں کیے ہوئے اچھے اور برے اعمال کے مطابق ہوگی۔ جس نے نیک عمل کیے، اپنے رب سے ڈرتا رہا اور اس دن کی ہولناکی سے خبردار رہا، اس کا مولیٰ آج اسے غم اور فکر سے محفوظ فرمائیں گا۔ جس نے دنیا میں آخرت کے لیے اچھے اعمال نہیں بھیجے اسے پے در پے مصائب وآلام اور مشکلات کا سامنا ہوگا۔ اب قیامت کی ہولناکیوں میں اسے ندامت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

امن اور خوف کیسے؟

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''اگر بندہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا ہے تو میں اسے قیامت کو امن دیتا ہوں اور اگر وہ دنیا میں بے خوف رہتا ہے تو میں قیامت کے دن اس پر خوف طاری کر دیتا ہوں۔'' [1]

جب آسمان پھٹ جائیں گے اور کلیجے منہ کو آ جائیں گے، تو ہر مرد وعورت یقین کرے گا کہ اس کے ظاہر و پوشیدہ عمل سامنے آنے والے ہیں، مصائب میں اضافہ ہوگا۔ حوادثات کی کثرت ہوگی، آسمان پھٹ جائیں گے، اب بندہ نادم ہوگا کہ اس نے دنیا میں کوتاہی کی اور ثواب وترغیبات کو ضائع کر دیا۔

جب آسمان پھٹیں گے، مصائب بڑھیں گے، آفات کی کثرت ہوگی، عذاب ظاہر ہوگا، سزائیں سامنے ہوں گی، اور اللہ سربستہ رازوں کو کھول دیں گے تو مغرور بندہ نادم ہوگا کہ اس نے دن اور اوقات گناہوں میں اور گھڑیاں، مہینے جرائم میں گزار دیے۔

جب آسمان پھٹیں گے، غم بڑھ جائیں گے، آگ سامنے ہوگی، جنت قریب ہوگی تو اپنے کیے پر نادم ہوگا۔ پیارے بھائیو! ان ہولناک واقعات کے لیے ابھی سے بیدار

[1] مسند الشامیین للطبرانی:٤٦٢؛ شعب الایمان للبیهقی:٧٧٧؛ ابن حبان:٦٤٠۔

رہو۔اے اسلام اور ایمان والو! اللہ کی قسم معاملہ بہت سخت ہے۔

آسمان دنیا کے فرشتوں کا حال

جب آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور تمام فرشتے آسمان سے اتر آئیں گے، آسمانِ دنیا کے فرشتے جب زمین پر اتریں گے تو اہل زمین گھبرا کر کہیں گے شاید کوئی بہت بڑا واقعہ رونما ہو گیا ہے۔ آسمان دنیا کے فرشتے کہیں گے گھبراؤ نہیں ہم بھی تمہاری طرح خوفزدہ ہیں آسمان دنیا کے فرشتے انسان، جن، چرند، پرند، وحشی جانوروں اور بر و بحر کی تمام مخلوق سے ستر گنا زیادہ ہوں گے۔ اب بندے سمندر کی موجوں کی طرح ایک دوسرے میں گتھم گتھا ہوں گے۔

دوسرے آسمان کے فرشتے

پھر دوسرے آسمان کے فرشتے زمین پر اتریں گے جو تعداد و عظمت میں تمام اہل زمین سے ستر گناہ زیادہ ہوں گے انہیں دیکھ کر پہلے سے موجود آسمانِ دنیا کے فرشتے اور اہل زمین سب خوف زدہ ہو جائیں گے۔ فرشتے کہیں گے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہمیں تو اپنی پڑی ہے، جس سے تمہیں خوف ہے ہم بھی اسی سے ڈر رہے ہیں۔ اس طرح ہر آسمان سے فرشتے اترتے رہیں گے اور پہلے سے موجود خوف زدہ ہوتے رہیں گے۔ ہر آسمان والے عظمت و کثرت میں پہلے والوں سے ستر گناہ زیادہ ہوں گے۔ اور ہر آسمان والے مستقل صف میں، ظہور پذیر ہوں گے۔ خوف و ہراس کی وجہ سے ہر ایک اپنے متعلق فکر مند ہوگا۔

سرکش لوگ حشر میں چیونٹیوں کی صورت میں

روایت ہے کہ سرکش لوگ قیامت کے دن چیونٹیوں کی صورت میں اٹھائے جائیں گے۔ [1] کیونکہ وہ دنیا میں لوگوں پر جبر و تشدد کرتے رہے لہٰذا اب وہ جسامت میں تمام مخلوق سے چھوٹے ہوں گے۔ جب کہ عزت و کبریائی صرف بے نیاز ذات حمید کے لیے اور ذلت و رسوائی ہر سرکش ضدی اور شیطان مردود کے لیے ہے۔ ان پر غم اور مصائب پے در پے سوار ہوں گے۔ سزائیں اور عبرتیں ان پر چڑھ آئیں گی۔ ہر گناہ گار باطل پرست

[1] کتاب الزهد لا بن ابی عاصم:۱/ ۲۲۵ مسند دیلمی:۸۸۲۱۔

نادم ہوگا۔ایسے کسی حیلہ ساز کا کوئی حیلہ کام نہیں آئے گا ایسا دن جس میں نہ کوئی تجارت ہے نہ دوستی۔

کسی نے اشعار میں اس بات کو یوں بیان کیا ہے:

مَقَامُ الْمُذْنِبِیْنَ غَدًا عَسِیْرُ
إِذَا مَا النَّارُ قَرَّبِهَا الْقَدِیْرُ
وَقَدْ نُصِبَ الصِّرَاطُ لِکَیْ تَجُوْزُوْا
فَلاَ یَنْجُو الْکَبِیْرُ وَلَا الصَّغِیْرُ
وَقَدْ نُسِفَتْ جِبَالُ الْاَرْضِ نَسْفًا
یُبَسَّتِ الْبُحُوْرُ فَلَا بُحُوْرُ
وبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِکُلِّ عَبْدٍ
عَلَی أَهْلِ الْمَعَادِ لَهَا زَفِیْرُ

”گناہگاروں کا ٹھکانہ روز محشر سخت تنگ ہوگا جب آگ کے پینڈے میں انہیں اللہ تعالیٰ دھکیل دے گا۔“

”پل صراط کو صرف اس لیے نصب کر دیا گیا تا کہ تم گزر سکو۔چھوٹے بڑے کسی کو بھی اس سے گزرے بغیر چارہ کار نہ ہوگا۔“

”زمین کے پہاڑ اڑا دیے جائیں گے،تمام سمندر خشک کر دیے جائیں گے اور کوئی سمندر اپنا وجود برقرار نہ رکھ سکے گا۔“

”جہنم ہر انسان کے سامنے ہوگی،اہل معاد کے لیے اس کا خوفناک آوازہ ہوگا۔“

اللہ کے بندو! غور وفکر کرو،عبرت حاصل کرو،رونے کی کوشش کرو،بھاری خوفناک دن عظیم الشان معاملے اور لمبے شدید عذاب کے لیے تیاری کرو۔

قیامت کے احوال کے متعلق حدیث رسول اللہ ﷺ

بعض روایات میں آپ ﷺ نے فرمایا: ”روزِ قیامت ایک لاکھ خوف ہوں گے ہر

خوف موت سے ایک لاکھ درجہ زیادہ عظیم ہے۔'' اپنی گزشتہ کرتوتوں پر نادم ہو، اور آیندہ توبۃ النصوح (خالص توبہ) کے ذریعے اصلاح کر۔ اس دن کے آنے سے پہلے جسے اللہ کی طرف سے کوئی رد کرنے والا نہیں، ظالموں کا کوئی مددگار نہیں، نافرمانوں کو کوئی پناہ دینے والا نہیں، بلکہ کسی کے لیے کوئی پناہ گاہ اور انکار کی گنجائش نہیں۔

گرمی کی شدت اور عرش کا سایہ

جب آسمان کے فرشتے، دربان اور پردوں پہ متعین، عرش اور کرسی کے حاملین فرشتے اور زمین والے سب قیامت کے صحن میں اکٹھے ہوں گے، مخلوقات کی بھیڑ ہوگی، قدم لڑکھڑائیں گے، نظریں اٹھی ہوں گی، گردنیں بلند ہوں گی، اور پیاس کی شدت سے لپٹ لپٹ جائیں گی۔ مخلوقات کا رش اور ان کے سانس، سورج کی گرمی کی شدت، حالات کی تنگی یہ سب امور اکٹھے ہو جائیں گے۔ زمین کی سطح پر پسینہ جمع ہو کر جسموں سے بلند ہو جائے گا۔ اور دنیا میں کیے ہوئے اعمال کے مطابق انسان جس مقام و مرتبہ کا ہوگا اسی کے مطابق پسینے میں شرابور ہوگا۔ سورج کی گرمی میں کئی گنا اضافہ ہوگا۔ عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اس کے سایے سے ہر مرد و زن کو عمل کے مطابق ہی حصہ ملے گا۔ کوئی عرش کے سایہ میں راحت و آرام پانے والا، کوئی سورج کی گرمی میں تباہ حال چیخ و پکار کرنے والا ہوگا۔

رحمت کی بارش

یہ بھی منقول ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن اپنے کچھ بندوں پر بارش برسائیں گے اور بعض پر جہنم انگارے پھینکے گی۔ کتنے خوش نصیب ہیں بارش کی ٹھنڈک سے راحت پانے والے اور کتنے بدنصیب آگ کے انگاروں کی گرمی سے جھلنے والے۔ جس نے دنیا میں اپنی زندگی رحمٰن کی اطاعت میں گزاری قرآن و سنت پر عمل کیا اسے مولیٰ ہر قسم کے مصائب و آلام سے نجات دے گا۔

احوال حشر سے خوف

حشر کے منظر کو سامنے رکھو! پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ کر روئی کے گالوں کی طرح اڑ

رہے ہوں گے۔ آسمان ٹوٹ کر بادل کے ٹکڑوں کی طرح اُڑ رہے ہوں گے۔ ہر کافر و فاجر یقین کرے گا کہ وہ عذاب الیم میں مبتلا ہونے والا ہے۔ عزت و شوکت اللہ قہار کے لیے اور ذلت ہر سرکش وضدی کا مقدر ہوگی آسمان تیل کی تلچھٹ کی طرح (سرخ ہوگا) اور پہاڑ رنگ برنگ دھنکی ہوئی اون کی طرح، اور مخلوق بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح یا پھیلنے والے ٹڈی دل لشکر کی طرح گتھم گتھا ہوگی۔ ہر شخص اپنے آپ میں گم دوسرے سے بے نیاز ہوگا۔ قیامت اپنی تمام ہولناکیوں سمیت موجود ہوگی، حاملہ اپنا حمل گرا دے گی۔ زمین پوری شدت سے ہلا ڈالی جائے گی اور اپنے اندر کے تمام بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی۔ امتوں پر اعمال کی شہادت قائم ہوگی، بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ اس سخت خوف وڈر کے حالات میں ہر ضدی سرکش ومتکبر، ذلیل ورسوا ہوگا۔

اب گردنیں رب الارباب کے سامنے جھکی ہیں، ہر ناشکرا اور جھوٹا ناکام ہے۔ اے بھائیو! ایسی ہولناکیوں اور خوف و ہراس کی شدت پر غور کرو۔ برادران واخوان کی جماعت! اپنی فکر کرو تم کیا سن رہے ہو؟ اے صاحبان عقل و دانش! ایسے ہولناک واقعات کے لیے تیار ہو جاؤ۔

محشر میں جہنم کا نظارہ

جب خوف انتہا پر ہوگا، پسینہ بہہ رہا ہوگا، جہنم ہولناکیوں، سزاؤں، زنجیرں اور طوقوں سمیت اس حال میں لائی جائے گی کہ آگ بھڑک رہی ہے، گرم پانی ابل رہا ہے، تھور کی کثرت ہے، عذاب کے فرشتے غضبناک ہیں، سانپ اور بچھو ڈسنے کے لیے بے تاب ہیں، پہاڑ سیاہ، سمندر ابل رہے ہیں، پیپ اور خون بدبودار، بھاپ حرارت کی آخری ڈگری پر ہے، جہنم میں پیدا کی ہوئیں تمام بلائیں اکٹھی ہو چکی ہیں۔ جہنم سامنے پانچ سو سال کی مسافت سے نظر آ رہی ہے۔ اللہ ہمیں اور تمہیں اس سے پناہ دے اور ہم سب کو اپنی رحمت کے ذریعے اس سے دور رکھے۔

دوزخ کے حالات وواقعات

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ يَّرَىٰ ۞ ﴾ [1]

''اور ہر دیکھنے والے کے سامنے دوزخ کھول کر رکھ دی جائے گی۔''

مخلوق مشاہدہ کرے گی دوزخ بندوں پر کس قدر ناراض ہے اور اللہ جل جلالہ کے غصے کی وجہ سے غیظ وغضب میں بھڑک رہی ہوگی، جہنم لوہے کی ستر ہزار لگاموں میں ہو گی، اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے مخلوق کو بچانے کے لیے جہنم کو کنٹرول کیے ہوں گے۔ جہنم فرشتوں کے ہاتھوں سے چھوٹ کر میدان محشر میں کھڑے لوگوں کی طرف لپک رہی ہوگی۔

جہنم پر نگران فرشتوں کے چہرے انگاروں کی طرح سرخ، آنکھیں اچکنے والی بجلی کی طرح تیز اور چمکدار، آنکھیں نیلی، چہرے بدنما (جبڑے نکلے ہوئے) ان کی تخلیق بھی گرم آگ سے ہوئی۔ ان کے ہاتھوں میں لوہے کے آگ کی طرح دھکتے ہتھوڑے ہوں گے، ہر ہتھوڑے کے بہتر ہزار سرے ہوں گے، ہر سرا اونچے بلند پہاڑ کی طرح یا زہریلے سانپوں کے سروں کی طرح ہوگا۔ پھر بھی جہنم اللہ جل جلالہ کے غضب کی وجہ سے ان کے ہاتھوں سے چھوٹ نکل رہی ہوگی۔ فرشتے بمشکل اسے کنٹرول کر رہے ہوں گے۔ یہ تمام روایات ضحاک کے واسطے سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہیں۔

جہنم کی پکڑ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت امت کے لیے

اللہ کے حکم سے جہنم لائی جائے گی وہ لوگوں کے لیے بڑا خوف اور عظیم گھبراہٹ لیے ہوگی۔ اس کے سانس سے آگ کی شدید لپٹ نکلے گی، اور اس کے پیٹ سے لوہے کی زنجیروں کی کھنکھناہٹ سنائی دے گی۔ جب مخلوق کے قریب لائی جائے گی، تو ہولناک آواز سنائی دے گی اور جلانے والی آگ کا منظر ہوگا، گناہگاروں کو دیکھتے ہی بھڑک اٹھے گی، آپے سے باہر ہوگی۔ بھاگ اُٹھے گی، غضبناک ہوکر چھلانگ لگانا چاہے گی، اور انہیں اپنی طرف کھینچنا چاہے گی۔ اس کے بس میں ہو تو پوری مخلوق کو سمیٹ لے، نگران فرشتوں کے کنٹرول سے باہر ہوتی جا رہی ہوگی۔ مخلوق اس منظر کو دیکھتے ہی بھاگ اٹھے گی۔ کوئی نجات

[1] ۷۹/ النازعات:۳۶۔

کی جگہ ہوگی اور نہ فریادرسی کی امید، آواز دینے والا آواز دے گا:

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴾ 1

''اے گروہ جن وانس! اگر تم زمین اور آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ جاؤ۔ دیکھو، نہیں بھاگ سکتے، اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔''

پھر جہنم محافظ فرشتوں پر زور آوری کرے گی، رب جبار کے سخت غضب کی بنا پر نافرمانوں اور رسول اللہ ﷺ کے مخالفین پر یورش کرے گی جب وہ زبانیہ (کنٹرول کرنے والے فرشتوں) کی گرفت سے نکل جائے گی اور میدان محشر میں موجود تمام لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لینا چاہے گی تو محمد رسول اللہ ﷺ درمیان میں حائل ہو جائیں گے، اس وقت ہر نبی کو اپنی جان کی فکر ہوگی۔ محمد ﷺ اس کی لگام پکڑ کر پیچھے کی طرف دھکیل دیں گے اور فرمائیں گے کہ ''میری امت سے باز رہو!'' آپ ﷺ کی نورانیت دیکھ کر اس کا جوش کم ہوگا آواز دے گی: اے نبی مکرم اور رسول معظم! مجھے آزاد چھوڑ دیجئے اللہ نے مجھے آپ پر زور آوری کا اختیار نہیں دیا۔ اب عظیم بادشاہ، رب جبار آواز دیں گے: اے جہنم! یہ محمد ﷺ میرے حبیب سید الابرار، رسولوں کے سردار ہیں، ان کی اطاعت کرو جن کو وسیلہ اور شفاعت کا اعزاز دیا گیا ہے۔ اب جہنم سر تسلیم خم کر دے گی، خاموش اور پرسکون ہو جائے گی۔ یہ سب کچھ معبود حقیقی کے حکم سے ہوگا، محض عزت افزائی تھی صاحب حوض، مقام محمود، لواء الحمد اور کرم وجود والے محمد رسول ﷺ کی، اگر سید المرسلین، خاتم النبیین اسے آزاد چھوڑ دیتے تو وہ تمام مخلوقات کو ہلاک کر دیتی۔ 2 اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو اس کے غضب سے پناہ دے۔ آمین۔

1 ۵۵/ الرحمن: ۳۳۔

2 مصنف کی بیان کردہ جہنم کے واقعہ کی روایت ہمیں نہیں ملی اور یہاں بھی یہ روایت کسی سند کے بغیر مذکور ہے لہٰذا ثقہ سند کے بغیر کسی بات کو قبول کرنا جائز نہیں۔

جہنم کی پھنکار

جب جہنم کفار منافقین، نافرمان، خطا کار، گناہگاروں کو دیکھے گی، لمبا گہرا سانس بھرے گی، اور ساتھ ہی مخلوق پر انگارے برسائے گی جس کی تعداد آسمان کے ستاروں، سمندر کی جھاگ اور ریت کے ذرات کے برابر ہوگی، لیکن وہ صرف کافروں اور رب کے نافرمانوں کے سروں پر گریں گے۔ اگر دنیا باقی ہوتی تو ان کی حرارت کی شدت سے، پہاڑ پھٹ جاتے پھول مرجھا جاتے، چشمے اور نہریں خشک ہو جاتیں، بلکہ اگر اس وقت موت کا تصور ہوتا تو مخلوق پر موت طاری ہو جاتی۔ اللہ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔ آمین

دوسری پھنکار

اب جہنم کی دوسری مرتبہ پھنکار پہلے سے بھی زبردست ہوگی۔ کسی آنکھ میں کوئی آنسو نہیں رہے گا۔ آنکھ کی سفیدی پر سیاہی غالب آجائے گی، کلیجے حلقوں کو آجائیں گے۔ ہر نیک و بد کو اپنے نفس کی ہی فکر ہوگی۔

تیسری پھنکار

پھر تیسری پھنکار پہلی اور دوسری سے بھی زیادہ سخت ہوگی ہر مقرب فرشتہ، رسول، ولی اور صدیق خوف کی بنا پر گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا۔ حتیٰ کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سمیت تمام رسول بھی، صرف خاتم النبیین، حبیب رب العالمین ﷺ کو اللہ نے جہنم کی ہولنا کیوں سے مامون رکھا ہوگا۔

چوتھی پھنکار

چوتھی پھنکار، پہلی، دوسری اور تیسری سے بھی زیادہ شدید ہوگی۔ زبانیہ خصوصی فرشتے چہروں کے بل گر پڑیں گے، مخلوق بھاگ اٹھے گی، جبریل اور میکائیل علیہما السلام عرش کے پائے کو جا تھامیں گے، ہر فرشتہ، نفسی، نفسی پکار رہا ہوگا۔ جب وہ حضرت محمد ﷺ کی عزت و حرمت اور مقام کو دیکھیں گے تو پکاریں گے اللہ جس طرح تو نے حضرت محمد ﷺ کو ان کی عزت و مرتبہ کی وجہ سے محفوظ رکھا ہے ہمیں بھی عذاب سے محفوظ فرما دیجئے۔

اب جہنم مسلسل مخلوق کا تعاقب کر رہی ہے، جوش کی وجہ سے جہنم آپس میں ایک دوسرے کو کھا رہی ہے، پہلو پلٹ رہی ہے، اپنے سانپ، بچھو، طوق وسلاسل، بیڑیاں اپنی کمر پر ڈال لے گی، اس وقت محمد ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوں گے اور اس کی لگام پر ہاتھ ڈالیں گے۔ آپ سبز حلہ میں ملبوس جب اس کی طرف دیکھیں گے تو وہ حضور ﷺ کے چہرہ پر نور کی وجہ سے ساکن ہو جائے گی اور حضور ﷺ اس دوران مسلسل رب العالمین کی طرف عاجزی کرتے ہوئے کہہ رہے ہونگے ((یَا سَلَامُ! سَلِّمْ اُمَّتِیْ مِنَ الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ)) [1] ''اے سلامتی عطا کرنے والے میری امت کو شدید عذاب سے محفوظ فرما۔''

اے قوم! تعجب ان دلوں سے جو لوگوں کی طرف لگے رہے قیامت کے احوال سے غافل رہے اور رب کریم کی معصیت پر ڈٹے رہے۔

پیارے بھائی! ہم نے یہ سمجھا کہ دین وایمان اور صراط مستقیم کے مخاطب ہمارے سوا کوئی اور لوگ ہیں یقین رکھو! رب جبار کھجور کے ریشے اور گٹھلی کے سوراخ جیسی معمولی چیز کے متعلق بھی سوال کرے گا، چھوٹی، بڑی اور حقیر شے کے متعلق سوال کرے گا، ایسے ترش و تنگ اور سخت دن میں جس کے ہول کی شدت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے، وہ اپنی قدرت ومشیت سے ہر چیز پر قادر ہے۔ بس اسی سے نرمی اور معافی کی درخواست ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو جہنم کی طرف بھیجیں گے۔ وہ جہنم کو اللہ کی اطاعت کا پیغام دیں گے۔ وہ جواب دے گی، مجھے اللہ کی عزت وجلالت کی قسم! میں آج ہر شخص سے انتقام لوں گی جس نے اللہ کی اطاعت کا کوئی عمل نہیں کیا اور اس کے انعامات کو نافرمانیوں میں استعمال کرتا رہا۔ پھر جہنم جبریل علیہ السلام سے سوال کرے گی کہ اللہ نے مجھے عذاب دینے کے لیے بھی کوئی مخلوق پیدا کی ہے، حضرت جبریل علیہ السلام فرمائیں گے نہیں صرف تمہیں ہی ظالموں سے انتقام کے لیے پیدا کیا ہے۔ پھر وہ کہے گی کہ اللہ کی تعریف جس نے مجھے انتقام کے لیے پیدا کیا اور مجھ سے انتقام لینے کے لیے کوئی مخلوق نہیں بنائی۔ اس وقت مصائب

[1] جہنم کے واقعہ کے بغیر صرف یا سلام سلم أمتی من النار کے الفاظ سے یہ روایت معجم الکبیر للطبرانی: ٢٦٧٦ میں موجود ہے علامہ ہیثمی کہتے ہیں کہ اس کی سند میں عبدالمنعم راوی کذاب اور وضاع ہے دیکھئے مجمع الزوائد: ۹/ ۳۰۔

بڑھ جائیں گے عیب اور کوتاہیاں کھل کر سامنے ہوں گی، گناہ گار اور خطا کاروں کے لیے ندامت ہوگی اسی لیے شاعر نے کہا:

لَیْسَ فِی الدُّنْیَا لِمَنْ
اٰمَنَ بِالْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ

''جس نے قیامت کے منظر کو سامنے رکھا، وہ دنیا میں عیش و سرور کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔''

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ اس پر جس نے اپنے نفس کو خسارے کے بازار میں فروخت کیا ذلت پر راضی ہوا اور کھلے عام عظیم بادشاہ کی نافرمانیاں کرتا رہا۔

گناہوں کی بخشش کے اسباب

بعض عارفین رحمۃ اللہ علیہم سے حکایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک سال میں عرفات کے وقوف میں حاضر ہوا، تو لوگوں کی آہ و بکا کا ایک شور تھا، مجھے قیامت کا دن یاد آ گیا، جب اللہ کی رحمت کے متعلق سوچا، تو میرا جی چاہا حلف اٹھا کر کہوں کہ اللہ نے میدان میں موجود سب کو معاف کر دیا، لیکن مجھے فوراً خیال آیا کہ میرے جیسا گناہ گار بھی ان میں موجود ہے تو میں رک گیا۔ اور بقول شاعر

یَا کَثِیْرَ الذُّنُوْبِ أَقْصِرْ قَلِیْلًا
قَدْ بَلَغْتَ لِمُدًی مِنَ الْإِسْرَافِ

''اے گناہوں میں دھت! کچھ کمی کرو، تم اسراف کی آخری حد سے تجاوز کر رہے ہو۔''

اس دن کو یاد کرو جب مخلوق پر بے صبری اور جزع و فزع کا عالم ہوگا۔ کلیجے منہ کو آ چکے ہوں گے، اس ذات کے خوف سے جو ظاہر و پوشیدہ کو جاننے والا ہے تو الرحمٰن آواز دیں گے، اے میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف و حزن نہیں۔ جب مخلوق یہ ندا سنے گی تو ہر شخص امید مغفرت میں ہوگا۔ ساتھ ہی آواز آئے گی۔

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴾ [1]

''یہ نوید ان کے لیے جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور مسلمان تھے۔''

اب کفار، منافقین اور فاجر ناامید ہو جائیں گے، صرف اللہ واحد القہار پر ایمان لانے والے، محمد مختار ﷺ کی سنت کی اتباع کرنے والے پُر امید ہونگے۔ اس وقت دفتر کھول دیے جائیں گے، میزان رکھ دیا جائے گا، صحیفے کھلیں گے ہر شخص اپنی کمائی کا اعتراف کرے گا۔ ظالم نادم اور خطا کار خسارہ میں ہوگا۔ شرمندگی اور خوف کی کثرت ہوگی اور رسوائیاں عیاں ہوں گی، ہر شخص پر اس کے اعضاء گواہی دیں گے۔ بقول شاعر:

طَالَ وَاللّٰهِ بِالذُّنُوْبِ أَشْغَالِىْ
وَتَمَادَيْتُ فِىْ قَبِيْحِ فَعَالِىْ
لَيْتَ شِعْرِىْ إِذَا اَتَيْتُ فَرِيْدًا
وَالْمَوَازِيْنُ قَدْ نُصِبْنَ حَيَالِىْ
والدَّوَاوِيْنُ قَدْ نُشِرْنَ وَجِئْنَا
وَالنَّبِيُّوْنَ يَشْهَدُوْنَ سُؤَالِىْ
مَا اعْتِذَارِىْ؟ وَمَا أَقُوْلُ لِرَبِّىْ؟
فِىْ سُؤَالِىْ وَمَا يَكُوْنُ مَقَالِىْ؟
غَيْرَ اَنَّ الرَّجَاءَ فِيْكَ مَكِيْنٌ
فَارْحَمِ الْعَبْدَ يَا جَمِيْلَ الْفَعَالِ
وَتَفَضَّلْ عَلَى عُبَيْدٍ مُسِىْءٍ
لَيْسَ يَرْجُوْ سِوَاكَ يَا ذَا الْجَلَالِ

''اللہ کی پناہ طویل عرصہ سے میں گناہوں میں مشغول ہوں، اور عرصہ دراز سے ناپسندیدہ اعمال پر مصر ہوں۔''

''ہائے افسوس! جب میں تنہا ہوں گا اور میزان میرے سامنے نصب ہوگا۔''

---

[1] ۴۳/ الزخرف:۶۹۔

''فائلیں کھلی ہوں گی، ہمیں پیش کیا جائے گا اور انبیا ہمارے خلاف گواہی دیں گے۔''

''اللہ کے سوال کے جواب میں میرا اعذار اور میری گفتگو کیا ہو گی؟''

''صرف امید رحمت ہی تیرا سہارا اک ہو گا۔ اے خوبصورت افعال کے مالک! اپنے بندوں پر رحم فرما۔''

''ایسے گناہگار بندے پر فضل فرما جسے تیرے سوا کسی اور سے کچھ امید نہیں۔''

یہ جزا کا دن ہے

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جب اللہ تبارک وتعالیٰ پہلے اور بعد والوں کو ایک میدان میں جمع کریں گے، تو آواز دینے والا آواز دے گا ((هٰـذَا يَـوْمُ الْفَصْلِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ)) [1]

''یہ فیصلہ کا روز ہے جس کو تم جھٹلا رہے تھے۔''

اے کمزور ایمان و یقین والے مسکین اپنے متعلق غور کر، تو خیال کرتا ہے کہ میں مومنین اور مصدقین میں سے ہوں جب کہ تیرے اعمال مکذبین، مخالفین جیسے اور سید المرسلین کی سنت کے تارکین جیسے، ہو سکتا ہے تو بھی اللہ کے نزدیک کاذبین سے ہو، اگر تو یوم الدین کے عذاب سے ڈرتا تو قرآن پر عمل پیرا ہوتا اور رب الاولین والآخرین کی اطاعت کرتا۔ اپنے مولیٰ سے درخواست کر کہ وہ گناہوں کی بیماری اور عیبوں اور خطاؤں کی پردہ دری سے محفوظ فرمائے۔ آمین

سیدنا کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ کی وعظ

مروی ہے کہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جناب کعب سے کہا اے کعب! خوف پیدا کرنے والا وعظ سناؤ، انہوں نے کچھ دیر کے لیے سر جھکایا پھر اوپر اٹھایا تو انکی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں، کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں کعب کی

---

[1] یہ حدیث الترمذی: ٣١٥٤؛ سنن ابن ماجه: ٤٢٠٣ میں هـذا يوم الفصل کے الفاظ کے بغیر موجود ہے اور شیخ البانی نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔

جان ہے۔ کہ قیامت کے روز جہنم ایک زور دار پھنکار نکالے گی، کنٹرول کرنے والے فرشتوں کے ہاتھوں سے زنجیریں ٹوٹ جائیں گی اور وہ لوگوں کے جمّ غفیر کی طرف آنا چاہے گی فرشتے منہ کے بل گر جائیں گے جہنم کا خازن مالک بھی ان کے آگے ہوگا۔ فرض کر لیا جائے اگر کسی شخص کے اعمال ایک لاکھ نبی، ایک لاکھ صدیق اسی طرح ایک لاکھ شہید کے برابر ہوں وہ بھی اپنے اعمال کو حقیر سمجھتے ہوئے خیال کرے گا کہ میری نجات ممکن نہیں۔ اس دوران نبی ﷺ اس کے سامنے آئیں گے (قیامت آپ کے چہرے کے نور سے چمک اٹھے گی) اس کی لگام پکڑ کر فرمائیں گے میری امت سے باز رہ، میری امت سے باز رہ تین مرتبہ یہ الفاظ کہیں گے جہنم جواب دے گی اے نبی کریم، اور رسول رؤف ورحیم ﷺ! اللہ نے مجھے آپ پر اور آپ کی امت پر غلبہ نہیں دیا۔ گناہگار آدمی جب یہ خوفناک حالات دیکھے گا تو وہ نبی ﷺ سے کہے گا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اللہ کے عذاب سے بچائیں۔ آپ جواب دیں گے میں نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا تم نے میری نافرمانی کیوں کی؟ گناہگار بندہ کہے گا مجھ پر بدبختی غالب آ گئی۔ نبی ﷺ فرمائیں گے جس نے اخلاص کے ساتھ "لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" کا اقرار کیا اس پر کوئی بدبختی نہیں۔ چنانچہ اللہ کی طرف اس کی سفارش کریں گے تو آپ کی سفارش قبول ہوگی۔ [1]

خوف دلانے والی حدیث

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ہر آنکھ قیامت کے دن آنسو بہا رہی ہوگی مگر وہ آنکھ جو دنیا میں اللہ کے خوف سے روئی اور وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ اشیاء سے بند رہی، اور جس آنکھ نے اللہ کی راہ (جہاد) میں رات بھر پہرہ دیا۔'' [2]

اللہ کے بندو! ان مختصر ایام میں اعمال آگے بھیجو جو تمہیں عظیم ہولناکیوں اور بڑے ہولناک مراحل زلزلوں اور چمٹنے والے عذاب سے نجات دے۔ عمر تھوڑی ہے وقت مختصر ہے، زادِ راہ قلیل ہے ادھر بھیانک خوف اور طویل عذاب ہے، وہ دن ڈراؤنا اور بہت

---

[1] یہ روایت الزھد لاحمد بن حنبل رقم: ٦٤٧ میں نبی کے قصہ کے بغیر موجود ہے۔

[2] مسند احمد: ٤/١٣٤؛ سنن الترمذی: ١٦٣٩۔

بھاری ہے۔ انا لِلّٰہِ وانا الیہ راجعون...... اس شخص پر جس نے اپنے ایام نافرمانی میں گزارے، جس نے جنت کے بدلے آگ کا اور نفع کے بدلے خسارہ کا سودا کیا، عزت کو چھوڑ کر ذلت خریدی نفع کے بدلے نقصان اٹھایا۔ اے انسان! تو فکر کر کیا سن رہا ہے ہم اور تم سب انسان ہی ہیں اور یہ وعظ و نصیحت ہمارے لیے ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:

مُقَامُ الْمُذْنِبِیْنَ غَدًا ذَلِیْلُ
وَقَدْرُ الطَّائِعِیْنَ غَدًا جَلِیْلُ
إِذَا مُدَّ الصِّرَاطُ عَلَی جَحِیْمٍ
تَصُوْلُ عَلَی الْعُصَاۃِ وَتَسْتَطِیْلُ
وَنَادٰی مَالِکًا خُذْمَنْ عَصَانِیْ
فَإِنِّی الْیَوْمَ لَسْتُ لَہُمْ أَقِیْلُ

''کل قیامت کے روز گناہ گاروں کا مقدر رسوائی ہوگا جبکہ فرمانبرداروں کے لیے شان وشوکت ہوگی۔''

''جب جہنم پر پل صراط بچھا دیا جائے گا۔ تو وہ جہنم عرصہ دراز تک سرکشوں پر حملہ آور رہے گی۔''

''جب اللہ تعالیٰ جہنم کے حاکم سے کہے گا میرے نافرمانوں کو گرفتار کرلو آج کے دن میری طرف سے ان کے لیے کوئی معافی نہیں۔''

جہنم کا سجدہ

بعض تاریخی روایات میں ہے کہ جہنم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے سجدہ کی اجازت طلب کرے گی۔ اجازت ملتے ہی وہ سجدہ میں گرے گی اتنی مدت جو اللہ چاہیں گے، پھر اسے حکم ہوگا سر اٹھاؤ۔ وہ سر اٹھائے یہ کہہ رہی ہوگی۔ اللہ کی حمد کہ اس نے مجھے نافرمانوں کے انتقام کے لیے پیدا کیا اور کسی مخلوق کو میرے انتقام کے لیے پیدا نہیں کیا۔

اے اللہ! میری ابتلا شدید ہوگئی آگ کم ہونا شروع ہوگئی۔ گرم پانی اور تھور جوش میں

ہیں، بدبو اور پیپ، خون کا نچوڑ بڑھ چکا میرا ایک حصہ دوسرے کو کھا رہا ہے۔ اے پروردگار! جہنمیوں کو جلد میری طرف بھیج دے۔ تیری عزت کی قسم میں ان سے ضرور انتقام لوں گی جنہوں نے تیری نافرمانی کی، خواہشات کی اتباع کی، تیری آیات کا انکار کیا، تیرے رسولوں کی تکذیب کی اور تیرے سوا دوسروں کو الٰہ مانا۔ پھر وہ اتنے زور سے چیخے گی جسے تمام میدان محشر والے سنیں گے، پھر نافرمانوں پر اس قدر غضبناک ہو گی کہ مخلوقات کے سروں پر انگارے پھینکے گی۔ جو کثرت اور تعداد میں آسمان کے ستاروں، ریت کے ذرات، سمندر کی جھاگ اور زمین کی نباتات کے برابر ہوں گے۔ لیکن وہ صرف گناہگاروں کے سروں پر گریں گے۔ مگر جن کے اعمال نیک ہوں گے وہ انگاروں کے آگے پردہ بن جائیں گے۔ جو شخص اعمال صالحہ سے خالی ہو گا وہ انگاروں کا نشانہ ہو گا۔ اللہ ہمیں جہنم سے پناہ دے اور ہم سب کو اپنی رحمت کے ذریعے جہنم سے دور رکھ۔ یارب العالمین۔ (آمین)

تیسری نشست
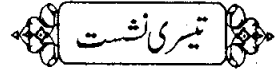
میزان اور پل صراط کے ذکر میں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ﴾ [1]

''قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا۔''

اللہ کے بندو! تمہیں کیا ہوگیا کہ تمہارے دل اللہ سے ڈرتے نہیں اور تمہاری سماعت پر کوئی اثر نہیں ہوتا، تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوتیں، تمہاری آنکھوں سے آنسو نہیں بہتے، تمہارے پیٹ ناجائز اور حرام سے سیر نہیں ہوتے، اب تمہارے اچھے اعمال بھی بلند نہیں کیے جاتے۔

میرے بھائیو! کس قدر خوش قسمت ہے جس نے اپنے آپ کو معبود حقیقی کی طرف متوجہ کیا اور اس دن کی حاضری سے ڈر گیا جو حاضر ہونے کے اعتبار سے بہت سخت دن ہے۔

بنی آدم پر وحشیوں کا اظہار افتخار

بعض تاریخی روایات میں ہے، وحشی جانور قیامت کے دن جمع ہوں گے تو اللہ رب العالمین کے سامنے سجدہ میں گر جائیں گے، انہیں پوچھا جائے گا کہ یہ سجدہ کا دن تو نہیں؟ وہ جواب دیں گے۔ یہ سجدہ ہم نے اظہار شکر کے لیے کیا ہے کہ اللہ نے ہمیں آدم کی نسل سے نہیں بنایا، ہم تو وہ ہیں جو بنی آدم کی رسوائیوں کا مشاہدہ کررہے ہیں۔ بھائیو! اللہ کے لیے اس نصیحت کو شرمساری اور رسوائی کے دن سے پہلے قبول کرو۔

جب قیامت کا دن ہوگا، جہنم اپنے تمام خوفناک مناظر کے ساتھ آئے گی۔ اور پل صراط کو جہنم کی کمر پر بچھا دیا جائے گا۔ جس کی لمبائی پچاس سال کی مسافت کے برابر ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دنیا کے سالوں کے مطابق چھتیس ہزار سال ہے، پل صراط بال سے

[1] ۲۱/ الانبیاء: ۴۷۔

زیادہ باریک، لوہے کی دھار سے زیادہ تیز ہے اور یہ بھی روایت ہے، تلوار سے تیز آگ کے انگارے سے زیادہ گرم ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ وہ جہنم کے خازن مالک کی آنکھ کی پلک کا بال ہے۔ جسے وہ جہنم کی کمر پر بچھا دیں گے اس پر کانٹے اور کنڈے ہوں گے۔ ہر کنڈے کے ساتھ آسمانی ستاروں کی تعداد کے برابر زبانیہ فرشتے ہیں اگر ان میں سے کسی ایک کو اللہ کی طرف سے دنیا میں سانس لینے کی اجازت دے دی جائے۔ تو جن و انس اور روئے زمین کی تمام مخلوقات جلا دے، پہاڑوں کو پگھلا دے اور سمندروں کو خشک کر دے۔

پل صراط کی صفت

یہ جہنم کی سیاہی سے بھی زیادہ سیاہ اور تاریک ہوگا، اس سے وہی گزر سکے گا جس کے پاس نور ہوگا، اور نور صرف اعمال صالحہ سے ہی ہو سکے گا۔ جس کے عمل نیک ہوں گے اسے آگ سے نجات دے کر قرار و راحت کے گھر میں پہنچا دیا جائے گا اور جو شخص نیک اعمال آگے نہ بھیج سکا وہ رب جبار کے چہرے کی زیارت سے محروم رہے گا۔ ندامت اور ہلاکت کے گھر میں رہے گا، اس گھر میں گرم بھاپ اور پینے کے لیے جوش مارنے والا پانی، کھانے کے لیے تھور ہوگا۔ سایہ میں ٹھنڈک اور نہ راحت، اس عذاب خانے میں دائمی اور دردناک عذاب، پیپ پیتے، تھور کھاتے لوہے کے ہتھوڑوں کی ضربوں سے جہنم کی گہرائی میں دھنستا جائے گا، ظالموں سے یہ انجام بدبعید نہیں۔

اعمال صالحہ اور صراط کا تعلق

اے مسکین! یہ نقشہ سامنے رکھو کہ تم صراط سے گزر رہے ہو، تم دیکھ رہے ہو کہ نیک عمل کرنے والے اپنے نور کی روشنی میں جو دائیں اور آگے کی طرف پھیلی ہے، اطمینان سے گزر رہے ہیں، اور باطل پرست، بیہودگی کی تاریکیوں اور جہالت کی مدہوشیوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔

اے کمزور جماعت! جنہوں نے اپنی عمر مخالفت و جفا میں گزار دی پل صراط کے دشوار گزار اور ہولناک راستوں سے گزرتے ہوئے احتیاط کا دامن تھامو، جن خوفناک رستوں سے ظالم نجات نہیں پا سکتا، اور گناہ گار گزر نہیں سکتا۔ صراط باریک حق ہے، اس کی

نجات کیسے ممکن ہے جس نے تحقیق کی مخالفت کی اور سنت کو چھوڑ دیا؟ پل صراط لمبا اور بعید راستہ ہے اسے پر اعتماد نفس اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم رہنے والا ہی عبور کر سکتا ہے، اس خوفناک دشوار گزار اور ڈراؤنے راستے سے وہی گزر سکتا ہے جس نے لاچار کی فریاد رسی کی ہمیشہ رہنے والے رب رؤف و رحیم کی اطاعت کی، محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع کی۔ سخت قوت والے فرشتہ کی نگرانی کے ہوتے ہوئے وہی شخص گزرے گا جس نے مولیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے ظاہر و باطن میں اس کو نگران سمجھا۔ بعض تاریخی روایات میں ہے، صراط سے گزرنے کا مرحلہ میزان قائم کرنے اور اعمال نامے پکڑانے کے بعد ہوگا۔

قیامت کے موازین کا مفہوم

روایات میں مذکور ہے کہ ہر شخص کے اعمال کا وزن کرنے کے لیے الگ میزان ہوگا۔ [1]

اور یہ بھی ذکر ہے کہ میزان اللہ کے عرش کے سامنے نصب کر دیا جائے گا۔ اعمال کا وزن ہوگا جس کا وزن ہلکا ہوا وہ جہنم میں گر جائے گا۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ ہر شخص کا الگ میزان ہوگا جس سے اچھے اور برے اعمال کا وزن ہوگا۔ [2]

انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے:

﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴾ [3]

اور دوسرے مقام پر جو ذکر ہے:

﴿ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ...... وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴾ [4]

یہاں (موازین) سے مراد نیکیوں اور برائیوں کا میزان ہے۔

بھاری پلڑا اس کا ہوگا جس نے اخلاص سے لا الہ الا اللہ کہا اور ہلکا وزن اس کا ہوگا جو شرک و نفاق ریا اور شہرت جیسی برائیوں میں مبتلا رہا۔ کبھی لا الہ الا اللہ معصیت اور نفاق کے لیے اور کبھی مسلمان کا مال ہتھیانے کے لیے بھی کہا جاتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا)) ”جس نے اخلاص سے کلمہ پڑھا وہ جہنم سے

[1] فیض القدیر: ۱/ ٤٨٤۔ [2] تفسیر الطبری: ۸/ ۱۲۳۔

[3] ۲۱/ الانبیاء: ٤٧۔ [4] ۱۰۱/ القارعة: ٦، ٨۔

نجات پائے گا جنت کا داخلہ ہوگا اور ترازو بھاری ہوگا۔"

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اخلاص کیا ہے، فرمایا: "اخلاص یہ ہے کہ وہ تمہیں اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے دور کردے۔" [1]

کلمہ توحید کا وزن

احادیث میں ذکر ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ حساب کے لیے پیش ہوگا، اس کے ننانوے رجسٹر گناہوں سے بھرے ہوئے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اب بندے کا خوف اور غم بڑھ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس بندے کا میرے ہاں ذخیرہ ہے جو میں نے جمع کر کے رکھا ہے۔ اللہ کے حکم سے ایک چھوٹا رقعہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا کہ فلاں شخص اس حالت میں مرا کہ وہ اخلاص سے لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا تھا۔ حکم ہوگا کہ اس کو میرے بندے کے ترازو میں رکھ دو، ترازو نیچے کی جانب جھک کر تمام برائیوں پر بھاری ہو جائے گا، اس وقت بندہ خوش ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ اس کو جنت میں لے جاؤ۔ [2]

کسی شاعر نے خوب کہا:

أَعْدَدْتُ لِلّٰهِ حِيْنَ أَلْقَاهُ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
أَقُوْلُهَا لِلْإِلٰهِ خَالِصَةً
يَرْحَمُنِيْ فِي الْقِيَامَةِ اللّٰهُ
لَعَلَّ يَوْمَ الْحِسَابِ أَنْجُ بِهَا
يَوْمُ الْعُقُوْبَةِ يَوْمٌ زَادَ بَلْوَاهُ

"اللہ سے ملاقات کے دن کے لیے میرا زادِ راہ کلمہ شہادت ہے۔"

[1] المعجم الاوسط للطبرانی: ۱۲۳۵ بتصرف یسیر؛ ہیثمی کہتے ہیں اس کی سند میں محمد بن عبدالرحمٰن بن غزوان راوی وضاع ہے۔ دیکھئے مجمع الزوائد: ۱/ ۱۸ لیکن کلمہ کی شہادت پر داخل جنت اور چھٹکارا جہنم کی روایات صحیح بخاری، ۱۲۸؛ صحیح مسلم: ۹۴ میں موجود ہیں۔

[2] اس معنی کی روایت ابن حبان: ۲۲۵؛ مستدرک ۱/ ۶ میں موجود ہے۔

''کلمہ شہادت میں خالصتاً اللہ ہی کے لیے پکارتا ہوں تاکہ وہ قیامت کے دن مجھ پر رحم فرمائے۔''

''جزا و سزا کے دن یقیناً میں اسی کی بدولت نجات حاصل کروں گا۔''

اللہ کے بندو! اپنے مولیٰ کی طرف راغب ہو، وہ تمہیں کلمہ مبارکہ پر ثابت رکھے جو زبان پر ہلکا اور میزان میں بھاری اور دفتروں کی زینت ہے۔ اللہ اس سے راضی ہوتا ہے لعین شیطان ناخوش ہوتا ہے۔ اسی کلمہ کی وساطت سے بندہ جہنم سے نجات پا کر امان وخلد کی نعمتوں میں داخل ہو جائے گا۔

صدقہ کی فضیلت

روایات میں مذکور ہے، جب بندے کو میزان کی طرف لے جایا جائے گا، اور پہاڑوں سے بڑے بڑے برائیوں کے رجسٹر نکالے جائیں گے۔ اس کے مقابل اگر پاکیزہ صدقہ موجود ہوا جو محض اللہ کی رضا کے لیے دیا گیا تھا۔ اس میں مخلوق کی طرف سے جزا کی طلب ریا کاری، شہرت، تعریف اور شکریہ کا شائبہ تک نہ ہوا ایسا صدقہ اللہ کے حکم سے دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو وہ تمام گناہوں پر بھاری ہوگا بے شک وہ پہاڑوں کے وزن کے برابر ہوں۔

کسی شاعر نے کہا:

يَا جَامِعَ الْمَالِ يَرْجُوْ أَنْ يَدُوْمَ لَهُ
كُلَّ مَا اسْتَطَعْتَ وَقَدِّمْ لِلْمَوَازِيْنِ
وَلَا تَكُنْ كَالَّذِيْ قَدْ قَالَ إِذْ حَضَرَتْ
وَفَاتُهُ ثُلُثُ مَالِيْ لِلْمَسَاكِيْنِ

''اے ذخیرہ کرنے والے جسے امید ہے کہ جب تک وہ چاہے مال ہمیشہ رہے گا۔ جتنی استطاعت ہے کھا اور میزان عمل کے لیے آگے بھیجے۔''

''اس شخص کی طرح نہ ہو جس نے وفات کے وقت کہا کہ میرا دو تہائی مال مساکین کے لیے ہے۔''

اللہ کے بندو! قیامت کے دن ترازو جب بندے کے سامنے نصب کیا جائے گا تو یہ بڑے خوفناک مناظر میں سے ایک منظر ہوگا۔ بندہ میزان کی طرف دیکھے گا تو دل اترنا شروع ہوگا مصیبت بڑھ جائے گی، غم میں اضافہ ہوگا، یہ ڈر اس وقت تک نہیں اترے گا جب تک یہ فیصلہ نہ ہو جائے کہ میزان بھاری رہا یا ہلکا ہوا، بھاری ہو گیا تو ہمیشہ کی سعادت جس کے بعد کوئی شقاوت نہیں اور اگر میزان ہلکا ہوا تو ہمیشہ کا خسارہ، اور عذاب عظیم ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کی شفاعت

تاریخی روایات میں ہے کہ محمد ﷺ کی امت جب میزان کی طرف بڑھے گی تو ان کے مصائب میں اضافہ اس وقت ہوگا جب ان کے عیوب اور بداعمالیاں سامنے آئیں گی، گناہوں اور غلط کاریوں کا وزن بھاری ہوگا، تدبیر کا دائرہ تنگ ہوگا، حالات بدلتے ہوئے محسوس ہوں گے۔ اس وقت شفیع محمد ﷺ ان کے پاس آئیں گے، اور میزان کے پاس ان کی حیرانی کو دیکھیں گے، اللہ سے دعا فرمائیں گے کہ اللہ! ان کے اعمال صالحہ بھاری فرما دے، اللہ حکم فرمائیں گے امت کے میزان کو ملاحظہ فرمایئے آپ توجہ فرمائیں گے تو اللہ آپ کی نظر شفقت اور چہرہ پرنور کی برکت سے ان کے میزان بھاری فرما دیں گے۔

اس طرح یہ بھی ذکر ہے۔ کہ میزان حضرت جبریل کے ہاتھ میں ہوگا۔ [1] اس کے دو پلڑے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے۔ میزان اس قدر حساس ہے کہ اگر ایک ذرہ، رائی یا اناج کے دانہ کے برابر اچھے یا برے اعمال بھی پلڑے میں رکھے جائیں تو وہ جھک جائے گا۔ یہ سب کچھ اللہ کی قدرت سے ہے، حقیقت حال کا علم اللہ کے پاس ہے، تم میں سے کوئی شخص نیکی کو حقیر نہ سمجھے اس کی نگاہ میں اگرچہ وہ معمولی ہو۔ کیا خبر اسی سے میزان بھاری ہو جائے۔ اس طرح کوئی شخص گناہ کو معمولی سمجھتے ہوئے اس کے ارتکاب کی جرأت نہ کرے، ایسی حالت میں کبھی حقیر گناہ قیامت کے دن وزن میں اونچے پہاڑوں کے برابر ہوگا۔

میزان کو بھاری کرنے والے اعمال

فرمان الٰہی ہے:

[1] تفسیر طبری: ۸/ ۱۲۳۔

﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ﴾ [1]

اور حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ، حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ)) [2]

''دو کلمے زبان پر ہلکے، میزان میں بھاری اور رحمٰن کو محبوب ہیں: ''اللہ پاک ہے اپنی تعریف سمیت اور اللہ العظیم بے عیب ہے۔''

اس طرح ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ مجھے ایسا عمل سکھایئے جو جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے نجات دے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمات نہ بتاؤں جو میزان میں بھاری، زبان پر ہلکے، رحمان کو راضی کرنے والے اور شیطان کو ناراض کرنے والے ہیں؟ یہ دو کلمے سبحان اللہ والحمد للہ، جو جنت سے قریب کرنے والے اور جہنم سے دور کرنے والے ہیں۔ [3]

جس شخص کا خیال ہے میزان حق نہیں اس نے اللہ کی کتاب اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رد کیا۔

نیکی اور بھلائی اور شر کا سرچشمہ

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ قیامت کے دن ترازو اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ پھر بندوں کو حساب کے لیے بلایا جائے گا، اگر وہ (مرد یا عورت) بھلائی کا سرچشمہ تھا، اسی کا حکم دیتا رہا اور اسی کی دعوت، تو اسی نام سے اسے پکارا جائے گا جس کی وہ دعوت دیتا رہا، پھر وزن کے لیے میزان کی طرف لایا جائے گا۔ وزن کرتے وقت اگر اس کی برائیاں نیکیوں سے بڑھ گئیں اور پہاڑوں سے زیادہ بھاری ہو گئیں، اس کے باوجود اگر ایک نیکی اللہ کو پسند آ گئی اور قبول ہو گئی تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر

[1] ۲۱/ الانبیاء:۴۷۔ [2] جامع البخاری:۶۶۸۲؛ مسلم:۲۶۹۴۔

[3] ان الفاظ کے ساتھ ہمیں یہ روایت نہیں ملی جبکہ صحیح روایات اوپر ذکر ہو چکی ہیں۔

دیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ اگر اللہ تعالیٰ بندے کا ایک سجدہ قبول کر لیں تو اس کی وجہ سے اسے جنت مل سکتی ہے۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا اللہ کے رسول! بندوں کے اتنے زیادہ اعمال کدھر جاتے ہیں۔ فرمایا: ”ان اعمال کو شہرت پسندی اور ریا کاری کھا جاتی ہے۔“

پہلے کے برعکس اگر کوئی شخص شر کا سرچشمہ تھا اسی کا حکم دیتا رہا اور اسی کی دعوت تو قیامت کے روز اسی نسبت سے اسے پکارا جائے گا۔ اب میزان میں وزن کرتے وقت اگر چہ ایک برائی کے مقابلہ میں اس کی نیکیاں پہاڑوں سے زیادہ اور بھاری ہوئیں، لیکن قبولیت نہ پانے کی وجہ سے سب برباد اور ضائع ہو جائیں گی۔

اسے بائیں طرف آگ میں دھکیل دیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اللہ کے رسول ایسے لوگ مسلمان نہیں تھے۔ فرمایا:

”تمہاری طرح وہ نمازیں پڑھتے رہے، روزے رکھتے رہے، زکوۃ ادا کرتے رہے، راتوں کا قیام کرتے رہے، لیکن جب ایک درہم بھی حرام کا سامنے آتا، تو اس پر بھوکے بھیڑیے کی طرح کود پڑتے۔ اب اللہ نے ان کے تمام اعمال برباد کر دیے اور ایک نیکی بھی قبول نہ ہوئی۔“

جو عمل قبول نہ ہو میزان میں اس کا وزن ہی نہیں ہوتا۔ اور اللہ وہی عمل قبول فرماتے ہیں جو خالص اور اللہ کی رضا کے لیے ہو۔ اللہ کے بندو! عمل کرتے وقت اخلاص کو اپناؤ اور اسی کے مطابق عمل کرو۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

مَنْ كَانَ يَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ بَاعِثُهُ
يَوْمَ الْحِسَابِ لَدَى نَشْرِ الدَّوَاوِيْنِ
فَلَا يُرِدْ بِفِعَالِ الْبِرِّ أَجْمَعِهَا
إِلَّا الْحِسَابَ وَتَثْقِيْلِ الْمَوَازِيْنِ

”جس شخص کو یقین ہے کہ اللہ اسے حساب کے روز زندہ کرے گا، جب اعمال نامے کھولے جائیں گے۔“

''وہ تمام نیکی کے کام صرف حساب اور میزان بھاری کرنے کی فکر میں کرتا ہے۔''

اللہ کے بندو! ترازو کے لیے اعمال کا ذخیرہ کرو، اس کے لیے بادشاہوں کے بادشاہ، رحمٰن کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔

پیارے بھائیو! یہ حسرت اور مصیبت کا مقام ہوگا اگر کسی کی نیکیوں کا وزن ہلکا ہوا، اور اسے عذاب اور سزاؤں سے دوچار ہونا پڑا۔ بڑی ہلاکت وتباہی اور افسوس ہے اس پر جس کے صالح اعمال کا وزن ہلکا ہوگیا، اور وہ عذاب اور سزا کا مرتکب ہوا، زنجیروں اور طوقوں میں جکڑا گیا، صاحب جودوفضل اس پر ناراض ہوگا۔

بندوں کے اعمال کا وزن

پیارے بھائیو! جب بندوں کے اعمال کا وزن ہو جائے گا، کسی کے اعمال بھاری اور کسی کے ہلکے ہوں گے، اب انہیں صراط کی طرف جانے کا حکم ہوگا، ہر انسان صراط کی طرف لپکے گا اور اندھا دھند گزرنا چاہے گا، کچھ لوگ پہلا قدم رکھتے ہی پھسل کر جہنم میں گر جائیں گے۔ اور کچھ تھوڑا سا چل کر آگ میں پھسل جائیں گے، کوئی برق رفتاری سے کوئی زوردار آندھی کی طرح، کوئی تیز رفتار پرندے کی پرواز کی طرح، کوئی بھاگ کر کوئی کمزور چال چلتے ہوئے، کوئی موٹے آدمی کی طرح ہاتھ پاؤں کا سہارا لے کر گزرے گا، بعض آدمی صراط کی طرف آئیں گے تو آگ انہیں پکڑ کر جہنم میں گرا لے گی۔ یہ سب کچھ بندوں کے اعمال انوار اور درجات کے مطابق ہوگا کہ جس قدر اعمال کی قبولیت ہوئی یا میزان میں ہلکے یا بھاری ہوئے۔ جب محمد ﷺ کی امت کا گناہگار فرد بغیر عمل کے صراط سے گزرنا چاہے گا، حیران ہوگا کہ گزرنے کی کوئی صورت نہیں، اسی گھبراہٹ اور خوف کے عالم میں محمد ﷺ تشریف لائیں گے۔

صراط پر رسول اللہ ﷺ کا نور

جب نبی ﷺ ان کی طرف دیکھیں گے تو آپ کے چہرہ پرنور کی وجہ سے گزرنے میں آسانی ہوگی، ہر شخص کو اس قدر روشنی حاصل ہوگی جس قدر وہ دنیا میں آپ پر درود بھیجتا

رہا۔ جس قدر کسی کو نور حاصل ہوگا اسی کے مطابق گزرتا جائے گا لوگ اس نور سے فائدہ اٹھا کر گزرتے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے چہرہ مبارک کے نور میں اضافہ فرماتے رہیں گے۔ اے لوگو! نبی ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجو! تمہارا درود ان تک پہنچایا جاتا ہے۔

نبی ﷺ پر صلوۃ کی فضیلت

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((اَنْجَاكُمْ مِنْ اَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَوَاطِنِهَا اَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً)) [1]

”قیامت کے مشکل مقامات اور ہولناکیوں سے نجات دینے والی (چیز) درود کی کثرت ہے۔“

دوسری حدیث میں ہے:

((أَوْلَاكُمْ بِشَفَاعَتِيْ اَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً)) [2]

”تم میں سے میری شفاعت کا زیادہ مستحق مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والا ہے۔“

گناہگاروں کی جماعت! حضور ہمارے شفیع ہیں حضور ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجو! اللہ ہمیں اسی وجہ سے سزا سے امن دیں گے۔ اور اپنی رحمت سے ہمیں عذاب سے نجات دے کر کامیاب فرمائیں گے، وہ صاحب انعام واکرام ہے۔

کسی شاعر نے کہا:

اَلَا اَكْرِمْ بِاَحْمَدَ ذِي الْمَعَالِيْ
شَفِيْعُ النَّاسِ يَوْمَ السُّؤَالِ
إِذَا مُدَّ الصِّرَاطُ عَلَى جَحِيْمٍ
تَصُوْلُ عَلَى الْعِبَادِ بِاسْتِطَالِ

---

[1] فردوس الاخبار للدیلمی: ۸۱۷۵۔

[2] مسند ابی یعلی: ۵۰۸۰؛ مسند بزار: ۱۷۸۹۔

اِذَا كَانَ النَّبِيُّ لَنَا شَفِيْعًا

سَنَنْجُوْ مِنْ سَلَاسِلِهَا الطِّوَالِ

وَلَوْ كَانَتْ خَطَايَانَا جَسَامًا

تَشَبَّهَ بِالثِّقَالِ مِنَ الْجِبَالِ

لَجُزْنَا فِي الصِّرَاطِ بِغَيْرِ حُزْنٍ

اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ مَعَ الْجَلَالِ

”خبردار! قیامت کے روز شان و شوکت کے مالک اور نوع انسانی کی سفارش کرنے والے احمد ﷺ کے ذریعے عزت حاصل کر۔“

”جب جہنم پر پل صراط بچھا دیا جائے گا تو وہ عرصہ دراز تک گناہگار بندوں پر حملہ آور ہوگی۔“

”جب نبی ﷺ ہمارے شفیع ہوں گے، تو ہم جہنم کی لمبی زنجیروں سے نجات پائیں گے۔“

”اگرچہ ہماری خطائیں پہاڑوں سے بڑی اور بھاری ہوں، تو ہم کسی غم کے بغیر، پل صراط سے گزر کر انتہائی وقار سے جنت میں داخل ہوں گے۔“

نبی ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: ”لوگ صراط سے گزریں گے کچھ پھسلنے والے جبکہ پھسلنے والیاں اکثر عورتیں ہوں گی، اور یہ بھی ذکر ہے کہ صراط پر مقرر فرشتے (الزبانیہ) لوگوں کے چہروں پر نظر رکھیں گے جن کے چہروں پر نور دیکھیں گے انہیں گزرنے دیں گے ورنہ جو نور سے خالی ہوں گے انہیں اوندھا کر کے جہنم میں گرا دیں گے۔ نور صرف عمل صالح سے حاصل ہوگا۔“

جہنم پر متعدد پل

بعض تابعین علما اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جہنم پر سات پل ہیں ان کو قناطر کہا گیا ہے۔ [1]

[1] تفسیر القرطبی: ۲۰/ ۵۰؛ تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۵۱۰

تین اللہ سبحان وتعالیٰ سے پہلے ہیں اور چوتھا جس پر رب جل جلالہ ہیں، جس کی کوئی حد اور کوئی کیفیت نہیں، وہ کیا ہیں کیسے ہیں محض تسلیم، ایمان اور تصدیق کافی ہے۔

پہلا پل

صراط تلوار سے زیادہ تیز ہے، جب لوگ پہلے پل پر پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

﴿ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝ ﴾ [1]

اب صلوٰۃ کے بارے میں حساب ہوگا جس کی صلوٰۃ مکمل ہوگی وہ اس پل سے نجات پائے گا، جس کے پاس صلوٰۃ مکمل نہ ہوئی وہ آگ میں گرے گا، ہلاک ہونے والا ہلاک اور نجات پانے والا نجات پائے گا۔ [2]

دوسرا پل

پھر لوگ دوسرے پل پر روکے جائیں گے۔ اب امانت کے متعلق حساب ہوگا۔ [3]

خالق کی امانت اور مخلوق کی امانت۔ جب اللہ تعالیٰ کسی سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اس کے دل میں غنیٰ پیدا کر دیتے ہیں، اور اسے امین بنا دیتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے ذمہ لگائی ہوئی امانات کی ادائیگی میں اس کی اعانت فرماتے ہیں۔ وضو، غسل، نماز، روزہ، زکوٰۃ کی ادائیگی اور ہر حق دار کو اس کا حق دینا، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، اللہ کے حدود کی حفاظت، یہ بندہ ہے جسے اللہ رشد و ہدایت کا الہام فرماتے ہیں، اور اسے اپنے عیوب دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غنیٰ پیدا کر دیتے ہیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ بندے سے شرّ کا ارادہ کرتے ہیں، تو اس کے دل و دماغ میں ہر وقت فقر پیش نظر رہتا ہے، فرائض کی ادائیگی اور امانات کی ادائیگی میں سست ہو جاتا ہے۔ رشد و ہدایت اس سے دور ہو جاتی ہے۔ شیطان اس پر مسلط ہو جاتا ہے، برے اعمال، مزین اور عیوب محبوب نظر آتے ہیں، جب بندہ اس انتہا پر پہنچ جاتا ہے پھر وہ اس سے بے نیاز ہوتا

[1] ۳۷/ صافات: ۲۵، ۲٤۔ [2] تفسیر ابن کثیر: ٤/ ۵۱۰۔

[3] معجم الکبیر للطبرانی: ۷٤۹۳۔

ہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور اسے کیا کہا جا رہا ہے۔ اس کا نقطہ نظر صرف دنیا اور اس کا حصول اس کا مقصد ہوتا ہے اسے دین کی تباہی کی قطعاً پروا نہیں۔ یہ وہ بندہ ہے جس پر مولیٰ ناراض ہو گیا بھلائی کے دروازے اس پر بند کر دیے اور شر کے دروازے اس کے لیے کھول دیے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ [1]

بعض روایات میں ذکر ہے کہ امانت ضائع کرنے والے کو لایا جائے گا، کہا جائے گا امانت ادا کرو۔ وہ کہے گا اے رب! دنیا ختم ہو گئی، اب میں امانت کہاں سے ادا کروں؟ اس کے لیے جہنم کا گڑھا تیار کیا جائے گا۔ اسے کہا جائے گا اس میں اترو اور وہاں سے امانت نکال کر لاؤ۔ وہ مسکین اس کی گہرائی میں اترے گا۔ اس بھاری بوجھ کو کندھوں پر اٹھا کر لائے گا اور وہ دنیا کے پہاڑوں سے زیادہ ثقیل ہو گا۔ جہنم کے کنارے پہنچتے ہی وہ دوبارہ گہرائی میں جا گرے گا۔ پھر دوبارہ اسے اٹھانے کا حکم ہو گا پھر گر جائے گا۔ اور جب تک اللہ چاہیں گے اسے عذاب ہوتا رہے گا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے لوگوں کی امانتوں کو ضائع کیا۔

تیسرا پل

پھر تیسرے پل پر جو رب ذوالجلال کے قریب ہو گا اس کی کوئی کیفیت اور حد نہیں، یہاں صلہ رحمی کا حساب ہو گا۔ صلہ رحمی کیسے کی اور قطع رحمی کیوں کی؟ اس دن صلہ رحمی پکارے گی، اے اللہ! جس نے مجھے ملایا اسے ملا جس نے مجھے قطع کیا اسے قطع کر، کوئی نجات پائے گا اور کوئی ہلاک ہو گا۔ [2]

چوتھا پل

پھر چوتھے پل سے گزریں گے تو والدین سے حسن سلوک کے بارے میں سوال ہو گا۔ اور یہ بہت بڑا سوال ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر کو والدین کے شکر سے منسلک کرتے ہوئے فرمایا:

[1] ٨/ الانفال:٢٧۔ [2] حلیۃ الاولیاء:٥/ ١٣١۔

﴿ اَنِ اشۡکُرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیۡکَ ؕ اِلَیَّ الۡمَصِیۡرُ ﴾ [1]

اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل کردہ کتابوں میں فرمایا والدین کو راضی کرو میری رضا والدین کی رضا میں اور میری ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔ اگر کوئی شخص قیامت کے روز آیا اور ہزار صدیق کے برابر عمل کیے مگر والدین کا نافرمان ہوا تو اللہ اس کے اعمال کی طرف نہیں دیکھیں گے اور اس کا انجام آگ ہوگا۔ کسی شاعر نے کہا:

اَلْوَالِدَان اِلٰی شُکْرِ الْاِلٰہِ وَصُوْلُ
وَالْوَالِدَان اِلٰی دَارَالسَّلَامِ سَبِیْلُ
صِلْ وَالِدَیْکَ وَلَا تَقْطَعْ حِبَالَھُمَا
لِیَجْزَیَنَّکَ فِی دَارِالْبَقَاءِ جَلِیْلُ

"والدین اللہ کے شکر کا ذریعہ ہیں، والدین دارالسلام (جنت) کا راستہ ہیں۔"
"والدین سے صلہ رحمی کر اس تعلق کو قطع نہ کر، دائمی گھر میں اللہ تمہیں اس کی جزا دے گا۔"

پانچواں پل

پھر پانچویں پل پر روک کر حساب لیا جائے گا، کہ جس نے زبان کی حفاظت کی وہ نجات پائے گا اور جس نے زبان کو لایعنی باتوں میں بے لگام چھوڑا وہ ہلاک ہوگا۔ انسانی اعضاء میں زبان سے بڑھ کر کوئی عضو گناہ میں اس قدر سخت نہیں، اس سے ادا کیا ہوا ایک کلمہ جہنم میں جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

غیبت اور چغلی کا ترک

اللہ کے خوف کو ہر وقت مدنظر رکھنے والوں میں سے ایک فکر مند نے صبح کے وقت، کاغذ اور قلم پکڑ کر قریب رکھ لیا، جب بھی زبان سے کوئی کلمہ ادا کیا اسے فوراً لکھ کر اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے اس طرح بادشاہ حقیقی کے حکم سے فرشتے نے یہ کلمہ لکھ لیا ہے۔ یہ عمل جاری رہا مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد کاغذ سامنے رکھ کر پڑھتے ہوئے رو رہے

[1] ۳۱/ لقمان:۱٤۔

ہیں۔ اسی آہ و بکا میں اپنے نفس کو مخاطب ہو کر کہا، اے نفس! تم یہ تصور کرو کہ پل صراط سے گزر رہے ہو اور اس دوران تم سے سوال کیا جا رہا ہے۔ بتاؤ کس کلمہ کی بنا پر مجھے آگ میں داخل کر دو گے۔ روتے روتے آنسو ختم ہو گئے اور غشی طاری ہو گئی، جب ہوش میں آئے تو کاغذ پکڑ کر لکھنا شروع کر دیا اور انتہائی عاجزی سے گریہ زاری کر رہے ہیں۔ اے اللہ! معاف کرنے والے، اپنے بندے پر شفقت و رحمت فرما، یہی ان کی عادت رہی، یہاں تک کہ موت آ گئی۔ نیک لوگوں میں سے کسی نے انہیں خواب میں بڑی بہترین اور خوبصورت حالت میں پایا، اور ان سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسا سلوک ہوا؟ جواب دیا کریم سے کرم کی ہی توقع کی جا سکتی ہے۔ دنیا میں میری خود احتسابی کے بدلے آخرت کا حساب معاف کر دیا اور دنیا میں میرے بہائے ہوئے آنسوؤں کو نہریں بنا دیا۔ جو یوم حشر کی پیاس میں مجھے سیراب کرتی ہیں، اور اس کریم نے صراط سے بآسانی گزار کر جنت میں داخلہ کا فضل فرمایا۔ اسی طرح ذات الٰہی کے باوقار چہرہ کی زیارت کبریٰ کا شرف عطا فرما کر فضیلت عظمیٰ کا احسان فرمایا۔

کلمہ شر اور اس کا عذاب

نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ”آدمی زبان سے کلمہ ادا کرتا ہے تو اس کی وجہ سے جہنم میں اتنا دور جا گرتا ہے جتنا مشرق و مغرب کا فاصلہ ہے، جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو زبان کی حفاظت پر اس کی اعانت فرماتے ہیں۔ لوگوں کے عیوب سے قطع نظر اپنے عیوب پر دیکھنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔“ [1]

حکایت ہے کہ ایک شخص دوسرے آدمی کے قریب سے گزرا اور اسے سلام کہا، اس نے جواب دیا، اے بھائی! اگر میرا اندرونی حال تم پر ظاہر ہو جائے تو تم کبھی مجھے سلام نہ کہو، پہلے شخص نے کہا کہ اگر تمہارا حال میرے لیے ظاہر ہو بھی جائے تو مجھے اپنے عیوب کی اتنی فکر ہے کہ تمہارے عیوب دیکھنے کی فرصت ہی نہیں اب دونوں ایک جانب بیٹھ کر اپنے اپنے حال پر روتے رہے، زمین آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر دونوں جدا ہو گئے۔

[1] البخاری: ٦٤٧٧؛ مسلم: ٢٩٨٨؛ الترمذی: ٢٣١٤؛ ابن ماجہ: ٣٩٧٠ مختصراً۔

جھوٹی گواہی

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی ذمی، مسلمان یا کسی اور شخص کے خلاف جھوٹی گواہی دی اس کی زبان پکڑ کر جہنم کے نچلے طبقہ میں لٹکایا جائے گا۔'' [1]

بعض روایات میں ہے کہ جھوٹی گواہی اللہ کے نزدیک کبیرہ گناہوں سے ہے۔ اور جھوٹی گواہی دینے والے کو ہر ہر کلمہ کے بدلے ہزار سال لٹکایا جائے گا۔ اور گواہی کے ہر حرف کے بدلے صراط کے پانچویں پل پر ہزار سال رکے گا، اگر جھوٹا گواہ قیامت کے دن ستر انبیاء کے اعمال کے برابر بھی عمل لے کر آ جائے تو اللہ اسکی طرف نظر نہیں کریں گے۔ اسی طرح غیبت اور چغلی کے عادی لوگ بھی صراط سے کبھی گزر نہیں سکتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے یا انہیں شفاعت حاصل ہو جائے۔

بھائیو! ظاہر و باطن میں اللہ کی اطاعت کرو، قرآن وسنت پر عمل کرو، نافرمانیوں اور گناہوں کو چھوڑ دو اور صراط کی ہولناکیوں سے ڈرو جو آگ کی بھاپ پر نصب ہے۔

چھٹا پل

چھٹے پل پر روک کر ہمسایہ کے حقوق کی باز پرس ہوگی، جس نے ہمسایہ کے حقوق ادا کیے مہمان کی تواضع کی اس کی نجات ہوگی۔ جس نے ہمسایہ کے حقوق میں خیانت کی اور مہمان کی عزت نہ کی وہ ہلاک ہوگا۔

مہمان نوازی

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ))

''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ مہمان کی تکریم کرے۔'' [2]

---

[1] مسند احمد: ٢/ ٥٠٩؛ الترغیب والترھیب: ٣٣٩٤ اس میں ذمی کی جگہ مسلم کا لفظ ہے جبکہ شیخ البانی نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے دیکھئے تخریج الترغیب والترھیب۔

[2] البخاری: ٦٠١٩؛ مسلم: ٤٧؛ ابو داود: ٣٧٤٨، الترمذی: ١٩٦٧۔

کرامت کا مفہوم یہ ہے کہ مہمان کی تکریم اللہ کی رضا جوئی کے لیے اور رزق حلال سے ہو۔ رزق حرام سے مہمان نوازی پر ثواب نہیں۔ اور اگر کسی شخص نے حرام کردہ اشیاء یا شراب سے مہمان نوازی کی، تو مہمان قیامت کے روز اس وجہ سے اس پر لعنت کرے گا، پھر دونوں صراط سے گزرتے ہوئے ایک دوسرے کو لعنت کریں گے۔ وہ کہے گا تجھ پر لعنت تو نے غلط راہ پر خرچ کرنے میں میری مدد کی، پھر صراط سے گزرتے ہوئے پہلا قدم رکھتے ہی جہنم میں گر جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہمان جب مومن کے گھر داخل ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہزار برکت اور ہزار رحمت بھی داخل ہوتی ہے۔ اور ہر لقمہ کے بدلے جو مہمان کھاتا ہے گھر والے کے لئے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔'' [1]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہمان نوازی میں خرچ کیا ہوا ایک درہم اللہ کی راہ میں خرچ کیے ہوئے ہزار دینار سے افضل ہے، جس نے مہمان کی تکریم اللہ کی رضا کے لئے کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے ہزار کرامات سے نوازیں گے، اور آگ سے نجات دے کر جنت میں داخل کریں گے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اے عائشہ، مہمان کے لئے تکلف نہ کرو تم اکتا جاؤ گی۔'' [2]

جس کا لازمی مفہوم یہ ہے کہ مہمان نوازی کا دور دائمی ہونا چاہیے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارے ہاں مہمان آئے تو یقین رکھو کہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے اور اسے تمہارے گناہوں کی مغفرت کا بہانہ بنایا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہمان سے کراہت نہ کرو وہ اپنا رزق لے کر آتا ہے، اور اس کی واپسی میزبان کے گناہوں کی دوری کا

[1] ان الفاظ سے ہمیں یہ روایت نہیں ملی البتہ عجلونی نے کشف الخفاء: ۲/ ٤٦ میں ((الضیف یأتی برزقه)) کے الفاظ سے روایت نقل کی ہے اسی طرح شیخ البانی نے اسی روایت کو 'موضوع' قرار دیا ہے۔ دیکھئے (ضعیف جامع الصغیر: ۸۰٤۳)۔ [2] کنز العمال: ۲٥۸۹۰۔

سبب بنتی ہے۔'' [1]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ جب کسی گھر میں مہمان کی آمد متوقع ہوتو اللہ اس گھر میں مہمان کی آمد سے چالیس روز پہلے ایک فرشتہ پرندے کی صورت میں بھیجتے ہیں وہ آواز دیتا ہے: گھر والو! فلاں بن فلاں تمہارے گھر فلاں روز مہمان بنے گا اور اس کی مہمانی کے بدلے تمہیں بہت انعام واکرام ملے گا۔ وہاں مقرر کردہ فرشتے سوال کریں گے بدل کیا ہوگا؟ فرشتہ ایک خط نکالے گا جس میں لکھا ہوگا ''اللہ نے اس گھر والوں کو معاف کردیا اگر چہ وہ ہزار کی تعداد میں بھی ہوں۔''

ایک اور حدیث میں ہے۔ جو شخص اللہ کی رضا کے لئے مہمان کی تکریم میں سبقت لے جانے والا ہو، اللہ کریم اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھتے ہیں اگر چہ وہ ایک جماعت ہو۔ اگر مہمان اہل جنت سے ہوں اور گھر والے جہنم کے مستحق بھی کیوں نہ ہوں اللہ مہمان نوازی کی بناپر انہیں جنت میں داخل کردیں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ مہمان اور میزبان بے شک وہ جماعت کثیر کیوں نہ ہو۔ پل صراط سے گزرتے ہوئے ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے بجلی کی رفتار سے بھی تیز گزر جائیں گے۔ اگر ان میں سے کچھ اشخاص ایسے ہوں گے جن کے اعمال صراط سے باسہولت گزارنے والے نہ ہوں تو اللہ اس فرشتہ کو حکم دیتے ہیں جو مہمان نوازی کے بدلے خرچ کرنے پر مقرر ہے۔ کہ ان کا ہاتھ پکڑ کر پل صراط سے گزار دے اگر چہ ان کی تعداد ایک لاکھ کیوں نہ ہو۔

کھانا کھلانا

مہمان نوازی تین طریقوں پر ہے۔

(۱) مخلوف (۲) مسلوف (۳) متلوف

مخلوف سے مراد یہ ہے جس کو اللہ کی رضا کے علاوہ کوئی مطلب نہیں۔

مسلوف وہ ہے جو کبھی تمہارا مہمان بنتا ہے اور کبھی تم اس کے مہمان بنتے ہو۔

متلوف وہ ہے جس کا کھانا ناجائز کاموں میں صرف ہو۔ مسلوف اور مخلوف کو اجر ملے

[1] التذوين في اخبار قزوين: ١/ ٤٢٤؛ كشف الخفاء: ١/ ٨٨ بتصرف يسير۔

گا مگر متلوف کے لئے روز قیامت ندامت اور حسرت ہوگی۔ کسی شاعر نے کہا:

يَـا مُـكْـرِمَ الـضَّيْفِ لِـلـرَّحْمٰنِ خَـالِقِنَـا
عِـنْـدَا لـصِّـرَاطِ سَتُـلْـقِـى الْخَيْـرَ مَوْفُوْرًا
اَكْـرِمْ ضُيُـوْفَكَ كَـىْ تَـرْجُوالْجَوَازَ غَدًا
عَـلَـى الـصِّـرَاطِ وَتَـرْجُـو الْـخُلْدَ مَجْبُوْرًا

''رحمٰن کے لئے مہمانی کے فرائض سرانجام دینے والے صراط سے گزرتے وقت تمہیں بہت سی بھلائیاں حاصل ہوں گی۔''

''مہمان نوازی کر! تاکہ تجھے آئندہ پل صراط پر سہولت سے گزرنے اور جنت کی لازمی ہمیشگی کی امید ہو۔''

ہمسایہ کے حقوق کا تحفظ

مردوزن سے ہمسایہ کے حقوق کے بارے میں سوال ہوگا جس نے حق ہمسائیگی کا پاس کیا وہ صراط سے بھی گزرے گا اور عذاب الیم سے بھی نجات پائے گا۔ اور جنت الخلد میں داخلہ بھی ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ مَنْ بَاتَ شَبْعَانَ وَجَارُهٗ جُوْعَانَ اَوْبَاتَ رَيَّانَ وَجَارُهٗ عَطْشَانَ))

''وہ شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لایا جس نے خوب کھا پی کر رات گزاری اور اس کا پڑوسی بھوکا پیاسا رہا۔'' [1]

حقوق ہمسایہ میں یہ بھی شامل ہے کہ اسے غفلت سے بیدار کرے، اطاعات کی تلقین کرے اور اقامت صلوٰۃ کا حکم دے۔

ہمسایہ کا دوسرے ہمسایہ سے تعلق

بعض روایات میں ذکر ہے۔ کہ ایک پڑوسی قیامت کے دن اپنے پڑوسی کو پکڑ کر کہے

[1] معجم الكبير للطبراني: ١/ ٢٣٢؛ مجمع الزوائد للهيثمي: ٨/ ١٦٧؛ الترغيب والترهيب: ٣/ ٣٥٨ مختصرًا۔

گا اے اللہ! اس نے دنیا میں میری خیانت کی۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے تم نے خیانت کیوں کی؟ وہ جواب دے گا تیری عزت اور جلال کی قسم! میں نے نہ مال میں خیانت کی اور نہ اہل میں، اور تمہیں زیادہ علم ہے؟ پڑوسی کہے گا: یہ درست ہے کہ تم نے ایسا نہیں کیا مگر میں گناہوں میں مبتلا تھا تم نے مجھے منع نہیں کیا: اب ان دونوں کو جہنم میں پھینکنے کا حکم ہوگا، اللہ انہیں معاف نہیں کریں گے۔ جس ہمسایہ نے حقوق کا خیال رکھا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہا اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے بندوں سے پانچ سو سال قبل صراط سے گزار دے گا۔

ہمسایہ کے حقوق کی وصیت

نبی ﷺ نے فرمایا: "میرے رب نے مجھے معراج کی رات ہمسایہ کے حقوق کے متعلق اس قدر وصیت فرمائی کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ شاید اسے وارث بنا دیں گے۔" [1]

بعض علما کا خیال ہے۔ ہمسایہ کو حق شفاعت حاصل ہوگا۔ جس نے پڑوسیوں کے حقوق کی نگہداشت کی اس نے رحمٰن کی اطاعت کی، شیطان کو ناراض کیا اور قرآن وسنت پر عمل کیا۔ صالح مرد وزن قیامت کے روز ستر پڑوسیوں کی سفارش کر کے انہیں پل صراط سے گزاریں گے۔ اللہ کے بندو!: ہمسایہ کے حقوق کا محافظ، آگ سے نجات پائے گا، پل صراط سے دار القرار (جنت) کی طرف جائے گا۔ ہمسایہ کے حقوق کی رعایت کرنے والے نے کتاب وسنت پر عمل کیا۔ اور فیاض بادشاہ کی اطاعت کی، شیطان لعین کو ناراض کیا۔ جب پڑوسی ایک دوسرے سے ملاقات کے وقت سلام کریں تو اللہ پڑوسی کو معاف فرما دیتے ہیں اگرچہ اس کے ہزار پڑوسی ہوں۔ کسی شاعر نے کہا:

يَا حَافِظَ الْجَارِ تَرْجُوْ أَنْ تَنَالَ بِهِ
عَفْوَ الْإِلٰهِ وَعَفْوُاللّٰهِ مَذْخُوْرُ
اَلْجَارُ يَشْفَعُ لِلْجِيْرَانِ كُلِّهِمْ
يَوْمُ الْحِسَابِ وَذَنْبُ الْجَارِ مَغْفُوْرُ

[1] یہ روایت معراج کے تذکرے کے بغیر البخاری: ٦٠١٤؛ مسلم: ٢٦٢٥؛ ابو داود: ٥١٥٢ میں موجود ہے۔

''اے پڑوسی کے حقوق کا تحفظ کرنے والے! تم اللہ کی معافی کے حصول کے امیدوار ہو، اللہ کی معافی فرائض کی شکل میں ہے۔''

''ہر شخص قیامت کے روز اپنے تمام پڑوسیوں کی سفارش کرے گا۔ جس پر تمام پڑوسیوں کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

ساتواں پل

پھر لوگوں کو ساتویں پل پر روک کر راست بازی کے متعلق سوال ہوگا جس نے اپنی زبان کو جھوٹ سے بچایا وہ صراط سے آسانی سے گزرے گا اور جنت میں نیک لوگوں کے ساتھ داخل ہوگا۔

سچائی اور جھوٹ

جھوٹا شخص کتاب وسنت کا مخالف اور جنت کی نعمتوں سے محروم ہوگا۔

نبی ﷺ سے روایت ہے کہ ''مومن بلا عذر شرعی جب جھوٹ بولتا ہے تو اس سے بو آتی ہے جس کی بنا پر محافظ فرشتے اس سے ایک سال کی مسافت پر دور ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر جھوٹ کے بدلے اسّی (۸۰) خطائیں لکھ دیتے ہیں سب سے کم خطا کا گناہ ماں سے زنا کے برابر ہے۔'' [1]

جب مؤمن بلا عذرِ شرعی جھوٹ بولتا ہے تو اس کے منہ سے بدبودار چیز نکل کر عرش کی طرف جاتی ہے۔ تو حاملین عرش فرشتے اور دیگر اسّی ہزار (۸۰۰۰۰) فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اسّی (۸۰) گناہ لکھے جاتے ہیں سب سے چھوٹے درجہ کا گناہ احد پہاڑ کے برابر ہے۔ جھوٹ نفاق ہے، کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ جب انسان جھوٹ کو حلال سمجھتا ہے تو وہ تمام حرام کردہ اشیاء کو حلال سمجھے گا، اگر جھوٹ سے باز رہا تو دیگر محرّمات سے بھی بچے گا۔ پل صراط سے گزرتے وقت سچے انسان کے چہرے کا نور ایک سو سال کی مسافت کے مطابق اس سے آگے ہوگا، اور روشن کر دے گا، جس سے یہ شخص آسانی سے گزر جائے

---

[1] جامع الترمذی: ۱۹۷۲؛ کتاب الصمت لابن ابی الدنیا: ۴۸۰؛ الترغیب والترهیب: ۴۳۳۹ بتصرف یسیر اور شیخ البانی نے اسے منکر قرار دیا ہے دیکھئے (السلسلة الضعيفة: ۱۸۲۸)۔

گا۔جس نے سچ بولا اللہ کی کتاب پر عمل کیا اور سنت رسول ﷺ کی اتباع کی، راست باز شخص پل صراط سے گزرنے میں بھی تیز رفتار ہوگا اور جنت کے داخلہ میں بھی سب سے آگے ہوگا۔ اور جھوٹا شخص پہلے قدم میں ہی جہنم میں گر جائے گا اور ساتویں پل سے نجات نہیں پائے گا جو کہ سب سے دشوار گزار ہے، اللہ ہمیں اپنی رحمت سے سچے لوگوں میں سے اٹھائے۔

راست بازوں کی نجات

بعض روایات میں ہے کہ سچا شخص صراط سے بغیر خوف کے گزرے گا اسے کسی خطرے کا احساس تک نہیں ہوگا۔ اے لوگو! سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے راست بازوں میں شامل ہو جاؤ اور جھوٹوں کے ساتھ نہ ہو۔

اس طرح بعض روایات میں ہے کہ لوگ جو صراط کے خوف و خطر سے نجات حاصل کریں گے وہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک پل پر روک لیے جائیں گے۔ جہاں وہ آپس میں ان مظالم کا قصاص لیں گے جو دنیا میں کرتے رہے۔ پاک صاف ہونے کے بعد انہیں جنت میں داخلہ کی اجازت دی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جنت میں اپنے گھروں سے دنیا کے گھروں سے زیادہ واقف ہوں گے۔'' [1] اس فرحت و نعمت اور احسان و کرم پر کون رشک نہ کرے؟

اللہ کے بندو! اس تھوڑی سی فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے اعمال کو ذخیرہ کرو جو قیامت کی آفات سے بچا کر آسانی کے ساتھ صراط سے گزار کر جنت میں داخل کر دیں۔

نماز صراط سے گزارے گی

بعض روایات میں ہے کہ جس شخص نے ہر ماہ کے تین روزے رکھے۔ ہو سکے تو روزہ کے لیے تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کا انتخاب کرے۔ اور ایک رات قیام کے لیے کھڑے ہو کر دس رکعات ادا کیں، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد تین مرتبہ پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر دس مرتبہ درود پڑھا، اور یہ کلمات ادا کیے:

سُبْحَانَ مَنْ كَانَ وَلَا مَكَانَ ، سُبْحَانَ الْمَوْجُوْدِ بِكُلِّ حِيْنٍ وَّأَوَانٍ

---

[1] البخاري: ٢٤٤٠۔

سُبْحَانَ الْمَعْبُوْدِ فِیْ کُلِّ أَوَان، سُبْحَانَ الْمُسَبَّحِ بِکُلِّ لِسَان، سُبْحَانَ الْمُنْجِیْ مِنَ الْهَلَکَاتِ سُبْحَانَ خَالِقِ الْاَرْضِیْنَ وَالسَّمٰوٰتِ.

''بے عیب ہے وہ ذات جو اس وقت سے موجود ہے جب کوئی مکان نہ تھا اور وہ بے عیب جو ہر مقام پر ہر گھڑی اور ہر آن موجود ہے۔ وہ ذات پاک جس کا ذکر ہر زبان پر وہ خالق السموات والارض جو ہر ہلاکت سے نجات دینے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ اسے پل صراط سے برق رفتاری سے گزار دیں گے اور آگ کی تپش اسے کوئی نقصان نہ دے سکے گی۔ صحابہ اور تابعین کی پہلی جماعت کے ساتھ جنت میں داخلہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے خاندان اور اہل محلّہ کے ستر افراد کی سفارش کا اختیار دیں گے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ ''لوگ پل صراط سے گزرتے ہوئے پھسل رہے ہوں گے اکثر پھسلنے والوں میں عورتیں شامل ہوں گی۔ جب آندھی کا جھونکا تیز ہو گا تو میری امت کی زبان سے نکلے گا۔ یا محمداہ! اگر جبریل نے مجھے دامن سے نہ پکڑا ہوتا تو میں ان کی فریاد رسی کرتا۔ وہ جلد گزرنا چاہیں گے مگر کوئی ظالم گزر نہیں سکے گا، وہ حیران کھڑے ہوں گے کہ اللہ کی رحمت ان کے شامل حال ہوگی، اور میری دعا اور درخواست پر اللہ فرمائیں گے۔ میری درگزری کی بنا پر انہیں گزرنے دیجئے تو وہ گزر جائیں گے۔'' [1]

اللہ کے بندو! اپنے نفسوں کو معمولی اعمال، چند افعال اور پسندیدہ اقوال کے بدلے خرید لو۔ اس ہولناک دن کے آنے سے قبل جس میں دوستی ہو گی نہ تجارت، اور تم اس زبردست مالک کے سامنے مجرم بن کے کھڑے ہو گے۔

صراط سے گزرنے کی کیفیت

بعض روایات میں ہے کہ لوگ صراط پر گزرتے وقت سات طرح کے ہوں گے۔ پہلی قسم مرد و زن کی آنکھ جھپکنے میں گزرے گی، دوسری قسم اچکنے والی بجلی کی طرح، تیسری قسم تیز آندھی کی طرح، چوتھی قسم تیز پرواز پرندے کی طرح، پانچویں قسم گھڑ دوڑ کی طرح، چھٹی

[1] تقدم تخریجہ سابقاً۔

قسم دوڑ لگانے والے کی طرح، ساتویں قسم پیدل چلنے والے کی طرح۔

صراط پر نجات پانے والوں کی اقسام

پہلی قسم: صدقات وخیرات کرنے والے، راتوں کا قیام کرنے والے، علما اس قسم کو مقدم جانتے ہیں۔ دوسری قسم: فرائض کو بغیر کوتاہی کے بروقت ادا کرنے پر ڈٹے رہنے والے۔ تیسری قسم: زکوۃ ادا کرنے والے، علما کی صحبت اختیار کرنے والے اور ان سے محبت کرنے والے، چوتھی قسم: صرف رضائے الٰہی کے لیے صلہ رحمی کرنے والے۔

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے وفات کے وقت صلہ رحمی کی وصیت کی اور فرمایا: ''جو شخص اپنے نفس اور مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے قیامت کے روز پل صراط سے گزرتے ہوئے ایسے محسوس کرے گا کہ وہ جنت کے باغات سے گزر رہا ہے کسی قسم کا خوف والم نہ ہوگا اور اس کے انوار دائیں اور آگے آ جا رہے ہوں گے۔'' [1] پانچویں قسم: اللہ کی حرام کردہ اشیاء سے آنکھیں بند کرنے والے، فحش سے شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے، اور اپنی ازواج سے لطف واحسان کا سلوک کرتے ہوئے ہر نامناسب فعل سے ان کی حفاظت کرنے والے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ عورتیں آزاد اور شرفاء کے ہاں امانت ہیں۔ عزت دار آدمی ان کی عزت کرتا ہے اور ان سے توہین آمیز سلوک کرنے والا ذلیل ہی ہوسکتا ہے۔ اور ذلیل کا انجام آگ ہے اس طرح عورت جب اپنے خاوند کی عزت کرے اور اللہ کی رضا کے لیے اس کی اطاعت کرے تو وہ اللہ کے ہاں قابل قدر ہے۔ چھٹی قسم: وہ لوگ جو سود اور حرام سے بچتے رہے۔ ماپ تول میں خیانت نہ کی۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس میں سود کی آمیزش ہو جائے وہ جہنم کا زاد راہ ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سود خور کا ہر درہم، ہر لباس، ایک ایک لقمہ اور دانہ جو اس نے کھایا یا کھلایا آگ کا اژدھا بن کر صراط پر اسے اچک کر جہنم کی گہرائی میں لے جائے گا۔ اگر توبہ کرے تو اللہ اسے معاف کر دیں گے۔ ساتویں قسم: جن لوگوں نے والدین سے حسن سلوک

---

[1] یہ روایت ہمیں نہیں ملی البتہ صلہ رحمی سے متعلقہ صحیح روایات صحیح بخاری: ۵۹۸۳؛ صحیح مسلم: ۲۰۰۵ وغیرہ میں موجود ہیں۔

کیا، ہمسایوں، بھائیوں اور بیویوں سے اچھا برتاؤ کیا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کیا اور اللہ کی حدود کی حفاظت، اور کتاب وسنت پر عمل کرتے ہوئے کسی ملامت کی پروانہ کی۔

ظاہر اور پوشیدہ خیرات کرنے والے

پیارے دوستو! جو لوگ صراط سے گزر جائیں گے تو وہ دیکھیں گے کہ بہت سے مرد وزن ان سے پہلے جنت میں موجود ہیں۔ اب وہ سوال کریں گے کہ یہ کون لوگ ہیں جو ہم سے سبقت لے گئے؟ فرشتے کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے پوشیدہ صدقہ محض اللہ کی رضا کے لیے کیا اور ظاہری صدقہ لوگوں کو ترغیب دینے کے لیے کیا۔ علاوہ ازیں یہ دنیا کے غمزدہ لوگوں کے غم مٹانے والے تھے۔ یہ عورتیں خاوندوں کی اطاعت اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والیاں، انہوں نے خاوندوں اور ہمسایوں کو ایذا دینے سے زبان پر کنٹرول کیا۔ پوشیدہ اور ظاہر صدقہ کیا۔ یہ جماعت تمام لوگوں سے پانچ سو سال قبل جنت میں جائے گی۔ ان کو یہ بھی اعزاز حاصل ہوگا کہ گناہ گار عزیزوں کی سفارش کرسکیں گے۔

صراط پر باقی رہنے والا آخری شخص

جب سابقین واولین کی پہلی اور آخری جماعت گزر جائے گی صرف ایک شخص بچ جائے گا۔ وہ پہلا قدم رکھتے ہی پھسل جائے گا اور دوسرے قدم کے ساتھ صراط سے لٹک جائے گا، اور نیچے سے آگ اسے گناہوں کے مطابق جلا رہی ہوگی۔ اب وہ آہستہ آہستہ گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا، روتا، چلاتا اور اللہ کے دربار میں عاجزی کرتا گزر جائے گا۔ نجات پانے کے بعد پیچھے مڑ کر جہنم کی ہولناکی اور اہل جہنم کی چیخ وپکار سنے گا تو پکار اٹھے گا اے اللہ! تیری حمد وثنا کہ تو نے مجھے صراط کی تلخیوں سے نجات دی۔ ابھی یہ الفاظ ادا کر رہا ہوگا کہ اللہ اپنی مہربانی سے فرشتے کو حکم دیں گے جو اسے ہاتھ سے پکڑ کر کہے گا اللہ کے بندے! کھڑا ہو جا۔ وہ اسے جنت کے دروازے کے سامنے پانی کے تالاب پر لے جائے گا اور اسے حکم دے گا کہ یہاں سے غسل کرو اور پانی پیو۔ وہ فرشتے کے حکم کے مطابق غسل کرے گا، پانی پیئے گا تو پھر وہ ایسی حالت میں ہوگا جس طرح چودھویں رات کا چاند مکمل اور روشن ہوتا ہے، اس کی خوشبو اور رنگ بھی اہل جنت کی طرح ہوگا پھر اسے جہنم کے قریب کھڑا کر دیا جائے

7

گا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم آنے تک وہ جہنم والوں کی بدحالی کا مشاہدہ کرے گا۔ کتوں کے بھونکنے کی طرح ان کی آوازیں آ رہی ہوں گی۔ عذاب کی شدت سے تنگ آ کر فریاد کر رہے ہوں گے۔ جب یہ انسان جہنم والوں کی بدحالی اور ان کی بے بسی دیکھے گا تو کہے گا اے اللہ! مجھے یہاں سے ہٹا لے نہ میں ان کو دیکھوں نہ ان کی آوازیں سنوں، پھر اللہ تجھ سے اور کچھ نہیں مانگوں گا۔ رب العالمین کی طرف سے وہی فرشتہ آئے گا اور اس کا رخ جہنم سے پھیر کر اہل جنت کی طرف کر دے گا۔ اب وہ جنت کے دروازے کے سامنے سبز و شاداب باغ دیکھے گا جو کبھی دیکھنے میں آیا ہی نہیں۔ اب جنت کا دروازہ اس کا حسن و جمال دور دور تک پھیلا نظر آئے گا جس کی مسافت اس قدر ہے جس کو تیز رفتار پرندہ چالیس سال میں طے کرتا ہے۔ اب وہ بندہ یہ حسن و جمال دیکھ کر کہے گا اے اللہ! تو نے مجھ پر پہلے بہت سے احسان کیے، صراط سے گزارا، جہنم سے نجات دی۔ جنت کے قریب کیا اب آپ سے آخری سوال ہے پھر کوئی سوال نہیں کروں گا، کہ مجھے جنت کے دروازے پر پہنچا دے۔ اب وہی فرشتہ آئے گا کہے گا اے ابن آدم! تو کس قدر جھوٹا ہے تو نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں آئندہ سوال نہیں کروں گا۔ لیکن پھر بھی فرشتہ اسے پکڑ کر جنت کے دروازے پر پہنچا دے گا۔ اب وہ جنت کے دروازے سے دیکھے گا کہ محلات کی رونق، چمک دمک اور اس کے گرد سبز پتھر اور سرخ یاقوت کی چھوٹی چھوٹی کنکریاں جن سے کستوری اور کافور کی خوشبو کے جھونکے آ رہے ہیں۔ پرندوں کے گانے اور چشموں کے پانیوں کا حسن اور خوبصورت آوازیں، لاتعداد حسن و جمال کے مناظر جسے کوئی بیان کرنے والا بیان نہیں کر سکتا۔ اور سوچنے والوں کے دل و دماغ پر اس کا خیال بھی نہیں آ سکتا۔ پھر وہ کہے گا اے مولیٰ! تو نے مجھ پر بے حد احسانات کیے اور مجھ پر کامل انعامات کی بارش کی (تمام سابقہ نعمتوں کو ایک ایک کر کے شمار کرے گا)۔ اب میرے مولیٰ و آقا تجھ سے آخری سوال ہے کہ جنت کے اندر داخل کر دے اور اہل جہنم اور میرے درمیان رکاوٹ ڈال دے کہ میں نہ ان کی آوازیں سنوں اور نہ عذاب دیکھوں۔ وہی فرشتہ آئے گا کہے گا، اے ابن آدم! تو کس قدر جھوٹا ہے کیا تو نے یہ کہا نہیں تھا کہ میں اب اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔ کہے گا تیری عزت کی قسم! اب اور سوال نہیں کروں گا۔ اب

فرشتہ اسے پکڑ کر دروازے میں داخل کردے گا۔ وہ شخص دائیں بائیں ایک سال کی مسافت تک پھیلے ہوئے پھل دار درختوں کا ایسا سلسلہ دیکھے گا کہ دنیاوی زندگی میں کبھی انس وجن کے تصور میں ایسا خیال آ ہی نہیں سکتا۔ قریب ہی باغ میں ایسا درخت دیکھے گا جس کا تنا سونے کا، شاخیں چاندی کی، پتے اور پھل مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ شیریں، کسی انسان وجن نے موجودہ زمین پہ نہ ایسا درخت دیکھا نہ دل میں کبھی ایسی خواہش نے جنم لیا۔ اس انسان کے دل میں اب مزید کی خواہش پھوٹے گی۔ وہ کہے گا اے میرے مولیٰ! تو نے پہلے بھی مجھ پر بہت سے احسانات کیے، آگ سے نجات، جنت میں داخلہ اور بہت سے عطیات سے نوازا اب آخری سوال یہ ہے کہ میرے اور اس باغ کے درمیان جو معمولی فاصلہ رہ گیا ہے اسے بھی ختم فرما دے آئندہ سوال نہیں کروں گا۔ فرشتہ کہے گا اے ابن آدم! تو اللہ سے سوال کرتے ہوئے حیا نہیں کرتا ہر مرتبہ وعدہ کرکے پھر توڑ دیتا ہے۔ [1]

اب فرشتہ اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت کی قریبی منازل میں لے جائے گا۔ یہاں سفید موتی سے بنا ہوا محل دیکھ کر بے اختیار کہہ اٹھے گا اللہ مجھے یہ محل دے دے پھر کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ پھر اللہ کا فرشتہ کہے گا ابن آدم! تو کہیں رکتا ہی نہیں بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے تو کس قدر غلط بیانی کرنے والا ہے۔ اب جب اسے تھوڑا سا اور آگے بڑھایا جائے گا تو ایک اور محل پر نظر پڑے گی تو اس کے حسن کو دیکھ کر پہلی تمام منزلیں خواب محسوس ہوں گی اب وہ سوال کرتا چلا جائے گا اور اسے عطا ہوتی رہے گی اور آگے بڑھتا چلا جائے گا۔" اب وہ مقام آئے گا جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ)) [2]

"کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، کان نے سنا نہیں اور کسی انسان کے دل میں تصور بھی نہیں آیا۔"

اگر ان محلات میں سے کسی ادنیٰ محل میں وہ ٹھہرے تو وہاں سامان آرائش وزیبائش

[1] ابن حبان: ٧٤٢٩۔ [2] اخرجه الحاكم في المستدرك: ٢/ ٤٤٨۔

اور فرنیچر کی بہتات ہوگی۔ اور دستر خوان اس قدر کہ اگر تمام کھا کر فارغ ہو جائیں تو ایسے محسوس ہوگا کہ صرف ایک شخص کا کھانا کم ہوا۔

﴿ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴾ [1]

''اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر بھی ہے اور پائیدار بھی، اور وہ ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔''

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

مَقَامُ الْمُتَّقِيْنَ غَدًا جَلِيْلُ
يَطِيْبُ لَهُمْ مَعَ الْحُوْرِ الْمَقِيْلُ
وَأَنْوَارٌ عَلَيْهِمْ مُشْرِقَاتٌ
إِذَا نَادَاهُمُ الْمَلِكُ الْجَلِيْلُ

آخرت میں متقین کا مقام اللہ کے ہاں بلندتر ہوگا۔ حورعین کے ساتھ قیلولہ خوشگوار ہوگا۔ ان پر انوار و برکات چمکتے نظر آئیں گے جب انہیں عظیم بادشاہ آواز دے گا۔''

صراط سے گزرنے کا فائدہ

بعض روایات میں ہے کہ مرد یا عورت کے سامنے جب صراط کا ذکر آئے۔ اور وہ اس کی ہولناکی دشواری، تیزی، لمبائی اور مسافت کا تصور کر کے رو پڑے، اور پھر کھڑا ہو کر دس رکعتیں ادا کرے، ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد پڑھے اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دے۔ رکعات سے فارغ ہونے کے بعد سو مرتبہ نبی ﷺ پر درود پڑھے اور یہ کلمات تین مرتبہ ادا کرے:

''سُبْحَانَ اللّٰهِ مَنْ خَلَقَ مَا شَاءَ وَقَضٰى بِمَا شَاءَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ۔''

''اللہ پاک ہے اس نے جو چاہا سو پیدا کیا اور جس طرح چاہا فیصلہ کیا اور ہر

---

[1] ٤٢/ الشورىٰ:٣٦۔

چھوٹی بڑی چیز کے عوض وہی قابل تعریف ہے۔"

اور یہ کہے کہ اے اللہ! مجھے اس صراط سے گزار اور اس کی شدتِ خوف سے نجات دے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیرا کوئی شریک نہیں۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد والٰہ۔ جس شخص نے اس طریقے سے نماز پڑھی یہ کلمات ادا کیے، تو اللہ اسے صراط سے پہلی جماعت کے ساتھ اس طرح گزار دیں گے کہ اسے کسی خوف کا احساس تک نہ ہوگا۔ اے عقل و دانش رکھنے والو! اس ثواب کو غنیمت سمجھو تا کہ عذاب الیم سے تحفظ ہو سکے۔ کیونکہ یہ ایسی دشوار گزار گھاٹی ہے کہ یہاں عمل صالح اور مہربان رب ہی ساتھ دے سکتا ہے۔ کوئی دوست اور بھائی کام نہیں آ سکتا۔

لوگو! یقین کرو عمر ختم ہو رہی ہے، دنیا تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ لوگ موت سے گزر کر حی القیوم کے دربار میں پہنچ رہے ہیں۔ اب تیاری ہے۔ اچھے عمل کرو، نبی سید المختار ﷺ کی اطاعت اور واحد القہار کی کتاب پر عمل کرو۔ جہنم پر نصب کیے ہوئے پل صراط کے ذکر میں رویا کرو۔ رب العالمین ہمارے لیے آسانیاں پیدا فرمائے وہ قریب و مجیب ہے۔

لوگوں کی ایک دوسرے کے لیے سفارش

انسان جب صراط سے نجات پائے گا تو اس مقام پر اپنے عزیز و اقارب ماں، باپ، بہن بھائیوں کو یاد کرے گا۔ اس وقت دوست اپنے دوست کے متعلق پوچھے گا۔ باپ بیٹے کے متعلق، خاوند بیوی کے متعلق، بیوی خاوند کے متعلق، اسی طرح پڑوسی اپنے ہمسایہ کے متعلق، اور امام اپنی جماعت کے متعلق (جہاں وہ نماز پڑھاتا) ہر شخص اپنے عمل اور مقام و مرتبہ کے مطابق دوسرے کی سفارش کرے گا۔ حضرت قتادہ، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے آپ کے اہل میں سے کسی نے سوال کیا؟ کہ اللہ کے رسول! کیا انسان قیامت کے دن اپنے گہرے اور قریبی ساتھی کو یاد کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔ میزان کے پاس جب تک اعمال کے وزنی اور ہلکا ہونے کا علم نہ ہو جائے، صراط پر جب تک وہاں سے گزرنے یا نہ گزرنے کا عمل مکمل نہ ہو اور اعمال ناموں کی تقسیم کے وقت کہ دائیں میں ملتا

ہے یا بائیں میں۔'' [1]

ان تین مقامات پر کوئی دوست، ساتھی، حبیب، رشتہ دار، ماں، باپ کسی کو یاد نہیں کرے گا، اسی کے متعلق فرمان الٰہی ہے:

﴿ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴾ [2]

''ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آ پڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا، وہ خوفناک حالات کی بنا پر دوسروں سے غافل اپنے آپ میں مگن ہوگا۔''

دعا ہے اللہ اپنی رحمت سے ہمارے لیے یہ مشکلات آسان فرمائے۔

شرابی کی نماز بھی قبول نہیں

بعض روایات میں ہے۔ شراب پینے کے عادی لوگ جب صراط سے گزرنا چاہیں گے تو فرشتے انہیں اچک کر پیپ کے چشمے پر لے جائیں گے۔ جو اہل جہنم کے زخموں سے نکل کر وہاں جمع ہوگی۔ شراب کے ہر جام کے بدل وہاں سے ایک جام پلایا جائے گا۔ اس پیپ کی حدت اس قدر ہے کہ اگر ساتویں آسمان سے اسے نیچے گرایا جائے تو آسمان و زمین کے باسی جل جائیں۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ شرابی کو صراط سے گزرتے وقت اٹھا لیا جائے گا اس لیے کہ اس کے چہرے پر نور نہیں ہوگا نور عمل صالح سے ہوتا ہے۔ شرابی کا کوئی عمل صالح رہا ہی نہیں، جتنی مدت شراب پیتا رہا اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوئی، جب نماز قبول نہیں تو کوئی عمل بھی قابل قبول نہیں، اس کا چہرہ سیاہ ہوگا۔ فرشتے کو صرف اسے صراط سے گزارنے کی اجازت ہے جس کے چہرے پر نور ہے۔ جو نور سے خالی ہے اسے جہنم میں اوندھا گرایا جائے گا۔ ہاں اگر رجوع کر کے توبہ کر لے اور اللہ عزوجل کی رضا کے لیے شراب ترک کر دے تو صراط پر قیامت کے دن اس کا نور دوسرں سے زیادہ چمک دار ہوگا۔ اے گناہگارو! مولیٰ کریم کی طرف رجوع کرو وہ تمہارے تمام گناہ معاف کر دے گا۔

---

[1] جامع الترمذی: ٢٤٢٥؛ سنن ابن ماجه: ٤٢٧٧؛ مسند امام احمد بن حنبل: ٤/ ٤١٤ لیکن اس میں میزان اور صراط کا ذکر نہیں۔ [2] ٨٠/ عبس: ٣٧۔

مؤذنین کی فضیلت

بعض روایات میں ذکر ہے کہ مؤذنین جب صراط پر آئیں گے تو نور کے عمدہ گھوڑے پہلے سے موجود ہوں گے جن پر یاقوت اور زبرجد کی زینیں سجی ہوں گی۔ جونہی ان پر سوار ہوں گے وہ صراط پر لے اڑیں گے۔ ان میں سے ہر شخص کو چالیس ہزار افراد کو صراط سے گزارنے کا اختیار ہوگا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔ بلکہ مؤذن کے نور کی وجہ سے ایک ہزار آدمی اور ایک ہزار عورت صراط سے گزر جائے گی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ مؤذن جب صراط پر پہنچے گا تو اذان کا نور اس سے پہلے وہاں موجود ہوگا، اس طرح لا الہ الا اللہ کا نور محمد رسول اللہ کا نور، اللہ کی توحید کی دعوت کا نور، مؤذن کے نور سے چالیس ہزار گناہگار افراد گزر جائیں گے جو نور سے محروم تھے۔

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جو بھی مسلمان بندہ جنگل میں سفر کے دوران نماز کا وقت اس پر آجائے اور جماعت کے لیے افراد موجود نہ ہوں۔ اس نے کھڑے ہو کر اذان اور اقامت کہی اور نماز پڑھی تو اس کی اقتدا میں زمین کے لاتعداد لشکروں نے نماز ادا کی۔ اور ان کی تعداد کے مطابق اس کی نیکیاں لکھی گئیں اتنے ہی گناہ مٹائے گئے اور اسی قدر درجات بلند ہوئے۔ یہ درجات اس قدر وسیع ہیں کہ اگر ایک درجہ میں جن وانس شامل ہو جائیں تو ان سب کو کافی ہو جائے گا۔ اور اس میں بستر، تکیے، دستر خوان اور کھانے پینے کا سامان اور خادم وافر مقدار میں موجود ہیں۔ اور اگر اذان نہ دے صرف اقامت پر اکتفا کرے تو اسکے پیچھے صرف دو کراماً کاتبین فرشتے ہی نماز ادا کریں گے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ ''مؤمن بندہ جب جنگل میں اذان کہہ کر اور اقامت کے بعد نماز ادا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ مقربین فرشتوں کی سات صفیں اس کے ساتھ مقرر فرما دیتے ہیں ایک صف کا کنارہ مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہوتا ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر جب وہ دعا کرتا ہے تو فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ اور ان کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ نیکیاں لکھتے ہیں اور اتنی ہی برائیاں دور ہوتی ہیں اور اسی قدر درجات بلند ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر درجہ دنیا سے ستر ہزار مرتبہ بڑھ کر ہے۔ جنت میں وہ انعامات ملیں گے جو کسی

آنکھ نے دیکھے نہیں، کان نے سنے نہیں اور کسی انسان کے دل پر ان کا خیال بھی نہیں گزرا۔ قیامت کے روز جب وہ صراط کی طرف آئے گا تو اس کے ساتھ وہ فرشتے بھی ہوں گے جنھوں نے اس کے پیچھے نماز ادا کی۔ ہر فرشتے کے ساتھ اس قدر نور ہوگا کہ وہ مؤذن، اس کے اہل خانہ، بھائی، دوست و احباب کا ہاتھ تھامیں گے اور ان پر وہ نور تقسیم کر کے اپنی شفاعت کے ساتھ صراط سے بلا خوف و خطر گزارتے ہوئے جنت میں لے جائیں گے۔''

علما کی فضیلت

بعض روایات میں ہے کہ علما جب صراط کی طرف آئیں گے تو ان کے چہرے چمکدار سورج کی طرح ہوں گے۔ اور ان کے انوار ان کے آگے ہوں گے۔ ہر عالم کے ہاتھ میں جنت کے نور کا جھنڈا ہوگا۔ جو پانچ سو سال کی مسافت تک روشنی کرے گا۔ عالم کے جھنڈے کے نیچے اس کے علم کا فیض حاصل کرنے والے اور اللہ کے لیے ان سے محبت کرنے والے ہوں گے۔ اور آواز دینے والا آواز دے گا یہ اللہ کے محبوب ہیں، اللہ کے ولی ہیں، انبیا کے جانشین ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے خلق الٰہی کو تعلیم دی، اللہ کی طرف دعوت دی، اللہ کی حدود کی حفاظت کی، یہ اندھیروں میں روشنی کے مینار اور ہدایت کے امام ہیں۔ جب یہ صراط کے قریب ہوں گے تو ہر عالم کے سر پر جنت کے نور کا تاج سجایا جائے گا۔ اس تاج کی روشنی اس قدر ہے کہ اگر اسے ساتویں آسمان پر رکھا جائے تو اس کی روشنی ساتویں زمین کی سطح تک پہنچ جائے۔ اور ہر عالم کو جنت کا حلہ پہنایا جائے گا اگر یہ حلہ آسمان و زمین کے درمیان پھیلا دیا جائے تو اس کا نور سورج کے نور کو ماند کر دے۔ اور مخلوق اس کے دیدار کے عشق میں مر جائے۔ سمندروں اور زمینوں میں اس کی خوشبو پھیل جائے۔ اللہ کی طرف سے علما پر نور کا بادل آئے گا جو انہیں سورج کی تپش اور جہنم کے شراروں کی تپش سے محفوظ رکھے گا۔ کسی شاعر نے علما کے بارے میں کیا خوب کہا:

يَـا طَـالِـبَ الْـعِـلْمِ تَـرْجُوْ أَنْ تَـنَـالَ بِـهٖ
عَـفْـوَ الْإِلٰـهِ وعَـفْـوُ اللّٰـهِ مَـوْجُـوْدُ
أُطْـلُـبْ بِـعِـلْـمِكَ وَجْـهَ اللّٰـهِ خَـالِقِنَـا

إِنَّ الصِّرَاطَ عَلَى النِّيرَانِ مَمْدُوْدُ
عَفْوُ الْإِلٰهِ لِأَهْلِ الْعِلْمِ نَائِلُهُمْ
وَعَفْوُهُ عِنْدَ أَهْلِ الْجَهْلِ مَفْقُوْدُ
فَاحْرِصْ هُدِيْتَ عَلَى التَّعْلِيْمِ مُجْتَهِدًا
وَأَنْتَ عِنْدَ إِلٰهِ الْعَرْشِ مَحْمُوْدُ
فَاعْمَلْ بِعِلْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَيِّدِنَا
وَأَنْتَ بَيْنَ عِبَادِ اللّٰهِ مَسْعُوْدُ

''طالب علم تو اللہ کی معافی کے حصول کا خواہشمند ہے تو اللہ کی معافی موجود ہے۔علم کے ذریعے اللہ کی رضامندی تلاش کر بلاشبہ صراط آگ پر بچھایا گیا ہے۔اللہ کی معافی اہل علم کے لیے ہے۔اس کی معافی جہلا کے لیے نہ ہونے کے برابر ہے۔سرگرمی کے ساتھ تعلیم پر توجہ دے یقیناً تعلیم کی طرف راہنمائی کی جائے گی اور تو عرش کے معبود کے نزدیک قابل تعریف ہوگا۔ کتاب وسنت کے مطابق عمل کر اس طرح تو اللہ کے خوش بخت بندوں میں شمار ہوگا۔''

یقین رکھو! اللہ تعالیٰ علم کے بغیر عمل قبول نہیں کرتے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾ [1]

''حقیت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے ہی اس سے ڈرتے ہیں۔''

اللہ نے علما کے لیے تقویٰ اور خشیت کی خوبی ثابت کی ہے۔دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ [2]

''اللہ متقیوں کی ہی نذریں قبول کرتا ہے۔''

[1] ۳۵/ فاطر:۲۸۔ [2] ۵/ المائدۃ: ۲۷۔

جس شخص کو علم نہیں وہ بچ کیسے سکتا ہے؟ جب یہ علم ہی نہیں کہ کس سے پرہیز کرنا ہے وہ کیسے پرہیز کرسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''علم سیکھو اس کا سیکھنا خشیت، اس کی طلب و جستجو عبادت، اس کا تکرار تسبیح، اس سے متعلق بحث کرنا جہاد اور نہ جاننے والوں کو تعلیم دینا صدقہ ہے۔'' علم ہی کے ذریعے اللہ کی ذات، توحید اور عبادت کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ علم عمل کا امام ہے۔ عمل اس کا تابع ہے، اللہ علم کی وجہ سے قوموں کو بلند کرتا ہے، انہیں بھلائی کے لیے راہنما بناتا ہے، علما ایسے امام ہیں کہ قومیں ان کی اقتدا کرتی ہیں اور ان کی فکر کو حرف آخر سمجھتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد: ((بِهٖ يُعْرَفُ اللّٰهُ وَيُعْبَدُ)) کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت علم کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ علما کی فضیلت کا مکمل تذکرہ فرمان الٰہی: ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ کی تفسیر میں آئے گا۔ یہاں صرف علما کے پل صراط سے گزرنے کا ذکر مقصود تھا۔

حاملین قرآن کی فضیلت

بعض روایات میں ذکر ہے۔ [1] کہ قرآن کے حاملین قیامت کے دن کستوری کے ٹیلوں پر براجمان ہوں گے۔ ان کے چہروں کا نور آنکھوں کو چندھیا دے گا۔ حاملین قرآن جب صراط پر آئیں گے تو وہاں مقرر کردہ فرشتے ان کا استقبال کریں گے ان کے جسموں پر جوڑے اور سر پر تاج سجائے جائیں گے۔ اور ان کے لیے جنت کے نور کے گھوڑے تیار کھڑے ہوں گے۔ ان کی زینیں مہک دار کستوری اور عمدہ عنبر کی ہوں گی۔ ان کی لگامیں موتی اور یاقوت کی ہوں گی۔ جونہی ان پر سوار ہوں گے وہ پل صراط سے اڑا کر لے جائیں گے۔ بلکہ ہر عالم کی شفاعت کی وجہ سے ایک لاکھ ایسا شخص پل صراط سے گزر جائے گا جن پر جہنم واجب ہوچکی ہوگی۔ ادھر آواز دینے والا ندا دے گا: یہ خوش نصیب اللہ کے دوست، قرآن کے قاری اور عاملین ان پر کوئی خوف اور پریشانی نہیں۔ یہ اللہ والے، اللہ کے حبیب، ان سے محبت کرنے والوں کو اللہ نے محبوب بنالیا۔ پل صراط سے کسی ڈر، خوف، پریشانی اور غم

[1] حلية الاولياء لأبي نعيم: ٩/ ٣٢٠۔

کے بغیر گزر گئے۔ دنیا میں ان لوگوں نے قرآن پر عمل کیا، اس کے اوامر ونواہی پر غور وفکر کیا، حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا، قرآن کے محکم پر ایمان لائے، متشابہ پر توقف کیا۔

﴿ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ [1]

''وہ اللہ کے گروہ کے لوگ ہیں۔ خبردار رہو اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔''

﴿ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۖ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ﴾ [2]

''یہی لوگ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں انہی کے راستہ پر تم چلو۔''

اس کے برعکس وہ حامل قرآن جس نے اس پر عمل نہیں کیا جب وہ صراط کی طرف آئے گا تو فرشتے اس کا استقبال لوہے کے ہتھوڑوں اور آگ کی چھڑیوں سے کریں گے، جس قدر علم کو ضائع کیا اتنے ہی چہرے سیاہ ہوں گے، اور جس نے علم فخر وریا کاری، شہرت اور جاہ وعظمت کے لیے سیکھا، رضائے الٰہی مقصد نہ تھا، علم کو چھپایا، اللہ کے بندوں کی خیر خواہی نہ کی اور اسے ناحق مال کھانے کا ذریعہ بنایا اس کے ذریعے دنیا کی ریاست اور بادشاہوں کی صحبت حاصل کی، ظالموں اور جابروں کے گھروں کا طواف کیا، دنیاداروں کے دروازوں پر دستک دی، انصاف کا دامن چھوڑ دیا اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔ اس کا عمل اس کے خلاف حجت اور غم، آزمائش، حسرت، ندامت کا سبب ہوگا اور صراط پر وہ تاریکی کا باعث ہوگا۔

دوسری طرف عمل کرنے والے کے لیے ان کا علم نور، فرحت وسرور، جنت اور زینت کا سبب بنے گا یہ مغرور مسکین، علما کے وفد اور اولیا کی جماعت کی شان وشوکت کو دیکھے گا۔ ان کے سروں پر جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ ان کے دل جنت کی بشارت پر شادمان ہیں۔ ان کے انوار آگے اور دائیں طرف دوڑ رہے ہیں۔

فرشتے نوید سنا رہے ہیں: ﴿ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ﴾ [3] ''تم جنت میں داخل ہو جاؤ تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی تم کوئی غم کرو۔'' اور

---

[1] ٥٨/ المجادلة:٢٢۔ [2] ٦/ الانعام:٩٠۔ [3] ٧/ الاعراف:٤٩۔

تم اپنی زیادتیوں میں حیران و پریشان، آگ میں داخلہ یقینی مگر یہ کہ اللہ کی معافی شامل حال ہو جائے۔ فرشتہ تیرے ہاتھ کو پکڑے منہ میں لگام دیئے (یہ آگ کی لگام اگر دنیا میں ہوتی تو مشرق ومغرب کو جلا دیتی) اعلان کر رہا ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس نے اللہ کی حدود کو ضائع کیا، اللہ کے اوامر کی مخالفت کی، اللہ کے عہد کو تبدیل کیا، اللہ کی کتاب اور سنت رسول کی مخالفت کی، علما کے علم و فضل کے مقابلہ میں دنیا کی محبت کو ترجیح دی۔ اے مسکین! تو نے علم کے بدلے اجرت اور رشوت لی اور معمولی قیمت کے بدلے اسے بیچ دیا، اور اپنے مولیٰ کریم کا پاس نہ کیا، خوفناک اور بھاری دن کو بھی نظر انداز کر دیا۔ اے فریب خوردہ، اس دائمی اور عظیم بادشاہی میں تو نے خسارہ اٹھایا۔

گناہگار حاملین قرآن

بعض روایات میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جہنم کے فرشتے بت پرستوں اور آتش پرستوں سے زیادہ گناہگار حاملین قرآن کو پکڑنے میں مستعد ہوں گے۔ وہ فرشتوں سے پوچھیں گے کہ بت پرستوں سے پہلے ہمیں کیوں پکڑا گیا؟ فرشتے جواب دیں گے کہ علم رکھنے والے فاسق بے علم گناہ گاروں سے سزا کے زیادہ مستحق ہیں۔'' [1]

ایک اور حدیث میں ہے، کہ جن فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے صراط پر مقرر کیا ہے۔ جب وہ گناہگار حاملین قرآن کو دیکھیں گے، انہیں فوراً پکڑ کر ان کی گردنوں کے پیچھے مار کر جہنم میں ڈال دیں گے، اللہ معاف فرمادے تو الگ بات ہے۔

اللہ! ہمیں اور تمام مسلمان بھائیوں کو معاف فرما۔ اور قرآن کو ہمارے لیے حجت بنا، ہمارے خلاف دلیل و برہان نہ بنے اے اہل قرآن کی جماعت! اللہ کی کتاب کا لحاظ کرو۔ اس کے دردناک عذاب سے ڈرو، قرآن پر عمل کرتے ہوئے، حصول ثواب کے لیے رغبت کرو، کیونکہ قرآن تمہاری حمایت کے لیے ہے تمہاری مخالفت کے لیے نہیں۔

﴿ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۗ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ ﴾ [2]

---

[1] كنز العمال: ٢٩٠٠٥؛ حلية الاولياء: ٨/ ٢٨٦؛ الترغيب والترهيب: ٢٠٩۔

[2] ٣١/ لقمان: ٣٣۔

''پس یہ دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکہ باز تم کو اللہ کے معاملے میں دھوکہ دینے پائے۔''

نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''مجھ پر تمام گناہ پیش کیے گئے میں نے اس سے بڑا گناہ نہیں دیکھا کہ حامل قرآن اور بدعمل ہوں۔'' [1]

کم علمی کے ساتھ عمل کا التزام اس زیادہ علم سے افضل ہے جس کے مقابل عمل کم ہو۔ نبی ﷺ سے ایک اور روایت ہے کہ ''حامل قرآن سے انبیا کی طرح سوال ہوگا۔ اگر حامل قرآن غصے میں آئے گا تو قرآن کہے گا تو حیا نہیں کرتا کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تو غصے میں ہے، میری اقتدا کر نجات پائے گا۔ میری اطاعت کرتے ہوئے احترام کر، میں خوفناک حالات سے تجھے نجات دوں گا، صراط سے گزار کر جنت میں داخل کر دوں گا۔''

نبی ﷺ سے روایت ہے کہ ''نبی، فرشتے یا کوئی اور سفارشی اللہ کے ہاں قرآن سے بڑھ کر صاحب مرتبت نہیں۔'' [2]

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اس شخص پر جس نے قرآن وسنت پر عمل نہ کر کے جنت کے مقابل آگ کو پسند کیا۔ مولیٰ کی نافرمانی کر کے شیطان کی اطاعت کی، واضح گمراہی میں مبتلا ہو کر عذاب شدید کو ٹھکانا بنالیا۔ اس دائمی حسرت اور عظیم مصیبت پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔

صراط کے بعد کیا ہوگا

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صراط سے گزر کر ایک پل ہوگا جس پر امانت ہے، اس کے بعد ایک اور پل ہوگا جس پر رب جل جلالہ تشریف فرما ہوں گے، اس کے بعد والے پل پر رحمت ہوگی۔'' [3]

معزز قارئین! احادیث میں اللہ کی صفات کے بارے میں جس طرح ذکر ہے اس طرح اس پر ایمان لاؤ۔ تاویل چھوڑ دو، اس کی حقیقت کو اللہ کے سپرد کرو اپنی فکر کرو اور

---

[1] المصنف لابن ابی شیبہ: ١/ ٤٧٩؛ کنز العمال: ٢٨٤٧۔

[2] المغنی عن حمل الاسفار: ١/ ٢٧٣؛ کشف الخفاء للعجلونی: ١/ ٢٠؛ اتحاف السادة المتقین للزبیدی: ٤/ ٤٦٣۔ [3] النهایة لابن کثیر: ٢/ ٩٢۔

حساب قبر کے لیے تیاری کرو۔ اس پل پر جب بندے سے سوال ہوگا، اللہ عزوجل فرمائیں گے۔ اے بندے! تو نے فلاں دن فلاں عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا جی ہاں رب ذوالجلال، اب اللہ تعالیٰ بندے کو گناہ یاد دلاتے جائیں گے اور وہ اعتراف کرتا جائے گا۔ بالاخر انسان عاجز آ کر کہے گا اے اللہ! اس پوچھ گچھ اور ڈانٹ سے تو جہنم میں جانا آسان ہے۔ اللہ کریم فرمائیں گے۔ اے بندے! تو نے میرے سامنے گناہ کیے، میرے فرشتے اور میری زمین گواہ ہے۔ میں نے حلم و بردباری اور کرم و جود کی بنا پر تیرے گناہوں کو چھپائے رکھا۔ اے بندے! دنیا میں اس پر پردہ ڈالا تو آج تجھے معاف کر دیتا ہوں، اللہ ہم سب کو معاف فرمائے۔ اور اہل السنہ والجماعہ کو لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی شہادت پر موت عطا فرمائے۔ آمین۔

چوتھی نشست

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان

﴿ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمٰهُمْ ﴾ ❶

”اور اعراف (بلندیوں) پر کچھ اور لوگ ہوں گے یہ ہر ایک کو اس کے نشان سے پہچانیں گے۔“

یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر مولیٰ جل جلالہ نے اپنے فرمان ﴿ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ ﴾ میں کیا ہے یہ ایسی قوم ہے جن کی نیکیوں اور گناہوں کے برابر ہونے کی بنا پر انہیں اعراف پر روک لیا گیا۔ ❷ الاعـــراف صراط کے قریب بلند مقامات ہیں۔ صراط سات پلوں میں پھیلا ہوا ہے۔ بعض پل دوسرے سے چڑھائی میں بلند اور دشوار گزار ہیں۔ اور کچھ میں باز پرس دوسروں کی نسبت زیادہ ہے۔ ہر پل پر عبادت اور دنیا میں مقرر کردہ فرائض کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

قیامت کے دن بندوں سے سوال

سب سے پہلے بندے سے نماز کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پھر زکوۃ، روزے، حج، امانت، والدین سے حسن سلوک، زبان کی حفاظت، ہمسایہ کے حقوق اور صلہ رحمی جیسے فرائض وعبادات کے متعلق بالترتیب سوال ہوگا، اور اسی طرح وہ تمام امور جن کی بجا آوری یا جن سے رکنے کا حکم دیا گیا تھا ان کے متعلق بھی پوچھا جائے گا۔ صراط کے جس پل سے گزرنا چاہے گا متعلقہ عبادت سے سوال ہوگا۔ اگر اس نے جواب دے دیا تو جنت کی طرف چلتے ہوئے نور ایمان اس کے دائیں، بائیں اور آگے دوڑ رہا ہوگا۔ اگر وہ جواب دینے سے عاجز رہا تو اسی مقدار سے نور ایمان کم ہو جائے گا، کیونکہ ایمان میں کمی وبیشی ہوتی ہے ایمان اللہ کی اطاعت سے بڑھتا ہے اور نافرمانی سے کم ہوتا ہے۔ جس کا ثواب کم ہوا صراط پر اس کا نور بھی کم ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو عذاب دینا چاہیں گے تو بعض مقامات پر اس کے لیے

❶ ۷/ الاعراف:٤٦۔ ❷ تفسیر طبری: ۸/ ۱۹۱۔

نور مکمل ہوگا، اور بعض جگہ مکمل طور پر نور سلب کرلیا جائے گا جس سے اندھیرا چھا جائے گا۔ اور خود پل صراط جہنم کی سیاہی کی شدت کی بنا پر تاریک تر ہے۔ صراط کی تاریکی کا ایک ذرہ دنیا میں گرادیا جائے تو مشرق و مغرب تاریک ہوجائیں اور کائنات تاریکی کی بنا پر ہلاک ہو جائے۔ اعراف پر اس مخلوق کو روکنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی فضیلت اہل جنت، فرشتوں، جن وانس اور تمام کائنات پر واضح ہوجائے، اور اللہ ذوالجلال کے ہاں آپ کا مقام، مرتبہ، درجہ، فضیلت و حرمت کھل کر سامنے آجائے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو صراط سے گزرنے کا حکم دیں گے۔ مؤمن اور کافر سب پل صراط کی طرف لپکیں گے، لیکن مؤمن ہی اپنے دائیں، بائیں پھیلے ہوئے نور کی وجہ سے گزریں گے۔

کفر و معصیت کی تاریکیاں

کافر اپنے کفر اور گناہوں کی تاریکیوں میں صراط کی طرف آئیں گے تو پہلا قدم رکھتے ہی آگ میں گر جائیں گے۔ فرشتے انہیں لوہے کے کانٹوں سے اچک کر جہنم کی گہرائی میں پھینک دیں گے۔ ادھر مؤمن جب نور کی روشنی میں گزر رہے ہوں گے تو منافقین اس روشنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے آواز دیں گے۔ ٹھہر جاؤ، تاکہ ہم تمہارے نور کی روشنی میں چل سکیں۔ تو انہیں جواب ملے گا پیچھے لوٹ جاؤ، نور تلاش کرو۔ یہ فرمان الٰہی ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ﴾ [1] کی تفسیر ہے۔ کیونکہ منافقین دنیا میں مؤمنوں سے دھوکہ دہی کرتے رہے۔ جب ان سے ملاقات کرتے تو زبانوں سے ایمان کا اظہار کرتے، اور دل میں کفر کا عناد و اعتقاد رکھتے۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں گے جیسا وہ مؤمنوں کے ساتھ دنیا میں کرتے رہے اور ان کے متعلق ہمیشہ حوادثات زمانہ کے منتظر رہتے۔

اب جب مؤمنوں کے نور میں گزرنا چاہیں گے تو آواز آئے گی پیچھے کی طرف دیکھو۔ اب وہ پیچھے کی طرف نور تلاش کرنے کے لیے لوٹیں گے، تو انہیں سرنگیں نظر آئیں گی، وہ یہ خیال کرتے ہوئے کہ سرنگوں میں نور ہے، آگے بڑھیں گے تو جہنم کے دروازوں

[1] ٤/ النساء:١٤٢۔

میں جا گریں گے۔ مؤمن، منافقین کے ساتھ پیش آنے والے ہولناک سانحہ سے خوف زدہ ہو جائیں گے کہ وہ جہنم میں اندھا دھند گر گئے۔ اس وقت مؤمنین کو نوید سنائی جائے گی۔ ﴿ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ﴾ [1] مومنو! تم مت گھبراؤ یہ عذاب ان منافقین کے لیے ہے جنہوں نے اللہ اور رسول کی مخالفت کی اللہ کی آیات کا انکار کیا، اور کتاب اللہ کی مخالفت کی۔ اس وقت منافقین اور مؤمنین کے درمیان دیوار حائل کر دی جائے گی۔

جنت اور جہنم کے درمیان حائل ہونے والی دیوار

جنت اور جہنم کے درمیان ایک دیوار ہے جس کے باطن میں رحمت اور ظاہر میں عذاب ہے۔ رحمت سے مراد جنت اور عذاب سے مراد جہنم ہے۔ جب منافقین دیکھیں گے کہ مؤمنین سلامتی اور کامیابی کی زندگی میں ہیں اور مؤمنین کا ان کی طرف توجہ اور التفات نہیں تو منافقین مؤمنوں کو مخاطب کر کے کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ دنیا میں توحید کے اقراری اور نماز میں تمہارے ساتھ شامل نہ تھے۔ مؤمن جواب دیں گے کہ ظاہر میں تو ایسا ہی تھا مگر حقیقتاً تم نے رسول کی مخالفت کی۔ زبانی اقرار دل کے مخالف تھا۔ تم نے اللہ کی ملاقات اور آخرت کے دن کا انکار کیا رسول اللہ ﷺ مؤمنوں کے خلاف حوادثات کے منتظر رہے۔ انہی آرزؤں میں غافل رہے اور اسی فریب نے انہیں دھوکا دیا۔ اور بالآخر اسی جال میں پھنس گئے، آج کافر اور منافق سے کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

منافق کی صفت

کافر ظاہر و باطن میں کفر کا ارتکاب کرتا ہے منافق ظاہر میں ایمان اور باطن میں کفر کا اظہار کرتا ہے۔ زبان سے مؤمن اور دل سے کافر ہے۔ قرآن مجید نے انہی کے بارے میں فرمایا: ﴿ مَأْوَاكُمُ النَّارُ ﴾ اب تمہارا ٹھکانہ اور مرکز جہنم ہے۔ یہ سب شیطان کا فریب تھا جس میں تم مبتلا ہو گئے اور اسی پر تمہیں موت آ گئی۔ آج قیامت کے دن ان سے وہی سلوک ہوگا کہ وہ نور کی تلاش میں پیچھے کی طرف دیکھیں گے تو انہیں سرنگیں نظر آئیں گی۔

[1] ۵۷/ الحدید: ۱۲۔

جب وہ ان کے اندر داخل ہوں گے تو جہنم کے دروازوں پر جا پہنچیں گے اور فرشتے (لوہے کے) کنڈوں سے پکڑ پکڑ کر جہنم میں پھینک دیں گے۔ اب وہ پہلے دروازے سے گزریں گے پھر دوسرے میں ڈال دیے جائیں گے۔ اس طرح ہر دروازے سے گزرتے ہوئے جہنم کے نچلے طبقے میں پہنچ جائیں گے پھر انہیں کنویں میں ڈال دیا جائے گا۔ جس کا نام رسول اللہ ﷺ نے جب الحزن رکھا ہے۔ [1]

اس میں ایک اور کنواں ہے جس کا نام "الھبھب" ہے۔ اس میں تابوت اور ان کے تالے آگ کے ہیں۔

الھبھب نامی کنویں کی کیفیت

اس کنویں کے اوپر گندھک کی چٹان ہے، اس کا ایک دروازہ ہے، جب چٹان کنویں سے اٹھائی جاتی ہے، تو کنویں سے نکلنے والی آگ سے جہنم کی آگ پناہ مانگتی ہے، پلک جھپکنے میں یہ آگ جہنم کی آگ کو کھا جائے گی۔ اب منافقین کو اس کنویں میں ڈال کر اوپر چٹان رکھ دی جائے گی اور وہ کبھی بھی اس سے نکل نہیں سکیں گے۔ جب آگ ان کے گوشت کھا جائے گی تو اللہ تعالیٰ ان کے لیے نیا گوشت تیار کر دیں گے۔ فرمان الٰہی: ﴿ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴾ [2] "منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں جائیں گے۔" کا یہی مفہوم ہے۔ اس طرح: ﴿ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ ﴾ [3] "یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں، حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔" کا مصداق بھی یہی لوگ ہیں۔

مگر جن کے گناہ اور نیکیاں برابر ہوں گی وہ صراط پر چلتے ہوں گے اور نور ان کے آگے اور دائیں ہوگا۔ جب وہ صراط کے بالائی پل پر پہنچیں گے اور وہ بلند مقام ہے جسے اعراف کہا جاتا ہے۔ اعراف کا واحد عرف ہے۔ بلند اور اونچے مقام کو عربی زبان میں عرف کہتے ہیں۔

[1] جامع الترمذي: ٢٣٨٣۔ [2] ٤/ النساء: ١٤٥۔ [3] ٤/ النساء: ١٤٢۔

اہل الاعراف کے متعلق اہل جنت کی شفاعت

جب اہل اعراف صراط کے اس مقام پر پہنچیں گے تو ان کا نور کم ہو کر پاؤں کی انگلیوں تک رہ جائے گا، اب وہ ہر طرف تاریکی ہی میں دیکھیں گے۔ چونکہ صراط پر نور کی کمی بیشی کی کیفیت اعمال کے مطابق ہوگی۔ اس لیے کچھ لوگوں کو صراط پر اس قدر نور ملے گا جو ایک سو سال کی مسافت تک روشنی کرے گا۔ کسی کو ایک سال کی مسافت تک روشنی کرنے والا، کسی کو ایک ماہ کی مسافت تک، اس طرح ایک ہفتہ کی مسافت، ایک دن کی اور ایک گھڑی کی مسافت تک کا نور ملے گا۔ اور بعض لوگوں کو صرف اتنا نور حاصل ہوگا جو قدموں تک محدود ہوگا، اور یہ اللہ کے ہاں ان کے مرتبہ اور دنیا میں کیے ہوئے اعمال کے مطابق ہو گا۔ جس کا نور زیادہ ہوگا وہ اسی قدر آسانی سے گزرے گا اور جس کا کم ہوگا وہ تکلیف اور تنگی سے گزرے گا۔ اہل اعراف کا نور قدموں تک محدود ہو جائے گا اور وہ تاریکی کی شدت کی وجہ سے مکمل طور پر اپنے قدم بھی نہیں دیکھ سکیں گے۔ ایک تکلیف ظلمت کی اور دوسری اہل جہنم کے نظارہ کی ہوگی کہ ان کو کیسے عذاب دیا جا رہا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ [1]

”اور جب ان کی نگاہیں دوزخ والوں کی طرف پھریں گی تو کہیں گے اے رب! ہمیں ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا۔“

اور اب اصحاب اعراف اپنے مولیٰ جل جلالہ کے سامنے اظہار عجز کرتے ہوئے فریاد کریں گے، صراط کی مشکلات اور آگ سے نجات کا سوال کر رہے ہوں گے۔ وہ کافی مدت تک اسی حال میں پریشان، مصیبت زدہ اور مغموم رہیں گے کہ ان کی نجات کا حکم صادر ہوتا ہے یا ہلاکت کا (اور ان میں سے ہر انسان کے ساتھ وہ دو کراماً کاتبین ہوں گے جو دنیا میں اعمال لکھتے رہے) اسی دوران اللہ تعالیٰ ان کے جنتی بھائیوں کے دلوں میں ان کا خیال ڈال دیں گے اور ان کی زبانوں پر ان کی یاد تازہ ہوگی۔ وہ ایک دوسرے سے کہیں گے، کاش ہمیں

[1] ۷/ الاعراف:٤٧۔

اپنے اہل اعراف بھائیوں کا کچھ علم ہو کہ وہ کس حال میں ہیں۔ پھر وہ کہیں گے کہ ہمیں تو علم نہیں ہم نگران فرشتوں کو آواز دے کر سوال کریں گے کہ ہمارے بھائیوں اہل اعراف کا کیا حال ہے؟

فرشتے جواب دیں گے: اے خوش بخت جنتیوں کی جماعت! تمہارے بھائی اہل اعراف جنت کے داخلہ کی امید میں ہیں ابھی داخل نہیں ہوئے ان کا نور کم ہو گیا چراغ بجھ گیا۔ روشنی پاؤں کی انگلیوں تک محدود ہو گئی۔ اب وہ حیران و پریشان اللہ کی رحمت کے منتظر ہیں۔ یہ اللہ کے فرمان کے مطابق ہے: ﴿وَنَادَوْا أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ﴾ [1] ''اور فرشتے جنت والوں سے پکار کر کہیں گے کہ سلامتی ہو تم پر یہ لوگ جنت میں داخل تو نہیں ہوئے، مگر اسکے امیدوار ہوں گے۔''

یہ حالات دوزخ کے جو بیان ہوئے اور جہنم کی سیاہی اور تاریکی اللہ ہمیں اور تم کو اس سے پناہ دے اور ان ظلمتوں اور سختیوں میں سہولت مہیا فرمائے۔ اپنے فضل و احسان سے پل صراط پر ثابت قدم رکھے۔ صراط تلوار سے تیز، بال سے باریک اور دہکتے ہوئے انگارے سے زیادہ گرم ہے۔ اس پر لوہے کے ٹیڑھے نوکدار کانٹے ہیں جن کی تعداد انسانوں اور جنوں کی تعداد سے بڑھ کر ہے، اور ہر کانٹے کے ساتھ آسمانی ستاروں کی تعداد کے مطابق زبردست فرشتے ہیں۔ جب فرشتہ کلام کرتا ہے تو منہ سے آگ کے انگارے جھڑتے ہیں۔ اگر وہ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں تھوک دے تو وہ خشک ہو جائے جب وہ اپنے ساتھی سے کلام کرتا ہے تو وہ ڈر جاتا ہے۔ اگر دنیا والوں میں سے کوئی اس کی آواز سن لے تو جن وانس، بحر و بر کی تمام کائنات اس کی ڈراؤنی آواز سے ہلاک ہو جائے۔ جب جہنم کا کنٹرولر مالک فرشتہ اپنے ماتحتوں کو آرڈر دیتا ہے تو گھبراہٹ کی وجہ سے ان پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔

آدم علیہ السلام کا دربار الٰہی میں جانے سے حیا

ان حالات میں اہل جنت اپنے لباس، تاج وغیرہ سجا کر سب کے سب آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور وہ اپنے محل میں ہوں گے۔ وہ سب مل کر پکاریں گے اے ہمارے ابا

[1] ۷/ الاعراف: ٤٦۔

جان! آپ کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا، اور آپ میں اپنی روح پھونکی، معزز فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا، آپ کو اپنی جنت میں بسایا، آپ کی اولاد میں سے کچھ لوگ صراط پر رکے ہوئے ہیں۔ ان کا نور کم ہو گیا چراغ بجھ گیا، اللہ مالک الملک کے دربار میں ان کی سفارش کیجئے۔ آدم علیہ السلام جواب دیں گے کہ میں اس پوزیشن میں نہیں کہ ان حالات میں اللہ کے جلال کا سامنا کر سکوں مجھ سے اللہ کے احکام کی نافرمانی ہوئی اور روکنے کے باوجود درخت سے پھل کھایا پھر مالک الملک نے مجھے معاف فرمایا اب مغفرت کے بعد اسکے دربار میں جاتے ہوئے حیا آتی ہے، اللہ کے برگزیدہ نبی نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ اللہ نے ان کو اپنی کشتی میں سوار کر کے اعزاز بخشا۔

نوح علیہ السلام کا حیا

وہ سب نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور انہیں سب مل کر آواز دیں گے۔ نوح علیہ السلام اپنے محل سے جماعت کی طرف دیکھیں گے نوح علیہ السلام فرمائیں گے اے اہل جنت تمہیں گھروں سے کس چیز نے بے قرار کیا اور کس لیے آئے ہو۔ کہیں گے اے نوح علیہ السلام! آپ کو اللہ نے کشتی میں سوار کر کے اعزاز بخشا، کچھ لوگ صراط پر نور کی کمی اور چراغ بجھ جانے کی بنا پر رکے ہوئے ہیں، مالک الملک کے ہاں ان کی سفارش کیجئے۔ نوح علیہ السلام فرمائیں گے میں اس درجہ پر نہیں ہوں، میں اللہ سے مخاطب ہوا جس کا مجھے علم نہ تھا۔ اللہ نے مجھے معاف کر دیا۔ مغفرت کے بعد اللہ سے سوال کرتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ اللہ نے ان کو اپنا دوست بنایا ہے اور آگ ان کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بنائی۔ ابراہیم علیہ السلام کو آواز دے کر صراط پر رکے ہوئے لوگوں کی سفارش کے متعلق کہیں گے۔ تو ابراہیم علیہ السلام جواب دیں گے میں بھی اس مقام پر نہیں میں نے دو یا تین خلاف واقعہ باتیں کہیں، اللہ نے مجھے معاف فرما دیا اب مغفرت کے بعد سوال کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ موسیٰ بن عمران کلیم اللہ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

عیسیٰ علیہ السلام کا حیا

عیسیٰ علیہ السلام کے محل کی طرف آئیں گے آواز دیں گے تو وہ جھانک کر دیکھیں گے اور

فرمائیں گے کہ اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے بٹھائے تمہیں کس چیز نے پریشان کیا؟ عرض کریں گے اے عیسیٰ علیہ السلام آپ کو اللہ نے بغیر باپ کے پیدا کیا آپ طاہرہ باکرہ مریم کے بیٹے ہیں آپ کو اللہ نے نشانی بنایا۔ ہمارے کچھ بھائی صراط پر رکے ہوئے ہیں ان کی سفارش مطلوب ہے۔ مسیح علیہ السلام جواب دیں گے لوگو! میں سفارش کیسے کر سکتا ہوں جب کہ نصاریٰ نے مجھے اور میری ماں کو اللہ کے ساتھ معبود بنالیا۔ اور انہوں نے اس کی نسبت میری طرف کردی کہ میں نے حکم دیا۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ سے سفارش کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ سب مل کر آخر المرسلین، امام المتقین، سید العالمین، خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش اور اللہ کے سامنے سجدہ

لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اکٹھے ہو کر آئیں گے اور آپ کے محل کے گرد ٹھہر جائیں گے آپ کے محل کا نور اور رونق جنت کے تمام محلات سے بڑھ کر ہوگی۔ جنتی آواز دیں گے اے احمد سید العالمین، امام المتقین، خاتم النبیین! آپ محل سے جھانک کر پوچھیں گے تم بے قرار کیوں ہو؟، آپ کے رخ انور کا نور محلات کو روشن کر دے گا۔ عرض کریں گے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اعزازات کے علاوہ خاتم النبیین بنایا ہے آپ کی امت کے چند لوگ صراط پر رکے ہوئے ہیں ان کے لیے سفارش فرمائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے میں سفارش کے لیے تیار ہوں۔ آپ جنتی لباس پہن کر تاج سر پر سجا کر جنت عدن کی طرف چلیں گے اور اہل جنت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوں گے، دروازے پر پہنچ کر کھولنے کا کہیں گے تو پوچھا جائے گا کون ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے میں احمد ہوں دروازہ کھول دیا جائے گا۔ اس قنات کے پیچھے فرشتہ ہوگا جو نور سے چمک رہا ہوگا۔ مجھے یہ منظر دیکھتے ہی خوف سا محسوس ہوگا، فرشتہ مجھے مانوس کرنے کے لیے سر پر ہاتھ رکھے گا اور کہے گا اے احمد صلی اللہ علیہ وسلم تم بھی بندے ہو اور میں بھی تمہاری طرح کا بندہ ہوں۔ اب میں آگے کی طرف بڑھ کر دوسرے پردے تک پہنچ کر اسے کھلواؤں گا۔ تعارف کے بعد دروازہ کھلے گا تو بڑے جسم والا عظیم فرشتہ جس کا نور پہلے سے بڑھ کر ہوگا اس پر رعب منظر سے میں متاثر ہوں گا تو

فرشتہ مجھے مانوس کرنے کے لیے ہاتھ میرے سر پر رکھے گا اور کہے گا اے احمد! میں بھی آپ ہی کی طرح بندہ ہوں۔ اس طرح مسلسل میں ان شامیانوں سے گزرتا ہوا عظیم سے عظیم تر فرشتوں کی ملاقات کرتا ہوا، ساتویں شامیانے تک پہنچوں گا تو دروازہ کھلتے ہی سیدنا جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوگی وہ فرمائیں گے کہ اس مانوس آواز پر خوش آمدید جس کا میں مدت سے مشتاق تھا، اب وہ مجھے رب العالمین کے نوری حجابات کی طرف لے چلیں گے، حجاب اٹھے گا تو رب العالمین جلوہ افروز ہوں گے، ارحم الراحمین کو دیکھتے ہی میں سجدہ میں گر جاؤں گا، اور اللہ کی حمد کے وہ کلمات ادا کروں گا جو کوئی فرشتہ حاملین عرش، حاملین کرسی، کوئی نبی اور رسول ادا نہیں کر سکا، یہاں تک اللہ کے عرش کو اٹھانے والے اور روحانی فرشتے اور پردوں پر متعین فرشتے پکار اٹھیں گے، اے اللہ! یہ اس لائق ہیں کہ ان کی سفارش مان لی جائے۔ اب اللہ جل جلالہ فرمائیں گے اے احمد! سر اٹھایئے، سوال کیجئے عطا کیا جائے گا، سفارش کیجئے مانی جائے گی۔ سجدہ سے سر اٹھاتے ہی جب میری نگاہ جل جلالہ پر پڑے گی تو میں دوبارہ سجدہ میں گر جاؤں گا، پھر اسی طرح دوبارہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کہوں گا، تین مرتبہ ایسا ہوگا، اور ہر مرتبہ اللہ جل جلالہ فرمائیں گے مانگو! دیا جائے گا، سفارش کرو! قبول کی جائے گی، میں درخواست کروں گا اے اللہ! میری امت کے کچھ لوگ صراط پر رکے ہوئے ہیں جن کا نور کم ہو گیا ہے، سراج بجھ گیا ان کا نور مکمل فرما دیجئے چراغ روشن کر دیجئے تاکہ وہ گزر سکیں۔ یہ لوگ اس وقت دعا کر رہے ہوں گے:

﴿رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [1]

”اے ہمارے رب ہمارا نور ہمارے لیے مکمل کر دے اور ہم سے درگزر کر تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔“

اب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجیں گے وہ جنت عدن سے نور لے کر جائیں گے، جس میں انہیں غوطہ دیا جائے گا، تو اللہ ان کے لیے نور پیدا فرمائیں گے اور ان کا چراغ روشن کر دیں گے۔ اب فرشتے اہل جہنم کو مخاطب کر کے ان کے متعلق کہیں گے:

---

[1] ٦٦/ التحریم:٨۔

﴿ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ ﴾ [1]

''کیا یہ اہل جنت وہی لوگ نہیں ہیں جن کے متعلق تم قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ان کو تو اللہ اپنی رحمت میں سے کچھ بھی نہ دے گا آج انہی سے کہا گیا ہے داخل ہو جاؤ جنت میں تمہارے لیے خوف ہے نہ رنج۔''

اس کا پس منظر یہ ہے کہ اہل جہنم جب اصحاب الاعراف کی طرف دیکھیں گے وہ صراط پر رکے ہوئے ہیں تو ایک دوسرے سے کہیں گے کہ ان کو اس لیے روکا گیا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ جہنم میں آئیں گے۔ اب جب کہ اہل اعراف جنت میں چلے گئے تو فرشتے جہنم والوں کو مخاطب کر کے کہیں گے:

﴿ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ ﴾

''کیا یہ اہل جنت وہی لوگ نہیں ہیں جن کے متعلق تم قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ان کو تو اللہ اپنی رحمت میں سے کچھ بھی نہ دے گا۔''

ساتھ ہی فرشتے اہل اعراف کو مخاطب کر کے کہیں گے: ﴿ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ ﴾ [2] ''داخل ہو جاؤ جنت میں تمہارے لیے خوف ہے نہ رنج۔''

اب وہ جنت کی طرف روانہ ہوں گے، اور وہ نور جو فرشتے جنت سے لے کر آئے تھے۔ ان کے دائیں اور آگے دوڑ رہا ہوگا، اب وہ جنت میں اپنے مکانات میں داخل ہو کر اپنے بھائیوں اور اپنے محبوب امام الانبیاء محمد ﷺ سے جا ملیں گے۔

اللہ رب العالمین نے ان کو اس لیے روکا تا کہ ان کی سفارش حضرت محمد ﷺ کریں اور اس طرح اللہ کے ہاں ان کا مرتبہ، مقام، عزت وقار، فضیلت اور درجہ، ظاہر ہو جائے۔

اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر صلوۃ بھیج دائمی ابدالآباد تسلسل کے ساتھ، بغیر انقطاع اور خاتمہ کے، ایسی صلاۃ جو جہنم کی گرمی سے نجات دے، اور ہمیں صحابہ ابرار وطیبین کے ساتھ جنت میں داخل کر۔ آمین یا رب العالمین۔

[1] ۷/ الاعراف: ۴۹۔ [2] ۷/ الاعراف: ۴۹۔

پانچویں نشست
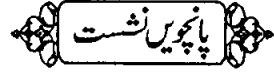
فرمان الٰہی

﴿يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَن نَّفْسِهَا﴾

کی تفسیر فرشتوں، رسولوں اور لوح محفوظ کا حساب

نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم رب العالمین کے سامنے بڑی پیشی کے لیے کھڑے ہوگے، اعمال کے مطابق پسینے میں غرق ہوگے۔'' [1]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے: ''اے بنی آدم خاموش ہو جاؤ میں طویل مدت سے خاموشی کے ساتھ تمہارا جائزہ لیتا رہا۔'' ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ''جس روز سے تمہیں پیدا کیا آج تک میں خاموش تمہاری باتیں سنتا رہا، تمہارے اعمال دیکھتا رہا۔ دیکھو! آج تمہارے اعمال تم پر پیش کیے جا رہے ہیں۔ جس نے اچھا نتیجہ پایا وہ اللہ کی تعریف کرے ورنہ دوسری صورت میں اپنے آپ کو ملامت کرے، میرے بندوں کو اکٹھا کر کے میرے سامنے پیش کرو۔ میری عزت وجلال کی قسم مجھے کسی ظالم کا ظلم روک نہیں سکتا۔''

اے مسکین! اے فریب خوردہ، اے حق اور سچ کو چھوڑنے والے، اے کتاب وسنت کے مخالف تیرا کیا حال ہوگا؟ تو حساب سے غافل، عذاب الیم کا مستحق، رب العالمین کی نافرمانی میں بڑھنے والا، جنت اور بہترین گھر کو بھول جانے والا۔ اے غافل! اپنے آپ پر غور کر اور کل کی فکر کر۔

دنیا کے جابر اللہ عزوجل کے سامنے لاجواب

بعض روایات میں ہے جب جل جلالہ پہلے اور پچھلے لوگوں کو حشر کے میدان میں جمع

[1] النهاية لابن كثير (في الفتن والملاحم: ۱/ ۱۷۲) اور اسی معنی کی روایت مسلم: ۲۸٦٤ اور ترمذی: ۲٤۲۱ میں بھی موجود ہے۔

کرلیں گے، تو آواز دیں گے، کہاں ہیں جابر اوران کے چمچے، بادشاہ اوران کے بیٹے۔ میں نے جابروں کو اپنی حکومت سے ریزہ ریزہ کر دیا اور بادشاہوں کو اپنی عظمت سے فنا کر دیا۔
بعض روایات میں ہے کہ جابر قیامت کے روز چیونٹیوں کی صورت میں اکٹھے کیے جائیں گے، جو اللہ کی مخلوق میں سے حقیر ترین ہے، تاکہ انہیں احساس وعبرت ہو کہ دنیا میں سرکش اور مطلق العنان بننے والوں کی حیثیت رب تعالیٰ کے ہاں چیونٹی سے زیادہ نہیں۔ یا جابرہ اس لیے تھے کہ مساکین اور ضعفا پر ان کی برداشت سے بڑھ کر ظلم، تشدد کرتے رہے۔ جبار کہلانے میں اگرچہ خالق ومخلوق مشترک ہیں، لیکن خالق جل جلالہ حقیقی جبار ہیں۔

جبار کی تفسیر

اللہ تعالیٰ کے حق میں جبار کی تفسیر یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں سے جو چاہے منوالے دوسری تفسیر یہ بھی ہے کہ وہ بندوں پر ظلم کرنے سے بے نیاز ہے اس لیے جبار ہے۔ اللہ جل جلالہ کی طرف ظلم کی نسبت نہیں کی جاسکتی۔

ظلم کا مفہوم

کسی چیز کو اس کے غیر محل میں رکھنا ہے۔ ایسی چیز کو سمیٹے جو اس کا حق نہیں اور اس مال میں شامل کرلے جس کا اللہ نے اسے مالک بنایا۔ یعنی ناحق چیز کو سمیٹ کر اپنے مال میں شامل کرلے حالانکہ جب اللہ کسی بندے کے لیے کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو وہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:
''مؤمن کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں جب تک وہ یقین نہ کرے کہ اللہ نے جو اس کے لیے یا اس کے خلاف فیصلہ کیا وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو اس نے اپنے لیے سوچا۔''
اور یہ بھی فرمان ہے کہ اللہ کا ہر فیصلہ بندے کے لیے بہتر ہے سوائے آگ کے فیصلہ کے، جب بندے کے لیے آگ کا فیصلہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو یہ فیصلہ کرنے کا اختیار ہے، کیونکہ وہ اس کی مخلوق، اس کے بندے ہیں ان کے پیدا کرنے میں رزق میں کوئی اور شریک نہ تھا۔ تو اسے اختیار ہے جو چاہے کرے اس کی بادشاہی میں کوئی شریک نہیں، نہ کسی کو اعتراض کا حق ہے۔

رب ذوالجلال آواز دیں گے: ﴿يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ﴾ [1] مخلوق جب یہ آواز سنے گی، سر اٹھائیں گے اور ہر ایک اس ندا سے پر امید ہوگا کہ ہم سب اللہ کے بندے ہیں، پھر دوبارہ آواز آئے گی: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾ [2] ''جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور مسلمان تھے۔'' یہ سنتے ہی جو مسلمان نہیں ان کے سر جھک جائیں گے اور حیران ہوں گے، مسلمان خوش ہوں گے۔ پھر تیسری آواز آئے گی: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ﴾ [3] ''ایمان لانے کے بعد بڑے گناہوں سے بچتے رہے۔'' یہ ندا سنتے ہی اہل توحید میں سے کبائر کے مرتکب سر جھکائیں گے اور وہ اہل توحید جو کبیرہ گناہوں سے بچتے رہے اور توبۃ النصوح کی وہ خوش ہوں گے۔

اے مغرور مسکین! تو نے کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا، اور ظاہر و باطن میں اپنے مولیٰ کی نافرمانی کی، تمہیں یقین ہے کہ رازوں کے کھلنے کے دن تم سے سوال ہوگا، اور تمہیں سزا کا سامنا ہوگا کسی شاعر نے کہا:

عَصَيْتُ اللّٰهَ أَلْوَانَ الْمَعَاصِيْ
كَأَنِّيْ لَسْتُ أُوْقِنُ بِالْقِصَاصِ
فَمَالِيْ لَا أَنُوْحُ عَلٰى ذُنُوْبِيْ
وَأَبْكِيْ يَوْمَ يُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ

''میں نے اللہ کی رنگا رنگ انداز میں نافرمانیاں کیں گویا مجھے انجام کا یقین نہیں تھا۔''

''میں اپنے گناہوں پر آہ و بکا کیوں نہ کروں؟ جس روز پیشانیوں سے پکڑا جائے گا۔''

اے مسکین! اپنے نفس کا خیال کر، اے کمزور ایمان و یقین والے، پشیمانی کے وقت سے پہلے، نعمت کے زوال اور سزاؤں کے اترنے سے قبل، جس روز ندامت کام نہیں آئے گی، سوال کے لیے تیار ہو جا، اور جھگڑے کے لیے مستعد، اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے:

[1] ٤٣/ الزخرف:٦٨۔ [2] ٤٣/ الزخرف:٦٩۔ [3] ١٠/ یونس:٦٣۔

﴿ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴾ [1]

''اس دن ہر نفس اپنے ہی بچاؤ کی فکر میں لگا ہوگا اور ہر جان کو پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ذرہ برابر ظلم نہ ہونے پائے گا۔''

ہانکنے والا اور گواہ

جب بندے اس آواز کو سنیں گے اور ہر مرد و عورت کو دیگر اہل ادیان سے اپنا مرتبہ اور مقام واضح ہو جائے گا، اب دواوین (نامہ اعمال) پھیلائے جائیں گے، موازین رکھ دیے جائیں گے، اور انبیا اور رسولوں کے لیے منبر نصب کر دیے جائیں گے۔ انبیا اپنے اپنے منبر پر بیٹھے ہوں گے ہر نبی کی امت نظریں جمائے ان کو دیکھ رہی ہوگی، صدیقین اور شہداء کے لیے کرسیاں سجائی جائیں گی۔ اور دیگر مخلوق کی صورت حال یہ ہوگی:

﴿ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيدٌ ﴾ [2]

''ہر نفس کو ایک فرشتہ چلانے والا اور دوسرا گواہ ہوگا۔'' جن لوگوں کو ہانک کر چلایا جائے گا وہ دو قسم کے ہوں گے، ایک قسم اُن لوگوں کی جن کو فرشتے، عزت و احترام، سہولت اور عظمت سے چلا رہے ہوں گے، انہیں محفوظ، اور خوفناک جگہوں سے راہنمائی کرتے ہوئے لے جائیں گے۔ جب کسی عذاب والے یا سزا دیے جانے والے شخص پر نظر پڑے گی تو فرشتے فوراً انہیں آگاہ کریں گے کہ اے اللہ کے بندے! تم ان کی طرح نہیں یہ نافرمان تھے اور تم فرمانبردار ہو۔ اور دوسری قسم کے لوگوں کو فرشتے ڈانٹ ڈپٹ، سختی اور رعب سے چلائیں گے اور انہیں دھکاتے جائیں گے جب بھی کسی کو عذاب یا سزا دیتے دیکھیں گے تو فرشتے کہیں گے دیکھو تھوڑی دیر بعد تمہارا انجام بھی ایسا ہی ہوگا، اے اللہ کے دشمن! حساب اور حشر تیرے آگے ہے۔ یہ بھی نافرمان تو بھی نافرمان۔ غور کرو مصیبت کتنی عظیم، حسرت کتنی طویل ہوگی اگر مولیٰ نے معاف نہ کیا جہنم تمہارا ٹھکانہ بن جائے گا۔ دنیا کی تجارت کو غنیمت سمجھو، تمہیں حساب کی پوچھ گچھ میں کام آئے گی حساب سخت، خوف بھیانک، حساب لینے والا

[1] ١٦/ النحل: ١١١۔ [2] ٥٠/ ق: ٢١۔

بصیر ہے اور دن عبوس قمطریر۔(ترش اور تنگ دن)

لوح محفوظ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ پہلے اور پچھلے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کریں گے، نامہ اعمال تقسیم کر دیے جائیں گے اور ترازو نصب کر دیے جائیں گے، اور انبیا اپنی امتوں سمیت حاضر ہوں گے، اور صدیقین اور شہداء بھی سامنے آئیں گے، زمین کے وحشی جانور، پرندے، چوپائے پہاڑوں اور سمندروں کے رہنے والوں کو جمع کر لیا جائے گا۔ اب عرش کی طرف سے آواز آئے گی لوح محفوظ کہاں ہے؟ لوح محفوظ کو لایا جائے گا اور اسے اللہ جل جلالہ کے سامنے مطیع فرمانبردار کھڑا کر دیا جائے گا۔ لوح محفوظ سفید موتی کا بنا ہوا ہوگا جس کے دونوں کنارے سرخ یاقوت کے ہوں گے۔ اس کا عرض آسمان و زمین کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ روزانہ اس میں تین سو ساٹھ مرتبہ نظر ڈالتے ہیں۔ ہر نظر میں موت، زندگی کے فیصلے ہوتے ہیں۔ کچھ اقوام کو پست اور دوسروں کو بلند کرتے ہیں، بعض کو اپنے فضل سے عطا کرتے ہیں اور کچھ سے روکتے ہیں۔ کسی کو ہدایت کی توفیق ملتی ہے اور کچھ کو اپنے عدل کی بنا پر روکتے ہیں۔ اللہ کا ہر عمل نا قابل گرفت مگر اللہ ہر ایک سے قیامت کے روز باز پرس کریں گے۔ کیونکہ لوگوں نے اللہ کے مقام کو نہ پہچانا، اور نہ ہی اس کی عبادت کا حق ادا کیا۔ اللہ اس قدر عظیم تر، بزرگ و برتر بڑا ہے کہ اس کی معرفت، اطاعت اور عبادت کا حق کسی صورت ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے حقیقی مرتبہ کو نہ کوئی نبی و رسول اور نہ مقرب فرشتہ پا سکا۔ اس کی معرفت کا ایک ہی راستہ ہے کہ اس کے آگے عاجزی کا اظہار کر دیا جائے۔ اسکی قدرت و طاقت کے سامنے لوح محفوظ بھی عاجز کھڑی ہے۔ اللہ جل جلالہ اس سے سوال کریں گے، جو وحی میں نے تم میں محفوظ کی تھی اس کا کیا کیا؟ لوح محفوظ سے جواب آئے گا سیدی و مولائی میں نے وہ تیرے بندے میکائیل کو پہنچا دی۔

میکائیل سے رسالت کی باز برس

آواز دی جائے گی میکائیل کو حاضر کیا جائے۔ انہیں لایا جائے گا، عظیم فرشتہ جس

کے سولہ ہزار (16000) پر ہیں اگر ایک پر کو دنیا میں پھیلا دیں تو وہ تنگ ہو جائے۔ اب وہ اللہ کے حضور عاجز مطیع کھڑے ہیں اللہ جل جلالہ کی ہیبت اور رعب کی بنا پر ان کا سانس گلے میں اٹکا ہوا ہے نہ آگے کو ہوتا ہے نہ پیچھے کو۔ سانس پھولا ہوا رنگ بدلا ہوا۔ اللہ فرمائیں گے، لوح محفوظ نے جو وحی تم تک پہنچائی اس کا کیا کیا؟ اسے پہنچانے کی ذمہ داری پوری کی؟ مجھے تم سے بھی زیادہ علم ہے مگر میرا فیصلہ ہے کہ آج میں نے اپنے بندوں اور تمام مخلوق سے سوال کرنا ہے، اور ایک دوسرے پر گواہ بنانا ہے۔ میکائیل عرض کریں گے، اے رب عز و جل! مجھے لوح محفوظ نے جو پیغام دیا میں نے تیرے بندے اسرافیل کو پہنچا دیا۔ وانت اعلم

رسالت کے متعلق اسرافیل کی باز پرس

لوح محفوظ حضرت میکائیل کی شہادت کے بعد بری ہوگئی، اب آواز آئے گی، اسرافیل حاضر ہوں۔ اس عظیم فرشتہ کو لایا جائے گا ان کا ایک پر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں، پاؤں ساتویں زمین کی تہہ میں اور سر عرش کے برابر، اس عظمت کے باوجود اسرافیل اللہ کے حضور کھڑے اللہ کی ہیبت، خوف اور رعب کی وجہ سے عاجز، مطیع، سانس پھولا ہوا، رنگ بدلا ہوا، پٹھے کانپ رہے ہوں گے، جوڑ ہل رہے ہوں گے، گھٹنے ٹکرا رہے ہوں گے، سانس حلق تک پہنچا ہوا نہ اندر نہ باہر، اب اللہ جل جلالہ سوال کریں گے۔ اس وحی کا کیا کیا جو میکائیل نے تمہیں پہنچائی؟ تم اس پہنچانے کے گواہ ہو مجھے بتاؤ اگرچہ میں علام الغیوب ہوں۔ اسرافیل عرض کریں گے سیّدی، مولای تمہیں علم ہے میکائیل نے مجھے پہنچایا اور میں نے جبریل کو پہنچا دیا۔ حضرت اسرافیل کی گواہی کی بنا پر میکائیل بری ہو جائیں گی۔

حضرت جبریل علیہ السلام کی باز پرس

آواز آئے گی کہاں ہیں جبریل؟ حضرت جبریل کو لایا جائے گا، رنگ متغیر، عقل حیران، کندھے کانپ رہے ہوں گے، جوڑ ہل رہے ہوں گے، گھٹنے ٹکرا رہے ہوں گے اللہ جل جلال کے خوف اور رعب کی بنا پر سانس اٹکا ہوا نہ اندر نہ باہر۔ اللہ تبارک و تعالیٰ پوچھیں گے جبریل اس وحی کا کیا کیا جو میرے بندے اسرافیل نے تمہیں پہنچائی؟ اس پہنچانے کی گواہی دیتے ہو۔ جبریل عرض کریں گے جی ہاں سیدی و مولای اسرافیل نے مجھے

پہنچائی اور وہی وحی میں نے تیرے بندے نوح کو پہنچا دی جبکہ تمہیں زیادہ علم ہے۔ رب ذوالجلال کے حضور حضرت جبریل کی گواہی سے اسرافیل بری ہو جائیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی شہادت

حضرت نوح علیہ السلام کو لا کر جبار جل جلالہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، سانس اکھڑا ہوا رنگ بدلا ہوا، رب جبار کے خوف کی بنا پر جسم بے جان ہو گا۔ اللہ جل جلالہ فرمائیں گے، اے نوح! اس وحی کا کیا بنا جو جبریل نے تم کو پہنچائی؟ تم گواہی دیتے ہو کہ جبریل نے وحی پہنچا دی؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے جی ہاں سیدی و مولای تیرے بندے جبریل نے مجھے پہنچائی میں نے اپنی قوم کو پہنچا دی۔ اے اللہ! اس کے متعلق لوگوں سے زیادہ آپ واقف ہیں۔ اللہ کریم فرمائیں گے یہ درست ہے کہ مجھے علم ہے، لیکن میرا فیصلہ ہو چکا ہے کہ میں تمام مخلوق سے آج سوال کروں گا اور ایک دوسرے پر گواہ بناؤں گا۔ میں حاکم جبار ہوں۔ اپنے حکم میں ظلم نہیں کرتا۔ پھر نوح علیہ السلام کی قوم کو لا کر پوچھا جائے گا کیا نوح (علیہ السلام) نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور کیا تم اس پر گواہ ہو؟ قوم نوح انکار کر دے گی اور کہے گی، ہمارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا، دیکھا نہ سنا، نہ ہم تک پیغام پہنچا۔ نوح علیہ السلام قوم کا جواب سن کر ساکت و جامد کھڑے ہوں گے جیسے جسم میں جان ہی نہیں۔ چاہیں گے کاش! ان کو زمین نگل لے۔ اگر اللہ نے موت کا فیصلہ نہ کیا ہوتا تو قوم کا انکار سن کر حیا کی وجہ سے زمین میں گڑ جاتے۔ اب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اے نوح! تمہارے پاس کوئی گواہ ہے جو گواہی دے کہ تم نے اپنی قوم کو اللہ کا پیغام پہنچایا ہے۔ اب نوح علیہ السلام میدان میں دائیں بائیں مشرق و مغرب میں نظر دوڑائیں گے۔ تمام انبیا اور مرسلین کی جانب غور سے دیکھیں گے، اس طرح شہداء اور صدیقین کی کرسیوں کی جانب انہیں منبروں میں سے سب سے زیادہ روشن بلند حسین اور پر رونق منبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نظر آئے گا۔ رسول اعظم کی عظمت اور انبیاء کے چہروں میں سے حسین ترین چہرہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھائی دے گا۔ صدیقین اور شہداء میں سے سب سے زیادہ خوبصورت اور پر رونق مسند حسین رضی اللہ عنہ اور پر نور چہرہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہو گا۔ اب نوح علیہ السلام عرض کریں گے اے مولیٰ! مجھے گواہی دینے والا مل گیا، اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائیں

گے اے نوح! کون گواہی دے گا۔؟ (وھو اعلم) حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے محمد ﷺ اور ان کی امت، اس وقت منادی کرنے والا آواز دے گا کہاں ہیں نبی امی عربی، محمد ﷺ جو سید العالمین اور خاتم النبیین ہیں؟ اس وقت محمد ﷺ کھڑے ہوں گے اور آپ کو دیکھ کر تمام مجمع متوجہ ہوگا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ سوال کریں گے، اے احمد! کیا نوح (علیہ السلام) نے اپنی قوم کو میرا پیغام پہنچایا، محمد ﷺ جواب دیں گے جی ہاں نوح اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال ٹھہرے اور انہیں مسلسل اللہ کا پیغام سناتے رہے۔ اللہ کریم فرمائیں گے، اے احمد! تم نے سچ کہا۔ یہ گواہی سن کر حضرت نوح کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھے گا۔ اب اللہ کریم حکم دیں گے اے محمد (ﷺ!) اپنی امت کو حساب کتاب کے لئے لاؤ۔ اب مخلوق میدان میں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوگی اور گھبراہٹ کی شدت کی وجہ سے ہر امت اپنے نبی کے گرد جمع ہوگی۔ اور محمد ﷺ کی امت اپنے نبی کی تلاش میں دائیں بائیں دیکھے گی تو انہیں آپ ﷺ نظر نہیں آئیں گے، انبیاء اور ان کی امتیں حضور کے خالی منبر پر نظریں جمائے بیٹھے ہیں، اسکے حسن و جمال، بلندی اور رونق و چمک کو دیکھ کر تعجب سے پوچھیں گے، کہ یہ خالی منبر کس کا ہے؟ اسی دوران منادی ہوگی، یہ منبر محمد ﷺ کا ہے اور وہ اپنے رب کے ہاں گناہگاروں کی سفارش میں مصروف ہیں۔ آپ کی امت مغموم و پریشان انتظار میں کھڑی ہوگی کہ آپ اللہ کے ہاں سے کیا پیغام لے کر آتے ہیں۔ جب اُمتی آپ کو آتے دیکھیں گے تو سر اٹھائیں گے، حضور ﷺ اپنی امت کو دیکھ کر رو رہے ہوں گے۔ اب دنیا میں کیے ہوئے اعمال سامنے دکھائی دے رہے ہیں، دن ہولناک اور سخت، جس کے خوف سے سر سفید ہو گئے، نفس بے خود ہیں، ہر شخص اپنے اعمال بھول چکا، ہر جان اپنے گزشتہ کارناموں کی فکر میں مبتلا ہے، دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھولی ہوئی ہوگی۔ ہر مرد و زن کو اپنے اچھے اعمال کا بدلہ، ثواب و نعمت، دائمی سرور، اور رب کی شفقت و رحمت کی شکل میں نظر آئے گا۔ ہر مرد و زن کے لیے اس کے برے اعمال بدترین رسوائی، دہکتی آگ، دائمی عذاب، عبرت ناک سزا، رب کے غضب کی صورت میں نمودار ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تفسیر ہے: ﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ

مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ ۚ﴾ [1] ''وہ دن، جب ہر جان اپنے کیے کا پھل حاضر پائے گی خواہ اس نے بھلائی کی ہو یا برائی۔''

جزا و سزا

اچھے اور برے اعمال کی صورت سامنے ہے۔ مؤمن ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کے گھر میں بیٹھا رب ذوالجلال کے دیدار کی لذت وصال پا رہا ہے۔ اور کافر عذاب وعقاب، سزا، تکلیف، زنجیر و اغلال، (طوق) اور خوف کن احوال میں سلگ رہا ہے۔ مؤمن نعیم و کرامت میں، عافیت و سلامت میں، اور امن و راحت میں، اور ضیافت دار المقامۃ (ہمیشہ رہنے کی جگہ) میں جبکہ کافر کے لئے رسوائی و ندامت عذاب و ملامت ہے ﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ﴾

مؤمن درجات میں، کافر عقوبات میں، مومن سرور میں فاجر ثبور (ہلاکت) میں، مومن نعیم و خلود میں، فاجر عذاب غیر مردود (نہ ٹلنے والے) میں۔ اب مومن نے گزشتہ زندگی میں جو احسان کیے ان کی بنا پر وہ درجات جنان (جنت) میں، جوار رحمٰن میں خیرات حسان (حور عین) کی شکل میں نمودار ہوں گے۔ کافر و فاجر کے اعمال بد، سموم (آگ) میں، جوار شیطان میں، اور ذل و ہوان میں ہوں گے، وہ بداعمالیوں پر نادم، رسوائیوں کے اظہار پر مغموم ہوگا یہ بندوں کے درمیان فیصلہ کا دن، ظالم کی ندامت اور گناہگار کے خسارے کا دن، منصف حاکم کا دن، سزا و عبرت کا دن ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

يَا وَاحِدًا صَمَدًا بِغَيْرِ قَرِيْنٍ
اِرْحَمْ ضَرَاعَةَ عَبْدِكَ الْمِسْكِيْنِ
وَاعْطِفْ عَلَيَّ إِذَا وُقِفْتُ مُرَوَّعًا
جَيْرَانَ بَيْنَ يَدَيْكَ يَوْمَ الدِّيْنِ
يَا حَسْرَتِيْ بَيْنَ الْعِبَادِ إِذَا هُمُوْ
خَافُوا الْحِسَابَ فَخَفَّ عَنْهُمْ دُوْنِيْ
مَا حِيْلَتِيْ فِيْ (يَوْمِ) نَشْرِ صَحِيْفَتِيْ

[1] ۳/ آل عمران: ۳۰۔

إِذْ قِيْلَ لِيْ خُذْهَا بِغَيْرِ يَمِيْنِ

مَاحِيْلَتِيْ عِنْدَالْحِسَابِ وَهَوْلِهٖ

إِذْقَصُرَتْ بِيْ قُوَّتِيْ وَيَقِيْنِيْ

لَاحِيْلَةَ عِنْدِيْ وَلَا لِيْ مَوْئِلٌ

إِنْ خَانَنِيْ طَمَعِيْ وَحُسْنُ ظَنُوْنِيْ

يَارَبِّ لَا تَتْرُكْ عَبِيْدَكَ هَالِكًا

وَارْحَمْ بِفَضْلِكَ عَبْرَتِيْ وَشُؤُوْنِيْ

"اے بغیر ساجھی کے یکتا و بے نیاز مولیٰ! اپنے مسکین بندے کی بے بسی پر رحم فرما۔"

"اے مولیٰ! مجھ پر شفقت کر جب میں جزا کے دن تیرے سامنے حیران وخوف زدہ کھڑا ہوں گا۔"

"اے میری ناکامی! جس دن تمام لوگ حساب سے ڈریں گے اور میرے علاوہ سب کا حساب ہلکا ہوگا۔"

"اعمال نامے کھلنے کے دن میری حیلہ سازی کیا ہوگی۔ جب مجھے حکم ہوگا اعمال نامہ لو مگر دائیں ہاتھ میں نہیں؟"

"حساب اور اس کی دہشت کے وقت میری چارہ سازی کیا ہوگی جب میری قوت برداشت اور خود اعتمادی جواب دے جائے گی؟"

"میری تدبیر اور پناہ گاہ کس کام اگر میرا حسن ظن اور طمع ساتھ چھوڑ دے گا۔"

"اے میرے پروردگار! اپنے غلام کو راہ ہلاکت میں نہ چھوڑ اور اپنے فضل سے اس کی حالت زار اور آنسوؤں پر رحم فرما۔"

﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۖ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًاۢ بَعِيْدًا ۭ﴾ [1]

[1] ٣/ آل عمران:٣٠۔

امر بعید کا ایک مفہوم یہ ہے کہ وہ چاہے گا کہ میرے اور میرے برے اعمال کے درمیان مشرق و مغرب جتنا فاصلہ ہو جائے اور دوسری تفسیر کہ دور کی خواہش مراد ہے کہ اس روز اس نے تمنا کی کہ کاش وہ بھی ان مومنین کی طرح توبہ کر لیتا اور اس کی خطائیں معاف ہو جاتیں، گناہ نیکیوں میں بدل جاتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فرقان میں فرمایا:

﴿ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ﴾ [1]

''مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے اللہ ان لوگوں کی خطاؤں کو نیکیوں میں بدل دیں گے۔''

توبہ کا فائدہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر انسان خطا کار ہے اور اچھے خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔'' [2]

لیکن وہ مسکین جس نے برے عمل کیے، مصائب نے اسے گھیر لیا، غم اور مشکلات اس پر پے در پے ٹوٹ پڑے، گناہوں کی تاریکی سے چہرہ سیاہ ہو گیا، علام الغیوب اس پر ناراض ہو گیا۔ اور وہ دیکھ رہا ہے کہ اس کے بھائی اہل وعیال، دوست اور پڑوسی توبہ کر کے معمولی حساب سے گزر کر آخرت کی نعمتوں سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ ریشم اور سندس کا لباس سمیع وبصیر کے چہرہ انور کی زیارت، اور وسیع مملکت حاصل ہو گئی۔ اور یہ گناہگار مسکین ناکام ونامراد، ثواب سے محروم، حساب کی پوچھ گچھ، اللہ تعالیٰ تک رسائی میں حجاب۔ اور دردناک عذاب چکھنے کا منتظر ہے۔ اب وہ آرزو کرے گا کہ کاش وہ تائبین میں سے ہوتا، محرومین سے نہ ہوتا، وہ آمنین کی صف میں ہوتا، مخالفین میں نہ ہوتا، اہل الجنان میں ہوتا اہل النیران (آگ) میں نہ ہوتا، وہ اہل ثواب سے ہوتا، اہل عقاب سے نہ ہوتا، اہل نعیم میں ہوتا، اہل جحیم میں نہ ہوتا، اولیا میں ہوتا اشقیا میں نہ ہوتا، اہل وفاق کے ساتھ ہوتا، اہل نفاق سے نہ

---

[1] ٢٥/ الفرقان: ٧٠۔ [2] مسند احمد: ٣/ ١٩٨؛ ابن ماجہ: ٤٢٥١؛ الدارمی: ٢٦١١؛ الترغیب والترھیب: ٣٥٩٦۔

ہوتا۔ اے کاش! وہ سعید و رشید ہوتا، اللہ کی رحمت سے بعید نہ ہوتا۔ اللہ کریم ہمیں جنت کی کامیابی سے ہمکنار کرے۔ ہمیں اپنی رحمت خاص سے دور نہ کرے۔ آمین۔

اعمال بندے کے ساتھ ساتھ

بعض روایات میں ہے کہ بندہ جب فوت ہو جاتا ہے، تو غسل کے وقت اس کے اچھے برے عمل اس کے سر کے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ جب نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور وہ قبر کی طرف لے جا کر دفن کر دیا جاتا ہے۔ لوگ واپس آ جاتے ہیں، لیکن اس کے اعمال اچھے یا برے، حرکات و سکنات، اتفاق و اختلاف، ظاہر اور پوشیدہ، صغیرہ و کبیرہ تمام جمع ہو جاتے ہیں۔

توبہ کی ترغیب

اے گناہگاروں کی جماعت! اللہ سے ڈرو، رحمٰن کی طرف رجوع کر کے برے اعمال سے دور رہو۔ تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں مبتلا نہ کر دے۔ وہ شیطان کا فریب ہے۔ گناہ چھوڑ کر توبہ کا عزم کر لے وہ حساب کے دن تم پر رحم کرے گا۔ میرے پیارے بھائی! تمہیں مولیٰ جلیل کے رحم و کرم کا کیا حال سناؤں، طغیانی و سرکشی کے دور میں اگر تیرے گناہ دنیا کے پہاڑوں، سمندروں اور نہروں کے برابر بھی ہو جائیں۔ پھر تو پشیمان ہو کر سچے دل سے تائب ہو جائے تو مولیٰ کریم اپنے فضل و کرم سے تمہیں معاف کر دیں گے اور قیامت کے روز پوچھ گچھ بھی نہ ہو گی۔

آیت کریمہ کا وسیع مفہوم

اے گناہگارو! اس آیت میں غور و فکر کرو، نصیحت حاصل کرنے والے کے لیے بلاغت ہے، عبرت اٹھانے والے کے لیے تنبیہ ہے۔ تدبر کرنے والے کے لیے، خوف ہے۔ اور سوچ و بچار کرنے والے کے لیے نہی ہے۔ سوچ و بچار عبادت، خیر اور برتری ہے۔ تمہارے مولیٰ کریم نے تمہیں اس آیت میں ڈرایا، دھمکایا اور ڈانٹ کر فرمایا: ﴿ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا

وَبَيْنَهٗۤ اَمَدًاۢ بَعِيْدًا﴾ [1] پھر متصل ہی فرمایا ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ اللہ تمہیں اپنے عذاب وعقاب سے ڈراتا ہے۔" کوئی شخص معمولی گناہ حقیر سمجھتے ہوئے اس کا ارتکاب نہ کرے ہوسکتا ہے وہ شدید عذاب کا سبب بن جائے اور نیکی کو حقیر نہ جانے خواہ وہ چھوٹی ہو، کیونکہ اگر وہ مالک الملک کو پسند آجائے تو نجات کا سبب بن جائے۔ چھوٹا گناہ میزان میں قیامت کے دن پہاڑ سے زیادہ بھاری ہوسکتا ہے۔ چھوٹے گناہ کی وجہ سے جہنم میں داخلے کا اصل سبب یہ ہے کہ انسان بعض دفعہ غرور میں آکر چھوٹے گناہ کو حقیر سمجھ کر اس پر اصرار (مسلسل) کرتا ہے اور جل جلالہ کی نافرمانی کی پروا نہیں کرتا، اس پر اللہ ناراض ہو جاتے ہیں کہ میرا بندہ میرے حق کو حقیر جان کر گناہ کرتا رہا۔ مجھے میری عزت وجلال کی قسم! میں اسے ضرور عذاب دوں گا یا وہ توبہ کر لے۔

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اِيَّاكُمْ وَمُحَقِّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا)) [2]

"حقیر گناہوں سے بچو اللہ کی طرف سے ان کی پوچھ گچھ ہے۔"

آخری نتیجہ وہی ہے جو اللہ نے فرمایا:

﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ﴾ [3]

"اس دن ہر نفس اپنے کیے کا پھل حاضر پائے گا۔ خواہ اس نے بھلائی کی ہو یا برائی۔"

ایک صالح کی حکایت

حکایت ہے کہ منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ عبد الملک بن مروان کے دربار میں آئے۔ عبد الملک نے کہا اے منصور! ایک مسئلہ درپیش ہے، جواب کے لیے ایک سال کی مہلت ہے۔ سوال یہ ہے کہ لوگوں میں زیادہ عقلمند اور سب سے بڑھ کر جاہل کون ہے؟ کچھ دیر کے بعد

---

[1] ۳/ آل عمران: ۳۰۔ [2] ابن ماجہ: ۴۲۴۳؛ مسند احمد: ٦/ ۷۰۔

[3] ۳/ آل عمران: ۳۰۔

منصور محل کی فضا سے باہر نکلا تو جواب حاضر تھا۔ وہ فی الفور عبدالملک کے پاس پہنچے، عبدالملک نے تعجب سے پوچھا جلد واپس کیوں آئے ہو؟ منصور نے کہا امیر المؤمنین، ایسا محتاط مرد صالح جسے ہر لحظہ خطا کا خوف رہے سب سے زیادہ عقل مند ہے۔ اور سب سے جاہل جو گناہگار اور بے خوف مگر لا پرواہے۔ عبدالملک یہ سن کر اتنا رویا کہ آنسوؤں سے کپڑے تر ہو گئے۔ اور کہا: منصور! تم نے بہت اچھا جواب دیا۔ اب قرآن سناؤ وہ سینے کی بیماریوں کی شفا، دوا اور نور بھی ہے۔ منصور نے تلاوت شروع کی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ......﴾ [1] عبدالملک نے بے ساختہ کہا اے منصور! تم نے مجھے قتل کر دیا پھر غشی طاری ہوئی۔ جب ہوش میں آئے تو کہا منصور ﴿يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ کا مطلب کیا ہے؟ منصور نے جواب دیا اگر توبہ نہ کی تو چھوٹے بڑے گناہ سب قیامت کے دن سامنے ہوں گے۔ عبدالملک پھر خوب رویا۔ دوبارہ ہوش آیا تو کہنے لگا واللہ! جس نے اس آیت میں غور و فکر کے بعد پھر مولیٰ کی نافرمانی کی، فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا۔ (تو واضح گمراہ ہوا) یہ آیت ہے جس نے عقلمندوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔

﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ......﴾

یہ مصائب، حوادث، عجائب اور رازوں کے کھلنے کا دن، آج آگ بھڑکائی جائے گی۔ نیک آدمی کامیاب جبکہ نافرمان ذلیل و خوار اور نادم ہوں گے، لوگ واحد قہار کے سامنے پیش ہوں گے، ہائے تعجب! جس نے غفلت میں زندگی گزاری، دن بے کاری میں ضائع کر دیے، شباب و جوانی گمراہی میں گنوادی اور اللہ ذوالجلال کی کتاب میں غور نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ......﴾

اللہ فرماتے ہیں اے ابن آدم! ایک سال گناہ پر تسلسل اور صرف ایک گھڑی کی وعظ کی خواہش، کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

مَا بَالُ قَلْبِكَ بِاللَّذَّاتِ قَدْ شَغَفَا

[1] ۳/ آلِ عمران: ۳۰۔

وَعَنْ فَوَاتِ صَوَابِ الْفِعْلِ مَا أَسَفَا

وَقَدْ تَوَعَّدَهُ الْجَبَّارُ خَالِقُنَا

وَبِالذُّنُوْبِ وَبِالْعِصْيَانِ قَدْ كَلِفَا

''تیرے دل کو کیا ہوا کہ وہ مسلسل لذتوں میں مست ہے اچھے کاموں کی محرومی پر کبھی افسوس نہیں کیا۔''

''ہمارے خالق و جبار نے متعدد مرتبہ خبردار کیا مگر وہ گناہ اور نافرمانی کا دلدادہ ہو چکا۔''

اللہ کی ڈانٹ بندوں کو

روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض نازل کردہ کتابوں میں فرمایا: اے میرے بندے! کس چیز نے تجھے مجھ سے کنارہ کش اور غیروں کی طرف راغب کیا؟ میں تیرے قریب آ رہا ہوں۔ تو بھاگے جا رہا ہے۔ میں تجھے تلاش کر رہا ہوں تو راہ فرار اختیار کر رہا ہے۔ میں نے تیرے لئے دنیا کے فریب کو پھیلا دیا تو اسی میں مشغول ہو گیا اور تو نے میری رحمت کی وسعت کو نظر انداز کر کے اس کو ترجیح دی۔ کیا محسن آقاؤں سے وفادار غلام ایسا کرتے ہیں؟ مجھے بتاؤ! تیری پردہ پوشی، حفاظت، نگرانی اور تحفظ کس نے کیا؟ بتاؤ! اپنے نفس میں تو میرے ساتھ شریک ہے یا تجھے مجھ پر کوئی قوت و اختیار ہے، میری عبادت سے روکنے والا کون؟ میری اطاعت سے بے رغبتی دلانے والا کون؟ تم لذات کا خاتمہ کرنے والی موت سے کس قدر غافل ہو،؟ باپ اور ماؤں کے لیے نوحہ کا باعث، بیٹیوں اور بیٹوں سے جدائی کرانے والی، وہ بلند محلات والوں سے اجازت نہیں مانگتی، آشیانوں کے مالکوں سے مشورہ نہیں لیتی، جابروں کی گردنوں کو توڑنے والی اور روحیں نکالنے والے فرشتوں سے کیوں غافل ہو؟، پچھلوں کے نقوش مٹ نہیں گئے؟ اسلاف کے نشانات دھندلے نہیں ہو گئے؟ اور بعد والے انہیں کے نقش قدم پر چل نہیں رہے؟ زمانہ کے ساتھ ساتھ ہمیشہ رہنے کا اعزاز کسے حاصل ہے؟ میرے سوا کس کو دوام ہے؟ اونچے پہاڑ، بلند ٹیلے، اور ٹھاٹھیں مارتے وسیع سمندر ہمیشہ رہنے سے عاجز، بقا و دوام کا امتیاز میرا، بندوں پر فنا کا فیصلہ میرا، میں اللہ

جس کے سوا کوئی معبود نہیں میرے ملک میں کوئی شریک نہیں، میرے حکم میں کوئی نظیر نہیں میری سلطنت میں کوئی مقابل نہیں۔

زبردست اور گہری تفتیش

یقین رکھو! اللہ تعالیٰ تمہارے چھوٹے، بڑے، ظاہر و باطن، قلیل و کثیر کے متعلق سوال کرے گا۔ وہ کسی شے سے غافل نہیں، اپنے اعمال کو سامنے پائے گا اور اس کی مکمل جزا دے گا، جو اعمال چھپ کر یا علانیہ کیے، اللہ کی قسم ذرہ و کثیر، نقیر و قطمیر (کھجور کی گٹھلی کا دھاگہ) سب کچھ موجود ہوگا۔

مالک الملک کی طرف سے پوچھ گچھ کے مقام سے خوف زدہ ہونے کی بجائے ہمیں غفلتوں سے فرصت نہیں، نہ مدہوشی سے بیداری نہ اس دن کا ڈر ہے جس روز حسنات و سیّئات (برائیاں) سامنے ہوں گی اور مظالم اور قصوروں کے بارے میں سوال ہوگا۔ جیسا کہ زمین و آسمان بنانے والے نے فرمایا: ﴿ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۛ ﴾ (۳/ آل عمران: ۳۰) ''اس دن ہر جان حاضر پائے گی جو اس نے نیکی کی۔''

بندوں سے اللہ تعالیٰ کی پوچھ گچھ

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندے سے تنہائی میں ملاقات کریں گے اور درمیان میں کوئی حجاب نہ ہوگا۔ فرمائیں گے کہ میرے بندے! تو نے فلاں دن فلاں فلاں عمل کیے، تمہیں خبر نہیں کہ میں اس سے مکمل واقف تھا، تو نے مجھے دیکھنے والوں میں سے کم اہمیت والا سمجھا۔ میرے بندے! نہ میری حیا نہ فرشتوں کی حیا اور نہ میری سزا کا خوف رہا۔ میرے بندے! احسانات کو ذرا مدنظر رکھو، میں نے تمہیں ٹھنڈے پانی سے سیراب کیا تیرے جسم کو طاقت ور بنایا، عطیات کی فراوانی کی، تو نے پھر بھی میری نافرمانی کی، تو اللہ کے حیا سے پگھل جاتا، پسینے سے شرابور ہو جاتا، خوف کی بنا پر موت کے کنارے پہنچ جاتا، لیکن اے میرے بندے! تیرا رویّہ یہ رہا کہ اے اللہ! مجھے تیری اور بندوں کی حیا سے آگ آسان ہے۔ اللہ حکم دیں گے اسے آگ میں لے جاؤ۔ بندہ جہنم کی طرف جاتا ہوا گردن موڑ کر کہے گا اللہ! تیری عزت و جلال کی قسم تجھے حقیر جانتے ہوئے گناہ پر جرأت نہیں

کی محض تیری مغفرت کی امید سے دھوکا کھایا، یہ خیال تھا کہ دنیا میں تو نے پردہ پوشی کی، میری نافرمانی تیری رحمت کو نہیں روک سکے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے بندے نے سچ کہا، میری رحمت سے اس کی امید نہیں ٹوٹی، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم آج تجھے معاف کرتا ہوں، فرشتو! میرے بندے کو جنت میں لے جاؤ جو یہ سمجھتا ہے کہ میری ڈانٹ کی نسبت عذاب ہلکا ہے، اور وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آگ میں بھیج دے جس طرح بھگوڑے غلام سے سلوک ہوتا ہے۔ اللہ فرمائیں گے بندے! تجھے ڈانٹ ڈپٹ محض اس لیے تھی کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ تیرے گناہ میری نظر میں تھے۔ آج میں اس ڈانٹ کو تیرے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہوں۔ جاؤ تمہیں معاف کر دیا۔''

اللہ سے دعا ہے کہ وہ اپنی رحمت سے اسلام کی حالت میں موت دے۔ ہمارا خاتمہ کلمۃ التقوی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ہو۔ اللہ ہمیں مقام اعظم کا شرف بخشے، صحابہ عظام، ازواج کرام اور امہات المومنین کی معیت نصیب ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

چھٹی نشست
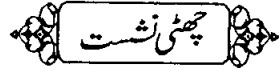
فرمان الٰہی ﴿ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ﴾ کی تفسیر میں دوسرا حصہ

(سابقہ نشست کا دوسرا حصہ)

اس مذکورہ آیت کی روشنی میں مؤمن کو قیامت کے دن انعام واکرام اور کافر کو زجر و توبیخ کا سامنا ہوگا، جس کی تفصیل امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح فرمائی:

مؤمن خوشحالیوں میں ہوگا، باغات کے وسط میں اونچے محلات میں، حور و درجات میں، رب الارض والسموات کے دیدار میں، فرمانبردار کے لیے بشریٰ (خوشخبری) اور فاجر کے لیے نارِ کبریٰ۔ مؤمن امان میں، سرور ورضوان میں، فاجر ہوان (رسوائی) میں ذل و خسران میں، مؤمن عظیم بادشاہی پائے گا، ثواب وتفضیل انہار سلسبیل، (جنت کا چشمہ) اللہ جلیل کے چہرے کا دیدار، ادھر کافر کے لیے نوحہ رونا دھونا، دائمی طویل غم، بھاری سخت عذاب، مؤمن کے لیے عذاب سے خلاصی، خوشی اور خصوصی امتیازات، فاجر عذاب اور قصاص کی شدت پائے گا، مؤمن اجر وثواب پائے گا جبکہ کافر محروم رہے گا، مؤمن سے حساب میں نرمی ہوگی، فاجر سے سوال میں شدت اور تیزی ہوگی۔ مؤمن سے پس پردہ سوال ہوگا فاجر علی الاعلان مشہور ہوگا۔

مؤمن کا حساب آسان ہوگا، فاجر کا حساب عذاب ہوگا۔ مؤمن مولیٰ سے رحمت پائے گا اور فاجر ناراضگی پائے گا۔ مؤمن کا حساب آسان اور یسیر ہوگا، کافر کا مشکل اور عسیر ہوگا، مؤمن کا لباس ریشم کا ہوگا فاجر کو گندھک کا لباس ملے گا۔ مؤمن کے لیے سرور، کافر کے لیے ویل وثبور (ہلاکت)، مؤمن کے لیے ایصال ہوگا، کافر کے لیے انفصال ہوگا۔ مؤمن کے لیے خلاصی اور نجات، فاجر کے لیے ہوان وہلاک، مؤمن کو محمد رسول اللہ کا ساتھ، فاجر کو شیطان کا ساتھ نصیب ہوگا۔ مؤمن کے چہرے پر نعمت کی تر وتازگی، اور فاجر کے چہرے پر

جہنم کی تاریکی، مؤمن ریان وسیرابی میں اور فاجر پیاس کی شدت میں ہوگا۔

قدسی حکمتیں

سابق انبیاء علیہم السلام پر نازل ہونے والے حکیمانہ اقوال میں ذکر ہے، کہ اس شخص پر تعجب جو اپنے نفس پر رحم نہیں کرتا۔ اس پر رحم کیسے کیا جائے جو مسلسل نافرمانیوں پر ڈٹا ہوا ہے، اسے اچھے انجام کی امید کیسی؟ تعجب اس پر جو اعمال جہنمیوں والے کرے اور طلب جنت کی رکھے۔ اے پیارے بھائی! تصور کر تیرا حساب اور پیشی قریب ہے تو بادشاہ حقیقی کے دربار میں کھڑا ہے، اس کے اختیار میں ہے کہ وہ جنت کا حکم دے یا جہنم میں دھکیل دے۔ اے فریب خوردہ! اس پر غور کر دل کی سختی کھل جائے گی، کانوں سے رکاوٹ دور ہو جائے گی، دل کی آنکھوں کے پردے اٹھ جائیں گے۔ ظاہری آنکھیں اندھی نہیں ہوئیں لیکن سینوں میں دھڑکنے والے دل اندھے ہو چکے ہیں۔ اے پیارے بھائی! فکر کے نور سے دیکھ آنسوؤں کے سمندر پر وعظ کو جاری کر، شاید آنکھ آنسو بہا دے، دل میں خشوع اور رقت پیدا ہو جائے۔ جب آنسو جاری ہوں گے، دل میں رقت وخشوع ہوگا، گناہ مٹا دیے جائیں گے اور تو اپنی آرزو اور مقصود کو پالے گا علام الغیوب کے سامنے تیرا حساب آسان ہوگا۔

لوگوں کو ان کے ناموں سے پکارا جائے گا

بعض روایات میں ہے کہ مخلوق جب قیامت کے روز کھڑی ہوگی تو آواز دینے والا ہر شخص کو اس کے نام سے پکارے گا۔ اے مغرور! فکر کر جب پہلے اور پچھلے لوگوں کی موجودگی میں تیرے نام سے آواز دی گئی، اے فلاں بن فلاں! اے فلانہ بنت فلاں! ادھر رب العالمین کے سامنے حساب کے لیے پیش ہو۔ اے مسکین! تو یہ تصور کر کہ مخلوق میں سے تجھے آواز دی جارہی ہے اور تو انہیں قدموں پر کھڑا ہو گیا، گھبراہٹ سے رنگ سفید ہو گیا، دل بیٹھ گیا، جوڑ ہل گئے، تیرے گرد کھڑے لوگ تیرے دل کی دھڑکن سن رہے ہیں۔ رحمٰن کے خوف سے تیری جان نکل رہی ہے۔ تیری اڑی ہوئی رنگت، اور حیران عقل کو دیکھ کر فرشتہ جو تجھے لے جانے پر مقرر ہے وہ سمجھ جائے گا کہ تیرا نام پکارا گیا ہے۔ اگر تو گناہگار اور اہل نفاق سے ہے تو تیرے چہرے پر گناہوں کی سیاہی کی چھاپ نظر آئے گی۔ وہ محسوس کرے

گا کہ یہ علام الغیوب کا دشمن ہے، اسے اللہ کی وجہ سے غصہ آئے گا اور تجھے پاؤں اور پیشانی کے بالوں سے جکڑ کر گرفتار کیا جائے گا۔

ہدایت وتوفیق والے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴾ [1]

''مجرم وہاں اپنی نشانیوں سے پہچان لیے جائیں گے اور انہیں پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ پکڑ کر گھسیٹا جائے گا۔''

اگر تو اہل ہدایت سے ہے، توفیق اور درست سمت والا ہے جن کو اللہ نے ایفائے عہد کی توفیق دی، اور اپنے مولیٰ سے ڈرتا رہا۔ فرشتہ تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھے سہولت واطمینان سے چلائے گا، لوگ نگاہیں اٹھا کر تجھے دیکھیں گے اور رشک کریں گے کہ یہ کون خوش نصیب ہے؟ وہ تیرے جیسے سلوک کی تمنا کریں گے۔ اور تو اپنے اعمال کی جزا کے لیے اپنے رب کی طرف جارہا ہوگا۔ جب تجھے فرشتہ عظمت کبریائی کے دربار میں پہنچا دے گا، اللہ تجھ پر نور کا پردہ فرما کر بشارت وسرور کا اظہار فرمائیں گے، اپنے تقرب سے نواز کر کرامات واحسانات کی بارش فرمائیں گے۔ تیرے حساب پر کسی فرشتہ، نبی اور رسول کی بھی رسائی نہ ہوگی، سوائے اس رب جبار کے جو ہر وقت تجھ پر نگران ہے۔ اللہ فرمائیں گے، اے میرے بندے! لوگ محوخواب ہوتے، تو بیدار رہا، لوگ کھا پی رہے ہوتے تو روزے دار رہا، لوگ طنز ومزاح میں ہوتے تو گریہ زاری میں مصروف رہا۔ لوگ خوش وخرم ہوتے تو فکر میں لگا ہوتا، لوگ بے فکر ہوتے تو تو مجھ سے ڈر کر رہتا۔ لوگ بے کار بیٹھے رہے تو لگا تار عبادت میں مصروف رہا، لوگوں نے بخل کیا اور تو صدقہ کرتا رہا، لوگ باز رہے اور تو مسلسل لوگوں میں نیکیاں پھیلاتا رہا۔ اب اللہ عزوجل فرمائیں گے مجھے اپنی عزت وجلال، بزرگی، کبریائی، عظمت، سلطان اور قدرت کی قسم، آج تمہیں ہر خوف سے امن مبارک ہو میں نے تیرے لیے مغفرت ورحمت کو وسیع کر دیا، اور تجھے عظیم ثواب سے مالا مال کر دوں گا، تیرے لیے

[1] ٥٥/ الرحمن: ٤١۔

جنت کھلی ہے۔ ایسے انعامات کہ کسی آنکھ نے دیکھے نہیں، کسی کان نے سنے نہیں، اور کسی بشر کے تصور خیال میں بھی نہیں آئے، اور تجھے اپنی زیارت کے لیے کھلی اجازت عطا کروں گا، تیری عزت وقدر بڑھاؤں گا۔ تیرے خطا کار دوست واحباب، پڑوسی، اعزا واقربا کے متعلق تیری سفارش قبول کروں گا۔

مؤمن بندے کو سفارش کا اختیار

اللہ جل جلالہ فرمائیں گے اے میرے بندے! میدان میں جتنے اہل توحید خطا کار ہیں ان کے متعلق تیری سفارش قبول ہوگی، جاؤ ان کا ہاتھ پکڑ کر بلا خوف وخطر جنت میں لے جاؤ۔ اللہ کے فرمان کا یہی مفہوم ہے: ﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ﴾ [1] اللہ مؤمنین اور اہل احسان پر شفیق، ظالموں نافرمانوں سے انتقام لینے والا سزا دینے والا ہے۔ اے فریب خوردہ! اس آیت پر غور کر اس میں خوف کی انتہا ہے۔ زجر وتوبیخ کی اخیر ہے، اپنے نفس کو خواہشات سے روک کر رکھ اس پیشی کے دن تجھے مقصود حاصل ہو جائے گا۔

ذی النون مصری کی حکایت

ذی النون بن ابراہیم مصری کہتے ہیں کہ

میں ایک مرتبہ اردن سے شام کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک وادی کی بالائی جانب سے مجھے کسی شخص کی دھندلی سیاہی نظر آئی۔ اور وہ کہہ رہا تھا: ﴿وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ﴾ [2] "ان کے سامنے وہ کچھ آئے گا جس کا انہیں اندازہ بھی نہ تھا۔"

جب وہ سیاہی قریب آئی تو میں نے غور کیا تو وہ ایک عورت تھی اون کا جبہ، اون کا دوپٹہ اوڑھے، ایک ہاتھ میں لکڑی کا پیالہ اور دوسرے ہاتھ میں لاٹھی پکڑے ہوئے تھی، میرے قریب آ کر گھبرائے بغیر کہنے لگی، تم کون ہو؟ میں نے کہا ایک غریب الدیار مسافر ہوں، اس نے جواب دیا کہ اللہ کے ہوتے ہوئے بھی غریب ہو جو غریبوں کا غمگسار ہے،

---

[1] ۳/ آل عمران: ۳۰۔ [2] ۳۹/ الزمر: ۴۷۔

کمزوروں کا مددگار ہے۔ اگر ڈر محسوس ہو تو اسے ساتھی بناؤ، راہ سے بھٹک جاؤ تو اسے راہنما بناؤ، جب محتاج ہو تو اسے مالک سمجھو۔ اس کی گفتگو نے مجھے رلا دیا، کہنے لگی رونا کیسا؟ میں نے کہا تیری دوا عین بیماری پر جا لگی مجھے امید ہے کہ وہ میری شفا کا سبب ہوگی۔

کہنے لگی، اگر تو اپنی کلام میں سچا ہے تو پھر رویا کیوں؟ میں نے کہا کیا سچا طلبگار رویا نہیں کرتا؟ کہنے لگی ایسا نہیں ہے میں نے کہا سبحان اللہ سچا طلبگار نہ روئے اس نے کہا نہیں میں نے کہا نہ رونے کی وجہ؟ اس نے کہا رونا تو بے سہاروں کے لیے سہارا، اور دل کی راحت ہے، یہ اس کے دوستوں کے لیے کمزور راستہ ہے دل کا رونے سے باز رہنا اسے ہانپنے اور پھنکارنے سے زیادہ جلاتا ہے۔ اس کی اس گفتگو سے مجھے اور تعجب ہوا۔ کہنے لگی کیا ہوا؟ میں نے کہا مجھے تمہاری گفتگو سے تعجب ہوا، کہنے لگی تمہیں جو زخم یاد دلایا تھا پھر بھول گئے، میں نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے، میں تم سے کچھ مزید حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ کہنے لگی حکیم نے موقع پر جو کچھ فوائد بتا دیئے وہ مزید طلب کرنے سے کہیں بہتر ہیں۔ میں نے اصرار کیا کہ مزید فوائد سے میں مستغنی نہیں۔ کہنے لگی، مولیٰ سے محبت و شوق رکھو، وہ ایک روز اپنے دوستوں کو ایسا جام پلائے گا جس کے بعد کبھی پیاس نہیں ستائے گی۔ پھر مسلسل سانسوں کی آواز بلند ہوئی پھر کہنے لگی، اے میرے دل کے محبوب! میں کب تک اس دنیا میں سوچ کر روتی رہوں گی۔ مجھے یہاں کوئی سچا طلبگار جھوٹے دعوؤں سے پاک نظر نہیں آتا، پھر مجھے چھوڑ کر وادی میں اتر گئی۔ اور جاتے ہوئے یہ کہہ رہی تھی: اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ لَا اِلَى النَّار ''اے اللہ تیری طرف نہ کہ آگ کی طرف۔'' یہاں تک کہ وہ نظروں سے غائب ہوگئی، آواز آنا بند ہوگئی۔ ذوالنون کہتے ہیں کہ جب بھی کبھی مجھے اسکی کلام یاد آئی تو عیش و عشرت مکدر ہوگئی۔ اللہ کی قسم اس نے مجھے ادب سکھایا اور اس روز سے میری حالت سدھر گئی کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

اُرِيْدُ وَاَنْتَ تَعْلَمُ مَا مُرَادِيْ

وَتَعْلَمُ مَا تُلَجْلِجُ فِيْ فُؤَادِيْ

فَهَبْ لِيْ ذِلَّتِيْ وَاغْفِرْ ذُنُوْبِيْ

وَسَامِحْنِيْ بِهَا يَوْمَ التَّنَادِ

''میں ارادہ کرتا ہوں اور تو میری مراد سے پہلے ہی واقف ہے، اور میرے دل میں ابھرنے والے خیالات سے تو واقف ہے۔''

''میری لغزشیں اور گناہ معاف فرما دے اور پکار کے دن مجھ سے درگزر فرما۔''

اے پیارے بھائی! اللہ کے اس فرمان میں غور وفکر کرو جو ہمیشہ تم پر نگران ہے اور تمہیں دیکھ رہا ہے تمہاری گفتگو سن رہا ہے۔ ﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا﴾ اے مسکین! اس گفتگو سے دل کے دروازے کو کھٹکھٹاؤ، اس سے تالے کھل جائیں گے اور گمراہی و بے راہ روی سے باز آ جاؤ گے، غفلت، بھول سے بیدار ہو جاؤ گے۔

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾ [1]

''وہ قرآن میں غور وفکر کیوں نہیں کرتے یا دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔''

اللہ نے سچ فرمایا: ﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا﴾ اس روز تیرے مخفی اعمال ظاہر ہو جائیں گے، اپنے برے اعمال پر نوحہ کناں ہوں گے، برے بول تجھے پریشان کر دیں گے۔

جہنم کی شدت اور فانی دنیا کی زینت

بعض تاریخی روایا تمیں ہے کہ مخلوق جب میدان محشر میں جمع ہوگی اور وہ وسعت کے باوجود تنگ دامانی کی شکایت کرے گا، بھیڑ زیادہ ہوگی، پاؤں پھسلیں گے، خوف و ہراس بڑھ جائے گا، اب جہنم اپنی دہشت اور دائمی عذاب کے ساتھ اللہ جبار کے سامنے عجز و انکساری سے کھڑی ہوگی۔ اللہ جبار حکم دیں گے، اس کے دروازے کھول دیے جائیں، حجاب اٹھا دیے جائیں۔ جہنم کے سات دروازوں میں سے ہر دروازے پر سات ہزار پردے ہوں گے، ہر پردے کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اگر یہ پردے نہ ہوتے تو جہنم کی بھاپ سے آسمانوں و زمین جل جاتے۔ جونہی دروازے کھلیں گی اور پردے اٹھائے جائیں گے تو جہنم بھاپ، گندھک اور آگ جلانے والے پتھر باہر کی طرف پھینکے گی۔ جہنم سے آگ کی سیاہ رنگ کی لمبی گردنیں نکلیں گی تو وہ وہاں سے سونا، چاندی،

[1] ٤٧/ محمد:٢٤۔

یاقوت، زبرجد موتی وغیرہ دنیا کی زینت کا سامان اٹھا لے جائیں گی۔ اللہ عزوجل فرمائیں گے جو کچھ ہماری راہ میں خرچ نہیں ہوا اسے اٹھالو، اب آواز دینے والا آواز دے گا کہ یہ وہ زینت ہے جس نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غافل کر دیا، اس کی وجہ سے امتوں نے انبیا اور صالحین کی سیرتوں کو نہ اپنایا۔ اب پھر آواز آئے گی آؤ اپنی زینت کے پیچھے چلو اب وہ گردنیں دنیاداروں کو اٹھا کر جہنم میں لے جائیں گی۔

اس وقت تمام مردوزن یہ خواہش کریں گے کہ کاش! یہ اعمال صرف اللہ کی رضا کے لیے ہوتے۔ اے کاش! یہ مال وزر میرے ساتھ نہ ہوتے، اور وہ مجھ سے کوسوں دور ہوتے۔ اس وقت رب العالمین حکم دیں گے اور جہنم سے آگ کی ایک سیاہ لپٹ اٹھے گی جس سے مردوزن کی ایک جماعت کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے، اور ان کی آنکھیں اندھی ہو جائیں گی۔ اس طرح اس جماعت کی زبانوں پر مہریں لگ جائیں گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ﴾ [1]

”اس روز کچھ چہرے سیاہ ہونگے اور بعض چہرے روشن ہوں گے۔“

اے میرے مسکین بھائی! اے ضعیف الاعتقاد، میری طرح تمہیں بھی علم نہیں کہ تو کس فریق کے ساتھ ہے۔ کیا اس فریق کے ساتھ شامل ہو جن کے چہرے روشن ہیں اور وہ مالک رحیم کی رحمت کے سایہ میں ہیں یا ان لوگوں میں شامل ہو جن کے چہرے سیاہ ہیں اور وہ عذاب الیم میں مبتلا ہیں۔ جس کا چہرہ سیاہ ہوا اسے جہنم کا یقین ہو چکا اور جس کا چہرہ سفید ہے اسے جنت کا یقین ہے۔

اس فرحت کے کیا کہنے جو عظیم تر ہے اور اس مصیبت کے کیا کہنے جو دائمی اور لازوال ہے۔ جب یہ سیاہی کسی چہرے میں اتر آئے گی وہ مولیٰ کریم کے چہرہ کے دیدار میں حائل ہو جائے گی۔ اور کسی چہرہ میں سفیدی اور نور آ گیا تو یہ نور گناہوں کے اس حجاب کو دور کر دے گا جو علام الغیوب کے چہرہ کی زیارت میں حائل ہوگا۔

کیونکہ یہ سفیدی، مغفرت کا نور، رحمت کا نور، قرب اور وصال الٰہی کا نور ہے اور یہ سیاہی جدائی کی، دوری کی اور سزا و عبرت کی سیاہی ہے اور یہی دیدار میں حائل ہونے والی

[1] ۳/ آل عمران:۱۰٦۔

ہے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿ كَلَّآ إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴾ [1]

''ہرگز نہیں، بالیقین اس روز یہ اپنے رب سے روکے جائیں گے۔''

اے مسکین مغرور! یہ دل کا پردہ دنیا میں مسلسل گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے پیدا ہوا، اور یہ وبال رب السموات والارض سے غافل ہونے کی بنا پر ہے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ...... ﴾ [2]

''اس دن ہر جان جو اس نے عمل کیا اسے حاضر پائے گی۔''

اے گناہگاروں کی جماعت! گناہوں کو دور کردو انہیں نیکی میں تبدیل کر دو۔ اور نعمتوں میں رغبت کرو، خطاؤں اور نافرمانی سے کنارہ کشی کرو۔ اے پیارے بھائی! گناہوں کو دور کر کے ان سے شدید نفرت رکھو اور گناہوں کے ترک پر سچی توبہ کرو، اس روز کے آنے سے پہلے کہ تم خواہش کرو کہ کاش میں گناہوں سے دور رہتا اور شیطان مردود کی اتباع نہ کرتا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

يَا مَنْ إِلَيْهِ جَمِيعُ الْخَلْقِ يَبْتَهِلُوْا
وَكُلُّ حَيٍّ عَلَى رُحْمَاهُ يَتَّكِلُ

أَنْتَ الْمَلَاذُ إِذَا مَا أَزْمَةٌ شَمَلَتْ
وَأَنْتَ مَلْجَأُ مَنْ ضَاقَتْ بِهِ الْحِيَلُ

أَنْتَ الْمُنَادَى بِهِ فِي كُلِّ حَادِثَةٍ
أَنْتَ الْإِلٰهُ وَأَنْتَ الذُّخْرُ وَالْأَمَلُ

أَنْتَ الْغِيَاثُ لِمَنْ سُدَّتْ مَذَاهِبُهُ
أَنْتَ الدَّلِيلُ لِمَنْ ضَلَّتْ بِهِ السُّبُلُ

إِنَّمَا قَصَدْنَاكَ وَالْآمَالُ وَاقِعَةٌ
عَلَيْكَ وَالْكُلُّ مَلْهُوفٌ وَمُبْتَهِلُ

[1] ٨٣/ المطففين: ١٥۔ [2] ٣/ آل عمران: ٣٠۔

فَـإِنْ غَـفَـرْتَ فَـعَـنْ طُـوْلٍ وعَـنْ كَـرَمٍ
وَإِنْ سَـطَـوْتَ فَـأَنْـتَ الْـحَـاكِـمُ الْعَدْلُ

''اے وہ ذات کہ تمام مخلوق اسی کی طرف رجوع کرتی ہے، ہر زندہ اس کے رحم پر توکل کرنے والا ہے۔''

''تو ہی اس کے لیے پناہ گاہ ہے جس کے خیالات منتشر ہو جائیں، تو سہارا ہے اس کا جس کی حیلہ بازیاں تنگ ہو جائیں۔''

''حادثہ میں تجھے ہی پکارا جاتا ہے، تو ہی معبود، امید کی کرن اور آخری ذخیرہ ہے۔''

''تو ہی فریاد رسی کرنے والا جس کے راستے بند ہو جائیں، تو ہی راہنما اس کے لیے جو راہوں سے بھٹک جائے۔''

''ہم نے تیرا ہی قصد کیا جبکہ امیدیں وہیں جا ٹھہرتی ہیں، سب مجبور و لاچار تیری طرف جاتے ہیں۔''

''اگر تو معاف کر دے تو صاحب کرم و غنا ہے، اگر تو پکڑ کرے تو عادل حاکم کل ہے۔''

ذوالنون کی حکایت خاموش راہب کے متعلق

ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے کسی نے ذکر کیا کہ شام میں ایک راہب ہے جس نے چالیس سال سے کسی سے کلام نہیں کیا۔ میں اس کی طرف گیا اور اسکے گرجے کے نیچے سے اسے آواز دیتا رہا اور اسے میں نے قسم دی کہ وہ جھانک کر ضرور دیکھے۔ چنانچہ اس نے اوپر سے دیکھا میں نے اس سے کلام کرنا چاہا اس نے انکار کر دیا۔ میں نے اسے اس ذات کا واسطہ دے کر کہا جس کی وجہ سے اور جس کے خوف سے تو نے کلام کرنا چھوڑا ہے تمہیں میرے سوال کا جواب لازمی دینا ہوگا۔ اس نے کہا کہ مختصر بات کرو طوالت نہ ہو۔ میں نے پوچھا کہ اس مقام پر کتنی مدت سے ہو؟ کہنے لگا ایک دن سے، میں نے کہا وہ کیسے؟ اس نے جواب دیا لوگ زمانے کا تذکرہ کرتے ہوئے تین لفظ استعمال کرتے ہیں۔ کل

گزشتہ، آج، اور کل آیندہ، کل گزشتہ گزر گئی اس کا اعتبار نہ رہا۔ آج کا دن میرے اختیار میں کل آنے والی کا اعتبار نہیں، میں وہاں تک پہنچوں گا یا نہیں۔ پھر اس نے واپس اپنی جھونپڑی میں اپنا سر داخل کیا اور مجھ سے مزید کلام نہ کی وہ روتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا آگ پر صبر کرنا میرے لیے مشکل ہے۔

اعمال کے اعتبار سے عمر کی تقسیم

گناہگاروں کی جماعت اپنی عمر کو تین ایام میں تقسیم کر دو۔ ایک دن جو گزر گیا، ایک دن جو تم گزار رہے ہو، اور ایک دن جس کا انتظار کر رہے ہو۔ تمھیں کیا علم کہ وہ تمہارے لیے اصلاح کا باعث ہے یا فساد کا سبب ہے۔ ہوسکتا ہے تم وہاں تک پہنچ نہ سکو اور گزر رہے ہوئے دن کی اصلاح اس طرح ممکن ہے کہ جو گناہ اور خطائیں تم نے اس میں کیں اس پر تم پشیمان ہو اور جو نیکی کے کام نہ ہو سکے اس پر کف افسوس ملو۔ اور آج اس پر ندامت اور آنسو بہا کر اپنے نفس کو ملامت کر و اس کی اصلاح ممکن ہے۔ اس لیے کسی شاعر نے کہا:

حَتّٰی مَتٰی نَحْنُ وَالْاَيَّامُ نَحْسِبُهَا
وَإِنَّمَا نَحْنُ فِيْهَا بَيْنَ يَوْمَيْنِ
يَوْمٌ تَوَلّٰى وَيَوْمٌ أَنْتَ تَأْمِلُهُ
لَعَلَّهُ أَجْلَبُ الْأَيَّامِ لِلْحِيْنِ

”کس انتہا اور کب تک ہم دنوں کو شمار کرتے رہیں گے، ہم تو دو دنوں کے درمیان زندگی گزار رہے ہیں۔“

”ایک روز موجود اور ایک کی امید لگائے بیٹھے ہیں، شاید اس وقت کے لیے دنوں کو کھینچ لایا ہے۔“

اللہ تعالیٰ میرے اور آپ کے خوف کو قیامت کے دن امن میں بدل دے۔ قبر کی ہولناکیوں سے میری اور آپ کی وحشت ختم کرے اور وہ اس پر قدیر ہے۔ اور اس کے لیے یہ یسیر (آسان) ہے۔ اللہ تمھیں اور ہمیں کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحمد رسول اللّٰه پر موت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

فرمان الٰہی

﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ﴾

"جس شخص کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔"

پیارے بھائی! اے مسکین، اے گناہوں اور سرکشیوں میں سرگرداں، اے بادشاہوں کے بادشاہ کی ناراضگی مول لینے والے۔ اے وہ شخص جو رسوائی و ذلت، ضلالت و سرکشی بہتان و غیبت کی رو میں بہہ کر شیطان کو خوش کر رہا ہے۔ اے فریب خوردہ! تمہیں اعمال نامہ دیا جائے گا، حساب سے واسطہ پڑے گا پھر ثواب یا عذاب ہوگا۔ اے غافل! آج اس دھوکہ کے گھر میں وہ اعمال کر جو کل کھلی ہوئی کتاب میں نظر آئیں اور فرحت و سرور، ضیاء و نور، اور رحمت رب غفور تیرا استقبال کر رہی ہو۔

قیامت کے دن اعمال نامے کہاں ہوں گے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا: "تمام اعمال نامے قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہوا بھیجیں گے جس سے اعمال نامے (بندہ کے) اخلاق و ایمان کے مطابق اڑیں گے۔ کتاب اعمال کا آغاز اس طرح ہوگا: ﴿اِقْرَاْ کِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا﴾ [1] "پڑھ اپنا اعمال نامہ، آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔" [2]

وہ کس قدر عادل بادشاہ ہے جس نے اعمال نامے کو پڑھنے کے لیے انسان کو خود ہی محاسب مقرر کر دیا۔ اے مسکین و مغرور! اگر تو بائیں ہاتھ میں کتاب لے گا، تو عذاب و سزا، خوف و ابتلا، زنجیر و طوق، گرم پانی اور پیپ تیرے نصیب میں، اللہ کی پھٹکار اور اس کے دربار سے دوری ہوگی۔ اور اگر کتاب اعمال دائیں ہاتھ میں ملی تو اعلیٰ علیین میں مقام،

[1] ۱۷/ الاسراء:۱٤۔ [2] الضعفاء للعقیلی: ٤/ ٤٦٦۔

خوبصورت خدمت گزار اور حور عین، دیدار رب العالمین، اور وصال محمد خاتم النبیین ﷺ نصیب ہوگا۔ اور اگر تو اپنے گناہ پر ڈٹا رہا اور اپنے گناہ سے توبہ نہ کی تو تجھے اعمال نامہ پیٹھ پیچھے دیا جائے گا، اس وقت تیرا دل غمگین اور حزن والم سے بھرپور ہوگا۔

اے گناہگاروں کی جماعت! یقین رکھو اللہ نے دنیا کو ابتلا و امتحان گاہ بنایا ہے اور تمہارے ذمہ بہت سے حقوق مقرر کیے ہیں۔ اگر انہیں ضائع کردو گے تو تمہاری کتابیں گناہ سے بھر جائیں گی اور اگر ان حقوق کی پاسداری کرو گے تو اعمال نامے خوشی و سرور سے بھر جائیں گے۔ ہر مرد وزن کے لیے اعمال نامہ ہے جسے وہ حساب اور پیشی کے دن ضرور پڑھے گا۔

اعمال نامے کھیت کی طرح ہیں اگر عمدہ بیج بوئے جائیں تو فصل عمدہ اور اچھی ہوگی اور اگر بیج ناقص ہوگا تو فصل بھی ویسی ہوگی۔ گویا تو نے کتابِ اعمال کے اوراق کو اعمال اور اقوال سے بھرا ہے۔ اور انہیں قبیح افعال سے سیاہ کردیا۔ کسی شاعر نے کہا:

كَـأَنِّـي بِـنَـفْسِيْ فِـي الْقِيَـامَةِ وَاقِفٌ
وَقَـدْ فَـاضَ دَمْعِـيْ حِيْنَ أُعْطِي كِتَابِيَا
لِـعِـلْـمِـيْ بِـأَفْـعَـالِـيْ وَسُوْءِ مَنَاقِبِيْ
وَإِنَّ كِتَـابِـيْ سَـوْفَ يُبْـدِي الْـمَسَاوِيَا

''گویا میں اپنے آپ کو لے کر قیامت کے روز کھڑا ہوں، جونہی اعمال نامہ ملا آنسو بہہ پڑے۔''

''کیونکہ میں اپنی کرتوتوں اور بداعمالیوں سے خوب واقف ہوں، اور میرا اعمال نامہ گناہوں کا پلندہ ہے۔''

اے گناہگارو! تمہارے رجسٹر نیکی و بدی، زیادتی ونقصان اور نفاق وایمان سے ملے جلے ہیں، اور تم غفلت کے نشے میں مدہوش ہو۔ جلدی کرو، اپنے اعمال ناموں سے گناہوں کو مٹانے کے لیے نیکیوں کا انبار لگا دو۔ کیونکہ رب العالمین نے گناہوں کے خاتمہ کا علاج یہی بتایا ہے: ﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ط﴾ [1] ''درحقیقت نیکیاں برائیوں کو دور

[1] ۱۱/ ھود:۱۱٤۔

کر دیتی ہیں۔"

سب سے پہلے حساب کس کا؟

بعض روایات میں ذکر ہے کہ امتوں میں سے سب سے پہلے محمد ﷺ کی امت کا حساب ہوگا، جب محشر کی سرزمین پر پہلے اور پچھلے سب جمع ہو جائیں گے۔ تو محمد ﷺ کی امت لائی جائے گی اور حساب کے لیے سب سے پہلا شخص قریش کے قبیلے بنی مخزوم کا ایک فرد عبداللہ بن عبدالاسد کو لایا جائے گا، اور اس کا بھائی اسود بن عبدالاسد بھی موجود ہوگا۔ ان دونوں کے متعلق یہ آیات نازل ہوئی: ﴿ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ﴾...... الی ﴿ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ﴾ [1] یہ آیت عبداللہ بن عبدالاسد کے متعلق نازل ہوئی اور دوسری آیت ﴿ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ﴾ یہ اسود بن عبدالاسد کے متعلق نازل ہوئی۔ عبداللہ تو صالح شخص اور مؤمن ہے اسے پردوں کے پیچھے سے لا کر اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا اللہ کے خوف سے اس کے پٹھے کانپ رہے ہوں گے۔ جوڑ ڈھیلے اور سانس پھولا ہوا ہوگا۔ اسی دوران اللہ کی طرف سے فرشتہ آئے گا اور ایک سفید روشن صحیفہ جس پر ہمیشگی کی مہر لگی ہوگی لا کر اس کے حوالے کر دے گا۔ یہ تمہارا اعمال نامہ ہے عبداللہ دائیں ہاتھ سے پکڑ لیں گے۔ اور بدبخت انسان کو جب اعمال نامہ دیا جائے گا تو وہ اسے دائیں ہاتھ میں پکڑنے کی کوشش کرے گا، لیکن طاقت نہیں ہوگی گویا بوجھ کی وجہ سے، یا اسے طوق پہنایا ہوگا یا جسم سے چمٹ جائے گا۔ فرشتہ کہے گا، اے اللہ کے دشمن! بائیں ہاتھ سے پکڑو تم اصحاب شمال سے ہو۔ خوش نصیب عبداللہ دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ تھام کر کھول کر پڑھنا شروع کرے گا تو سفید خط کے ساتھ ظاہر میں حسنات اور باطن میں سیئات لکھی ہوئی ہوں گی۔ برائیوں کا پہلا نمبر وہ حقیر ترین گناہ ہوگا جو اس نے دنیا میں کیا اسے دیکھتے ہی اس کا سر اللہ کے حیا کی وجہ سے جھک جائے گا اور اس قدر پسینہ بہہ جائے گا کہ اگر دو سو اونٹ نمکین چارہ کھا کر پیاس کی حرارت سے جوش مار رہے ہوں تو اس کا پسینہ پی کر سیر ہو جائیں مگر پسینہ تب بھی ختم نہ ہوگا۔

---

[1] ٦٩/ الحاقة: ١٩ تا ٢٤۔

سوال کرنے کا انداز

یہ کیفیت صرف حیا کی وجہ سے تھی۔ اللہ جل جلالہ فرمائیں گے ''عبدی'' (میرے بندے!) یہ جواب دے گا۔ لبیك ربی وسعدیك ، حکم ہوگا سر اٹھاؤ، وہ گناہ تمہیں یاد ہے، عرض کرے گا مولای وسیدی! تیری عزت وجلال کی قسم مجھے یاد ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے فلاں وقت، فلاں دن، فلاں گناہ یاد کرو، عرض کرے گا مولای وسیدی! مجھے یاد ہے، اللہ فرمائیں گے تو نے لوگوں سے چھپائے رکھا، تجھے علم نہ تھا میں دیکھ رہا ہوں۔ تو نے میرے مقام کی پاسداری نہ کی، میرا حیا نہ کیا تمہیں یاد نہ تھا کہ میرے پاس آنا ہے؟ اس ڈانٹ ڈپٹ کی وجہ سے وہ پسینے میں ڈوب رہا ہوگا، عرض کرے گا اللہ! اس ڈانٹ سے آگ بہتر ہے۔ اللہ فرمائیں گے اے میرے بندے! میں نے دنیا میں تیرا پردہ رکھا۔ مجھے اپنی عزت، جلال، کرم وجود اور جاہ وجلال کی قسم میں نے فرشتوں اور لوگوں کے دلوں سے اسے محو کر دیا ہے اب یہ معاملہ میرے اور تیرے درمیان ہے اور میں نے تجھے اپنے فضل سے معاف کر دیا۔

گناہوں کی معافی

جب ایک ایک گناہ پڑھتے گناہوں کی کتاب ختم ہوگی تو اس کے آخر میں لکھا ہوگا، میرے بندے! میں نے تیرے گناہ معاف کر دیے، اب اس کا چہرہ سفید اور خوشی سے چمک اٹھے گا، غم وحزن کا خاتمہ ہوگا۔ اب اللہ کی طرف سے حکم ہوگا کتاب پلٹو: اس میں حسنات درج ہوں گی جوں جوں نیکیاں پڑھتا جائے گا خوشی میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ پھر نور کا تاج لاکر اس کے سر پر سجایا جائے گا۔ اگر یہ تاج دنیا میں ظاہر کر دیا جائے تو اسکا نور سورج اور چاند کو بے نور کر دے۔

معززین کا لباس

جنت کے چوغوں میں سے دو خوبصورت چوغے لائے جائیں گے جن کی ایک بالشت دنیا اور اس جیسی ایک لاکھ دنیا کی مالیت سے بہتر ہوگی۔

انسان کا ہر جوڑ جنت کے زیور سے آراستہ ہوگا۔ اسے کہا جائے گا جاؤ اور لوگوں کو

خوشخبری دے دو کہ ہر مؤمن اور مؤمنہ کو ایسا اعزاز حاصل ہوگا۔ اس وقت عبداللہ بن عبدالاسد دائیں ہاتھ میں کتاب تھامے نکلے گا اور اس کا چہرہ نور سے چمک رہا ہوگا۔ اور اس کا دل خوشی سے معمور ہوگا۔ جنت کی نعمتوں کی تر و تازگی چہرے سے عیاں ہوگی اور یہ اہل ایمان کی علامت ہے، فرشتہ اسے دائیں ہاتھ سے تھامے خوشخبری کی ندا دے گا کہ فلاں بن فلاں نے ایسی سعادت پائی ہے جسکے بعد کبھی بدبختی کا تصور بھی نہیں۔ اب مخلوق نظریں اٹھا کر دیکھے گی کہ یہ کون خوش نصیب ہے، لوگ آرزو کریں گے کہ کاش! اللہ ہم پر بھی ایسا ہی احسان فرما دیں۔ اور اب وہ قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت کر رہا ہوگا: ﴿هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ﴾ [1]

''آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو۔'' اللہ نے میری تمام خطائیں معاف فرما دیں اب ایک بھی گناہ موجود نہیں۔ ﴿اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ﴾ [2] ''مجھے یقین تھا کہ حساب کا دن آئے گا۔'' مجھے دنیا میں یقین تھا کہ حساب و کتاب سے میرا سامنا ہوگا اور میں اس کے عذاب سے خائف تھا۔ اس طرح وہ اپنی کتابِ اعمال پڑھتا ہوا دوست واحباب کے پاس پہنچے گا۔ وہ تعجب سے پوچھیں گے یہ کون شخص ہے جس کو اللہ نے اس قدر اعزاز و تکریم سے نوازا ہے؟ اللہ کرے یہ ہمارے احباب اور اقربا سے ہو، وہ قریب آئے گا اور انہیں سلام کہے گا، وہ کہیں گے کہ تم کون ہو؟ اے اللہ کے بندے! تمہیں اللہ نے اس قدر اعزاز و تکریم سے نوازا ہے جس کی بنا پر ہم تمہیں پہچان نہیں رہے۔ وہ کہے گا میں عبداللہ بن عبدالاسد ہوں، اور خوش ہو جاؤ تم میں سے ہر شخص کو میرے جیسا اعزاز ملے گا اور اسطرح ہر مؤمن کو اللہ اسی طرح نوازیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ اسے گناہگاروں کے متعلق سفارش کا اختیار دیں گے اور اس کے اصحاب واقربا اس کامیابی، بشارت و عزت سے خوش ہوں گے، یہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾ [3] ''پس وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔'' اب وہ خود بھی خوش، مولیٰ بھی اس سے راضی اور اپنی اس پُرعیش زندگی پر مطمئن۔ وہ ہے جنت ﴿فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ﴾ اتنا عالیشان بلند محل جس کی اونچائی ایک سو سال کی مسافت،

[1] ٦٩/ الحاقة:١٩۔ [2] ٦٩/ الحاقة:٢٠۔ [3] ٦٩/ الحاقة:٢١۔

بناوٹ سفید موتی، سرخ یاقوت سے اس کا سیمنٹ کستوری اور اعلیٰ عنبر اور سفید کافور ہے۔
﴿ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴾ درختوں کے پھل اس قدر جھکے ہوئے کہ ان کے گھروں میں داخل ہو جائیں گے۔ وہ جب چاہیں جس حالت میں چاہیں لیٹے، کھڑے اور بیٹھے ہر حال میں پھلوں سے فائدہ اٹھائیں گے جس کے بعد وہ واپس اپنے مقام پر لوٹ جائیں گے۔ یہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا ﴾ نہ موت نہ غم ﴿ بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴾ [1] یہ نتیجہ ہے اس کوشش کا کہ انہوں نے اپنی زندگی دنیا میں اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں گزاری۔ اور ان کے پایہ استقامت میں تزلزل نہیں آیا۔ کسی شاعر نے کہا:

بِبَابِكَ عَبْدٌ مِنْ عُبَيْدِكَ مُذْنِبُ
كَثِيْرُ الْخَطَايَا جَاءَ يَسْأَلُكَ الْعَفْوَا
فَانْزِلْ عَلَيْهِ الْعَفْوَ يَأْمَنْ بِمَنِّهٖ
عَلٰى قَوْمِ مُوْسٰى أَنْزَلَ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى

''تیرے دروازے پر گناہگار خطاؤں سے لدھا ہوا حقیر غلام، معافی کا سائل بن کر آیا ہے۔''
''اپنے خصوصی احسان سے اس پر ایسے معافی نازل فرما جس طرح قوم موسیٰ پر من وسلویٰ نازل کیا۔''

یہ عبداللہ بن عبدالاسد خوش نصیب انسان ہے جس کے متعلق اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اسی انداز میں محمد ﷺ کی امت کے دیگر مومنین کا حساب ان کے اعمال اور درجات کے مطابق ہوگا، وہ اعزاز وتکریم سے نوازے جائیں گے۔

سخت ترین عذاب کس کو

فرمان الٰہی: ﴿ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ﴾ کا مصداق اسود بن عبدالاسد المخزومی ہے۔ جسے اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس کو اپنے بھائی عبداللہ کے بعد بلایا جائے گا۔ اور اسے اللہ جل جلالہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ لیکن درمیان میں حجاب ہوگا جو

[1] ٦٩/ الحاقه:٢٤۔

ناراضگی کی علامت ہے۔ کیونکہ رب العالمین کا دیدار صرف مؤمنین کو ہوگا۔ کفار اس سے محروم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴾ [1]

اب وہ اللہ کے سامنے کھڑا ڈر سے کانپ رہا ہوگا، اس کے ساتھ عذاب والے فرشتے ہوں گے۔ اچانک ایک فرشتہ انتہائی غصے میں آتے ہی اس کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اسے کندھے سے اکھاڑ کر پیچھے کمر میں لگا دے گا۔ پھر سر پکڑے ہوئے گردن موڑ کر پیچھے کی طرف گھما کر اس کا چہرہ پیچھے کی جانب لگا دیا جائے گا۔

گناہوں کی کتاب

پھر پیچھے سے فرشتہ آئے گا جس کے ہاتھ میں سیاہ صحیفہ اور سیاہ خط سے تحریر ہوگی۔ اس کتاب کے باطن میں حسنات اور ظاہر میں گناہ تحریر ہوں گے اور کتاب سیل شدہ ہوگی۔ اسے کہا جائے گا یہ تمہاری کتاب ہے اسے پکڑو، وہ بائیں ہاتھ سے پکڑے گا۔ پھر حکم ہوگا کتاب کی مہر توڑ کر اسے پڑھو چنانچہ اب وہ اسے کھول کر پڑھنا شروع کرے گا تو وہ باطن کتاب سے اپنی نیکیاں پڑھ کر خوش ہوگا اور یہ خیال کرے گا کہ وہ ان حسنات کی وجہ سے عذاب سے نجات پائے گا۔ لیکن جب وہ آخر میں یہ تحریر پڑھے گا کہ یہ تمہاری تمام نیکیاں برباد ہوگئیں، کیونکہ تم نے یہ اللہ کی رضا جوئی اور طلب آخرت کے لیے نہیں کی۔ اس وقت وہ پریشان ہوگا۔ یہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴾ [2]

”جو لوگ بس اسی دنیا کی زندگی اور اس کی خوشنمائیوں کے طالب ہیں ان کی کارگزاری کا سارا پھل ہم یہیں ان کو دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی۔“

یعنی ان کے تمام اعمال ان کا اجر انہیں دنیا میں ہی لوٹا دیا جاتا ہے اور آخرت میں ان کے لیے سوائے گناہوں کے اور کچھ نہیں۔ یہ اعمال کفر کی بنا پر ضائع ہوگئے۔ وہ اعمال صالحہ

[1] ۸۳/ المطففین:۱۵۔ [2] ۱۱/ ھود:۱۵۔

جو خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے کیے جائیں اللہ تعالیٰ ان کی جزا دائمی اور ابدی ثواب کی صورت میں دیتے ہیں اور وہ جنت کی نعمتیں اور اللہ کا دیدار ہے۔ اللہ کا چہرہ بھی باقی رہنے والا، اور جنت کی نعمتیں بھی دائمی۔ کیونکہ اللہ نے جنت کو اعمال صالحہ کی جزا کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ﴾ [1]

''اللہ کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔''

اللہ کی رضا کے لیے کیا ہوا عمل کبھی برباد نہیں ہوتا وہ ثواب بھی باقی، جزا بھی باقی، رضائے الٰہی کے لیے کئے گئے عمل کی جزا باقی رہتی ہے اور وہ جنت کی شکل میں ہے۔ اور جو کام دنیا کے لیے کیا جائے وہ ایندھن کی طرح ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مؤمن کے لیے یہ پسند نہیں کرتے کہ اس کے اعمال کی جزا دنیا کے عارضی سامان اور عیش وعشرت کی صورت میں دی جائے اور آخرت میں وہ محتاج ہو جائے۔ بلکہ اسکو ایسی نعمت عطا فرماتے ہیں کہ جس سے وہ اطاعت وفرمانبرداری اور بھلائی کے کاموں میں اسکی مددگار ہو۔ اور اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے لیے ذخیرہ فرماتے ہیں تاکہ جب اسے سخت ضرورت ہو تو اس کے کام آئے۔ اب اسود بن عبدالاسد کو کہا جائے گا اپنی کتاب پلٹ دو۔ اب اس کے ظاہر حصہ میں سیاہ خط سے لکھے ہوئے پہاڑوں جیسے گناہ اس کا استقبال کریں گے۔ پہلے نمبر کا گناہ پڑھتے ہی چہرہ سیاہ اور رنگ بگڑ جائے گا جوں جوں پڑھتا چلا جائے گا، اس کی بدصورتی میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اب کتاب کے آخر میں لکھا ہوگا تیرے یہ تمام گناہ دوگنے کر دیے گئے جس کی بنا پر تیرا عذاب بھی دوگنا ہوگا۔

کافر کے عذاب کی کیفیت اور مقدار

ان حالات کے پیش نظر کافر کا چہرہ تارکول سے زیادہ سیاہ ہو جائے گا۔ آگ کی خوراک کے لیے اس کے جسم کو بڑا کر دیا جائے گا۔ اسکی ایک ران کی موٹائی تین روز کی مسافت کے برابر ہوگی۔ نچلے اور بالائی ہونٹ کا فاصلہ چالیس ہاتھ، ایک ڈاڑھ احد پہاڑ

[1] ۲۸/ القصص:۸۸۔

سے بڑی ہوگی، بال بانسوں کے جھنڈ کی طرح سیدھے اور بکھرے ہوئے، دانت اور داڑھیں ہونٹوں سے باہر، آنکھیں نیلی اور پلکوں کے بال چہرے پر لٹکتے ہوئے ہوں گے۔ جسم کی ایک جلد کی بجائے سات جلدیں بنادی جائیں گی ہر جلد کی موٹائی چالیس ہاتھ اور ہر جلد کا جلد تک فاصلہ تین روز کی مسافت کے برابر ہوگا۔ جلد میں جراثیم اور کیڑے اس طرح پھیلے ہوئے ہوں گے جیسے جنگل میں وحشی جانور، جسم پر بالوں کی کثرت کا شمار اللہ کے بغیر کوئی نہیں کرسکتا۔ ہر بال کے مسام سے عذاب اور تکلیف درد کی وہ کیفیت ہوگی کہ اگر وہ عذاب روز اول سے پیدا شدہ مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو وہ لحہ بھر میں ہلاک ہو جائے۔ پھر ستر ہاتھ لمبی لوہے کی زنجیر سے اس کے ہاتھ اور گردن باندھ دی جائے گی اس کا ایک سرا منہ سے داخل کر کے دبر سے نکلے گا اور باقی حصہ گردن پر لپیٹ دیا جائے گا جو آگ کی طرح گرم اور سرخ ہوگا۔ پھر آتشگیر مادے کی ایک چٹان اس کی گردن پر رکھ دی جائے گی وہ اس قدر گرم ہوگی اگر دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو وہ پگھل جائیں۔ اسطرح آگ کا تاج سر پر سجا دیا جائے گا، اب نیچے سے چٹان کی حرارت اور اوپر سے تاج کی گرمی دونوں مل کر اسکے چہرے کو جھلس رہے ہوں گے۔ اب ہاتھوں سے بھی چہرے کا دفاع نہیں کرسکتا، کیونکہ وہ زنجیروں سے بندھے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾ [1]

”اب اس شخص کی بدحالی کا تم کیا اندازہ کر سکتے ہو جو قیامت کے روز عذاب کی سخت مار اپنے منہ پر لے گا۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴾ [2]

”اور آگ کے شعلے ان کے چہروں پر چھائے جا رہے ہوں گے۔“

---

[1] ٣٩/ الزمر: ٢٤۔

[2] ١٤/ ابراھیم: ٥٠۔

پھر گندھک کی قمیص جو جہنم کی میل کچیل سے بنی ہوگی اسے پہنا دی جائے گی۔ اس قمیص کی حرارت اس قدر ہے کہ اگر دنیا میں پھینک دی جائے تو مشرق سے مغرب تک دنیا ایک لمحے میں کوئلہ بن جائے۔ پھر اس کے ساتھ شدید عذاب والا شیطان منسلک کر دیا جائے گا۔ اب اسے حکم ہوگا کہ بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ تھامے لوگوں میں اعلان کرو کہ میرے جیسے لوگوں کا یہی حال ہوگا جس میں، میں خود مبتلا ہوں۔ ایک فرشتہ اسود بن عبدالاسد کے اوپر اعلان کر رہا ہوگا، اے اہل محشر! یہ وہ بد بخت ہے جسے کبھی سعادت نہیں ملے گی۔ اللہ نے اس پر لعنت، بغض اور پھٹکار کی ہے۔ اس وقت یہ بلند آواز سے چیخے گا۔

﴿ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴾ [1]

''کاش! مجھے اعمال نامہ نہ ملتا۔'' اور مجھ پر یہ بلا نازل نہ ہوتی۔

﴿ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴾ ''اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔'' یا میں توبہ کر کے ایمان لے آتا اور مجھے یہ عذاب وحساب نہ سہنا پڑتا۔ ﴿ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴾ ''کاش! میری وہی پہلی موت فیصلہ کن ہوتی۔'' اور میں حالت موت میں ہی رہتا اور اس عذاب سے راحت مل جاتی ﴿ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴾ ''آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔'' جس مال کو بخل کر کے جمع کرتا رہا اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا۔ ﴿ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴾ ''میرا سارا اقتدار ختم ہوگیا۔'' اب اسکے لیے آگ کا ایک منبر جہنم سے نکال کر اس پر اسے بٹھا دیا جائے گا۔ دنیا کے تمام قبیح اعمال سامنے دیکھ کر اہل محشر اس پر طعن وملامت اور لعنت و پھٹکار بھیجیں گے، اس رسوائی کو دیکھ کر وہ آرزو کرے گا کہ میں جہنم میں ہی چلا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ اب فرشتوں کو حکم دیں گے: ﴿ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴾ [2]

''پکڑو اسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو، پھر اسے جہنم میں جھونک دو پھر اس کو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دو۔ یہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان نہ لاتا تھا۔''

---

[1] ٦٩/ الحاقة:٢٥۔ [2] ٦٩/ الحاقة:٣٠، ٣٣۔

اب ستر ہزار فرشتے جو آگ کی بھاپ سے پیدا ہوئے اسے پکڑ لیں گے۔ اور منہ میں زنجیر داخل کر کے دبر سے نکال کر اس طرح پرو دیں گے جیسے موتی دھاگے میں پرو دیا جاتا ہے، پھر اسے اہل جہنم کے زخموں کا دھوون پلایا جائے گا۔ اگر اس کا ایک قطرہ دنیا میں پھینک دیا جاتا تو دنیا والے بدبو سے ہلاک ہو جاتے۔ ان ستر ہزار فرشتوں میں سے ہر ایک کا عذاب دوسرے سے مختلف ہوگا۔

اہل جہنم کا کھانا

جہنم والوں کو دھوون اس لیے کھلایا جائے گا کہ وہ دنیا میں نہ وضو کرتے اور نہ غسل جنابت کرتے تھے انہوں نے جو حقوق ضائع کیے اسی طرح کا بدلہ دیا جائے گا، وضو اور غسل کے ضروری مقامات خصوصی طور پر دھوون سے جلائے جائیں گے۔ یہ تمام عذاب اسود بن عبدالاسد کو ہوگا۔ اسطرح ہر وہ شخص جو برائی کا سرغنہ اور اس کی دعوت دینے والا تھا اس کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا۔ خیر اور شر دونوں میں یہی اصول کارفرما ہے۔

واللہ یفعل مایشاء اللہ ہمیں اصحاب شمال کے انجام سے محفوظ فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

آٹھویں نشست

اللہ تعالیٰ کے فرمان

﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ﴾

''نامہ اعمال کی پیشی کا بیان''

اے میرے جیسے گناہگارو، اور میری طرح عیب و خطا کے پتلو! اے توبہ نہ کرنے والے نافرمانو! اے وہ شخص جس نے خطاؤں کی صحبت میں عمر برباد کر دی! بہترین، پسندیدہ مقصد کو ضائع کر دیا، اور اپنی کتاب علاّم الغیوب کی نافرمانیوں سے سیاہ کرنے والو! یقین رکھو، اللہ ہمیں اور تمہیں گناہوں سے محفوظ فرمائے گا۔

کل قیامت کے روز تمہیں صحائف کا سامنا ہوگا جن میں خطاؤں اور نیکیوں کا ریکارڈ ہوگا۔ جس کے محافظ فرشتوں نے دنیا فانی میں اس کے اعمال ناموں میں نیکیاں درج کیں تو دائمی گھر میں بھی اسے نیکیاں ہی ملیں گی۔ جو شخص دنیا میں عذاب سے ڈرتا رہا۔ اور اس فکر میں رہا کہ کہیں وہ ریکارڈ میں نہ آجائے اور رب الارباب کی نافرمانی سے اجتناب کیا، اس کے مولیٰ اسے حق و صواب کی توفیق دیں گے اور اپنی رحمت سے حساب آسان فرما دیں گے، کتاب سے خطائیں مٹا دی جائیں گی، مالک الملک اس سے راضی ہوں گے اور اسے جنت اور بہترین گھر کا اعزاز ملے گا۔ جس شخص کو یقین ہو کہ اس کے عمل دیوان (رجسٹر) میں درج ہوں گے۔ اور وہ لامحالہ انہیں رحمٰن کے سامنے پڑھے گا اس کی زبان پر جھوٹ اور بہتان کیسے آسکتا ہے اور وہ مالک کی مخالفت کیسے کر سکتا ہے؟

نیکی اور گناہ میں فرق

ایک حکیمانہ حکایات میں درج ہے کہ ایک شخص اپنی سواری لیے جا رہا تھا کہ اچانک اسے ٹھوکر لگی، اس شخص کے منہ سے یہ کلمہ نکلا "تَعِسَتِ الدَّآبَّةُ" ''سواری ہلاک ہو جائے۔

”دائیں جانب پر مقرر فرشتے نے بائیں جانب والے سے کہا کہ یہ نیکی کا کلمہ نہیں اس لیے تم اسے لکھ لو اللہ تعالیٰ نے بائیں طرف والے فرشتے کی طرف وحی کی جو کچھ دائیں طرف والے فرشتے چھوڑ دیں تم اسے لکھ لو۔ چنانچہ اس نے یہ کلمہ درج کر لیا مزید یہ کہ کوئی مرد و زن اگر سانس لیتا ہے تو وہ بھی درج کر لیا جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ کی اطاعت میں ہے تو ملک الیمین (دائیں طرف والا) اسے درج کرتا ہے ورنہ بائیں طرف والا فرشتہ درج کرتا ہے۔ یہاں تک کہ حساب کے دن اس کا فیصلہ ہوگا۔ جس شخص نے یہ بات ذہن نشین کر لی، تو وہ کوئی گھڑی کوئی وقت، کوئی لمحہ اللہ کے ذکر، اور اس کی عظمت کی فکر کے بغیر نہیں گزارے گا۔

نجات اللہ کے ذکر میں

نبی ﷺ نے فرمایا: ”کوئی چیز مؤمن کو ذکر الٰہی سے بڑھ کر عذاب سے نجات دینے والی نہیں، اور قیامت کے دن اس کے اعمال نامے میں زیادہ تر صبح و شام کا استغفار نظر آئے گا۔“ [1]

جو شخص دنیا میں اعمال نامے کے تصور سے خوف زدہ اور محتاط رہا تو پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اعمال نامے کی پیشی کے وقت اس پر مہربان اور مشفق ہوں گے۔ اور جو دنیا میں اس سے غافل اور بے خبر رہا وہ قیامت کے دن نادم و پشیمان ہوگا۔ اے گناہگارو! اگر تمہیں علم ہو جائے کہ تمہارے رجسٹروں میں، گناہ، خطائیں، نافرمانیاں، جھوٹ، بہتان اور غفلت کس قدر درج ہیں، تو اس خیال سے تمہارے مصائب میں اضافہ ہو جائے، اور مشکلات بڑھ جائیں، تم ثواب اور نعمتوں کی طرف تیزی کرو۔ مشرق و مغرب کے رب سے وابستہ ہو جاؤ اور دنیا بھول جاؤ۔

اے گناہگارو! اگر ہمیں ایک دوسرے کے اعمال ناموں کا علم ہو جائے، تو ہم زندگی کے مشاغل چھوڑ کر دوسروں کی عیب جوئی اور لعنت و پھٹکار میں ہی لگے رہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

[1] مسند احمد:٥/ ٢٣٨؛ المصنف لابن ابی شیبہ:١/ ١٥١؛ کنز العمال:١٨١٤۔

ابن واسع کی حالت رقت

محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حکایت ہے، کہ کسی شخص نے ان کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا وہ اس قدر آہ و بکا اور گریہ زاری کرتے کہ لوگوں کو ان کی حالت پر رحم آتا۔ کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے: میرے پیارو! اس شخص کو ہنسی کیسے آ سکتی ہے جس کو خبر ہی نہیں کہ اس کے نامہ اعمال میں کیا درج ہے؟ اور اس کا خاتمہ کیسا ہو گا؟ اے اللہ! ہمارا خاتمہ بالخیر فرما۔ (آمین) ایک شخص محمد بن واسع سے اپنی حاجت کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا تو محمد بن واسع نے اس سے کہا میرے قریب ہو جاؤ۔ اگر گناہوں کی بو ہوتی تو تمہیں میرے قریب ہونے کی طاقت نہ ہوتی۔ میرے جیسے گناہگارو! ہم سب گناہگار ہیں، لیکن اللہ نے ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی کی، کہیں اسی دھوکے میں مبتلا نہ رہنا، کیونکہ وہ دن قریب ہے جس روز پردے کھل جائیں گے اور شب و روز کیے ہوئے اعمال کا حساب ہو گا۔ ایک قوم جنت کی طرف اور ایک قوم آگ کی طرف جائے گی۔ خیر اور شر تمہارے نامہ اعمال میں درج ہو چکی جو پیشی اور حساب کے دن مالک الملک کے سامنے رکھ دی جائے گی۔ اس طاقتور بادشاہ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ ﴾ [1]

''نامہ اعمال رکھ دیا جائے گا، اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے۔''

ادھر نامہ اعمال مؤمنین کے لیے رکھ دیا جائے گا اور ادھر مجرموں کو نامہ اعمال تھما دیے جائیں گے۔ اہل ایمان کے لیے، اہل ضلال وطغیان کے لیے، نامہ اعمال اہل جنت کے لیے، نامہ اعمال اہل نیران (جہنم) کے لیے، اہل ثواب کے لیے اور اہل عقاب کے لیے اسی طرح طائعین (فرمانبرداروں) کے لیے، عاصین (نافرمان) کے لیے، اہل اخلاص و وفاق کے لیے اہل ریا اور نفاق کے لیے، نامہ اعمال اہل وفا کے لیے نامہ اعمال اہل جفا کے لیے، نامہ اعمال عاملین کے لیے، نامہ اعمال باطلین کے لیے، نامہ اعمال قائمین

[1] الکہف: ۴۹/ ۱۸

(رات کو قیام کرنے والے) کے لیے، نامہ اعمال نائمین کے لیے (سونے والے) اس طرح مستغفرین (بخشش طلب کرنے والے) کے لیے، غافلین کے لیے سعداء (نیک بخت) کے لیے ادھر اشقیاء (بد بخت) کے لیے، نامہ اعمال اہل جنت کے لیے، نامہ اعمال اہل جہنم کے لیے، نامہ اعمال ابرار (نیک) کے لیے فجار بد بخت کے لیے، اہل توبہ کے لیے اہل حوبہ (گناہ) کے لیے، اہل کرامت کے لیے، اہل ندامت کے لیے، اہل الرشاد کے لیے اہل فساد کے لیے۔ اہل حسنات کے لیے اور اہل سیئات کے لیے۔

نامہ اعمال اہل نعیم و سرور اور اہل ویل و ثبور (ہلاکت) کے لیے رکھ دیا جائے گا۔ ایک کتابِ زندگی جنت کی بشارت دینے والی، اور ایک وہ کتاب زندگی جس کی اخیر لعنت و مشقت ہے۔ اللہ اپنی رحمت سے تمہارا اور ہمارا شمار ان میں کرے جن کی کتاب زندگی جنت کی بشارت دے رہی ہے۔

نامہ اعمال ہر شے کو محیط ہوگا

اے گناہگاروں کی جماعت! یقین رکھو، کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی جس کی وضاحت بندوں کے لیے نہ کی ہو۔ اور اسی کے لیے اس نے کتاب عزیز نازل کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ۝﴾ [1]

''ہم نے ان کی تقدیر کے نوشتے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی پھر یہ سب اپنے رب کی طرف سمیٹے جاتے ہیں۔''

اور ہمارے مولیٰ و معبود نے ہمیں آگاہ کر دیا ہے کہ

﴿وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ﴾ [2]

''ہر انسان کا شگون ہم نے اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے۔''

ہر انسان سے سوال ہوگا اور حساب بھی، جس کا نتیجہ ثواب یا عذاب ہوگا۔ اللہ نے ہمیں عمل صالح کا حکم دیا اور جنت کا وعدہ کیا، اور ہمیں نافرمانی سے روکا اور اس پر آگ سے

[1] ٦/ الانعام:٣٨۔ [2] ١٧/ الاسراء:١٣۔

ڈرایا، جو تم اچھے اور برے اعمال آگے بھیجو گے، وہ تمہارے نامہ اعمال میں ثواب وعقاب کی صورت میں درج ہوں گے۔

نامہ اعمال لکھنے کے متعلق حکایت

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ ہر مرد و زن جب دفن ہوتا ہے تو اس کی قبر میں فرشتہ کاغذ اور دوات لے کر پہنچ جاتا ہے۔ فرشتہ میت کے سرہانے بیٹھ کر اسے اٹھائے گا اور قلم و قرطاس اس کو پکڑا کر اسے حکم دے گا کہ اپنی تمام عمر کے اچھے اور برے عمل جو تم نے کیے وہ اس کتابِ زندگی میں لکھ دو۔ اب وہ مکمل کتاب زندگی لکھ دے گا اگرچہ وہ دنیا میں لکھنا نہیں بھی جانتا تھا۔ اگر وہ شخص اہل سعادت سے ہے تو سب سے پہلے اللہ کی توفیق سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھے گا۔ کیونکہ بد بخت لوگوں کے نامہ اعمال میں بسم اللہ درج نہیں ہو گی۔ یہ صرف اہل ایمان، اور صاحب امان اور اہل غفران (بخشش) کی کتاب میں درج ہو گی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایمان کی آیت ہے، اللہ کی رحمت اور لطف کی علامت ہے۔ اے اہل سنت! اگر تم بسم اللہ کے لکھنے میں پختہ رہے تو عذاب قبر سے محفوظ ہو گئے۔

بسم اللہ اور اس کی برکت

اور اگر بسم اللہ لکھنے سے عاجز ہو گیا تو اب عذاب قبر شروع ہو جائے گا۔ جب بندہ اپنی کتابِ زندگی مکمل طور پر لکھ کر فارغ ہو جائے گا اب فرشتہ اس کتاب کو اسکی گردن میں لٹکا دے گا۔ قیامت کے دن جب قبر سے یہ شخص نکلے گا تو وہی فرشتہ اسے کتاب پکڑا کر کہے گا۔ اے اللہ کے دشمن یا اللہ کے دوست! اس کتاب کو پہچانتے ہو؟ وہ جواب دے گا کہ میں نے ہی اسے لکھا اور میں نے ہی یہ اعمال کیے۔ اب اسے حکم ہوگا کہ اب اسے پڑھو، اے گناہگاروں کی جماعت! اللہ سے ڈرو اپنے اوقات بداعمالیوں میں مت گزارو اور اپنی عمر عزیز، گناہوں اور رسوائیوں میں صرف نہ کرو۔ تمہارا ریکارڈ محفوظ ہے اور اسے مولیٰ کے سامنے پڑھا جائے گا۔ تمہارے اعضاء گواہی دیں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی حکایت

محمد بن اللباد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ایک تباہ شدہ

شہر میں داخل ہوئے اور ایک محل میں کھڑے ہو کر آواز دی۔ اے تباہ و برباد کھنڈر! تیرے باسی اور تجھے آباد کرنے والے کدھر گئے۔ تو اس کے ایک کونے سے آواز آئی، اے ابن مریم! وہ تباہ و برباد ہو گئے مگر وہ دوبارہ زندہ ہوں گے، اے پیارے بھائی! کوتاہی نہ کرو، قبر میں ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں مگر اعمال باقی ہیں۔ کسی شاعر نے کہا:

لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ صَغِيْرَهَا
اِنَّ الصَّغِيْرَ غَدًا يَعُوْدُ كَبِيْرًا
كُلَّ الذُّنُوْبِ وَاِنْ تَقَادَمَ عَهْدُهَا
عِنْدَ الْاِلٰهِ مُسَطَّرًا مَسْطُوْرًا

''چھوٹے گناہوں کو حقیر نہ سمجھو، وہی کل کو بڑے ہو کر سامنے آئیں گے۔''

''تمام گناہ طویل مدت گزرنے کے باوجود اللہ کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔''

اے غافل انسان! بڑھاپے کی بنا پر لاچار گناہوں کا لباس زیب تن کرنے والے تو نے جوانی کے ایام خسارے میں گزار دیے۔ اے شخص! سن لے کتاب اللہ سے غفلت لعین کذاب کی اتباع، حساب میں سستی، رب الارباب کی معصیت نے روح کو عذاب کے حوالے کر دیا۔ اے پریشان حال! نامہ اعمال سیاہ کر کے، اور علام الغیوب کی نافرمانی کر کے اب کیا عذر پیش کرو گے۔ جھوٹ و فریب کے بدلے بہت بڑی حقیقت کو فروخت کر دیا، اور ایسی جنت کا موقع گنوا دیا جس میں اکتاہٹ ہے اور نہ شور و شغب۔

گناہگارو! اس حقیقت حال کو سمجھو، انسان کو جب مولیٰ کی طرف سے توفیق ملتی ہے اور نامہ اعمال میں سوچ و بچار کا الہام ہوتا ہے تو وہ اللہ کے ہاں مستجاب الدعاء ہو جاتا ہے۔

اللہ پر اعتماد کی حکایت

مطرف بن الشخیر رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت ہے کہ انہوں نے شدید گرمی کے موسم میں جب پانی کی قلت تھی کسی شخص کو پانی کی تلاش میں بھیجا، مگر پانی نہ ملنے کی بنا پر وہ شخص لیٹ ہو گیا ایک پیاسی جماعت پانی کے انتظار میں بلبلا رہی تھی۔ بہت قلیل پانی میسر ہوا، تو حضرت مطرف نے اس پانی سے وضو کر کے دو رکعت ادا کیں اور مولیٰ کریم سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ

نے بادل سے پانی برسایا جس سے انہوں نے ساتھیوں سمیت سیر ہو کر پیا۔ ان سے سوال کیا گیا کہ یہ بلند مقام تمہیں کیسے ملا انہوں نے فرمایا کہ میں رات دن اپنے نامہ اعمال کو اس طرح آنکھوں کے سامنے رکھتا ہوں گویا میں اسے رب ذوالجلال کے سامنے پڑھ رہا ہوں۔

مالک بن دینار کی حکایت

عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہم محمد بن واسع کی مجلس میں تھے اور وہاں مالک بن دینار بھی موجود تھے، ایک شخص نے مالک سے سخت کلامی کرتے ہوئے کہا تم نے مال کی تقسیم درست نہیں کی، صرف اپنے قریبی ساتھیوں کو ترجیح دی ہے، تاکہ تمہاری مجلس بارونق ہو اور لوگوں کی توجہ مبذول کی جاسکے۔ مالک بن دینار رو پڑے اور کہا اللہ کی قسم! میرا ارادہ ایسا نہ تھا، وہ شخص کہنے لگا اللہ کی قسم! ایسا ہی ہوا ہے۔ جب اس نے مزید اصرار کیا تو مالک نے مجبور ہو کر دامن اٹھایا اور دعا کی اے اللہ! اس شخص نے ہمیں تیرے ذکر سے غافل کیا ہے، اس سے ہمیں نجات دے۔ وہ شخص اس وقت اللہ کے حکم سے فوت ہو کر گر پڑا۔

محمد بن واسع کی دعا

محمد بن واسع کا معمول تھا کہ جب رات چھا جاتی، تو روتے ہوئے اللہ کے سامنے یہ درخواست کرتے "بے شمار گناہ ہو چکے، نامہ اعمال بھر چکا، میرے رب کے علم میں ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ اللہ نے محمد بن واسع کو گناہوں پر شرمساری اور اللہ کے سامنے حیا کے بدلے قبولیت دعا اور سوز قلب عطا فرمایا۔ کسی شاعر نے کیسی نقشہ کشی کی:

أَرَى الْمَشِيْبَ بِالْعَذَارِ قَدْ أَلَمْ
كَأَنَّ مَوْتِي عَنْ قَرِيْبٍ قَدْهَجَمْ
خَطَّ الْمَشِيْبُ اَسْطُرًا فِيْ مَفْرَقِيْ
فَرَاعَنِيْ مَا خَطَّهٗ وَمَا رَقَمْ

"بڑھاپا میری جوانی پر اتر آیا، گویا میری موت جلد واقع ہونے والی ہے۔"
"بڑھاپے نے میری مانگ میں سفید لکیریں کھینچ دیں، اس کے خط اور تحریر نے مجھے خوف زدہ کر دیا۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نامہ اعمال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ ﴾ [1]

''نامہ اعمال رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے۔''

کتاب رکھی جائے گی فیصلہ کے لیے غم کرنے اور رونے کے لیے تاکہ رسوایاں اور بداعمالیاں کھل کر سامنے آ جائیں۔ اور درستگی نکھر جائے۔ اے گناہگاروں کی جماعت! یوم حساب سے قبل اپنا محاسبہ کرو، اور عذاب نازل ہونے سے پہلے اپنے آپ پر ترس کھاؤ، توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے اس کی طرف جلدی کرو۔ نامہ اعمال رکھے جانے سے قبل اپنی بقایا عمر میں جدوجہد کرو۔ سبقت کرو مغفرت کی طرف اس سے قبل کے رب الارباب کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔ اور تم سے جواب کا مطالبہ ہو، گفتگو کرتے ہوئے زبان جواب دہی سے عاجز آ جائے اور اعضاء کو گواہی دینا پڑے۔

اے مسکین خطا کارو! تم شیطان کے پیچھے لگے اور رحمان کی مخالفت کر بیٹھے اب نامہ اعمال میں تمام اعمال درج ہو چکے غم والم میں اضافہ ہو گیا، مشکلات بڑھ گئیں، حوادثات و مصائب نے گھیر لیا، اطاعت سے غافل رہے، اہل السنہ والجماعہ کے مخالف چلے، نامہ اعمال گناہوں اور خطاؤں سے سیاہ کر بیٹھے، قیامت قائم ہونے سے قبل ہی خسارہ پایا۔

بقول شاعر:

مَنْ كَانَ يَخْشَى اللّٰهَ جَلَّ جَلَالُهُ
فَلْيُكْثِرِ الْعَبَرَاتِ فِي الْخَلَوَاتِ
فَلَعَلَّهُ بَعْدَ التَّذْكُرِ وَالْبُكَا
بَدَلَتْ لَهُ الْعَبَرَاتُ بِالْحَسَنَاتِ
وَتَخَفَّفَ الْأَوْزَارُ عَنْ مَنْشُوْرِهِ
يَوْمَ الْحِسَابِ وَمَوْقِفِ الْحَسَرَاتِ

[1] ۱۸/ الکھف:۴۹۔

''جسے اللہ جل جلالہ کا ڈر ہے وہ خلوتوں میں کثرت سے آنسو بہائے۔''
ہو سکتا ہے کہ رونے اور نصیحت حاصل کرنے کے بعد اس کے آنسو نیکیوں
میں تبدیل ہو جائیں۔''
شاید قیامت کے دن اور مقام حسرت کو اس کے نامہ اعمال سے گناہوں میں
تخفیف کر دی جائے۔''

نامہ اعمال کے عجائبات

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ ﴾ [1]

اللہ کے بندو! نامہ اعمال رکھتے ہی، عجائبات، مصائب، غم و آلام، حزن وملال کا ظہور ہوگا، کوئی نامہ اعمال دیکھ کر رو رہا ہے، کوئی خوشی اور غمی کے ملے جلے جذبات کا اظہار کر رہا ہے، کسی کے چہرے پر نعمتوں کی تر و تازگی، کچھ چہروں پر نامہ اعمال دیکھتے ہی جہنم کی سیاہی چھا جائے گی، کسی کے نامہ اعمال پر رب جواد کی ناراضگی کی مہر ہوگی، کسی پر توفیق قبولیت کی مہر لگی ہوگی۔

اے اللہ! ہمیں اطاعت کی توفیق دے، سنت و جماعت پر موت آئے، ہمیں اہل الشفاعہ کے زمرہ میں داخل کر کے یوم الساعہ کے خوف و خطر سے نجات دے، اچھی طرح ذہن نشین کرائے گنہگاروں کی جماعت! غور سے سن لو پانی بچوں کی تختیوں سے تحریر کو مٹا دیتا ہے۔ اور تمہارے اعمال ناموں سے گناہ اور خطائیں آنسو مٹا دیتے ہیں۔ اس لیے رونے اور آہ و بکا میں خوب کوشش کرو، تا کہ یہ ندامت غفران کا سبب بن سکے۔

بقول شاعر:

دَعُوْنِیْ عَلٰی نَفْسِیْ اَنُوْحُ وَأَنْدُبُ
بِدَمْعٍ غَزِيْرٍ وَأَكُفٌّ يَتَصَبَّبُ
دَعُوْنِیْ عَلٰی نَفْسِیْ أَنُوْحُ فَإِنَّنِیْ

---

[1] ۱۸/ الکهف:٤٩۔

أَخَافُ عَلَى نَفْسِي الضَّعِيْفَةِ تَعْطَبُ

''مجھے چھوڑ و میں اپنے آپ پر ندبہ اور نوحہ کروں، اور آنسوؤں کی جھڑی لگا دوں۔''

مجھے چھوڑ دیں اپنی جان پر نوحہ کرلوں مجھے اپنے نفس کے ضیاع اور ہلاکت کا خطرہ ہے۔''

رقت قلب کی مثال

اے میرے بھائی! خشک لکڑی کا ایک کنارہ جب آگ میں جلتا ہے تو دوسری جانب نمی کے قطرے دکھائی دیتے ہیں، اس طرح نوشتہ تقدیر گناہوں کے سرزد ہونے کے بعد! دل سوز والم میں جلتا ہے تو آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں، اعضا خشوع وخضوع اور دل رجوع میں مشغول ہو جاتا ہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا:

كَتَبْتُ بِدَمْعِيْ فِيْ صَحْنِ خَدِّيْ
كِتَابًا بِالتَّذَلُّلِ وَالْخُضُوْعِ
فَقَالُوْا قَدْ عَفَوْنَا عَنْكَ لَمَّا
مَحَوْتَ قَبِيْحَ فِعْلِكَ بِالدُّمُوْعِ

''میں نے اپنے رخساروں کی سطح پر آنسوؤں کے ساتھ ذلت وخضوع کی تحریر لکھی۔''

''تو جواب آیا کہ ہم نے تجھے معاف کر دیا اس لیے کہ تو نے قبیح کردار کو آنسوؤں سے دھو دیا۔''

توبہ کی کہانی

بعض اہل دل سے حکایت ہے کہ مکتب کا ایک بچہ تختی صاف کر رہا تھا، اور اس پر سیاہ تحریر کے نشان تھے جو پانی سے مٹ نہیں رہے تھے۔ بچے نے ایک رسی کو مٹی میں لت پت کر کے تحریر کو مٹانا چاہا تا کہ سیاہی مکمل طور پر ختم ہو جائے۔ ایک شخص کھڑا یہ سارا ماجرا دیکھ رہا تھا وہ بچے سے کہنے لگا تم رسی سے تختی کو کیوں رگڑ رہے ہو۔ بچے نے جواب دیا تا کہ سیاہی مٹ

جائے۔ آدمی نے پھر پوچھا بیٹا، رسی سے سیاہی مٹ جاتی ہے؟ بچے نے فوراً کہا کہ آپ نے دیکھا نہیں کنویں کے کنارے پر جو پتھر لگے ہوتے ہیں مسلسل ڈول کی رسی سے ٹکراتے ٹکراتے ان میں کھائیوں کی طرح نشان پڑ جاتے ہیں۔ آدمی پوچھنے لگا، بیٹا یہ مدت دراز تک ایسا کرنے سے ہوتا ہے۔ بچے نے کہا نہیں، بلکہ محنت وحزم کے ساتھ ہوتا ہے، اے اچھے انسان! تمہاری فکر کمزور اور سست ہے۔ آدمی نے فوراً کہا بچے وہ کیسے؟ بچے نے کہا میں نے تمہیں اشارۃً بات سمجھانے کی کوشش کی ہے اگر تم اپنے دل پر اس کی ضرب لگاتے تو وہ ہوش میں آتا اور اس کی سیاہی بھی مٹ جاتی۔ آدمی نے تعجب سے کہا میرے دل پر سیاہی تھی؟ بچے نے کہا اس کا رنگ کیا تھا؟ جواب ملا سیاہ، بچے نے کہا اے چچا میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تم فہم میں سست ہو بتاؤ دل پر گناہوں کی سیاہی سے بڑھ کر اور کون سی سیاہی ہو سکتی ہے۔ یہ سن کر آدمی نے زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا، ہوش آنے پر رونا شروع کر دیا۔ بچے نے کہا اب تمہیں اپنی کتاب زندگی اور دل سے گناہ مٹانے کی دوا مل گئی۔ آدمی نے پوچھا بیٹا! دوا کیسی؟، اس نے جواب دیا یہ آہ و بکا اور گریہ زاری دوا ہی تو ہے۔ اس نے پھر پوچھا بیٹے رونا گناہوں کو مٹا دیتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے روز آنسو جہنم کی آگ کے سمندروں کو بجھا دیں گے۔"

آنسو گناہوں کو مٹا دیتے ہیں

آنسو اگر آگ کے سمندروں کو بجھا سکتے ہیں، تو نامہ اعمال سے گناہوں اور خطاؤں کو کیوں نہیں مٹا سکتے۔

جب تیرے گناہ نامہ اعمال سے زائل ہو گئے۔ اور مالک غفار تجھ سے راضی ہو گیا اور تجھے راحت وقرار کے گھر میں لے گیا، اور تو عذاب البوار (ہلاکت) سے نجات پا گیا۔ اے مسلمانوں کی جماعت! جو مہینے اور سال تم نے ضائع کیے اس پر خوب آنسو بہاؤ، دنوں اور لمحات میں جو گناہ کیے، اور حرام اور سودخوری میں لگے رہے، کمزوروں، یتیموں اور بیواؤں پر ظلم کیا اور ملک العلام کے حقوق کی ادائیگی میں سستی کی۔

رونے کی فضیلت

اے اہل اسلام! ہر مسلمان جس سے گناہ سرزد ہو جائے اس پر واجب ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ آنسو بہائے۔ ہوسکتا ہے کہ رونے سے مولیٰ اس کے نامہ اعمال سے گناہ مٹادے اور اسے معاف بھی کردے اور اس پر فضل بھی فرمائے۔ وہ مہربان، رحیم کریم اور محبت کرنے والا ہے۔ اے کرم کرنے والے اور بخشنے والے! ہم پر اور تمام گنہگاروں پر توبہ کا فضل فرما۔ جس کے ذریعے ہم نافرمانی کی ذلت سے اطاعت کی عزت کی طرف جاسکیں، اور اسی پر ہمیں ثابت قدم رکھ، تاکہ ہم اہل السنہ والجماعہ کے رستہ پر چلتے ہوئے دنیا میں گناہوں سے پاک ہوکر جائیں جن کے لیے رحمت وشفاعت واجب ہوچکی۔ اے اللہ! اطاعت ونافرمانی تیرے اختیار سے، دل اور پیشانیاں تیرے ہاتھ میں، توبہ کے پانی سے ہمارے دلوں کی پاکی فرما اور انہیں گناہ کی میل سے صاف کردے، اور ہمیں دین دنیا کی سلامتی سے لطف اندوز فرما۔ اس طرح ہمارے کانوں، آنکھوں اور تمام اعضاء کو صحت وسلامتی دے جب تک ہم زندہ ہیں۔ ہدایت دینے کے بعد ہمیں دوبارہ گمراہ نہ کر۔ فانك علی کل شيء قدير لا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم.

نویں نشست

جنت اور اس کی صفت کا بیان اور جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں کے لیے تیار کی ہیں ان کا ذکر

اے طالب مراد! اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے لیے جنت میں جو نعمتیں تیار کی ہیں۔ ان سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے اپنی فکر کو عمل میں لاؤ اور دل کو مشغول رکھو اور ان کی طرف شوق و رغبت بڑھاؤ۔ جو ان کی یاد میں لگا رہا اور شوق و رغبت کی۔ وہ دنیا کی رغبت اور حرص و لالچ سے بے نیاز ہو جائے گا۔ اور بڑا بننے کی خواہش ترک کر دے گا۔

جنت سے متعلقہ آیات قرآنیہ

اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ﴾ [1]

”وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لیے مخصوص کر دیں گے جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے۔“

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

﴿ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ ﴾ [2]

”خدا ترس انسانوں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کی شان یہ ہے کہ اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اس کے پھل دائمی اور اس کا سایہ لازوال ہے۔“

مزید فرمایا:

---

[1] ۲۸/ القصص:۸۳۔ [2] ۱۳/ الرعد:۳۵۔

﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ﴾ ❶

”ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے۔ وہاں انہیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا وہاں ان کا لباس ریشم کا ہوگا۔“

اور ارشاد ہوا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ﴾ ❷

”اور وہ کہیں گے کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔ یقیناً ہمارا رب معاف کرنے والا ہے۔ اور قدر فرمانے والا ہے۔“

اور اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

﴿فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۙ عَلٰي سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ﴾ ❸

”تختوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ شراب کے چشموں سے ساغر بھر بھر کر ان کے درمیان پھرائے جائیں گے۔“

اور فرمایا:

﴿يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۚ﴾ ❹

”ان کے چاروں طرف سے سونے کی رکابیاں اور سونے کے گلاسوں کا دور لگا دیا جائے گا ان کے جی جس چیز کی خواہش کریں اور جس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں سب وہاں ہوگا اور تم یہاں ہمیشہ رہو گے۔“

جنت سے متعلقہ احادیث نبویہ

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے جنت

❶ ۳۵/ فاطر:۳۳۔ ❷ ۳۵/ فاطر:۳٤۔

❸ ۳۷/ الصافات:٤۳، ٤٥۔ ❹ ٤۳/ الزخرف:۷۱۔

جیسی عظیم نعمت کا طالب سویا ہوا نہیں دیکھا اور جہنم کی خوفناک آگ سے بھاگنے والا غافل نہیں پایا۔'' [1]

☆ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جنت کا اشتیاق رکھا اس نے بھلائیوں کی طرف جلدی کی اور جو جہنم سے خوف زدہ ہوا وہ شہوات سے غافل رہا اور جو موت کے انتظار میں رہا اس پر مصائب و آلام کا سہنا آسان ہو گیا۔'' [2]

☆ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ نے جنت بنائی جبریل سے کہا، جاؤ نظارہ کرکے آؤ۔ وہ دیکھ کر واپس آئے تو کہنے لگے اے ربّ العالمین جنت کے متعلق جو بھی سنے گا وہ اس میں داخل ضرور ہوگا۔ پھر جنت کے گرد مصائب ومشکلات بچھادی گئیں۔ پھر فرمایا جبریل! اب دیکھ کر آؤ۔ واپس آ کر عرض کی اے رب! تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ کوئی بھی اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اور جب جہنم پیدا کی گئی تو جبریل کو حکم دیا گیا اس کا مشاہدہ کرکے آؤ۔ واپس آ کر کہنے لگے یا مالک ارض وسماء جہنم میں کوئی بھی داخل نہ ہوگا۔ پھر اس کے گرد شہوات ومرغوبات بچھادی گئیں۔ فرمایا: جبریل اب دیکھ کر آؤ۔ دیکھ کر واپس گئے تو عرض کی اللہ تیری عزت کی قسم جہنم میں داخل ہونے سے کوئی بھی بچ نہیں سکے گا۔ اے جنت کا شوق رکھنے والو! اپنے لعین دشمن سے جہاد کرو اور شہوات کو چھوڑ دو، اور خیرات سے رغبت رکھو، اور مولیٰ کی اطاعت کی راہ میں مشکلات کو برداشت کرو۔ تمہارا مولیٰ تمہیں جنت میں بسائے گا۔ اور تمہارے درجات بلند کرے گا۔'' [3]

طوبیٰ کا درخت

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت میں ایک درخت

---

[1] الترمذی:۲۶۰۱؛مجمع الزوائد:۱۰/ ۲۳۰؛الترغیب والترهیب:٤/ ٤٥٣۔

[2] شعب الایمان للبیهقی:۱۰٦۱۸؛اتحاف السادةالمتقین:۹/ ۳۳۲ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے(ضعیف الجامع:۱۲۱۹۷)۔

[3] ابو داود: ٤٧٤٤؛ الترمذی: ۲٥٦۰؛ مسند احمد: ۲/ ۳۳۲۔

ہے جسے طوبیٰ کہا جاتا ہے۔ اگر سوار اس کے سائے میں ایک سو سال سفر کرے تو اس مسافت کو طے نہیں کر سکے گا۔" [1] جنت کی زمین یاقوت، اور مٹی سفید کستوری کی ہو گی۔ اس کا کیچڑ سفید عنبر، ٹیلے زرد کافور، اور تازہ کھجوریں، سبز زمرد کی طرح، صحن باریک اور دبیز ریشم کی طرح، پھول زرد باغات کی طرح، پتے سبز چادریں، اور پھل زرد حلّے اور ان کے مشروب سونٹھ اور شہد سے لبریز اور صبح کا ناشتہ نشاط پیدا کرنے والا زعفران، ازخود روشن فانوس (جو دیا سلائی کے بغیر روشن ہو، جنت کے اندر سے سلسبیل (چشمہ) اور خالص شراب کی نہریں، اور سایہ میں اہل جنت کی دلربا مجلس اور باہمی گفتگو کے مراکز ہوں گے۔

جنت کی خوبی

سایہ میں بیٹھے اہل جنت گپ شپ میں مصروف ہوں گے کہ اچانک فرشتے سونے کی زنجیروں سے لگام دی ہوئیں تیار عمدہ سواریاں لا کر کھڑی کر دیں گے۔ ان کے چہرے حسن اور وجاہت میں چراغوں کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ ان کی ارن سرخ اور سفید ریشم کی طرح نفیس ونادر، سرخی میں سفیدی اور سفیدی میں سرخی کی ایسی آمیزش ہوگی کہ کبھی ناظرین نے ایسا حسن وزیبائش کا مشاہدہ نہیں کیا ہوگا۔ بغیر جبر ومشقت کے سدھائی ہوئی مطیع، اور بغیر ریاضت کے چاق وچوبند سواریاں، ان کے کجاوے سبز ہیروں کے، جن پر غلاف نفیس ونادر ارجوان کے، ان کی لگامیں سونے کی، انکی زینیں دبیز اور باریک ریشم کی۔ اب فرشتے سواریاں پیش کر کے رب کریم کا سلام پیش کریں گے۔ اور انہیں کہا جائے گا کہ رب کریم کی زیارت کے لئے تمہیں دعوت دی گئی ہے۔ اس کی ملاقات کرو تاکہ اللہ تمہیں سلام کہیں تم انہیں جواب دو، وہ تم پر نظر شفقت کرے تم اس کا دیدار کرو۔ وہ تم سے ہم کلام ہو، تم اس سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرو۔ اور تحیہ وسلام کا تبادلہ ہو، وہ فضل میں مزید اضافہ فرمائے، یقیناً وہ وسیع رحمت اور عظیم فضل والا ہے۔

[1] البخاری: ٦٥٥٣؛ مسلم: ٢٨٢٧ میں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے لیکن اس میں طوبیٰ کا لفظ نہیں ہے الترمذی: ٢٥٢٣۔

جنت کی سواریاں

ہر شخص اپنی سواری پر سوار سیدھی قطار میں پہلو بہ پہلو ہر اونٹنی کا گھٹنا اور کان دوسری کے بالمقابل سیدھا۔ جنت کے درختوں کے نیچے سے گزر رہے ہوں گے۔ سامنے آنے والے درخت خود بخود پیچھے ہٹ جائیں گے تاکہ دوست جدا نہ ہوں، جوں ہی وہ رب کریم کے دربار میں پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ چہرہ انور سے پردے ہٹا دیں گے اور اپنی عظمت وجلالت کا اظہار فرمائیں گے۔ وہ سلام پیش کریں گے، اللہ تعالیٰ انہیں مرحبا کہیں گے، ان کا تحیہ اور سلام یہی ہوگا: رَبَّنَا أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَلَكَ حَقُّ الْجَلَالِ وَالْإِجْلَالِ۔ اللہ جل جلالہ انہیں جواباً فرمائیں گے: عِبَادِيْ عَلَيْكُمُ السَّلَامُ مِنِّي۔ میرے بندو! تم پر سلام اور میری رحمت ومحبت، اور خوش آمدید ان بندوں کو جنہوں نے بن دیکھے میری اطاعت کی، میری وصیت کی حفاظت کی، میرے عہد کی رعایت کی اور ہر حال میں مجھ سے ڈرتے رہے۔ بندے عرض کریں گے، اللہ! تیری عزت وجلال اور عظمت کی قسم، تیری معرفت کا صحیح اندازہ نہیں کر سکے اور نہ ہی حق کی مکمل ادائیگی ہو سکی۔ اے اللہ! ہمیں سجدہ کی اجازت عطا فرما، اللہ فرمائیں گے۔ عبادت کی مشقت اٹھا لی گئی۔ اب تمہارے ابدان کو مکمل راحت وسکون، اب تم میری راحت ورحمت کے جلو میں، میری جنت وکرامت میں، اور وفائے وعدہ کے مقام پر ہو، اب جو چاہو آرزو کرو، مانگو۔ اب تمہاری آرزوؤں کی جزا اعمال کے مطابق نہیں بلکہ میری رحمت وکرامت اور شفقت کے مطابق ہوگی۔ اب جو چاہو سوال کرو، اب وہ اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کے مطابق سوال کریں گے، ان میں سے ادنی خواہش یہ ہوگی، کہ اے اللہ! دنیا داروں نے دنیا کے مزے لوٹے، اور باہمی فخر وعزت کے دعویدار بھی رہے۔ اے اللہ! تجھ سے درخواست ہے کہ دنیا کے آغاز سے فنا تک جو کچھ دنیا میں تو نے پیدا کیا وہ ہمیں عطا کر۔ ہم نے دنیا کو پایہ حقارت سے ٹھکرا دیا، اور تیرے حکم اور عظمت میں مشغول رہنے کی بنا پر دنیا سے کنارہ کش رہے۔ اور یہ سب کچھ تیرے لیے تھا۔

اللہ تعالیٰ کی عطا و جود اور کرم وسخاوت

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اے میرے بندو! تم نے آرزوؤں کو دبائے رکھا اور معمولی نصیب پر قناعت کر گئے۔ جب کہ میرا ارادہ اس سے کہیں بڑھ کر تھا۔ اب تمھارا سوال اور تمنا بھی تمہیں دی جاتی ہے، اور جو تم نہیں مانگ سکے اس کا اضافہ بھی ہوگا۔ مشاہدہ کرو تمہارے لیے کیا تیار ہے؟ جہاں تک تمہاری آرزو نہیں پہنچ سکی، تمہارے دلوں میں اس کا خیال تک نہ گزرا۔ مومن بندے یہ سب کچھ دیکھ کر پکار اٹھیں گے اے اللہ! تو امن و راحت کا زیادہ حقدار ہے، اگر اس عطا کو ہمارے سپرد کر دیا جاتا، اور ہماری خواہشات کے مطابق ہوتی تو ہمارا بہت نصیب ضائع ہو جاتا۔

بلند و بالا قبے، موتیوں سے بنے ہوئے بالا خانے، سونے کے دروازے، نور کے منبر، ہیرے کے تخت، باریک اور دبیز ریشم کے بستر، محلات کے صحنوں میں پانی کے چشمے ابل رہے ہیں، ان کی چمک کے مقابل سورج کی روشنی ایک معمولی روشن ستارے کی طرح ہے۔ ادھر دوسری طرف ہیرے سے بنے ہوئے بلند و بالا محل، جن کی روشنی دور سے نظر آ رہی ہے، اگر وہ آج موجود ہوں تو ان کی چمک اور نفاست سے آنکھیں چندھیا جائیں۔ سفید محل، سفید ہیرے سے بنا ہوا سفید قالین بچھا ہوا، سرخ محل، سرخ ہیرے سے بنا ہوا اور سرخ نادر قالین بچھے ہوئے۔ سبز محل سبز ہیرے سے بنا ہوا اور سبز ریشم کے قالین اور زرد محل زرد ہیرے کا ساختہ اور زرد ارجوان کے بچھونے، سرخ سونے اور سفید چاندی کے دروازے، بنیادیں جواہرات کی، ستون اور برج، مرجان اور موتیوں کے ہوں گے۔

جنت کے گھوڑے

اسی دوران اہل جنت کے پاس سرخ یاقوت کے تیار گھوڑے لائے جائیں گے۔ جن میں روح پھونکی گئی ہوگی۔ ان کے پہلو بہ پہلو جنت کے غلمان (خدمت گزار بچے) ہوں گے۔ جو دائمی جنت کے ہی باشندے ہیں۔ ہر غلام کے ہاتھ میں گھوڑے کی ایک لگام ہوگی ہر چار گھوڑوں کی پشت پر کجاوے کی طرز پر جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ تیار ہوگا اس کے نیچے یاقوت کا تخت ہوگا، اور ہر تخت پر سونے کا قبہ لگایا گیا ہوگا ہر قبہ میں جنت کے

فرش بچھے ہوں گے۔ جنت کا ہر حسین رنگ اس میں جلوہ نما ہوگا اور ہر عمدہ خوشبو کی مہک اس سے پھیل رہی ہوگی۔ ان کے چہروں کی روشنی قبہ کی جسامت سے گزر کر دوسری طرف نظر آ رہی ہوگی۔ دیکھنے والا محسوس کرے گا۔ کہ یہ قبے سے پہلے اور قریبی جانب ہیں۔ ان کی ہڈیوں سے مخ اس طرح شفاف نظر آ رہی ہوگی جس طرح سفید دھاگے میں روشن یاقوت پرویا ہوا ہو، پھر اللہ کے حکم سے اسی سواری میں ایک شخص اپنے جوڑے سے چمٹ کر معانقہ اور بوس و کنار، اور محبت و پیار میں مشغول ہو جائے گا۔ قبہ کی ساخت موتی، زمرد یا ہیرے کی ہوگی۔ ان قبوں کے محلات میں نور کے منبروں پر فرشتے بیٹھے انتظار کر رہے ہوں گے، ان کے پہنچتے ہی انہیں مبارک باد دیں گے سلام کریں گے۔ ہر شخص اپنی سواری پر ان گھوڑوں اور ان کے پہلو بہ پہلو غلمان کے ساتھ گزرے گا ہر جنت کے باغات سے گزرتے ہوئے مقرب فرشتے انہیں الوداع کہہ رہے ہوں گے، جونہی وہ اپنے محلات پر پہنچیں گے تو فرشتے ان کے استقبال کے لیے سامنے ہوں گے۔ انہیں سواریوں سے اتار دیں گے مصافحہ کریں گے، ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر انہیں نشستوں پر بٹھائیں گے، پھر آمنے سامنے بیٹھ کر مسکراہٹوں اور طنز و مزاح کا تبادلہ ہوتے ہوئے آوازیں بلند ہوں گی۔

فرشتوں کا مصافحہ

فرشتے کہیں گے ہمیں اپنے رب کی عزت و جلال کی قسم! ہم جب سے پیدا ہوئے طنز و مزاح اور شغل پہلی مرتبہ تمہارے ساتھ کرنے کا موقعہ ملا تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت و کرامت مبارک ہو۔ فرشتے انہیں الوادع کہہ کر واپس چلے جائیں گے، ان کے لیے اپنے محلات میں ہر اس تمنا اور خواہش کی تکمیل کا سامان ہوگا جو انہوں نے مطالبہ کیا۔ ان کے ہر محل کا دروازہ جنت کی طرف کھلتا ہوگا جہاں سے خوشبو اور مہک آ رہی ہوگی۔ یہ جنت کی وادیاں سفید کافور کے پہاڑوں سے ڈھانپی ہوئی ہوں گی۔ اس طرح جنت کے پہاڑ جوہر، یاقوت اور چاندی کی کانیں ہوں گی جن کے منہ جنت کی وادیوں کی طرف کھلتے ہوں گے۔ ہر وادی میں چار جنتیں ہوں گی۔ دو جنتیں جن کی تعریف قرآن مجید میں اس طرح کی گئی:

﴿ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۚ ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ۚ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ۚ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ۚ ﴾ 1

''دو جنتیں ہری بھری ڈالیوں سے بھرپور ادونوں باغوں میں دو چشمے رواں دونوں باغوں میں ہر پھل کی دو قسمیں۔

اور دو جنتیں جن کے حسن و جمال کا ذکر اس طرح کیا گیا:

﴿ مُدْهَآمَّتٰنِ ۚ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ۚ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ۚ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ۚ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۚ ﴾ 2

﴿ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۚ ﴾ 3

''سرسبز و شاداب باغ، دونوں باغوں میں دو چشمے فواروں کی طرح ابلتے ہوئے ان میں بکثرت پھل اور کھجوریں اور انار۔ خیموں میں ٹھہرائی ہوئی حوریں۔ ان جنتیوں سے قبل کبھی کسی انسان یا جن نے ان کو نہ چھوا ہوگا۔''

''ایسی خوبصورت جیسے ہیرے اور موتی۔''

جب اہل جنت اپنے گھروں میں براجمان اور اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں گے۔ رب کریم فرشتوں سمیت ان کی زیارت کے لیے جائیں گے اور فرمائیں گے:

﴿ فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ ﴾ 4

''کیا تم نے بھی ان وعدوں کو ٹھیک پایا جو تمہارے رب نے کیے تھے۔''

وہ کہیں گے جی ہاں! اللہ کریم پوچھیں گے تم نے اپنے رب کی جزا کیسی پائی؟ وہ کہیں گے، ہمارے رب ہم راضی ہو گئے تو ہم سے راضی ہو جا، رب جلیل فرمائیں گے، یہ میری رضا ہی کا نتیجہ ہے کہ تم نے میری زیارت کی میرا دیدار کیا، مجھ سے ہم کلام ہوئے، میرے تیار کردہ گھر میں داخل ہوئے، میرے فرشتوں سے مصافحہ کیا، میری عطا و کرم تمہیں مبارک، اس میں کمی اور نقص نہیں۔ اہل جنت پکار اٹھیں گے: ﴿ الَّذِيْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ

1 ۵۵/ الرحمن:٤٦، ٤٨، ٥٠، ٥٢۔ 2 ۵۵/ الرحمن:٦٤، ٦٦، ٦٨، ٧٢، ٧٤۔
3 ۵۵/ الرحمن:٥٨۔ 4 ۷/ الاعراف:٤٤۔

فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ﴾ [1] ''تعریف اس اللہ کی جس نے ہمیں اپنے فضل سے ابدی قیام کی جگہ ٹھہرا دیا اب یہاں نہ ہمیں مشقت پیش آتی ہے۔ اور نہ تھکان لاحق ہوتی ہے۔''

جنات کی تعداد اور ان کے نام

وہب بن منبہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو پیدا کیا اور بعض کو بعض پر فضیلت دی، وہ سات جنتیں ہیں دارالخلد، دارالسلام، جنت عدن، یہ بلند ترین جنت ہے، اور تمام جنات سے اونچی ہے، اور یہ رحمٰن تبارک وتعالیٰ کا گھر ہے، اس کی مثل کوئی نہیں اور نہ اس کی کوئی نظیر ہے، جنت عدن کی دو دہلیزوں کا فاصلہ اس قدر ہے جتنا مشرق و مغرب میں، وہ نور کے زمرد اور زبرجد سے بنی ہوئی ہیں۔ اسی طرح جنت الماوی، جنت الفردوس، جنۃ النعیم، جنۃ الخلد یہ سات جنات اللہ نے نور سے بنائی ہیں۔ ان کے شہر، محلات، گھر دروازے، سیڑھیاں، بالائی اور زیریں منزلیں، برتن، سب نور سے ہیں۔ اس طرح جھکے ہوئے پھل مختلف رنگین مشروبات کی نہریں، بلند خیمے، رنگ برنگ پھلوں سے مزین درخت، مہکدار خوشبوئیں، کھلے پھول، بارونق اور حیران کرنے والی عمارتیں۔

حور عین

جنت میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی، نور کی چادر سے ڈھانپی ہوئی شرمیلی آنکھیں، کشیدہ کاری کیے ہوئے بزرگی کے لباس میں ملبوس، آراستہ پیراستہ، کستوری کی اوڑھنیاں لیے ہوئے شرمیلی آنکھوں والیاں، جھکی نگائیں، موتیوں کے ذریعے مانگ نکلی ہوئی یاقوت سے جڑی ہوئی، مترنم، اور پرکشش آوازیں یہ گیت گا رہی ہوں گی۔ ''ہم خوش باش کبھی ناراض نہ ہونے والیاں، حور حسان، باعزت افراد کی بیویاں، ہم مومنین کی نوجوان کنواری بیویاں، مبارک ہو اس کے لیے جو ہمارے لیے اور ہم اس کے لیے مقدر ہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۙ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۙ عُرُبًا اَتْرَابًا ۙ﴾ [2]

---

[1] ۳۵/ فاطر:۳۵۔ [2] ۵٦/ الواقعہ:۳۵۔۳۷۔

''ان کی بیویوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں باکرہ بنادیں گے۔ اپنے شوہروں کی عاشق، ہم عمر۔''

﴿ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴾ ''خوبصورت آنکھوں والی حوریں'' ﴿ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُوِ الْمَكْنُوْنِ ﴾ [1] ''ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی ہوں۔''

گویا وہ ہیرے اور موتی ہیں ان کی چال فاخرانہ، ان کا نغمہ پر کشش، اعلیٰ درجہ کی حسین وجمیل، خاوندوں کی محبّ وعاشق، انہیں سے منسلک اور انہیں کے حلقہ سے وابستہ اور پابند و قید، یہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ﴾ [2] ''ان کی نگاہیں اپنے خاوندوں تک محدود غیر کی طرف ان کی نگاہ اٹھتی ہی نہیں۔''

﴿ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴾ [3]

''ان جنتیوں سے قبل کبھی کسی انسان یا جن نے ان کو نہ چھوا ہوگا۔''

جنت میں جتنی بار بھی اس کا خاوند قریب آئے گا ہر مرتبہ اسے کنواری ہی پائے گا۔ ہر حور پر ستر لباس مختلف رنگ اور کشیدہ کاری کے۔ اس قدر ہلکے نازک وزن میں بالوں سے بھی زیادہ ہلکے ہوں گے۔

حور کی خوبی

حور کے سینے پر لکھا ہوگا، تو میرا محبوب اور میں تیری محبوبہ مجھے تیرے سوا کسی اور چیز کی ضرورت نہ تجھ جیسے کی تلاش ہے، خاوند کا جگر حور کے لیے اور حور کا جگر اس کے لیے آئینہ ہے۔ پنڈلی کی مخ اس کے گوشت اور زیور سے باہر نظر آ رہی ہے۔ جس طرح سرخ شراب سفید شیشے کے جام میں یا سفید دھاگا چمکدار یاقوت کے سوراخ میں۔

دارالسلام

مکمل دارالسلام کی تخلیق ہیرے سے ہوئی، حورعین، خادم، برتن، تخت، پردے، خیمے، شہر، آبادیاں، راستے، کمرے، دروازے اور پھل وغیرہ سب ہیرے اور موتیوں سے بنے ہوں گے۔

---

[1] ٥٦/ الواقعة: ٢٣۔ [2] ٥٥/ الرحمن: ٥٦۔ [3] ٥٥/ الرحمن: ٥٦۔

جنت عدن

جنت عدن کی مکمل اشیاء اور ساز و سامان زبرجد کا بنا ہوا جنت الماویٰ اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب سرخ سونے سے بنایا گیا ہے۔

جنت الخلد

جنت الخلد سفید چاندی سے بنی ہوئی ہے، اس کے اندر تمام اشیاء وہ بھی چاندی کی ساخت سے ہیں۔ دیواروں میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی ایک یاقوت کی ایک زبرجد کی، گارا کستوری کا، محل یاقوت سے کمروں کی بالائی سطح موتی سے اور دہلیزیں سونے کی اور زمین چاندی کی، کنکریاں مرجان کی اور مٹی کستوری سے بنائی گئیں ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ عزوجل نے اپنے دوستوں کے لیے تیار کیا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ آواز دیں گے، اے میرے اولیا! میری معافی کے ذریعے صراط سے گزر جاؤ، میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ فردوس کے پھل تمہارے لیے تیار کیے گئے ہیں، اور ہمیشہ کے درخت تمہارے لیے لگائے گئے ہیں، محلات کی بنیاد نعمتوں پر رکھی گئی اور انہیں دائمی بقا کا شرف عطا کیا گیا ہے۔ ہر جنت میں سو درجات ہیں، ہر درجہ کا درمیانی فاصلہ پانچ سو سال ہے۔

اہل جنت کے درجات

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، پانچ سو سال مسافت والی جنت اس شخص کو ملے گی جو نچلے درجہ والا ہے۔ پانچ سو حوریں، چار باکرہ اور آٹھ ہزار لڑکیوں سے شادی کرے گا۔ دنیا کی عمر کے مطابق بیوی سے معانقہ کرے گا اور کوئی بھی دوسرے سے جدا ہونا نہ چاہے گا۔ ان کے سامنے دسترخوان پر پینے کے برتن سجائے جائیں گے، دنیا کی عمر کے مطابق ان کا کھانا اور سیرابی جاری رہے گی۔ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سو جوڑے لباس کے اسے بطور ہدیہ پیش کرے گا۔ بندہ انہیں زیب تن کر کے کہے گا۔ میرے مولیٰ! مجھے جس قدر اس جوڑے سے خوشی ہوئی کسی اور سے نہیں ہوئی، فرشتہ بندے سے کہے گا کہ تم خوش ہو؟ مرد صالح کہے گا جی ہاں، اب فرشتہ سامنے کھڑے جنۃ الخلد کے درخت کو حکم دے گا، کہ میں تیرے رب کا قاصد ہوں اس اللہ کے ولی کے لیے اس کی خواہش کے مطابق حسین ہو

جا، چنانچہ وہ ایسا ہی حسین ہو جائے گا۔

اہل جنت کی خوراک

اہل جنت کی خوراک ستر ہزار پلیٹ تک پہنچ جائے گی جو رنگا رنگ پرندوں کے گوشت سے تیار شدہ ہو گی بختی اونٹوں کی طرح پرندے اتنے نفیس نہ ان پر بال اور نہ ہڈیاں ہوں گی، آگ پر پکائے جائیں گے نہ ہنڈیوں میں بھونے جائیں گے، لذت مکھن کی، مٹھاس شہد کی، خوشبو کستوری کی، کھانے کا آخری لقمہ پہلے لقمے کی طرح لذیذ ہو گا، یہ دوپہر کا کھانا، شام کا کھانا بھی ایسا ہی ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت کھانا کھائیں گے، مشروبات اور پھل استعمال کریں گے وہ پسینے کی طرح ان کے جسم سے خارج ہو جائے گا، اور پسینے کی خوشبو کستوری کی طرح ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے انہیں تحائف بھیجیں گے۔'' [1]

حور عین کے ناز نخرے

حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز اللہ کا ولی جنت میں اپنی رفیقہ حور عین کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہو گا، جو سرخ یاقوت سے بنا ہوا اور اس پر نور کا قبہ ہو گا۔ وہ اپنی زوجہ سے فرمائش کرے گا، مجھے تمہاری چال دیکھنے کا شوق ہے وہ سرخ تخت سے اتر کر سبز مرجان کے باغیچہ میں چلنا شروع کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے باغ میں نور کے دو راستے بنا دیں گے، ایک میں زعفران کے پودے اور دوسرے میں کافور کے پودے ہوں گے، ایک راستہ سے جائے گی دوسرے سے واپس ہو گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں اچانک نور کی چمک دکھائی دے گی، اہل جنت سر اٹھا کر دیکھیں گے تو معلوم ہو گا وہ نور تو حور کی مسکراہٹ اور دانتوں کی چمک سے نکلا ہے جو اپنے خاوند کے چہرے کو دیکھ کر مسکرائی۔'' [2]

---

[1] اس معنی کی روایت البخاری: ۳۳۲۷؛ مسلم: ۲۸۳٤؛ الترمذی: ۲۵۳۷؛ ابن ماجہ: ٤۳۳۳؛ مسند احمد: ۲/ ۱۹؛ فیض القدیر للمناوی: ۲/ ٤۳۳ میں موجود ہے۔

[2] فردوس الاخبار: ۳۵۲٦؛ حلیۃ الاولیاء: ٦/ ۳۷٤؛ فیض القدیر: ٤/ ۱۰۵ شیخ البانی نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ دیکھئے ضعیف الجامع: ۳٦۹۹۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ ''اہل جنت کی خوراک سے تھوک، پاخانہ اور پیشاب نہیں بنے گا۔ بلکہ خوشبودار پسینے کے ذریعے خوراک کا فضلہ خارج ہو جائے گا۔ انہیں تسبیح، تقدیس، تکبیر و تحمید کا القا ہو گا۔ [1]

اہل جنت کا لباس

بعض علما سے روایت ہے اللہ کا ولی جنت میں دو تہوں والا جوڑا پہنے گا، تو وہ لباس آپس میں خوبصورت آواز کے ساتھ مکالمہ کریں گے۔ ایک کہے گا کہ اللہ کے ولی کے نزدیک میرا زیادہ مرتبہ ہے، کیونکہ میں اس کے جسم سے ملا ہوا ہوں، دوسرا کہے گا کہ چہرے کے قریب ہونے کی وجہ سے میرا زیادہ مقام ہے۔ میں چہرہ دیکھ رہا ہوں اور تم محروم ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ ''اہل جنت کو آدم کی صورت میں اٹھایا جائے گا، تینتیس سال کی عمر کے بے ریش کڑیل جوان، سرمئی آنکھوں والے۔ سرراہ چلتے ہوئے درخت کے پاس سے گزریں گے تو نیا لباس زیب تن ہو جائے گا۔ نہ کپڑے میلے نہ جوانی ڈھلے گی۔'' [2]

جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں داخل ہونے والی پہلی جماعت چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہی ہوگی، ان کے پیچھے آنے والی جماعت آسمان کے سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح ہوگی۔ تمام کے دل ایک دل کی طرح کوئی اختلاف، بغض اور حسد نہیں، صبح و شام اللہ کی تسبیح میں مصروف، نہ بیماری، نہ مدہوشی، نہ موت، ان کے برتن سونے چاندی کے، کنگھیاں سونے کی، چولہوں میں استعمال ہونے والا ایندھن اُلوہ، (خوشبودار لکڑی) اور پسینہ کستوری کا ہوگا۔'' [3]

جنت کی قیام گاہیں

اللہ عزوجل کا فرمان:

---

[1] البخاری: ۳۳۲۷؛ مسلم، ۲۸۳۵؛ مسند احمد: ۳/ ۳٦٤ بتصرف یسیر۔

[2] کنز العمال: ۳۹۳۸۳؛ العظمة للاصبهانی: ۵۸۲۔

[3] مسلم: ۲۸۳۵؛ مسند احمد: ۲/ ۱۹۔

﴿وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ﴾ [1]

''سدا بہار باغوں میں پاکیزہ قیام گاہیں۔''

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے نے ان سے اس آیت کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: صاحب علم سے ہی تمہارا ٹاکرا ہوا۔ میں نے حضرت ابی ہریرہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: تم صاحب علم پر ہی وارد ہوئے ہو۔ ہم نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا جیسے تم نے ہم سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ سفید موتی سے بنا ہوا جنت کا محل ہے جس میں سرخ یاقوت کے ستر گھر ہیں، اور ہر گھر میں سبز زمرد کے ستر کمرے ہیں، اور ہر کمرے میں ستر بیڈ ہیں، ہر بیڈ پر رنگا رنگ بچھونے ہیں، ہر تخت پر حور عین کی ایک عورت براجمان ہے۔ اور ہر کمرے میں ایک دستر خوان، ہر دستر خوان میں ستر تھال ہیں، اور ہر دستر خوان پر خادم متعین ہیں۔ اللہ مؤمن کو یہ سب کچھ صبح کے کھانے میں عطا کریں گے، کھانا کھائیں گے اور اپنی بیویوں سے ملاقات کریں گے۔'' [2]

جنت کے پرندے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مؤمن جنت کے پرندے کی طرف چاہت کی نظر سے دیکھے گا تو پرندہ بھنا ہوا اس کے سامنے ہوگا، پرندے جسامت میں اونٹوں کی طرح ہوں گے۔ پرندہ کہے گا اے اللہ کے ولی! میں فلاں فلاں وادی سے، فلاں فلاں پھل کھاتا رہا، فلاں چشمے سے پانی پیتا رہا۔ میری عمر اتنی ہے، مجھے کھا جاؤ، اب اگر اس کے دل میں اس کی گفتگو سے قبل کوئی خیال پیدا ہوا تو اب وہ نصف قیمہ اور نصف بھنا ہوا سامنے حاضر خدمت ہوگا۔ جب وہ سیر ہو جائے گا اللہ تعالیٰ کھانے کی اشتہا کے ہزار دروازے مزید کھول دے گا، پھر مشروب پیش کیا جائے گا جس میں کافور کی ٹھنڈک، انجبیل کا ذائقہ، اور کستوری کی خوشبو مگر دنیا کے کافور، انجبیل اور کستوری جیسے نہیں ہوں گے۔

---

[1] ۹/ التوبہ:۷۲۔

[2] المعجم الکبیر للطبرانی: ۳۵۳؛ مسند بزار: ۲۰۳۲؛ الشاشی:۸۵۸۔

مشروب پیتے ہی کھانا ہضم، جب کہ کھانا چالیس سال کی خوراک کے برابر تھا۔اس میں ایک سو جوانوں جیسی جماع کی قوت پیدا ہوگی۔ چالیس سال کی مدت کے مطابق ہر روز سو باکرہ سے جماع کرے گا۔ مرد میں ایسا تناؤ ہوگا جس میں ڈھیلا پن نہ ہوگا اور عورت میں بھی خواہش ختم ہوگی نہ زائل ہوگی۔"

جنت کی نہریں

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جنت کی انہار میں سے ایک بڑی نہر ہے جو تمام نہروں کا منبع ہے، اللہ اس کو ظاہر فرمائیں گے۔ جب ارادہ ہوگا جنت میں نیل شہد کی نہر، دجلہ دودھ کی نہر، فرات شراب کی نہر، سیحان اور جیحان پانی کی نہریں ہوں گی۔ اسی نام کی دو نہریں ہندوستان میں ہیں، لیکن جنت میں بھی اسی نام کی پانی کی نہریں ہوں گی، دنیا میں ان کا نام ظاہر کیا تا کہ وہ ان کو جنت میں لے جائیں۔

وہب بن منبہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا ہوگا" میں اللہ جس کا کوئی شریک نہیں، جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے گا میں اسے عذاب نہیں دوں گا۔" [1]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: "جنت کی ایک بالشت زمین دنیا اور اس کے تمام ساز و سامان سے بہتر ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ۝ ﴾ [2] "پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزا میں ان کے لیے چھپا رکھا ہے، اس کی کسی نفس کو خبر نہیں۔" [3]

جنت کے تخت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں، کہ اللہ کے ولی ایک تخت پر ہوں گے اور تخت کی بلندی پانچ سو سال کے برابر ہوگی۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ۝ ﴾ [4] "اور وہ اونچی نشست گاہوں میں ہوں گے۔"

---

[1] الدر المنثور: ٤/ ٢٩٣۔ [2] ٣٢/ السجدة:١٧۔

[3] سنن ابن ماجه: ٤٣٢٩ بدون الآية۔ [4] ٥٦/ الواقعة:٣٤۔

وہ تخت سرخ یاقوت کے اور اس کے دو بازو سبز زمرد کے، ہر تخت پر ستر بستر ہوں گے، جن میں نور بھرا ہوا ہوگا، بالائی حصہ ریشم کا اور اندرونی حصہ موٹے ریشم کا، اگر اس کے بالائی بستر کا کنارہ نیچے لٹکا دیا جائے تو آخری بستر تک پہنچنے میں چالیس سال صرف ہو جائیں۔

جنت کے تکیے

تخت پر تکیہ ہوگا اور وہ ڈولی نما ہوگا موتی سے بنا ہوا جس پر ستر نور کے پردے ہوں گے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ﴾ [1]

''وہ اور ان کی بیویاں گھنے سایوں میں مسندوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔''

یعنی درختوں کے سایہ میں تخت پر لگے تکیہ پر ڈولی میں جوڑا بیٹھا ہوگا ایک دوسرے سے چالیس سال تک معانقہ کیے ہوئے کوئی ایک دوسرے سے اکتائے گا نہیں۔ اچانک وہ سر اٹھائے گا تو ایک اور حور منتظر کھڑی آواز دے گی اے اللہ کے ولی! تمہیں ہماری چاہت و رغبت ہی نہیں ہمارا تم پر کوئی حق نہیں؟ جواب دے گا محبوبہ! تم کون ہو؟ وہ کہے گی میں ان میں سے ہوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴾ ''ہمارے ہاں اور ہے۔''

اب اس کا دو بازوؤں والا تخت اڑ کر اس کے قریب ہوگا، اس کو دیکھ کر وہ محسوس کرے گا کہ یہ پہلی حور سے حسن و جمال میں ایک لاکھ درجہ بڑھ کر ہے۔ پھر اس سے چالیس سال تک معانقہ کرے گا ایک دوسرے سے کوئی اکتاہٹ نہیں پائے گا۔ اچانک اوپر سے گھر میں ایک اور طرح کا نور پھیل جائے گا، وہ تعجب سے پوچھے گا، کیا کسی معزز فرشتہ کی آمد ہے یا رب کریم نے ہمیں نظر التفات سے شرف بخشا ہے۔ فرشتہ اپنی نور کی کرسی پر براجمان اور دیگر خدام فرشتوں کی جلوے میں جواب دے گا۔ اے اللہ کے ولی! کسی فرشتے کی آمد ہے نہ رب العالمین تشریف لا رہے ہیں۔ تو پوچھے گا پھر اس قدر نور کہاں سے؟

دنیا کی رفیقہ حیات

فرشتہ جواب دے گا کہ یہ نور تیری دنیا میں ساتھ رہنے والی بیوی کا ہے۔ اب وہ تیرے ساتھ جنت میں ہے۔ حور عین سے معانقہ کرتے ہوئے اس نے تجھے جھانک کر دیکھا تو مسکرائی، یہ نور اسکے سامنے والے دانتوں کی چمک ہے۔

[1] ۳٦/ یٰسین:٥٦۔

اب وہ اوپر نظر اٹھائے گا، تو وہ کہے گی، اے اللہ کے ولی! کیا تیرے اوپر ہمارا کوئی حق نہیں؟ وہ پوچھے گا پیاری تم کون ہو؟ وہ کہے گی میں وہ ہوں جن کے بارے میں رب العالمین نے فرمایا: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ﴾ [1]

اب اس کا تخت اڑ کر اس کے پاس پہنچے گا تو وہ اسے حسن و جمال میں پہلی سے بھی ایک لاکھ درجہ بڑھ کر پائے گا، کیونکہ اس نے اللہ کی عبادت کی اور نماز، روزہ کا اہتمام کیا، جب کہ حور عین جنت کی پیداوار ہیں بہر حال بغیر اکتاہٹ کے اس سے بھی لمبی مدت تک معانقہ کرے گا۔ پھر وہ اس کے سامنے پازیب پہنے کھڑی ہوگی جو یاقوت کی ہوگی۔ جب قدم رکھے گی تو ان سے جنت کے پرندوں کے نغموں جیسی آوازیں آئیں گی۔ اس کی ہتھیلی چھونے میں ریشم سے بھی زیادہ ملائم اور سونگھنے میں جنت کی تمام خوشبوؤں کی آمیزش اس میں ہوگی۔ پہننے کے لیے نور کے ستر جوڑے اگر اس کی ایک چادر یہاں پھیلا دی جائے تو مشرق و مغرب کو روشن کر دے۔ نور سے پیدا ہوئی اور لباس پر سونے چاندی اور موتی کے کنگن ہوں گے، اور یہ جوڑے مکڑی کے جالے کی تار سے زیادہ باریک بنے ہوئے ہوں گے اور کشیدہ کاری کے باوجود زیادہ ہلکے، اس کی پنڈلی اس قدر صاف و شفاف ہوگی کہ جلد، ہڈی اور گوشت کے اندر سے مغز نظر آ رہی ہوگی۔ اور لباس کے دائیں بازو پر لکھا ہوگا۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ﴾ [2]

''اور وہ کہیں گے شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔''

اور دوسرے پر نور سے لکھا ہوگا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ﴾ [3]

''اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا۔''

پیار و محبت کا تبادلہ

حور عین کے جگر پر نور سے نقش ہوگا، میرے حبیب میں تیری ہی ہوں، تیرے بغیر کسی

[1] ٣٢/ السجدة:١٧۔ [2] ٣٩/ الزمر:٧٤۔ [3] ٣٥/ فاطر:٣٤۔

اور کی چاہت نہیں۔ جگر آئینہ کی طرح شفاف، یاقوت کی طرح چمکدار، حسن مرجان کا، سفیدی چھپائے ہوئے انڈے کی، ﴿عُرُبًا اَتْرَابًا﴾ خاوندوں کی عاشق، ہم عمر، پچیس برس کی،، روشن کھلے دانت، اگر وہ مسکرائے تو ثنایا کا نور کائنات کو روشن کر دے، اگر مخلوق اس کے بول کو سن لے تو ہر نیک و بد فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔ وہ مجسمہ حسن سامنے کھڑی ہو گی، حسن و جمال میں اس کی پنڈلی پاؤں سے لاکھ درجہ بہتر، ران پنڈلی سے لاکھ درجہ بہتر، سرین ران سے لاکھ درجہ حسین، اور پیٹ، سرین سے لاکھ درجہ زائد حسین و جمیل ہو گا، چھاتی پیٹ سے لاکھ درجہ بڑھ کر جاذب نظر اور چہرہ چھاتی سے بھی لاکھ درجہ بڑھ کر حسین و جمیل۔ اگر وہ دنیا کے کھارے سمندروں میں تھوک دے تو وہ شیریں ہو جائیں۔ اگر اپنے محل کی چھت سے اس کی جھلک دنیا پر پڑ جائے تو اس کا نور سورج اور چاند کے نور کو ماند کر دے۔ اس کے سر پر سرخ یاقوت کا تاج ہو گا جس پر مرجان اور موتی جڑے ہوئے ہونگے۔

بالوں کا حسن و جمال

حور کے سر کے بالوں کی ایک لاکھ مینڈیاں ہوں گی، بال گندے ہوئے ہوں گے، ایک مینڈی نور کی، ایک یاقوت کی ایک آبدار موتی کی، ایک زبرجد کی، ایک مرجان کی، اور ایک مینڈی موتیوں کے تاج کی جس میں سبز اور سرخ زمرد جڑے ہوئے ہیں۔ رنگا رنگ جواہرات سے مزین اور قسما قسم خوشبوؤں کی مہک سے معطر اور جنت کی کوئی ایسی خوشبو نہ ہو گی جو بالوں سے نہ آ رہی ہو۔ ایک بالوں کی مینڈی چالیس سال کی مسافت تک روشنی پھیلائے گی۔ اسطرح بائیں طرف کے بال بھی ایسے ہی ہوں گے اور پچھلی طرف ایک لاکھ مینڈیاں ہوں گی۔ دائیں اور بائیں والیاں سینے پر پھر پچھلی جانب لٹکائی جائیں گی تو وہ سرین اور قدموں تک لٹک جائیں گی، اور لٹکتے بال کستوری جیسی خوشبو پھیلا رہے ہوں گے۔ حور کے دائیں اور بائیں جانب باندی چاکری کے لیے ہو گی، اس طرح اس کے پیچھے ایک لاکھ باندی ہاتھ میں ایک بالوں کی مینڈی تھامے ہوئے ہو گی۔

جنت کے خادم

حوروں کی خدمت کے لیے ایک لاکھ مامائیں خوشبو مہکانے والی انگیٹھیاں لیے

کھڑی ہیں جن میں بغیر آگ کے کافور مہک رہی ہے اور اس کی خوشبو سو سال کی مسافت تک جنت کی فضا کو معطر کر رہی ہے۔ ارد گرد خادم بچے چاکری کے لیے ہمیشہ موجود ہیں جن پر موت نہیں آئے گی۔ تعداد میں اس قدر زیادہ کہ موتیوں کی طرح جنت میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حور اللہ کے ولی کے سامنے کھڑی مشاہدہ کر رہی ہے کہ وہ کس قدر مجھ پر فریفتہ اور نازاں ہے اور حور اس پر عاشق و فرحاں ہے۔ پھر وہ کہے گی اے اللہ کے ولی! میں تجھے مزید خوش و خرم نہ کر دوں پھر وہ اس کے سامنے ایک لاکھ قسم کا رقص کرے گی۔ ہر رقص اور چال کا مظاہرہ ستر حلوں میں کرے گی۔ اور قدموں پر چلتی ہوئی جھکے گی مڑ کر بل کھائے گی، کمر کو لچک دے کر چکر لگائے گی، اچھلے گی، مسکرائے گی، جونہی وہ نیچے جھکے گی، گوندے ہوئے بال اور مینڈیاں بھی ساتھ ہی رقص کریں گے۔ اس طرح خادمائیں اور کنگھی کرنے والیاں اس کے ساتھ گھومیں گی، جدھر جائے گی وہ اس کے ساتھ ہوں گی۔

اللہ نے حور کو اس انداز میں تخلیق فرمایا کہ اگر وہ سامنے آ رہی ہو گی تو چہرہ سامنے ہوگا اگر دوسری طرف پھر جائے تو چہرہ پھر بھی نگاہوں سے غائب نہیں ہوگا، ہر چیز نظر آئے گی۔ جب ایک لاکھ قسم کے رقص و سرور سے فارغ ہو کر تخت پر بیٹھے گی تو اس کی سرین ابھری ہوئی اور بال لٹکے ہوئے نظر آئیں گے۔ تو وہ بے خود ہو کر مضطرب ہو جائے گا، اگر اللہ نے موت کے خاتمہ کا اعلان نہ کیا ہوتا، تو یہ ولی اللہ عیش و طرب اور خوشی کی وجہ سے جان دے بیٹھتا اگر اللہ نے اسے حسن و جمال دیکھنے کی قوت عطا نہ کی ہوتی، اس کی چمک اور نور کی وجہ سے اس کی بصارت ختم ہو جاتی اب حور کہے گی! اللہ کے ولی! لطف اندوز ہوتے رہو کبھی ہلاکت و موت نہیں آئے گی۔

رب کریم کی ضیافت

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں جب اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم، جہنم میں پہنچ جائیں گے، اور فیصلہ ہو جائے گا، تو اللہ تعالیٰ ایک کھلے وسیع میدان میں نزول فرمائیں گے۔ جس طرح ان کی ذات اور شان کے لائق ہے۔ اب مخلوق اور خالق کے درمیان مختلف قسم کے حجاب لٹکا دیے جائیں گے۔ پھر نور کے منبر، نور کی کرسیاں، اور نور کے

تخت رکھ دیے جائیں گے۔ اب ایک انتہائی معزز شخص کو دربار میں حاضری کا اعزاز حاصل ہو گا، اجازت کے بعد جب وہ آگے بڑھے گا اللہ کریم کے سامنے نور کے پہاڑ فرشتوں کی تسبیحات کی بھینی بھینی آوازیں، اور پروں کی پھڑ پھڑاہٹ سنائی دے گی۔ اہل جنت گردنیں اونچی کر کے دیکھنا چاہیں گے کہ یہ کون خوش نصیب صاحب عزت ہے جسے حاضری کی اجازت ملی، تو جواب ملے گا کہ یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا، اسے تمام اشیاء کے نام سکھائے، فرشتوں سے سجدہ کروایا، جس کے لیے جنت کھول دی گئی، یہ خوش نصیب آدم علیہ السلام ہیں۔

پھر ایک اور شخص کو اجازت ملے گی تو نور کا پھیلاؤ، تسبیحات کی ہلکی آوازیں اور پروں کی حرکت سنائی دے گی۔ پھر اہل جنت بلند ہو کر پوچھیں گے یہ کون معزز شخص ہے جسے اب اجازت ملی؟ جواب آئے گا، یہ وہ ہیں جنہیں اللہ نے اپنا خلیل بنایا، اور آگ کو ان کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بنایا، پھر ایک اور شخصیت کو اجازت ملے گی، تعجب سے پوچھا جائے گا یہ کون خوش نصیب ہے؟ جواب ملے گا، کہ ان کو اللہ نے رسالت کے لیے منتخب فرمایا۔ ہم کلامی کا شرف بخشا، اور قریب سے سرگوشی کی، یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر اچانک نور کی حرکت، فرشتوں کی تسبیح اور پروں کی پھڑ پھڑاہٹ میں انبیا علیہم السلام کی سواریوں کی طرح ایک شخص سوار شان و شوکت سے آگے بڑھ رہا ہے۔ سب تعجب سے پوچھیں گے کہ یہ کون ہے؟ جواب آئے گا، یہ پہلے شافع و مشفع، اولاد آدم کے سردار، قبر میں سے سب سے پہلے اٹھنے والے، لواء الحمد والے، احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو اجازت کا شرف ملا ہے۔ پھر تمام انبیائے کرام نور کے منبروں پر صدیق نور کے تختوں پر، شہید نور کی کرسیوں پر، اور دیگر لوگ سفید مشک اور کستوری کے ٹیلوں پر بیٹھ جائیں گے۔

اللہ کے وفد

پھر اللہ رب ذوالجلال پردوں کے پیچھے سے آواز دیں گے، میرے بندوں کو، زائرین کو، میرے وفد کو مرحبا، مبارک ہو، اے فرشتو! اٹھو میرے بندوں کی میزبانی کرو سب سے پہلے انہیں کھلاؤ، فرشتے بغیر ہڈیوں اور پردوں کے موٹے تازے بھنے ہوئے پرندے

پیش کریں گے۔ جونہی کھانے سے فارغ ہوں گے، تو رب ذوالجلال کی آواز سنائی دے گی، مرحبا میرے بندے، زائرین اور وفد، کھانے سے فارغ ہو چکے اب انہیں مشروبات پلائے جائیں۔ جنت کے غلمان پلک جھپکتے حسین موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے آگے بڑھیں گے، سونے کے جگ اٹھائے جن میں مختلف ذائقوں والے مشروبات ہوں گے، جن کی اول و آخر لذت ایک جیسی ہوگی۔ ﴿لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ﴾ [1] "حاضر خدمت ہوں گے ایسی شراب کے ساتھ جس سے نہ سر میں درد ہو نہ عقل میں فتور آئے۔"

پھر اللہ کریم پردوں کے پیچھے سے آواز دیں گے مرحبا میرے بندو! زائرین، مقربین اور میرے وفد مرحبا۔ کھانے، پینے کے بعد اب پھلوں سے ان کی تواضع کی جائے۔ پھر یاقوت کے تھالوں میں سجی تازہ کھجوریں، جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے بڑھ کر شیریں ہوں گی، پیش کی جائیں گی، اور پھر دو پردہ کے پیچھے سے آواز آئے گی کھا لیا، پی لیا، پھلوں سے لطف اندوز بھی ہو چکے اب انہیں فاخرانہ لباس پہنایا جائے۔ [2]

اللہ کی طرف سے بندوں کی عزت وتکریم

اب نور رحمٰن سے چمکائے ہوئے جوڑے لباس زیب تن کر لیے تو، آواز آئی میرے بندے کھانے، پینے، پھلوں سے لطف اندوز ہوئے، لباس بھی پہن لیا اب انہیں خوشبو لگائی جائے۔ اب سفید کستوری پائپوں کے ذریعے ان پر چھڑک دی جائے گی۔ اس سے آلودگی ہوگی نہ سیاہی۔ پھر حجابات کے پس پردہ آواز آئے گی، تمام ضروریات، کھانے، پینے پھلوں کی لذت، لباس اور خوشبو سے فائدہ اٹھانے کے بعد، میرے بندو، مہمانو! آج میں تمہیں اپنا دیدار کرواؤں گا۔ یہ تمام تحفوں کی انتہا اور مزید فضل واحسان ہے۔

اب، رب تبارک وتعالیٰ تجلی فرمائیں گے، اور فرمائیں گے السلام علیکم! میرے بندو! آج میرا دیدار کرو میں تم سے راضی ہوں، اب اسی خوشی میں جنت کے محلات اور درخت جھوم اٹھیں گے، اور بے ساختہ سبحانك، سبحانك کہتے ہوئے سب سجدہ ریز ہو

---

[1] ٥٦/ الواقعة: ١٩۔ [2] جنت میں سب سے پہلے دیا جانے والا کھانا مچھلی کی کلیجی ہوگا۔ دیکھئے بخاری: ۳۳۲۹۔

جائیں گے۔ رب ذوالجلال کی آواز آئے گی۔ میرے بندو! سر اٹھاؤ، یہ دار عمل نہیں، یہاں عبادت کی تھکان نہیں۔ یہ جزا و ثواب کا گھر ہے، میری عزت و جلال کی قسم: میں نے یہ دنیا تمہاری خاطر پیدا کی، جس گھڑی تم نے مجھے دنیا میں یاد کیا میں نے تمہیں عرش پر یاد رکھا۔

جنت کا بازار

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ سے درخواست گزار ہوں کہ وہ تمہیں اور مجھے جنت کے بازار میں جمع کر دے۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے تعجب سے پوچھا کیا جنت میں بھی بازار ہوگا۔ انہوں نے جواب دیا جی ہاں! ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ ''جب اہل جنت اپنے اعمال کے مطابق قیام گاہوں میں داخل ہو چکے ہوں گے تو انہیں اتنے وقت کے لیے جس قدر دنیا میں جمعہ کے وقت (معروف جمعہ) اللہ کی زیارت کے لیے بلایا جائے گا۔ اب اللہ تعالیٰ ایک گلستان میں جلوہ افروز ہوں گے، اور لوگوں کے لیے ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق نور کے منبر، چاندی، زبرجد، یاقوت، اور سونے کے منبر سجا دیے جائیں گے، اور کم مرتبہ والے کستوری اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھے ہوئے اپنے آپ کو کم تر محسوس نہیں کریں گے۔'' [1]

دیدار الٰہی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اپنے رب کا دیدار کر سکیں گے، فرمایا: ''کیوں نہیں؟ کیا تم چودھویں رات کو چاند دیکھنے میں دقت محسوس کرتے ہو۔'' ہم نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس طرح تم اپنے رب کے دیدار میں کوئی تکلیف محسوس نہیں کرو گے۔'' [2]

اس مجلس میں ہر فرد کا اللہ تعالیٰ سے آمنا سامنا ہوگا، یہاں تک کہ ایک شخص سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے، اے فلاں تمہیں یاد ہے کہ فلاں، فلاں دن تم نے کیا گناہ کیے، وہ اپنی

---

[1] ترمذی: ۲۵٤۹؛ ابن ماجہ: ٤۳۳٦ شیخ البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے السلسلۃ الضعیفۃ: ۱۷۲۲۔ [2] اس معنی کی روایت البخاری: ۷٤۳۸؛ مسلم: ۱۸۲ میں موجود ہے۔

خطاؤں کو ذہن میں لا کر عرض کرے گا، اے رب تو نے مجھے معاف نہیں کر دیا؟ فرمایا: کیوں نہیں مغفرت کی بنا پر تو تم اس مقام و مرتبہ پر فائز ہوئے۔ اسی دوران مجلس پر ایک بادل چھا جائے گا اور وہ خوشبو کی بارش کرے گا ایسی خوشبو انہوں نے کبھی سونگھی ہی نہیں ہو گی۔ اب حکم ہو گا، کہ لے جاؤ انہیں وہ عزت و کرامت دکھاؤ جو میں نے ان کے لیے تیار کی۔ اب انہیں جنت کے بازار میں لے جایا جائے گا وہاں ایسا نفیس سامان ملے گا جو نگاہوں سے نہیں گزرا، کانوں نے نہیں سنا اور دل میں کبھی ایسے حسین و جمیل سامان کا تصور بھی نہیں آیا۔ وہاں کوئی خرید و فروخت نہیں ہو گی جو پسند ہو گا اٹھا لیا جائے گا۔ یہ اہل جنت کی باہمی ملاقات کا بہانہ ہو گا۔ ایک شخص اپنے سے بلند مرتبہ شخص کو دیکھے گا، تو دل میں ملال پیدا ہو گا، ایک ہی لمحہ میں اسے اس سے بھی اچھا لباس پہنا دیا جائے گا، تا کہ اس کے دل میں حزن و ملال پیدا نہ ہو۔ اب وہ فارغ ہو کر گھروں کو لوٹیں گے، تو حور عین سے ملاقات ہو گی۔ وہ کہیں گی، مرحبًا اھلاً و سھلاً اے پیارو! کیا وجہ ہے کہ اب تم پہلے سے بھی زیادہ حسین و جمیل ہو کر لوٹے ہو۔ وہ جواب دیں گے کہ ایسا کیوں نہ ہوتا ہم نے آج رب ذوالجلال سے ملاقات کی، ہم کلام ہوئے، دیدار کیا، یہ حسن و جمال اسی کی بنا پر ہے۔

اللہ کے لیے محبت کرنے والے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا میں اللہ کے لیئے باہمی محبت رکھنے والے جنت میں سرخ یاقوت کے محل کے بالائی حصہ میں ہوں گے، اس منزل میں ستر ہزار کمرے ہوں گے۔ جنت والوں کو جھانک کر دیکھیں گے تو اہل جنت کے گھر روشنی سے اس طرح بھر جائیں گے جس طرح سورج کی روشنی گھروں کو منور کر دیتی ہے۔ اہل جنت کہیں گے کہ آؤ اللہ کے لیے باہمی محبت کرنے والوں کو دیکھیں تو ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ سبز لباس میں ملبوس پیشانیوں پر نور سے یہ کندہ ہو گا، کہ یہ لوگ دنیا میں صرف اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے تھے۔'' [1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت جب اپنے رب کی زیارت کریں گے تو

[1] حلیۃ الاولیاء: ٥/ ٣٨٠؛ الفردوس للدیلمی: ٦٦٢٤؛ مجمع الزوائد: ١٠/ ٢٧٨۔

واپسی پر انہیں ایک بکس دیا جائے گا جس میں ستر جوڑے ہوں گے اور ہر جوڑے میں ستر رنگ ہر رنگ دوسرے سے جدا ہوگا، وہ جاتے ہوئے جنت کے بازاروں سے گزریں گے، جس میں باریک اور دبیز ریشم کے لباس، سبز قالین اور نادر موتیوں اور یاقوت کے جڑے ہوئے تاج ہوں گے۔ وہ جو چاہیں گے بازار سے اٹھالیں گے کوئی خرید و فروخت نہیں۔ وہاں انسانوں کی خوبصورت تصویروں کی نمائش ہوگی، جو شخص جس تصویر کے بارے میں تمنا کرے گا کہ میری صورت ایسی ہو جائے، فوراً اس کی صورت اس شکل میں تبدیل ہو جائے گی، پھر وہ گھروں کو واپس لوٹ جائیں گے۔"

جنت کی انگوٹھیاں

نبی ﷺ نے فرمایا: "اہل جنت کو اللہ تعالیٰ سونے کی انگوٹھیاں پہننے کے لیے عطا کریں گے اور یہ ہمیشگی کی علامت ہیں، اسطرح انہیں دارالسلام میں رب کریم کی زیارت کے وقت، یاقوت، موتیوں کی انگوٹھیاں پہنائی جائیں گی۔"

جنت کی اونٹنیاں

بعض علما سے روایت ہے کہ اہل جنت طوبیٰ کے سایہ میں بیٹھے گفتگو کر رہے ہوں گے کہ اچانک فرشتے سونے کی نکیل ڈالی ہوئی اونٹنیاں لا کر کھڑی کر دیں گے، ان کے چہرے حسن کی وجہ سے چراغوں کی طرح روشن ہوں گے۔ زیادہ بھرے ہوئے جسم کے بغیر عمدہ، سنوارنے کے بغیر حسین، ان پر سونے کی زینیں جن پر باریک اور دبیز ریشم کے پردے ڈالے ہوئے۔ فرشتے سلام پیش کرنے کے بعد کہیں گے کہ تمہارے رب نے یہ سواریاں بھیجیں ہیں، ان پر سوار ہو کر رب کریم کی زیارت کرو اور سلام پیش کرو۔ ہر شخص اپنی سواری کی طرف لپکے گا، صف بندی کرتے ہوئے جنت کی طرف جائیں گے، کسی درخت کے پاس سے گزریں گے تو درخت اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا مگر صف بندی نہیں ٹوٹے گی۔ اللہ جل جلالہ کے دربار میں پہنچیں گے تو اللہ چہرے سے پردہ ہٹا کر تجلی فرمائیں گے۔

وہ سلام کہیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں مرحبا کہیں گے، سلام کا انداز ان الفاظ میں ہوگا:

"رَبَّنَا اَنْتَ السَّلَامُ ، وَمِنْ عِنْدِكَ السَّلَامُ وَلَكَ حَقُّ الْجَلَالِ

وَالْاِکْرَامِ"

"اے ہمارے پروردگار! تو سلامتی والا ہے، تیری طرف سے ہی سلامتی ہے، تیرے لیے عزت اور بزرگی ہے۔"

رب جلیل جواباً ارشاد فرمائیں گے: "وَعَلَيْكُمْ سَلَامٌ مِنِّیْ وَعَلَيْكُمْ رَحْمَتِیْ وَكَرَامَتِیْ" میرے ان بندوں کو اهلاً ومَرحبًا، جنہوں نے غیب میں میری اطاعت کی اور میری وصیت کی نگہداشت کی۔ جنتی عرض کریں گے اللہ! ہم حق کی ادائیگی نہیں کر سکے، تیری تعظیم کا حق ادا نہیں کر سکے، ہمیں سجدہ کی اجازت دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے عبادت کی مشقت ختم کر دی، اب تم دار کرامت میں ہو، اس وعدے کو پہنچ چکے جو تم سے کیا، اب تم تمنا کرو تمہاری تمنا و آرزو پوری کی جائے گی۔ ہر شخص کی تمنا کے مطابق اس کو عطا کیا جائے گا، اب اپنے فضل و کرم سے اللہ انہیں اس قدر عطا کریں گے جہاں تک ان کی آرزوؤں کی پرواز نہیں۔ کسی شاعر نے کہا:

يَا رَاغِبَ الْحُوْرِ الْجُمَمِ
وَالدَّلِّ وَالشَّكْلِ وَحُسْنِ الشِّيَمِ
النَّاعِمَاتِ الدَّائِمَاتِ الرِّضٰى
فِیْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَاْوٰى النِّعَمِ
اُرْفُضْ بِدَارٍ زَهْرُهَا زَائِلٌ
وَاغْتَنِمِ الصِّحَّةَ قَبْلَ السَّقَمِ
وَابْدُرْ اِلَى الرُّؤْيَةِ مُسْتَبْصِرًا
وَاغْتَنِقِ التَّشْهِيْدَ عِنْدَ الظُّلَمِ
اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ لِمَا قَدْمَضٰى
اسْتَشْعِرِ الْخَوْفَ وَطُوْلَ النَّدَمِ
تَفِرَّ بِمَا تَطْلُبُ مِنْ لَذَّةٍ
وَتَأْمَنُ الْبَلْوٰى وَعُقْبَى النِّقَمِ

''اے حسین صورت و سیرت والی، ناز ونخرے اور لمبے بالوں والی حوروں کے خواہشمند۔''

''نرم و نازک ہمیشہ خوش رہنے والی، ناز ونعمت کے مرکز جنت الفردوس میں۔''

''اس گھر کو خیر باد کہہ دو جس کی آب وتاب عارضی ہے، اور بیماری سے پہلے صحت کو غنیمت سمجھو۔''

''اور ان کے دیدار کی طرف جلدی کر سامنے پاتے ہوئے اور تاریکیوں میں ان کی موجودگی سے معانقہ کر۔''

''اللہ سے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگ، اللہ کے خوف اور گناہوں پر طویل ندامت کا احساس رکھ۔''

''اپنی مطلوبہ لذت کے حصول میں کامیاب ہوکر، سزا و آزمائش سے محفوظ ہو جاؤ گے۔''

دسویں نشست
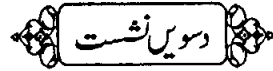
﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ﴾

''آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے۔''

روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری تو فرشتوں نے کہا، اللہ کی عزت کی قسم ہم پر بھی موت وارد ہوگی، اس وقت ہر صاحب عقل اور ذی روح نے یقین کرلیا کہ وہ ہلاک ہوگا۔

کسی شاعر نے کیا خوب ترجمانی کی:

أَيَضْحَكُ مَنْ لِلْمَوْتِ فِيهِ نَصِيبُ
وَيَنْعَمُ عَيْشًا اِنَّ ذَا لَعَجِيبُ
وَيَأْكُلُ وَالْأَيَّامُ تَأْكُلُ عُمْرَهٗ
وَلَيْسَ لَهٗ جِسْمٌ لِذَاكَ يَذُوبُ

''تعجب اس شخص پر جو یہ جانتے ہوئے کہ موت کا سامنا کرنا پڑے گا اس میں حصہ ہے، پھر وہ ہنستے ہوئے عیش وعشرت کی زندگی بسر کرے۔''

''کھا پی رہا ہے اور ایام اس کی عمر کھا رہے ہیں، اور اس کے لیے اس فکر میں گھلنے والا جسم نہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ﴾ [1]

''آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے۔''

ہر صغیر و کبیر (چھوٹے بڑے) ہر امیر و وزیر، طاقت ور اور کمزور، غنی اور فقیر، ہر نبی اور ولی، ہر صالح اور متقی، ہر زاہد و عابد، اقرار کرنے والے اور انکار کرنے والے سب پر موت آئے گی۔ بیمار اور تندرست، مریض اور صحیح سالم سب پر موت وارد ہوگی سوائے اللہ رب العزت کے۔ اسی لیے کسی شاعر نے کہا:

---

[1] ۳/ آل عمران:۱۸۵۔

اَلَا كُلُّ مَوْلُوْدٍ فَلِلْمَوْتِ يُوْلَدُ
وَلَسْتُ اَرَى حَيًّا عَلَيْهَا يَخْلَّدُ
تَجَرَّدْ مِنَ الدُّنْيَا فَاِنَّكَ اِنَّمَا
خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَنْتَ مُجَرَّدُ
وَأَنْتَ وَاِنْ خَوَّلْتَ مَالًا وَ كَثْرَةً
فَاِنَّكَ فِي الدُّنْيَا عَلَى ذَاكَ أَوْحَدُ

''ہر مولود موت کے لیے پیدا ہوا ہے، کوئی زندہ یہاں ہمیشہ رہنے والا نہیں۔''
''دنیا سے الگ تھلک رہ جب تم دنیا سے جاؤ گے تو تنہا ہی ہو گے۔''
''اگر تم مال و زر اور بہتات سے نوازے جاؤ، اس کے باوجود تم دنیا میں اکیلے ہو۔''

موت کی یاد

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لذتوں کو برباد کرنے والی، مجمعوں کو منتشر کرنے والی موت کو یاد کرو۔ سوتے وقت موت کو تکیہ سمجھو جب بیدار ہو تو اسے نظروں کے سامنے رکھو۔ اسی کے ذکر سے مجلسیں آباد کرو وہ تمہاری پیشانیوں سے بندھی ہوئی ہے۔'' [1]

موت تم پر سوار ہے، تمہاری نعمتیں بدمزہ کر دے گی، قلعے تباہ کر دے گی، تمہیں اس طرح فنا کر دے گی جیسے پہلے لوگوں کو فنا کر دیا، تم موت کو نہ بھولو وہ تمہیں نہیں بھولے گی، تم اس سے غافل نہ ہو وہ تم سے غافل نہیں ہو گی۔

عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہے انہوں نے فرمایا، جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی ناف میں اس زمین کی مٹی ہوتی ہے جس میں وہ فوت ہو گا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

اَمُرُّ عَلَى الْمَقَابِرِ كُلَّ حِيْنٍ
وَلَا اَدْرِيْ بِاَيِّ الْاَرْضِ قَبْرِيْ

[1] الترمذی: ۲۳۰۷؛ نسائی: ۱۸۳۳؛ ابن ماجہ: ۴۲۵۸؛ علل للدارقطنی: ۱۳۹۷ مختصرا۔

وَاَفْرَحُ بِالْغِنَى اِنْ زَادَ مَالِىْ
وَلاَ اَبْكِىْ عَلَى نُقْصَانِ عُمْرِىْ

''میں مختلف قبرستانوں سے گزرتا ہوں، مجھے علم نہیں کہ کس زمین میں میری قبر ہے۔''

''مال کی کثرت پر نازاں و فرحاں ہوں، مگر عمر کے گھٹنے (نقصان) پر کوئی پریشانی نہیں۔''

اس شخص کا حال کس قدر اچھا ہے جس نے موت کو یاد رکھا، اس کی خلاصی کے لیے قبل از وقت جدوجہد کی، اور اپنے نفس کو مولیٰ کریم کی خدمت میں مصروف رکھا، اور دنیا میں آخرت کے لیے ذخیرہ کیا۔ اور حصول جنت کے لیے رغبت کی جس کی نعمتوں کو زوال نہیں، وہاں عزت دیے گئے کو ذلت نہیں۔

کسی شاعر نے اسی لیے کہا:

اَلْمَوْتُ لَا شَكَّ اٰتٍ فَاسْتَعِدْلَهٗ
اِنَّ اللَّبِيْبَ بِذِكْرِ الْمَوْتِ مَشْغُوْلُ
فَكَيْفَ يَلْهُوْ بِعَيْشٍ اَوْيَلَذُّ بِهٖ
مِنَ التُّرَابِ عَلٰى عَيْنَيْهِ فَجُعُوْلُ

''موت بلاشبہ آنے والی ہے، اس کے لیے تیار رہ، عقلمند موت کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔''

''وہ شخص لذت و عیش میں پڑھ کر کس طرح غافل رہ سکتا ہے، جس کی آنکھوں پر مٹی کے نشان ہوں۔''

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے بڑا عقلمند کون ہے؟ فرمایا: ''جو موت کو بہت یاد کرنے والا، اور اس کے لیے احسن انداز میں تیاری کرنے والا ہو۔'' [1]

[1] الترغيب والترهيب: ٤/ ٢٣٨؛ مجمع الزوائد: ١٠/ ٣٠٩۔

حضرت ربیع کی حکایت

ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ آپ ہماری مجلسوں میں بیٹھ کر گپ شب نہیں کرتے انہوں نے جواب دیا کہ موت کی یاد میرے دل سے ایک لمحہ کے لیے بھی جدا ہو جائے تو میرا دل سخت ہو جاتا ہے۔ اللہ کے بندو! اپنی گردنیں آزاد کرانے کے لیے محنت کرو۔ اپنے نفس کی خلاصی کے لیے جدوجہد کر اس سے پہلے کہ وہ نکل جائے۔ تمہارا اور ندامت کا فاصلہ اور یہ علم کہ پاؤں پھسل چکا ہے اتنا ہی ہے کہ موت کا عقاب پرواز کرے اور اوپر سے تیر چل جائے۔

اس وقت ندامت نفع نہیں دے گی، عذر کام نہیں آئے گا، مددگار دفاع اور سفارشی سفارش نہیں کر سکے گا، بے چارہ نجات کا عطیہ دینے والا طمع نہیں کر سکے گا۔ میرے بھائی! میں یہ منظر دیکھ رہا ہوں۔ عورتیں تجھ پر چیخ و پکار کر رہی ہیں۔ بھائی، اہل و عیال رو رہے ہیں، اور اولاد اور پڑوسی تیری جدائی میں ہلکان ہیں، اور اعلان کرنے والے نے منادی کر دی فلاں بن فلاں فوت ہو گیا۔ اب تو دوست احباب سے جدا ہو کر مٹی کی تہوں میں چلا گیا۔ انہوں نے تجھے چھوٹے سے تنگ مقام میں لٹا دیا، جس کا منظر خوفناک، دہشت کی کثرت وحشت سے بھرپور، دیکھنے میں خوفناک، پتھروں سے ڈھانپا ہوا، نہ وہاں بستر ہے نہ کوئی غمخوار، نہ زادراہ، نہ تیاری کا سامان۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

اَلْمَرْءُ یَخْدَعُهٗ مُنَاهُ

وَالدَّهْرُ یَشْرَعُ فِیْ بَلَاهُ

یَاذَا الشَّبِیْبِهِ لَا تَكُنْ

مِمَّنْ تَعَبَّدَهٗ هَوَاهُ

وَاعْلَمْ بِاَنَّ الْمَرْءُ مُرْ

تَهِنٌ بِمَا كَسَبَتْ یَدَاهُ

وَالنَّاسُ فِیْ غَفْلَاتِهِمْ

وَالْمَوْتُ دَائِرَةٌ رُحَاهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یَبْقٰی
وَیَهْلِكُ مَنْ سِوَاهُ

''آدمی کو تمنائیں دھوکہ دیتی ہیں، زمانہ ابتلا و امتحان میں تیزی سے بڑھ رہا ہے۔''

''اے دھوکہ میں رہنے والے اس شخص کی طرح نہ ہو جو خواہشات کا پجاری ہے۔''

''اور خوب جان لو کہ انسان ہاتھوں کی کمائی کے بدلے گروی رکھا ہوا ہے۔''

''لوگ غفلت میں ہیں اور موت کی چکی گھوم رہی ہے۔''

''اللہ کی تعریف جو قائم و دائم ہے، اور اس کے سوا سب فنا ہونے والے ہیں۔''

موت کی مدہوشیاں

نبی ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ فرما رہے تھے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ لَسَكَرَاتٌ)) [1]

''بلاشبہ موت کی سختیاں ہیں۔''

وفات کے وقت آپ کے پاس پانی کا پیالہ تھا اس میں بار بار ہاتھ داخل کرتے اور چہرے پر پھیرتے اور فرماتے: ((اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيَّ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ))

''اے اللہ! موت کی سختیوں کو میرے لیے آسان فرما دے۔'' [2]

اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر موت کے وقت میت کے بال کے درد کو تمام کائنات پر رکھ دیا جائے تو وہ بھی ہلاک ہو جائیں۔'' [3]

اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اگر اس الم کا ایک قطرہ پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو وہ ہل جائیں۔'' [4]

---

[1] البخاري: ٤٤٤٩؛ الدر المنثور: ٦/ ١٠٥۔ [2] مسند احمد: ٦/ ٦٤؛ ترمذی: ٩٧٨ اس میں 'هون' مكه أعنى کا لفظ ہے۔ [3] فيض القدير للمناوى: ٥/ ٣٠٠۔
[4] اتحاف السادة المتقين: ١٠/ ٢٦٢؛ تهذيب تاريخ دمشق: ٤/ ٤٤٧۔

موت کے درد والم (دکھ)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ موت کی حقیقت بیان کرو، کہنے لگے اے امیر المؤمنین! موت ایک خاردار شاخ کی طرح ہے، کہ کسی شخص کے پیٹ میں داخل کردی جائے۔ جب ہر کانٹا رگوں میں پیوست ہو جائے تو اسے زور سے کھینچ لیا جائے، تو اب کیا نوچ لے گی اور کیا چھوڑے گی اس کا اندازہ آپ کر سکتے ہیں۔

حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب خلیل الرحمٰن سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو انبیائے کرام کی روحیں ان کے پاس جمع ہوئیں اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا میں سے آپ کو خلیل بنایا، اگر کسی سے موت کی تخفیف ہو سکتی تو آپ اس کے زیادہ حقدار تھے، بتایئے، موت کا ذائقہ کیسا تھا؟ فرمانے لگے، اللہ کی قسم! بہت سخت، اس ذات کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود نہیں! وہ ہنڈیا کے ابلنے اور آری کے کاٹنے سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھی۔ ملک الموت میری طرف لوہے کے کنڈے لے کر آیا اور ان کو ہر عضو میں داخل کر دیا پھر ہر عضو سے روح کو کھینچا اور دل تک لے آیا پھر دل میں ایک زہر دار نیزا مارا، جس میں موت کی زہر تھی۔ اگر ستر مرتبہ مجھے ہنڈیا میں جوش دیا جاتا تو وہ میرے لیے آسان ہوتا۔ انبیا علیہم السلام نے جواب دیا: اے ابراہیم علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے تم پر موت کو آسان کیا ہے۔ اے بھائیو! اگر انبیا کا یہ حال ہے تو گناہگاروں سے کیا سلوک ہوگا۔ موت ہی بڑی مصیبت ہے، وہاں حضرت جبریل علیہ السلام یہ گفتگو سن رہے تھے، فرمانے لگے، موت کے بعد کا مرحلہ اس سے بھی زیادہ شدید اور المناک ہے۔

سیدنا داؤد علیہ السلام اور چیونٹی

بعض تاریخی روایات میں ہے کہ داؤد علیہ السلام اپنے محراب میں عبادت کر رہے تھے کہ ایک چیونٹی جیسا کیڑا نظر آیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کیڑے کی کیا پروا، اللہ تعالیٰ نے اسے بولنے کی قوت دی، اس نے کہا، اے داؤد! اللہ کی قسم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں، اس سے ڈرتا ہوں، اور سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھ پر موت کی گھڑیاں آسان کر دے۔

کسی شاعر نے کہا:

يُحِبُّ الْفَتٰى طُوْلَ الْبَقَاءِ وَاِنَّهُ
عَلٰى ثِقَةٍ أَنَّ الْبَقَاءَ فَنَاءُ
زِيَادَتُهُ فِي الْجِسْمِ نَقْصُ حَيَاتِهِ
وَلَيْسَ عَلٰى نَقْصِ الْحَيَاةِ نُمَاءُ

''نوجوان لمبی مدت تک بقا کا خواہشمند ہے، جبکہ یہ بات یقینی ہے کہ بقا، فنا ہے۔''

''جسم کا بڑھنا زندگی کم ہونے کی علامت ہے، زندگی کم ہو جائے تو اسے بڑھایا نہیں جا سکتا۔''

بعض تاریخی روایات میں ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فوت ہونے کے بعد سوال کیا۔ اے ابراہیم! تم پر موت آ گئی۔ عرض کی جی ہاں، تین مرتبہ اللہ تعالیٰ نے سوال کیا، فرمایا: میرے خلیل موت کا ذائقہ کیسا تھا۔ حضرت ابراہیم نے جواب دیا موت کی تکلیف ایسے تھی جیسے لوہے کی گرم سلاخ بھیگی ہوئی اون میں رکھ کر کھینچ لی جائے۔ اللہ کریم نے فرمایا: اے خلیل ابھی تو ہم نے تیرے لیے موت کو آسان بنایا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا وعظ

روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی روح جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس پہنچی، فرمایا اے موسیٰ! موت کو کیسا پایا، جواب دیا جیسے زندہ چڑیا کو گرم سلاخ پر بھونا جائے، نہ موت آتی ہے کہ اسے راحت ہو نہ وہ نجات پاتی ہے کہ اڑ جائے۔ دوسری روایت میں ہے کہ زندہ بکری کی طرح کہ قصاب اس کی کھال اتار رہا ہو۔

کسی شاعر نے موت کا نقشہ یوں کھینچا:

اَلْمَوْتُ لَا وَالِدًا يَبْقٰى وَلَا وَلَدًا
هُوَ السَّبِيلُ اِلٰى أَنْ لَا تَرٰى اَحَدًا
مَاتَ النَّبِيُّ فَلَمْ يُخْلِدْ لِاُمَّتِهٖ

لَوْ خَلَّدَ اللّٰهُ حَيًّا قَبْلَهُ خَلَدَا

''موت نہ باپ کو چھوڑتی ہے نہ بیٹے کو، یہی ایک راستہ ہے جہاں کوئی نظر نہیں آتا۔''

''نبی فوت ہو گئے وہ اپنی امت کے لیے ہمیشہ نہ رہ سکے، اگر اللہ نے پہلے کسی کو زندہ چھوڑا ہوتا تو وہ زندہ رہتے۔''

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر پرندوں اور چوپاؤں کو موت کے متعلق ایسی واقفیت ہو جائے جو تمہیں ہے، تو تمہیں کھانے کے لیے فربہ جانور میسر نہ ہوں۔'' [1]

نوح علیہ السلام کو موت کا خوف

وہب بن منبہ نے کہا حضرت نوح علیہ السلام پانچ سو سال تک قوت رکھنے کے باوجود موت کے ڈر سے بیویوں کے قریب نہیں گئے اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا اللہ سے دعا کرو اللہ مجھ سے موت کی سختیوں کو آسان فرما دے۔

موت کی سختیاں

بعض تاریخی روایات میں ہے کہ موت کی تین ہزار سختیاں ہیں، ہر شدت تلوار کی ایک ہزار ضرب سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ اور بعض روایات میں ہے، کہ ساری دنیا ملک الموت کے لیے دستر خوان کی طرح ہے، جس سے آدمی ہاتھ بڑھا کر جو چاہتا ہے اٹھا لیتا ہے۔ بلکہ دنیا کا مشرق و مغرب، بر و بحر، اور ہر کنارہ ملک الموت کے لیے اتنا قریب ہے جس طرح کسی شخص کے لیے سامنے رکھا ہوا دستر خوان ہو۔ ملک الموت کو اللہ نے اس قدر معاون عطا کیے ہیں جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان میں سے اگر کسی فرشتہ کو کہہ دیا جائے کہ سات آسمان اور زمینوں کو لقمہ بنا لے تو وہ ایسا کر سکتا ہے، جب ملک الموت عرش اٹھانے والے فرشتوں کے قریب ہوتا ہے تو وہ خوف سے کانپنے لگ جاتے ہیں۔ موت کا ایک گھونٹ تلوار کی ایک لاکھ ضرب سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ کائنات کی ہر مخلوق میں

[1] مسند الشهاب: ١٤٣٣؛ كشف الخفاء للعجلوني: ٢/ ٢٢٠ شیخ البانی نے اسے ضعیف جدًا قرار دیا ہے۔ دیکھئے (السلسلة الضعيفة مختصرا: ٤٣٥٣)۔

برکت ہے ماسوائے موت کے وہ اپنے وقت مقرر اور مدت ختم ہونے پر لازمی آئے گی۔
کسی شاعر نے کہا:

لِلْمَنَايَا رُحَى عَلَيْكَ تَدُوْرُ
كُلُّنَا جَاهِلٌ بِهَا مَغْرُوْرُ
رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ بَكَى لِلْخَطَايَا
كُلُّ بَاكٍ فَذَنْبُهٗ مَغْفُوْرُ

''موت کی چکی گھوم رہی ہے، ہم سب جاہل فریب خوردہ غافل ہیں۔''
''اللہ اس شخص پر رحم کرے جو گناہوں پر رویا، ہر رونے والے کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔''

اے ابن آدم! تو کس قدر غافل ہے اور درست راہ سے کس قدر دور، موت اچانک آ پڑی اور ملک الموت تجھے آ ملا، ڈاکٹر مایوس ہو گیا، محبوب تجھ سے جدا ہو گئے، ہر قریبی تیرے نہ ہونے پر پریشان ہے، اب تم حسرت میں پڑ گئے، آنسو خشک ہو گئے۔ فصاحت و بیان والی زبان بے کار ہو گئی، ہم وطنوں کی جدائی سے بے قرار ہو کر اب کفنوں میں پڑے ہو۔ قبر تیرے رہنے کی جگہ ہے، قیامت تک یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔ اب بھائی اور اہل و عیال تجھ سے جدا ہو گئے، اور وہ بھول بھلا کر مطمئن ہو گئے۔ تیرا گھر اگر تھا تو انہوں نے وہاں رہائش کر لی، اگر تیرا مال تھا تو وہ انہوں نے تقسیم کر لیا۔

موت کی یاد

موت کے متعلق جو بیان ہوا اسے ذہن نشین کر لو، جو حکایات ہیں انہیں حفظ کر لو رب العالمین کی عبادت، روزہ اور مسلسل جدوجہد کو شیوہ بناؤ، رات، دن اللہ تعالیٰ کو نگاہ میں رکھو، سحریوں کے وقت عاجزی کو عادت بناؤ۔ اے شخص! تیری عمر چند سانس ہیں، ایک نگران انہیں شمار کر رہا ہے، موت کو مت بھولو وہ تمہیں نہیں بھولے گی، ذخیرہ اعمال کے لیے تیزی کرو، تیری زندگی چند سانس ہیں اگر وہ رک گئے تو ہمیشہ کے لیے تیرے اعمال کا سلسلہ بند ہو جائے گا، سانس نکل جانا یہ مدت عمر کی انتہا، اور اہل و عیال سے جدائی آخری گنتی ہے۔

شاعر نے کیا خوب کہا:

إِذَا مَا الْمَوْتُ جَرَّ عَلَى أُنَاسٍ
كَلَا كِلَهُ أَنَاخَ بِآخَرِيْنَا
فَقُلْ لِلشَّامِتِيْنَ بِنَا أَفِيقُوْا
سَيَلْقَى الشَّامِتُوْنَ كَمَا لَقِيْنَا

''اگر موت نے کچھ لوگوں پر آج اپنا سینہ رگڑا تو دوسروں کو کل دبا دے گی۔''

''خوش ہونے والوں سے کہہ دو ہوش میں آؤ، ہماری طرح کل خوش ہونے والوں کی باری ہے۔''

اے غافل! اپنے حال کو یاد رکھو، کہ جب غسل دینے والا اپنی مرضی سے تمہارے پہلو بدل رہا ہوگا، تیری عزت گئی، مال چھینا گیا، احباب کی مجلس سے نکل گیا، مٹی میں لیٹنے کی تیاری، کیڑے مکوڑوں کے حوالے، اور لحد میں اعمال کے بدلے گروی رکھ دیا گیا۔ کچھ دیر کے لیے رونے والے روئیں گے، پھر ہمیشہ کے لیے بھول جائیں گے، خوبیاں اور محاسن بدل گئے، اعضاء بکھر گئے، کفن کے ٹکڑے ہو گئے، کیڑوں نے تجھ پر بسیرا کر لیا، زبان ریزہ ریزہ ہو گئی، آنکھوں سے پیپ بہہ رہی ہے۔ گویا نہ کبھی تمہاری آنکھ تھی نہ زبان۔

اے ابن آدم! موت تیرے صحن میں اتر آئی، تیری تمناؤں کے درمیان حائل ہو گئی اب تو سخت تکلیف اور نزع کی حالت میں ہے، اب نہ باپ دفاع کر سکتا ہے نہ بیٹا، انسانوں کی کثرت، اور کوئی بہانہ نجات نہیں دے سکتا، کوئی خاندان اور مضبوط محل تحفظ فراہم نہیں کر سکتا، کبیر المتعال رب کی عزت کی قسم، موت ہر حال میں نازل ہونے والی ہے۔ حسرت و ندامت کے آنے سے قبل آج رونا اور عاجزی کام آ سکتی ہے۔

اچھی وعظ و نصیحت

اے ابن آدم! حسن عمل کی طرف توجہ کرو، اب تمہیں فرصت اور مہلت ہے، گناہوں اور غلطیوں سے توبہ کر لو، اس سے قبل کہ آواز آئے فلاں علیل ہے، لاغر اور ثقیل ہے، دوا کی کوئی راہ کسی طبیب کی خبر، اب طبیب بلائے جائیں گے، دوائیں جمع کی جائیں گی، مگر

مصیبت بڑھتی جائے گی۔ بھائی دوست، اہل واقربا جمع ہیں، آہ وبکا کی کثرت ہے، آواز آرہی ہے سانس گلے میں اٹک گیا، ہوسکتا ہے کہ ابھی سانس نکل جائے۔ اور تو اس امر عظیم کا بذات خود مشاہدہ کررہا ہے۔ اب تقدیر تجھ پر وارد ہوچکی، روح اعضاء سے نکل گئی، اب وہ آسمان کی طرف بلند ہوگئی، اب یا سعادت یا شقاوت (بدبختی)۔ اے مسکین! اپنے گناہوں سے پناہ مانگ، موت کے پسینے کی آمد اور ٹانگوں کے پھیلنے سے قبل، بائیں (ہاتھ) کے بڑھنے اور دائیں کے سمٹنے سے قبل اور رونے میں تیری قوت کے اضافہ سے قبل، تیرے گرد آہ وزاری رونے کی آوازیں ہوں گی۔

اہل اور اولاد کی جدائی پر آنسو جاری ہوں گے، سالوں اور مہینوں میں جو مال جمع کیا وہ کسی کام نہیں آئے گا پھر اپنی قبر میں اعمال کے بدلے گروی رکھا ہوا ہے۔ جلدی حساب لینے والے کے دربار میں پیشی تک، جوانی کے ناز ونخرے کے بعد تیرا جسم اب مٹی اور کنکریوں میں لتھڑا ہوا ہے۔

بندوں کے ناموں کا اندراج

بعض تاریخی روایات میں ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ایک درخت ہے۔ جس کی شاخیں عرش کے نیچے ہیں، ہر پتے پر ایک بندے کا نام درج ہے، جب اس بندے کی موت آتی ہے، تو نام والا پتہ ملک الموت کی گود میں گر جاتا ہے۔ تو فرشتہ اسی وقت اس کی روح قبض کر لیتا ہے۔

نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر روز دو فرشتے منادی کرتے ہیں۔ اے اہل دنیا! تم موت کے لیے پیدا ہوئے، اور بربادی کے لیے تعمیر کر رہے ہو۔ اللہ رب العالمین کے دربار میں تمہارا حساب بھی ہوگا اور تمہیں عذاب بھی۔'' [1]

کسی شاعر نے کہا:

عَجِبْتُ لِجَازِعٍ بَاكٍ مُصَابٍ
بِأَهْلٍ أَوْ حَمِيْمٍ ذِي اكْتِئَابٍ

[1] كشف الخفاء للعجلوني: ١/ ٢٠٤؛ الدر المنثور: ٦/ ٢٦ مختصرا۔

شَقِيْقُ الْحَبِيْبِ ، دَاعِي الْوَيْلِ جَهْلاً
كَأَنَّ الْمَوْتَ كَالشَّيْءِ الْعُجَابِ
وَسَوَّى اللّٰهُ فِيْهِ الْخَلْقَ حَتّٰى
نَبِيُّ اللّٰهِ فِيْهِ لَمْ يُحَابِيْ
لَهُ مَلِكٌ يُنَادِيْ كُلَّ يَوْمٍ
لِدُوا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

''مجھے موت پر جزع فزع کرنے والے اور رونے والے پر تعجب ہے۔''

''دامن چاک، جاہلانہ طرز پر ویل و ہلاکت پکار رہا ہے، گویا موت اس کے لیے عجوبہ ہے۔''

''تمام کائنات اس میں برابر ہے، یہاں تک اللہ کے نبی بھی، دائمی زندگی نہیں دیے گئے۔''

''ہر روز فرشتہ منادی کرتا ہے، تو موت کے لیے پیدا ہوا، اور تو بربادی کے لیے تعمیر کرتا ہے۔''

پھر یہ آیت پڑھی:

﴿ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝ ﴾ [1]

''کہہ دیجیے وہ بڑی خبر ہے جس سے تم اعراض کرنے والے ہو۔''

نوح علیہ السلام کا زہد

بعض تاریخی روایات میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نوح علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ جبریل علیہ السلام نے دیکھا وہ سمندر کے کنارے جھونپڑی ڈال کر بیٹھے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اے نوح! یہ کیا؟ فرمایا جس کو موت آنی ہے اس کے لیے یہ کافی ہے۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: ایسی قوم آئے گی جن کی عمر ساٹھ سے ستر کے دوران ہوگی، لیکن وہ تعمیرات پختہ اینٹوں، پتھروں اور کنکریٹ سے کریں گے۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا: ان لوگوں کو

[1] ٣٨/ ص: ٦٧، ٦٨۔

ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا وہ تو موت تک راکھ اکٹھی کر رہے ہیں۔
کسی شاعر نے کہا:

لَوْ كُنْتَ تَعْقِلُ يَا مَغْرُوْرُ مَابَرِقَتْ
عَيْنَاكَ لِلنَّاسِ مِنْ خَوفٍ وَمِنْ حَذَرٍ
مَابَالُ قَوْمٍ سِهَامُ الْمَوْتِ تَخْطِفُهُمْ
يُفَاخِرُوْنَ بِرَفْعِ الطِّيْنِ وَالْمَدَرِ

''غافل اگر تم عقل رکھتے تو تمہاری آنکھیں لوگوں کے خوف و ڈر سے نہ چمکتی۔''

ایسی قوموں کا کیا حال ہو گا کہ موت کے تیر انہیں اچک رہے ہیں، وہ اینٹوں کے محل بنانے پر فخر کر رہے ہیں۔''

عیسیٰ علیہ السلام اور کاسہ سر (کھوپڑی)

روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک مردہ شخص کے سر کے پاس سے گزرے اور اسے ٹھوکر ماری اور کہا: اللہ کے حکم سے کلام کر، وہ بول اٹھا اے روح اللہ! میں دنیا میں اختیارات و حکومت رکھنے والا، اپنی رعایا کے درمیان بیٹھا تھا اور میرے گرد لشکر اور خادم تیار کھڑے تھے، اچانک ملک الموت آیا میرے ہر عضو کو الگ کر کے میری روح لے گیا۔ اب جماعت فرقت میں اور انس وحشت میں بدل گیا۔

اے گناہگار! جب ملک الموت کا چہرہ سامنے آئے گا، اور پردہ اٹھتے ہی تو اس کو سامنے پائے گا، تو تھکی ہوئی نگاہ اور ڈرے دل سے اس کی طرف دیکھے گا، وہ روح نکالنے کے لیے اسے کھینچے گا۔ وہ اس وقت تک نہ نکلے گی جب تک ملک الموت کی دو بشارتوں میں سے ایک بشارت کا نغمہ نہ سن لے، اے اللہ کے دشمن! آگ کی بشارت یا اے اللہ کے ولی! جنت کی بشارت۔

اسی لیے کسی شاعر نے کہا:

يُخَيَّلُ لِيْ بُكَاءُ الْقَوْمِ حَوْلِيْ

وَقَوْلُهُمْ أَلَا أَزِفَ الرَّحِيلُ
وَمَا يُغْنِي الْبُكَاءُ إِذَا تَقَضَّى
لَدَى عُمْرِي وَأَنْ كَثُرَ الْعَوِيلُ
فَخُذْ لِلْمَوْتِ أَهْبَتَهُ فَإِمَّا
نَجَاةٌ بَعْدُ أَوْ هَوْلٌ طَوِيلُ

''قوم کا میرے گرد رونا اور ان کا قول کہ کوچ کا وقت قریب ہے مجھے جب اس کا تصور آتا ہے۔''

''سوچتا ہوں جب مدت عمر مکمل ہو جائے تو پھر شور و غل کی کثرت اور رونا کس کام آئے گا۔''

''موت کی تیاری کر اس کے بعد یا نجات یا پھر طویل خوف و ڈر۔''

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ موت کے وقت

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ کاش! کوئی عقلمند آدمی موت کی گھڑیوں میں مبتلا ہو اور وہ مجھے بتائے کہ وہ کیا محسوس کر رہا ہے۔ جب حضرت عمرو بن العاص کی موت کا وقت قریب آیا تو بیٹا کہنے لگا: ابا جان! آپ بتایئے کیا محسوس کر رہے ہیں؛ فرمانے لگے: اے بیٹا! میں محسوس کرتا ہوں کہ میرا پہلو زمین کے نیچے ہے، اور کانٹوں کی شاخ میرے پاؤں سے نکل کر سر کی طرف جا رہی ہے، اور گویا میں سوئی کے سوراخ سے سانس لے رہا ہوں۔ پھر ہاتھ بڑھایا اور فرمانے لگے اے اللہ! میں طاقتور نہیں کہ بدلہ لے سکوں، نہ گناہوں سے پاک ہوں کہ عذر کر سکوں، اے اللہ! میں گناہ گار اعتراف قصور کرنے والا اور معافی مانگنے والا، یہ کہتے ہوئے ان کی روح پرواز کر گئی۔

سلیمان علیہ السلام اور ملک الموت

روایت ہے کہ ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کا دوست تھا اور اکثر ملاقات کے لیے آتا، ایک روز ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے اور ان کے پاس ایک آدمی تھا جس سے سلیمان علیہ السلام کلام کر رہے تھے۔ ملک الموت اس شخص کو گھور کر دیکھتے

رہے، ملک الموت کے جانے کے بعد اس شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے سوال کیا کہ یہ شخص کون تھا جو ابھی یہاں سے واپس گیا ہے؟ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: یہ ملک الموت تھا، آدمی کہنے لگا کہ ملک الموت مجھے تیز نگاہ سے دیکھ رہے تھے، اے اللہ کے نبی! آپ سے مجھے ایک کام ہے، فرمایا وہ کیا؟ کہنے لگا آپ ہوا کو حکم دیں وہ مجھے ہندوستان چھوڑ آئے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا وہ اسے ہندوستان چھوڑ آئی۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے چند دنوں کے بعد ملک الموت سے پوچھا کہ کچھ روز قبل آپ اس شخص کی طرف گھور کر کیوں دیکھ رہے تھے؟ ملک الموت نے جواب دیا کہ میں تعجب کر رہا تھا کہ اللہ نے مجھے جزائر ہند میں اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیا ہے اور وہ یہاں شام میں بیٹھا ہے، چنانچہ وہ جونہی ہوا کے ذریعے ہندوستان پہنچا تو میں نے اس کی روح قبض کر لی۔

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اور جن

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں داخل ہوئے، اور مسجد نبوی کے ستونوں کی طرف دیکھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یاد آ گئی جن سے ملاقات رہی، تو رو پڑے، اور فرمایا:

أَلَا ذَهَبَ الْحُمَاةُ وَأَسْلَمُوْنِیْ

فَوَا أَسَفاً عَلٰى فَقْدِ الْحُمَاةِ

تَوَلَّوْا لِلْقُبُوْرِ فَأَسْقَمُوْنِیْ

فَوَا أَسَفَا عَلٰى فَقْدِ الثِّقَاةِ

"محافظین دین چلے گئے اور مجھے تنہا چھوڑ گئے، ہائے افسوس ان محافظین کے گم ہونے پر۔"

"وہ قبروں میں جا ٹھہرے اور مجھے بیمار کر گئے، ہائے افسوس ان پختہ کار لوگوں کے جانے پر۔"

مسجد کے ایک ستون کی طرف سے غمگین آواز اور زخمی جگر سے غائبانہ جواب آیا:

فَدَعْ عَنْكَ الثِّقَاةَ فَقَدْ تَوَلَّوْا

وَنَفْسَكَ فَابْكِهَا حِيْنَ الْمَمَاتِ

فَكُلُّ جَمَاعَةٍ لَا بُدَّ يَوْمًا

يُفَرِّقُ بَيْنَهُمْ وَقْعُ الشَّتَاتِ

''ان پختہ عزم لوگوں کی یاد نظر انداز کر دو وہ تو چلے گئے اب موت تک اپنے آپ پر رو۔''

''ہر جماعت ایک روز لازمی طور پر ٹولیوں میں تقسیم ہو جائے گی۔''

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تو کون ہے؟ تو نے تو میرے غم میں اضافہ کر دیا۔ جواب آیا کہ میں مؤمن جن ہوں، ہم اس مسجد میں ستر افراد تھے، تیری جماعت کی طرح میری مکمل جماعت موت کے گھاٹ میں چلی گئی، اب ان سے میرے سوا کوئی نہیں جیسے دوستوں میں سے تم اکیلے رہ گئے، اور ہم بھی ان سے عنقریب ملنے والے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

نیک سیرت جن

تاریخی روایات میں ہے کہ ایک شخص نماز میں یہ آیت: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ بار بار پڑھ رہا تھا اور اس پر غور وفکر کر رہا تھا۔ ایک آواز سنائی دی اے شخص! کب تک اسی آیت کو دہراتا رہے گا، اللہ کی قسم تو نے میرے چار جن ساتھیوں کو مار ڈالا، وہ اس آیت کو بار بار سن کر ہلاک ہو گئے۔

رب اور بندے کے مابین

بعض عارفین سے روایت ہے، اللہ تعالیٰ کے بندے سے دو راز ہیں، جو الہام کے ذریعے اسے القا کرتے ہیں۔ ایک راز جب بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے، اللہ فرماتے ہیں میرے بندے! تجھے دنیا میں پاک صاف نکالا ہے، اور دوسرا راز روح نکلتے وقت، اللہ فرماتے ہیں: میرے بندے! میری امانت سے کیا سلوک کیا؟ کیا تو نے اس کی حفاظت کی کہ اب تجھ سے وفا، عہد اور رعایت کا سلوک کیا جائے یا کہ تو نے امانت کو ضائع کر دیا کہ اب تجھے عذاب دیا جائے اور اس کی ادائیگی کا مطالبہ کیا جائے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا وعظ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ لذتوں کو برباد کرنے والی کا ذکر بار بار کرو تم قلیل میں اس کا ذکر کرو گے تو وہ کافی ہوگا۔ کثیر میں کرو گے تو اسے کم کر دے گا۔

اللہ کے بندو! محنت کرو اور موت کی تیاری کرو۔ محرومی سے قبل اپنی موت کے لیے جلد تیاری کرو تم رحمٰن کے گھر میں جنت کے حصول میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

کسی شاعر نے کہا:

لِمَلَكِ الْمَوْتِ فِي الدُّنْيَا دُيُوْنٌ
تَحُلُّ فَلَيْسَ يُمَطِّلُهَا الْمَطُوْلُ
وَكُلُّ الْعَالَمِيْنَ بِهَا مَلِيٌّ
فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى أَحَدٍ جَمِيْلُ
سَوَاءٌ إِذْ يَحُلُّ عَلَى غَرِيْمٍ
عَلَيْهِ ذُو التَّعَزُّزِ وَالذَّلِيْلُ

''ملک الموت کا دنیا میں ہر شخص مقروض ہے، جب وہ آ جاتا ہے تو حیلہ و بہانہ سے ٹلتا نہیں۔''

''اس کے نزدیک پوری کائنات قرض دینے کے لائق ہے، اس نے کبھی کسی پر احسان نہیں کیا۔''

''جب وہ کسی قرض دار سے قرض لینے کے لیے آتا ہے تو اس کے لیے عزیز اور ذلیل دونوں برابر ہیں۔''

اے اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑنے والی جماعت! اللہ سے ڈرو، عزت اور مال کے دھوکے میں نہ آؤ۔ موت کسی بڑے شان و شوکت والے سے ڈرتی نہیں اور فقیر اور ذلیل پر رحم نہیں کرتی۔ احتیاط سے چلو، صالح اعمال کی تیاری کرو، اس سے قبل کہ وہ دن آئے جس میں کسی حیلہ ساز کے لیے حیلہ نہ رہا ہو۔ پیارے بھائیو! کب تک غفلت میں رہو گے، بے کاری میں بڑھتے رہو گے، اور مہلت کے دھوکے میں مبتلا رہو گے۔

نبی ﷺ کا صحابہ کو موت کی یاد پر رغبت دلانا

نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے گھر تشریف فرماتھے۔صحابہ کی مجلس میں سے بار بار ہنسنے کی آوازیں آئیں۔ نبی ﷺ ان کی طرف گئے اور ان کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری مجلس پر ہنسی مذاق غالب آ گیا ہے۔تم اپنی گفتگو میں لذتوں کو بدمزہ کرنے والی کا ذکر کیوں نہیں کرتے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ لذتوں کو بدمزہ کرنے والی کیا ہے؟ فرمایا: ''موت کی یاد۔'' تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رونا شروع ہو گئے۔ [1]

جب اصحاب رسول ﷺ جو اسلام کے چراغ، سید و محترم اور کائنات کے راہنما ہوتے ہوئے موت کے خوف سے ان کی ہنسی رونے میں تبدیل ہو گئی حالانکہ انہوں نے اپنی عمریں اللہ ذوالجلال کی اطاعت میں فنا کر دیں، زندگی کے ایام سنت و احکام پر عمل کرنے میں گزار دیے، تو اب اس شخص کا کیا حال ہو گا جو جرم طغیانی گناہوں اور نافرمانیوں میں بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ وہ سود، حرام، یتیموں اور کمزوروں کا مال کھانے میں مصروف ہے۔

کسی شاعر نے کہا:

اَلْمَوْتُ فِیْ كُلِّ حِيْنٍ يَنْشُرُ الْكَفَنَا
وَنَحْنُ فِیْ غَفْلَةٍ عَمَّا يُرَادُ بِنَا
لَا تَطْمَئِنَّ إِلَى الدُّنْيَا وَزَهْرَتِهَا
وَإِنْ تَوَشَّحَتْ مِنْ أَثْوَابِهَا الْمِحَنَا
أَيْنَ الْأَحِبَّةُ وَالْجِيْرَانُ مَا فَعَلُوْا؟
أَيْنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا لَنَا سَكَنَا.
سَقَاهُمُ الدَّهْرُ كَأْسًا غَيْرَ صَافِيَةٍ
فَصَيَّرَتْهُمْ لِأَطْبَاقِ الثَّرٰى رَهَنَا

[1] صحابہ کو تنبیہ والی اس معنی کی روایت مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۰۸؛ مسند بزار: ۳۶۲۳؛ معجم الاوسط: ۶۹۵ میں موجود ہے۔

''موت ہر وقت کفن پھیلائے ہوئے ہے۔ہم غافل ہیں کہ ہم نہیں مریں گے۔
دنیا اور اس کی زیب وزینت پر مطمئن نہ ہو اگر چہ وہ کس قدر اچھا اور نرم
ونازک لباس پہنے ہے۔''
''تیرے محبوب اور پڑوسی کدھر گئے ان سے کیا ہوا؟ کہاں ہیں وہ جو کل
ہمارے ساتھ قیام پذیر تھے؟''
''زمانے نے ان کو ناخوشگوار جام پلایا۔اب وہ خاک کی تہوں میں گروی
رکھے پڑے ہیں۔''

اے میرے بھائی! جب موت آ گئی تو جمع شدہ مال نفع نہیں دے گا، کمایا ہوا نجات نہیں دے گا، احباب، اصحاب اور پڑوسیوں کی جدائی سے قبل اپنے آپ کو تیار رکھ۔ آشیانوں سے نکل کر، کیڑوں اور مٹی کی منزل اور وحشت وعذاب کے گھر میں بسیرا کرنا ہو گا۔ہاں اگر مالک الملک نظر انداز کردے (تو الگ بات ہے)۔

موت کی یاد اور عمل

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے موت کو کثرت سے یاد کیا اس کے اچھے اعمال میں اضافہ ہوگا۔'' [1]

پیارے بھائیو! موت کا ذکر کثرت سے کرو، اللہ تم پر موت کا وقت آسان فرمائیں گے۔اور تم پر رحم فرمائیں گے، سوتے وقت وہ تمہارا بچھونا ہو، قیام میں تمہاری نظروں میں رہے۔کثرت حسنات کی تیاری، گناہوں اور غلطیوں سے اجتناب لازم ہے۔اللہ اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنے آپ پر ترس کھایا، اور نفس کا خیال رکھتے ہوئے۔قبر یاد رکھی۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے موت کو کثرت سے یاد رکھا، اس نے حسد، رغبت اور عیش کو چھوڑ دیا۔''

میرے بھائی غور کر اگر ہم میں سے صرف ایک آدمی نے مرنا ہوتا مگر نامزد نہ ہوتا تب بھی اس کا تقاضا تھا کہ ہمارے آنسو نہ رکتے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یقینی طور پر کوئی بھی

[1] اس معنی کی روایت مصنف ابن ابی شیبہ:۳۵۶۷٦؛مجمع الزوائد:۱۰/ ۳۱۰ میں موجود ہے۔

زندہ نہیں رہے گا، تو پھر ہمارا رویہ کیا ہونا چاہیے؟

گناہگاروں کی جماعت! اس گھڑی پر آنسو بہاؤ جس نے ضروری آنا ہے۔ تم دیکھ نہیں رہے کہ موت نے سابقہ امتوں کو فنا کر دیا، گزشتہ صدیوں کو تباہ کر ڈالا۔ اونچے محلات کو گرادیا، حاملہ اونٹنیوں کو بے کار کر دیا، گھر تباہ ہو گئے۔ نشانات مٹ گئے، عمروں کو فنا کر ڈالا، جمع شدہ مال کام نہ آیا۔ ان کی صنعت اور عمارتیں تحفظ نہ کر سکیں، اب وہ قبروں میں خاک ہوئے پڑے ہیں اور موت کی ہولناکیاں برداشت کر چکے۔ یہ دلیل ہے کہ موت کائنات میں کسی کو معاف نہیں کرے گی جب تک سب کو مار کر مٹی میں نہ ملا دے۔

زہد کی حکایت

عمرو بن مُرّہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص کا ذکر ہوا تو لوگوں نے اس کی تعریف کی۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ''دنیا میں اس کی رغبت کیسی اور نفس پسند چیز چھوڑنے میں اس کا معمول کیا ہے؟''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا، وہ دنیا کی کچھ چاہت رکھتا ہے، پوچھا: ''موت کی یاد کیسی رکھتا ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا، موت کا ذکر کثرت سے نہیں کرتا۔ فرمایا: ''پھر وہ آئیڈیل آدمی نہیں۔ جو شخص موت کا ذکر کثرت سے نہیں کرتا، دنیا کے ساز و سامان سے منہ نہیں موڑتا اس میں کوئی خیر نہیں۔'' [1]

اے اللہ کے بندو! تھوڑی عمر اور جلد موت سے پہلے اعمال کی طرف جلدی کرو۔ اس سے قبل کہ ملک الموت خوف و ہراس لے کر آئے۔ موت کمر توڑ دیتی ہے۔ گردنیں اڑا دیتی ہے، ہر مخلوق کو مٹی میں ملا دیتی ہے۔ مومن فرمانبردار کو جنت مآب میں پہنچا دیتی ہے، فاجر کو عذاب الیم کی طرف ہانک دیتی ہے، موت کی فکر کیا کرو۔

شاعر نے فرمایا:

هَلْ لِلْفَتَى لِمَنْ عَثَارَ الدَّهْرَ مِنْ وَاقِ
أَمْ هَلْ لَهُ مِنْ حَمَامِ الْمَوْتِ مَنْ رَاقِ

[1] مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۰۹ باختلاف یسیر۔

قَدْ رَجَّلُوْنِیْ وَمَا بِالشَّعْرِ مِنْ شَعَثٍ
وَلَبَّسُوْنِیْ ثِیَابًا غَیْرَ اَخْلَاقٍ
وَکَفَّنُوْنِیْ وَقَالُوْا اَیَّمَا رَجُلٍ
وَأَدْرَجُوْنِیْ کَأَنِّیْ طَیُّ مِخْرَاقٍ
هَوِّنْ عَلَیْكَ وَلَا تُوْلِغْ بِاِشْفَاقٍ
فَاِنَّمَا مَالُنَا لِلْوَارِثِ الْبَاقِیْ

''کیا نوجوان کو زمانے کی ٹھوکر سے کوئی بچانے والا ہے موت کی تباہی سے کوئی دم کرنے والا۔''

''انہوں نے بالوں میں کنگھی کردی جب کہ وہ بکھرے ہوئے نہ تھے، اور نئے کپڑے پہنا دیے۔''

''مجھے کفن دے کر کہنے لگے کیسا اچھا آدمی ہے! اورانہوں نے مجھے اس میں داخل کردیا گویا میں لکڑی ہوں جس پر کپڑا لپیٹا جاتا ہے۔''

''اب ڈرنے کی ضرورت نہیں اس غم کو آسان کرو۔ ہمارا مال پیچھے والوں کے لیے ہے۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا وعظ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ شخص جس نے کل آنے والی کو اپنی عمر کا حصہ سمجھا اس نے موت کو یاد نہیں رکھا۔ کل آیندہ کی آس لگانے والا ہوسکتا ہے کہ اسے مکمل نہ کرسکے، کل کی امید میں رہنے والا اس تک پہنچ نہ سکے۔ اگر تم موت اوراس کی رفتار دیکھو، تو امید اور دلکشی کو ناپسند کرو۔ ان شاخوں پہ تعجب جن کے تنے غائب ہیں یہ ایسے ستارے ہیں جن کے غروب کا وقت آ گیا۔

بیماری اور دوا

روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف آیا، کہا، اے ام المؤمنین! مجھے بیماری لگ گئی کیا تمہارے پاس دوا ہے؟

پوچھنے لگیں، بیماری کیا ہے؟ اس نے کہا دل سخت ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس کا علاج یہ ہے کہ بیماروں کی عیادت کرو۔ جنازوں میں حاضر رہو، موت کو ذہن نشین رکھو، اللہ سے ڈرو، اے موت کے نشانوں، اور مصائب کے دروازو! اللہ نے جو موت بندوں پر لکھی اسے مت بھولو، ملکوں اور آبادیوں کو تباہ کرنے والی ہے، احتیاط کرو، تیاری کرو، اے بیمار جسموں تم موت کے نشانہ میں ہو، جو خطا نہیں ہوتا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: اے لوگوں اس (موت) پر جزع وفزع (رونا پیٹنا) کیسا جس کے آئے بغیر چارہ نہیں، اور اس میں طمع کیسی جس کی امید نہیں، جو ٹل نہیں سکتی اس کے لیے چارہ سازی کیسی، ہر چیز اپنے مرکز اور اصل پر قائم ہے، پہلے جانے والے لوگ تنے ہیں ہم شاخیں ہیں، تنوں کے بعد شاخوں کی بقا کیسی؟ اے لوگو! تم دنیا میں موتوں کا نشانہ اور مصائب کی لوٹ مار اور حوادثات کی کان ہر لقمہ کے ساتھ اٹکن ہے اور ہر گھونٹ کے ساتھ بھی ایک نعمت کے حصول کے لیے دوسری کی قربانی ہر ایک تعمیر کے لیے دوسرے کی تخریب ضروری ہے۔ اپنے آپ کو ہلاک کرنے میں تم خود ہی معاون ہو، جو شے حتمی ہے اس سے بھاگنا کہاں؟

بھائیو! لمبی امید کی طرف مت جھکو، اور موت کے قرب کو مت بھولو، موت کے بغیر چارہ نہیں۔

پیارے بھائیو! تم نے کسی کو دنیا میں ہمیشہ رہنے والا پایا کہ تم بھی امید رکھو کہ ہم ہمیشہ باقی رہیں گے؟ یا تمہیں آخرت کی طرف جانے میں شک ہے تو قرآن کا انکار کر کے کافر ہو جاؤ۔ اگر ایسی بات ہوتی تو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہتے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارے دلوں پر غفلت کا پردہ چھا گیا۔ اور تمہارے نفوس پر شیطان لعین کا غلبہ ہو گیا جس کی بنا پر تم مجمعوں کو منتشر کرنے والی موت کو بھول گئے۔

کسی شاعر نے کہا:

لَيْـــسَ دَوَامُ الْبَـقَـــاءِ لِلْخَـلْقِ

لَــكِــنَّ دَوَامُ الْبَــقَـــاءِ لِـلْـخَلَّاقِ
غَـلَـبَ الْـمَوْتُ حِيْلَةَ كُلِّ مُـحْتَالِ
وَأَعْيٰـــى بِـــدَائِـــهِ كُـلُّ رَاقِ

''مخلوق کے لیے بقا نہیں، بلکہ خالق کائنات کے لیے دائمی بقا ہے۔''

''موت ہر چارہ گر کے حیلہ پر غالب آ ئی اور علاج کرنے والے اس کی بیماری پر قابو پانے سے عاجز آ گئے۔''

قرآن اور موت دونوں بہترین واعظ (نصیحت کرنے والے) ہیں

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم میں دو واعظ چھوڑ چلا ہوں، ایک خاموش اور دوسرا بولنے والا، بولنے والا واعظ قرآن اور خاموش واعظ موت ہے۔''

اے مساکین! نہ تم نے قرآن پر عمل کیا، نہ موت کی فکر کی، صبح و شام ہوتی ہے اور تمہارے دل دنیا کے مال و اسباب سے اٹکے ہوئے ہیں، نہ موت کی خبر، نہ بچاؤ کی فکر، رحمٰن کے خوف سے خالی، شیطان کے دھوکے سے بھرے ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے تمہیں موت کی فکر نہیں۔

اللہ سے ڈرو، اللہ کے بندو! اپنے آباء و اجداد، احباب، پڑوسیوں اور بھائیوں سے عبرت پکڑو، فکر کرنے والے کے لیے اس میں نصیحت ہے، کل وہ تمہاری طرح کھانے پینے میں مصروف تھے، تمہاری طرح عیش و عشرت لباس و زینت کے دلدادہ تھے۔ آج قبروں میں جا بسے اور مٹی کی تہوں میں جا چھپے، وارث ان کا مال تقسیم کر بیٹھے۔ دوست اور دشمن کی تمیز کیے بغیر ان کی بیویوں کے نکاح ہو گئے، دشمنوں نے ان کی اولاد کو رسوا کر دیا، گھر اجڑ گئے، راز فاش ہوئے، ان کے متعلق باتیں ہونے لگیں۔ کسی شاعر نے کہا:

رَأَيْــتُ الْــمَــوْتَ لَا يَبْــقٰـى خَــلِيْلاً
عَــلٰــى خِــلٍّ وَاِنْ عَــاشَــا زَمَــانَــا
فَــكُــنْ مِــنْــهُ عَــلٰــى حَــذَرٍ
فَإِنِّيْ رَأَيْــتُ الْــمَــوْتَ لَا يُعْطِيْ اَمَانَا

"موت دوستوں کی دوستی باقی نہیں چھوڑتی اگر چہ وہ لمبی مدت اکٹھے رہے۔"

"ہمیشہ موت سے محتاط رہو وہ کسی کو تحفظ نہیں دیتی۔"

موت کی شدت

رسول اللہ ﷺ نے موت کے غم و کرب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "موت کی شدت تلوار کی تین سو ضربوں سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔" [1]

موت کا یقین رکھنے والو! یہ سستی اور غفلت کیسی؟ جو شخص موت کو یاد رکھتا ہے، اس کی خوشی، حسد اور رغبت کم ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب لوگوں میں غفلت اور سستی پاتے، تو مسجد کے دروازے میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکارتے "اے لوگو! موت، موت کا انتظار کرو وہ تمہارے پاس سعادت یا شقاوت کا پیغام لے کر آئے گی، روح و راحت لے کر آئے گی، نفع بخش عزت و کرامت، جنت عالیہ اللہ کے دوستوں کے لیے تیار جنہوں نے اس کے لیے تیاری کی۔ ہر جدو جہد کرنے والے کی ایک انتہا ہے، جو موت ہے، تمہارے پاس موت، رسوائی و ندامت لے کر آئے گی۔ شیطان کے دوستوں کے لیے ناکامی، دہکتی آگ میں ان کی جدو جہد اور اعمال برباد ہو جائیں گے۔ بحر حال ہر ایک کی انتہا موت ہے کوئی پہلے کوئی بعد میں۔ [2]

اللہ کے بندو! سابقین (نیکی کی طرف سبقت لے جانے والے) میں سے ہو، خاسرین سے نہیں، اور موت کے متعلق، یقین اور تحقیق رکھو، شکوک و شبہات میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

موت کی آرزو

نبی ﷺ نے فرمایا: "موت کی آرزو نہ کرو، وارد ہونے والی کی ہیبت بڑی سخت ہے۔ آدمی کی بہت بڑی سعادت ہے کہ اللہ اسے اپنی طرف رجوع کی توفیق دے اور عمر میں اضافہ فرما دے۔" [3]

انا لله وإنا إليه راجعون، اس شخص پر جس کی عمر لمبی اور اعمال برے ہوئے،

---

[1] كتاب الزهد لابن المبارك: ٦٢٠۔ [2] البيان والتعريف للحسيني: ٢/ ٣٠١۔

[3] مسند احمد: ٣/ ٣٣٢؛ البيهقي في شعب الايمان: ١٠٥٩٨ شیخ البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے (السلسلة الضعيفة: ٨٨٥)۔

اور کوئی وعظ اس کے لیے مفید نہیں، جس شخص کی یہ حالت ہو جائے اس کی تجارت بے سود اور خسارہ ہی خسارہ ہے۔

مجرب دوا (آزمودہ نسخہ)

اے عزت والے پروردگار! ہم پر اور تمام گناہگاروں پر فضل فرما۔ ایسی توبہ عطا فرما جو گناہ کی ذلت سے اطاعت کی عزت میں لے آئے، اہل سنت والجماعت کے طریقے پر ثابت قدم رکھتے ہوئے دنیا سے ذلت اور نقصان کے بغیر چلے جائیں، اے اللہ! گناہ اور اطاعت تیرے اختیار میں، دل اور پیشانی تیرے قبضہ میں، توبہ کے پانی سے ہمارے دلوں کی پاکیزگی فرما، گناہ کی میل سے انہیں پاک کر دے۔ جب تک زندہ ہیں دین و دنیا کی سلامتی عطا فرما، ہدایت ملنے کے بعد گمراہی میں واپسی نہ ہو، اے اللہ! خاتم الرسل پر رحمت بھیج، اپنی توفیق کے ساتھ ان کی سنت اور طریقہ پر چلنے کی توفیق دے اور انہیں کے جھنڈے کے نیچے قیامت کو اٹھا اور ہمارا شمار قوم مغضوب اور ضالین سے نہ ہو۔

يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ،
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

گیارھویں نشست
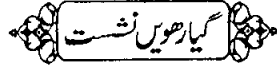
انبیا، اولیا اور صلحا کی موت کے بارے میں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ﴾ [1]

''ہر شخص نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔''

اے لوگو! یقیناً تم مرنے والے ہو، تمہارے بھائی قبروں کے پڑاؤ پر تم سے پہلے جا بسے۔ جب موت اولادِ آدم کو اول تا آخر مکمل کر لے گی تو وہ غفور بادشاہ کے دربار میں حاضری اور دوبارہ زندگی کے لیے کھڑے ہوں گے۔ اس مقام کی تیاری کرو، گناہوں، خطاؤں سے بچتے ہوئے، موت سے قبل توبہ کی طرف جلدی کرو۔

موت کی کیفیت

نبی ﷺ نے فرمایا: ''موت خاردار شاخ کی طرح ہے جسے کسی کے پیٹ میں داخل کر دیا جائے، جب کانٹے اچھی طرح رگوں میں پیوست ہو جائیں تو کوئی زوردار جھٹکے سے اسے کھینچ لے اب وہ کچھ گوشت نوچ لے اور بقایا کو زخمی کر دے۔''

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اپنی عمریں بیہودگی میں ضائع نہ کرو، اپنے ایام جہالتوں میں فنا نہ کرو، موت کو یاد رکھو، احباب میں جدائی ڈالنے والی، رشتوں کو توڑنے والی، گردنوں کو خشک کرنے والی، جابروں اور ظالموں کی گردنیں توڑنے والی، ماں باپ کو ہلاک کرنے والی، بہنوں اور بھائیوں کی قاتل، پڑوس اور تعلقات کو تباہ کرنے والی موت، تمہاری دولت چھین رہی ہے، حالات تہہ و بالا کر رہی ہے، عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر رہی ہے حتیٰ کہ خلیل رہا نہ حبیب نہ جاہل نہ ادیب۔

اے مسکین! تو نے بلڈنگیں بنانے اور محلات تعمیر کرنے میں مال خرچ کیا، موت کو بھول گیا۔ اور قبروں کی تاریکیوں میں قیامت تک رہنے کے تصور کو نظر انداز کر دیا۔

[1] ۳/ آل عمران: ۱۸۵۔

کسی شاعر نے کہا:

أَلَا لِلْخَرَابِ بَنَى الْعَامِرُوْنَا
وَلِلْمَوْتِ مَا وَلَدَ الْوَالِدُوْنَا
وَعَمَّا قَلِيْلٍ يَرَى الْآخَرُوْنَ
عَجَائِبَ مَا قَدْ رَأَى الْأَوَّلُوْنَا

"بنانے والوں نے عمارتیں تباہی کے لیے تعمیر کیں اور اولاد آدم موت کے لیے پیدا ہوئی۔"

"پچھلے لوگ عنقریب وہ عجائبات دیکھ لیں گے جو پہلے لوگوں نے دیکھے۔"

اے مسکین! یقین رکھو، کہ ذلت کی زندگی سے موت بہتر ہے، اے ابن آدم مٹی کے نیچے سونا، اللہ رب العزت کی نافرمانی سے بہتر ہے۔"

موت کا وعظ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انسان کے لیے موت کا وعظ، عبادت کا شغل، اور یقین کا غنا کافی ہے۔" [1]

اچھی طرح ذہن نشین کرلو اے اللہ کے بندو! تمہاری امت کے بعد کوئی امت نہیں اور تمہارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں۔ قیامت کے دن انتظار کیا جائے گا کہ پہلے پچھلوں کے ساتھ مل جائیں۔ پھر انہیں قیامت کے صحن میں جمع کیا جائے گا، تاکہ انہیں حسرت و ندامت کا احساس ہو، اس وقت مال و اولاد کام نہیں آئے گی، تمہارے اور تمہاری خواہش کے درمیان پردہ حائل ہوگا۔ اور جس وقوعہ کا مذاق اڑاتے تھے وہ واقع ہوگا۔

ابوالعتاہیہ شاعر

ایک مرتبہ ابوالعتاہیہ ہارون رشید کے دربار میں گئے تو ہارون رشید نے کہا شعر سناؤ، اس نے کہا پہلے مجھے امان دی جائے۔ ہارون رشید نے کہا تمہیں امن ہے تو ابوالعتاہیہ نے

[1] شیخ البانی نے اسے ضعیف جدًا قرار دیا ہے (السلسلة الضعيفة: ٥٠٢) مسند الشهاب: ١٤١٠؛ مجمع الزوائد: ١٠/ ٣٠٨۔

یہ اشعار کہے:

لَا تَـأْمَنِ الْمَوْتَ فِیْ طَرْفٍ وَّلَا نَفْسٍ
وَاِنْ تَسَتَّـرَتْ بِـالْـحِجَابِ وَالْحُرَسِ
وَاعْـلَـمْ بِـاَنَّ سِهَـامَ الْمَوْتِ قَاصِدَۃٌ
لِـکُـلِّ مُـدَرَّعٍ مِـنَّـا وَمُتَـرِسٍ
مَـابَـالُ دِیْـنِكَ تَـرْضٰی اَنْ تُدَنِّسَـهٗ
وَثَـوْبُكَ الـدَّهْـرُ مَغْسُولٌ مِنَ الدَّنَسِ
تَـرْجُـو الـنَّجَاۃَ وَلَمْ تَسْلُكْ مَسَالِكَهَا
اِنَّ السَّفِیْنَۃَ لَا تَـجْـرِیْ عَلَی الْیَبَسِ

”کسی سانس اور کسی لحہ موت سے بے خوف نہ ہو اگرچہ دربان اور محافظ تیرے اردگرد ہوں۔“

”یقین رکھو کہ موت کا تیر سیدھا آئے گا اگرچہ انسان زرہ بند اور ڈھال سے مسلح ہو۔“

”دین کے لباس کو میلا ہونے پر تجھے کوئی اعتراض نہیں جبکہ تیرے جسم کا لباس ہمیشہ میل سے صاف ہوتا ہے۔“

”نجات کے خواہش مند ہو مگر اس راہ پر نہیں چلے، کشتیاں خشکی میں نہیں چلا کرتیں۔“

اے بنی آدم کی جماعت! یہ جان لو کہ موت کسی کو نہیں چھوڑے گی۔ وہ نہ والد پر رحم کھاتی ہے نہ اولاد پر، اسے ہمیشہ مدنظر رکھو، وہ فرحت کو غم میں تبدیل کر دے گی۔ ہمارا یقین تو ایسا ہے کہ موت آئے گی اور اعمال ایسے ہیں کہ موت نہیں آئے گی۔ گویا ہمارے موت کے یقین میں شک کی آمیزش ہے۔ اور دوبارہ اٹھنے پہ ایمان جھوٹ سے ملا ہوا ہے۔ یہ حال ہے اس کا جو موت کا یقین رکھتا ہے اور رات دن اللہ کی نافرمانی میں لگا ہوا ہے۔

کسی شاعر نے کہا:

نَحْنُ مِنَ الْعُمْرِ فِیْ ظُنُوْن
وَفِیْ یَقِیْنٍ مِنَ الْمَنُوْنَ
ثُمَّتَ لَا نَذْكُرُ الْمَنَایَا
اَلَیْسَ ذَا غَایَةِ الْجُنُوْن

''ہم عمر کے متعلق گمان میں ہیں اور موت کے متعلق یقین میں۔''
''پھر ہم موتوں کا ذکر کیوں نہیں کرتے کیا یہ جنون کی انتہا نہیں۔''

دنیا اور موت کی مثال

بعض نیک بندوں نے کہا کہ میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو جنگل میں ہرنی کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور وہ اس کے آگے آگے دوڑ رہی ہے۔ آدمی کے پیچھے ایک بہت بڑا شیر جو اس کا تعاقب کر رہا ہے اور قریب تھا کہ اسے آ پکڑے۔ آدمی نے پیچھے مڑ کر دیکھا، لیکن بغیر خوف ہرنی کے پیچھے چلنے لگا یہاں تک کہ شیر نے آ دبوچا اور اسے قتل کر دیا۔ اب ہرنی کھڑی اس کی لاش کو دیکھ رہی ہے۔ ایک اور آدمی آیا اس نے بھی وہی کچھ کیا جو پہلے نے کیا جس کے نتیجے میں شیر نے اس کو بھی قتل کر دیا، لیکن ہرنی کو نہ پکڑ سکا اس کے قتل کے بعد ایک اور شخص آیا اسے بھی شیر نے مار ڈالا۔ یہاں تک کہ سو آدمی قتل ہو گئے۔ اور ہرنی ہر بار کھڑی تماشہ دیکھتی رہی۔ میں نے کہا یہ عجیب بات ہے۔ شیر نے کہا تم تعجب کیوں کر رہے ہو؟ تمہیں علم نہیں کہ میں کون اور یہ ہرنی کون ہے؟ میں نے کہا مجھے قطعاً علم نہیں۔ اس نے کہا کہ میں ملک الموت اور یہ ہرنی دنیا ہے۔ یہ دنیا دار لوگ اس کی طلب میں اندھا دھند بھاگے جا رہے تھے، اور میں نے ایک ایک کر کے سب کو قتل کر دیا۔ اچانک میں بیدار ہوا تو خوف زدہ اور مرعوب تھا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

حَتّٰی مَتٰی وَاِلٰی مَتٰی نَتَوَانِیْ
وَاَظُنُّ هٰذَا كُلُّهٗ نِسْیَانَا
وَالْمَوْتُ یَطْلُبُنَا حَثِیْثًا مُسْرِعًا
اِنْ لَّمْ یَزُرْنَا بُكْرَةً مَسَانَا

اِنَّــا لَـنُـوْعِـظُ بُـكْـرَـةً وَعَشِيَّةً
وَكَـأَنَّـمَـا يُـعْـنَـى بِـذَاكَ سِـوَانَـا

''کب تک اور کہاں تک ہم ست رہیں گے اور سمجھیں گے کہ یہ بھول ہے۔''

''موت بہت تیزی سے ہمیں طلب کر رہی ہے اگر صبح نہیں تو شام ہم پر آ پہنچے گی۔''

''لوگوں کو صبح و شام مرتے دیکھ کر ہمیں نصیحت دی جاتی ہے، ہم سمجھتے ہیں موت دوسروں کے لیے ہے۔''

اللہ کے بندو! ذہن نشین کرو۔ کوئی جماعت کس قدر بھی زیادہ ہو موت اسے کم کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ سب کو فنا کر دے گی۔ عمریں تو ادھار لی ہوئی ہیں۔ مانگی ہوئی چیز ہمیشہ کے لیے باقی نہیں رہتی۔ اب سب اللہ کے پاس جا پہنچیں گے وہ حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ پھر نیک یا بد، بقول شاعر:

وَمَـا اَهْـلُ الْـحَيَـا ةِ لَـنَـا بِـأَهْلٍ
وَلَادَارُ الْـفَـنَـاءِ لَـنَـا بِـدَارٍ
وَمَـا اَمْـوَالُـنَـا اِلَّا عَـوَارٍ
سَيَـأْخُـذُهَـا الْـمُـعِيْـرُ مِنَ الْمُعَارِ

''یہ زندہ لوگ ہمارے اہل و عیال نہیں، اور یہ فنا کا مقام ہمارا دائمی گھر نہیں۔''

''ہمارا مال و دولت ادھار ہے، بالآخر امانت رکھنے والا اپنی چیز واپس لے گا۔''

ارواح کی ملاقات

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب مؤمن کی روح آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے، تو مؤمنوں کی روحیں بشارت اور رحمت سے اس کا استقبال کرتی ہیں۔ جس طرح دنیا میں کسی مسافر کا استقبال کیا جاتا ہے۔ پھر اس سے سوال کرتی ہیں فلاں کس حال میں ہے؟ وہ جواب دیتا ہے، کہ نیکی اور خیرات کے راستہ پر ہی اسے چھوڑ کر آیا ہوں۔ پھر وہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تو نے اسے ہدایت دی ہے تو اسے موت تک ثابت قدم رکھ۔ اور اگر وہ کسی اور انسان کے

متعلق پوچھتے ہیں تو جواب ملتا ہے وہ تو مدت سے فوت ہو گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اس نے ہمارا طریقہ اور عمل نہیں اپنایا، وہ جہنم کی طرف گیا وہ ٹھکانہ اور مقام تو بہت برا ہے۔" [1]

زندوں اور مردوں کے اعمال

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مردوں پر تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ اگر انہیں اچھے اعمال نظر آئیں تو خوش ہو کر کہتے ہیں کہ اللہ یہ تیری نعمت ہے اسے بندے پر مکمل فرما۔ اور اگر انہیں برے اعمال نظر آئیں تو کہتے ہیں اللہ اپنے بندے کو معاف فرما۔ [2]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "برے اعمال کر کے اپنے فوت شدگان کو پریشان نہ کرو تمہارے اعمال ان پر پیش کیے جاتے ہیں۔"

اللہ کے بندو! نیکیاں کمانے میں محنت کرو، رات دن برائیوں سے اجتناب کرو یہ تمہارے فوت شدگان رشتہ داروں کو غمگین کرتیں ہیں۔ بیماری سے قبل صحت میں، بڑھاپے سے قبل جوانی میں عمل کرو۔ موت جب وارد ہوتی ہے تو ٹلتی نہیں، اس کا تیر جب چلتا ہے واپس نہیں آتا، اس کا جام جب گردش میں آتا ہے تو خالی واپس نہیں آتا، اس کے حوضوں پر رش ہے، اس کی چند گھڑیاں ہیں۔ موت کے وارد ہوتے ہی تمام حیلے ناکام ہو جاتے ہیں۔

اللہ سے ڈرو! اے موت کے نشانوں، اے مصائب کے دروازو، آزمائشوں کے مرکز و معدن! ہوش میں آؤ اس غفلت سے اس سے قبل کہ دولت سے تمہیں صرف حنوط اور کفن کا زادِ راہ ملے۔ انتظار کرو جب رشتہ دار تم سے بیزار اور دوست تمہیں پہچاننے سے انکاری ہوں گے اور ہر شخص اجنبی مسافر کی طرح ہو گا۔

بربادی ہی بربادی

پیارے بھائی! اگر تیرے پاس موت آئے اور تو پوری دنیا کا بادشاہ ہو تو کیا تو اس

---

[1] اس معنی کی روایت نسائی: ۱۸۳٤؛ ابن حبان: ۳۰۱٤؛ حاکم: ۱۳۰۲ میں موجود ہے۔

[2] مسند احمد: ۳/ ۱٦٤؛ مسند طیالسی: ۱۷۹٤؛ کشف الخفاء: ۳۰۳٦ شیخ البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیے (السلسلة الضعيفة: ۸٦۳)۔

وقت ایک دن کی زندگی کے بدلے پوری حکومت دینے پر تیار نہ ہوگا۔ تو پھر اس لمبی عمر میں اعمال کی طرف جلدی کر، معاملہ تنگ ہونے سے قبل اگر تجھے رات کو آواز پڑے تو بلانے والے کی دعوت قبول کر، کیا اس وقت تو سابقہ اعمال پر نادم نہیں ہوگا، اور جو کوتاہی کی اس پر آنسو نہیں بہائے گا؟ کسی شاعر نے کہا:

اَلْمَوْتُ بَحْرٌ طَامِحٌ مَوْجُهُ
تَذْهَبُ فِيهِ حِيْلَةُ السَّابِحِ
يَا نَفْسُ اِنِّیْ قَائِلٌ فَاسْمَعِیْ
مَقَالَةً مِنْ مُشْفِقٍ نَاصِحٍ
مَا يُعْجِبُ الْاِنْسَانُ فِیْ قَبْرِهِ
مِثْلَ التُّقٰی وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ

''موت ایک سمندر ہے جس کی سرکش موجوں میں تیرنے والے کا حیلہ ناکام ہو جاتا ہے۔''
''اے نفس! مجھ مشفق نصیحت کرنے والے کی بات غور سے سن۔''
''انسان کو قبر میں تقویٰ اور عمل صالح سے بہتر کوئی شے نظر نہیں آئے گی۔''

اللہ کے بندو! موت کے لیے تیاری کر وہ آ چکی، عورتیں بیوہ، بچے یتیم، بھائی جدا ہو گئے۔ اللہ کی قسم اے انسان! تم اور میں ایسے انسان ہیں کہ اگر موت کے بعد پانی نہ سایہ، نہ سوال اور جواب نہ نعمت نہ ثواب، جہنم نہ سزا، کا تذکرہ نہ بھی ہو فقط موت اور اس کی شدت قبر اور اس کی ظلمت، لحد اور اس کا دبانا، ایسے امور کے متعلق سوچا جائے تو عقلمند، سمجھدار کے لیے گناہ اور خطاؤں سے روکنے کے لیے کافی ہے۔ جب کہ اس کے بعد خوفناک منظر اور طویل سفر، صور کا پھونکنا، دوبارہ زندگی، صراط اور باریک دھار، بندے سے سوال و جواب، اللہ کی ڈانٹ الگ ہے۔ اے فریب خوردہ غافل تیرا کیا جواب ہوگا؟ جب تو رب غفور کی عدالت میں ہوگا۔ جو آنکھوں کی خیانت اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ وہ تیرے گناہ سامنے کر دے گا، تیری رسوائیاں نشر کر دے گا۔ تیرے اعضاء کو گواہ بنائے گا۔ اگر اس

نے معاف کر دیا تو، تو کامیاب اگر باز پرس ہوگئی تو، تو ناکام و نامراد۔ اللہ! ہم سب کو معاف فرما دے۔ کیونکہ تو بخشنے والا ہے۔ آمین رب العالمین۔

صالحین کی ارواح قبض کرنا

بعض روایات میں ہے، کہ اللہ کریم جب اپنے پیارے بندے کی روح قبض کرنا چاہتے ہیں جو انتہائی متقی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملک الموت کو بلاتے ہیں جاؤ میرے فلاں بندے کی روح نکال کر لاؤ تا کہ وہ راحت کر لے، جو اعمال اس نے کیے وہ کافی ہیں، میں نے اسے خوشحالی اور تنگدستی میں آزمایا تو اس نے اچھا انداز اپنایا۔ اب ملک الموت خوشبودار کستوری اور سفید ریشم لے کر نیچے اتریں گے اور ان کے پیچھے پانچوں فرشتے اللہ کی طرف سے اس ولی کے لیے بشارت لے کر آتے ہیں۔ ہر فرشتے کو دوسرے کی بشارت کا علم نہیں ہر فرشتہ کے پاس جنت کے ریحان کا گٹھا ہوگا۔ اب فرشتے اس ولی پر نظریں جما لیں گے اور ملک الموت سر کی طرف بیٹھ جائے گا اور اس کے منہ میں موت کی زہر ڈالے گا بالآخر وہ گر جائے گا۔ فرشتہ کہے گا اے اللہ کے ولی! دنیا سے سفر کر یہ تیرا گھر اور وطن نہیں۔ اور جس طرح پہلے لوگ چل بسے تو بھی چل، ملک الموت اس کی روح نکالنے میں اس طرح شفقت سے پیش آئے گا جس طرح ماں بچے سے۔ جب سانس نکلنے کے قریب ہوگی تو پانچ سو فرشتے رب کی طرف سے اسے بشارتیں سنائیں گے۔ اور وہ ریحان کے گھٹے اس کے اعضائے جسم پر رکھ دیں گے۔ جب روح نکلے گی تو سفید ریشم اور کستوری میں لپیٹ دیں گے پھر وہ روح آسمان کی طرف لے جائی جائے گی۔ اور بشارت دینے والے ستر فرشتے گھر والوں کے ساتھ اس کے جسم کے پاس رہیں گے۔

رحمت کے فرشتے

جب ملک الموت آسمان کے قریب ہوگا تو حضرت جبریل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے جلوس میں اس کا استقبال کریں گے۔ اور وہ روح لے کر رب جبار کے سامنے پیش کر دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ جبریل کو حکم دیں گے کہ یہ روح لے جاؤ اور جنت کی بغیر کانٹے دار بیریوں اور تہہ دار کیلوں میں رکھ دو

جب اس کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو پہلے فرشتوں کے علاوہ اور ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں تو وہ دو صفوں میں گھر سے قبرستان تک جنازے کا استقبال استغفار سے کرتے ہیں۔ جب اسے قبر میں لٹا کر مٹی ڈال دی جاتی ہے نماز اس کے دائیں، روزہ بائیں، اللہ کا ذکر اور تلاوت قرآن سر کے جانب ہو جاتے ہیں۔ اب اس کے اعمال، علم کی مجلسوں میں حاضر ہونا، بیماروں کی عیادت، جنازوں کے پیچھے جانا، صدقہ و خیرات پاؤں کی جانب ہوتے ہیں۔ اب مشکلات پر صبر اور نیکیوں پر دوام وصبر آئے گا اگر اسے بیٹھنے کے لیے جگہ نہ ملی تو وہ قبر کی ایک جانب بیٹھ جائے گا۔ اس کے بعد اچانک قبر سے عذاب کی گردن نکلے گی وہ دائیں جانب سے اس تک پہنچنا چاہے گی تو راستے میں نماز حائل ہو جائے گی۔ نماز کہے گی وہاں تک تمہاری رسائی نہیں، اللہ کے ولی آمد و رفت کی وجہ سے تھک کر آرام کر رہے ہیں، اب وہ بائیں طرف سے آنا چاہے گی تو روزہ حائل ہو کر کہے گا جاؤ اللہ کا ولی تھکن کی وجہ سے آرام کر رہا ہے۔ اب پاؤں کی جانب سے آنے کی کوشش کرے گی تو دیگر خدمت خلق کے کیے ہوئے کام بیماروں کی عیادت جنازوں میں شمولیت وغیرہ حائل ہو کر کہیں گے جاؤ اللہ کے ولی کو آرام کرنے دو۔ جب اسے کوئی راستہ نہیں ملے گا تو ذلیل ہو کر بیٹھ جائے گی یا جہاں سے آئی ادھر واپس ہو جائے گی۔ صبر دیگر اعمال کو مخاطب کر کے کہے گا کہ اگر تم یہ کام میرے سپرد کر دیتے تو میں اکیلا نبٹ لیتا اب میں اللہ کے ولی کے لیے میزان پر کام آؤں گا۔

دو فرشتوں کا سوال

پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف منکر نکیر کو بھیجیں گے، قبر کے دو فرشتے سیاہ رنگ نیلی آنکھوں والے پلکوں کے بال پاؤں تک لٹک رہے ہوں گے وہ اپنے نوکیلے دانتوں سے قبر کھودیں گے۔ ان کی کلام کڑک دار بجلی کی طرح، آنکھیں چمکدار بجلی کی مانند، سانس آگ کے شعلے کی طرح، رنگ سیاہ رات کی طرح۔ وہ کہیں گے تمہارا رب کون؟ تمہارا دین کیا اور تمہارا نبی کون؟ مردہ جواب دے گا اللہ میرا رب، اسلام میرا دین اور محمد ﷺ میرے نبی ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے

اور رسول ہیں۔ فرشتے کہیں گے ہمیں پہلے ہی علم تھا کہ تم یہی جواب دو گے اور تم مؤمن ہو۔ اب اس کے لیے جہنم کا دروازہ کھولا جائے گا وہ مختلف عذاب اور سزاؤں کا مشاہدہ کرے گا۔ فرشتے اس دروازہ کو بند کر کے کہیں گے اللہ کے ولی! مت ڈرو یہ دروازہ اہل جہنم کے لیے ہے۔ اب اس کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا تمام انعام واکرام دیکھے گا جو اللہ نے اہل اطاعت کے لیے دائمی اور لازوال تیار کیے ہیں۔ آواز آئے گی، اللہ کے ولی! یہ تیری منزل اور تیرا ٹھکانہ ہے۔

قبر کی نعمت

یہ دروازہ قیامت تک اس کی قبر کی طرف کھلا رہے گا۔ ادھر سے جنت کی ہوا، راحت اور ٹھنڈک آئے گی، اس کی انتہائے نظر تک قبر وسیع کر دی جائے گی۔ پھر فرشتے کہیں گے اے اللہ کے ولی! سو جاؤ تو وہ دلہن کی طرح اپنے خلوت کدے میں سو جائے گا۔ قیامت کے روز جنت کی حور عین اور اس کی بیوی اسے اٹھائیں گی۔

اے اطاعت الٰہی سے غافل، گناہوں پر ڈٹنے والے! اس اللہ کے ولی کا حال دیکھ جو قبر میں گیا اور اس کے اعمال صالحہ اس کے تحفظ کے لیے لشکر بن کر کھڑے ہو گئے اور اگر وہ حائل نہ ہوتے تو عذاب اس تک پہنچ جاتا۔ جس کے لیے آگ کے سامنے اعمال حائل نہ ہوں تو اسے ہلاکت اور تباہی حاصل ہو گی اور ذلت وعذاب پہنچے گا۔ جو اللہ، رسول ﷺ اور اس کی کتاب پر ایمان لاتے ہوئے، عمل صالح نہ کر سکا وہ ہلاکت وسزا کا مستحق ہوا، کیونکہ اس نے اپنے جسم کو بچانے کے لیے کسی رکاوٹ کا انتظام نہیں کیا۔ قرآن مجید میں جہاں بھی اللہ نے اپنی ذات سے ڈرنے کا حکم دیا وہ حقیقت میں اس کے عذاب سے تنبیہ ہے۔

کسی شاعر نے کہا:

اَلْمَوْتُ اَهْنَأُ لِلْمُطِيعِ وَاَصْلَحُ
وَالْمَوْتُ اَطْيَبُ لِلتُّقَى وَأَنْجَعُ
وَالْمَوْتُ اَقْرَبُ لِلْجِنَانِ طَرِيقَةً
وَالْعَبْدُ يُكْرِمُهُ الْإِلٰهُ وَيَمْنَحُ

''موت فرمانبردار کے لیے خوشگوار اور مناسب ہے، موت متقی کے لیے عمدہ اور کامیابی کی ضمانت ہے۔''

''موت جنت کا قریب ترین راستہ ہے، اللہ نیک بندے کی عزت کرتے ہیں اور اسے نوازتے ہیں۔''

تاریخی روایات میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ انہیں ملک الموت دکھایا جائے اور ان سے کلام کرنے کی قوت بھی عطا کی جائے۔ ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اچانک تخت کے پہلو سے ایک شخص نمودار ہوا جسے صرف سلیمان علیہ السلام ہی دیکھ رہے تھے۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اس سے بڑی جسامت والا شخص کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! تمہیں میرے گھر آنے کی کس نے اجازت دی؟ اس نے جواب دیا گھر کے بڑے مالک نے مجھے یہاں داخل کیا۔ حضرت سلیمان سمجھ گئے یہ اللہ کا فرشتہ ہے۔ حضرت سلیمان نے پوچھا تمہاری ڈیوٹی کیا ہے؟ طویل القامت نے جواب دیا میں ملک الموت ہوں، قریب بیٹھے لوگوں نے بھی اس کی کلام کا کچھ حصہ سنا۔ حضرت سلیمان اور اہل خانہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ملک الموت نے اللہ سے درخواست کی، اے اللہ! تیرے بندے سلیمان نے ملک الموت سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی، اب ان کا اور ان کے ساتھیوں کا خوف تیرے سامنے ہے، اب انہیں اتنی قوت عطا فرما کہ وہ مجھے دیکھ سکیں۔ اللہ نے ملک الموت کو وحی کی حضرت سلیمان علیہ السلام کے سینے پر ہاتھ رکھو، ملک الموت نے ہاتھ رکھا تو وہ اور ان کے ساتھی ہوش میں آ گئے۔ اللہ کے حکم سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے ملک الموت! کیا آسمانوں اور زمینوں میں تیرے جیسی بڑی کوئی اور مخلوق بھی ہے؟ ملک الموت نے جواب دیا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے تجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا میرے پاؤں فرشتے کے کندھے پر ہیں وہ فرشتہ موت ہی ہے اس کے دونوں سینگ ساتوں آسمانوں سے گزر کر ایک ہزار سال کی بلندی تک اونچے ہیں اور اس کے پاؤں مٹی سے نیچے پانچ سو سال تک کی مسافت پر ہیں۔ وہ منہ کھولے ہوئے ہاتھ پھیلائے تسبیح، تقدیس اور تہلیل (لا الہ الا اللہ) اونچی آواز سے پکار

رہا ہے۔ اگر اللہ اُسے اجازت دیں تو وہ آسمان و زمین اور اس میں اور اس کے اوپر بسنے والی مخلوق کو اپنے سینے سے چمٹا لے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ اور اس سے اوپر ایک اور فرشتہ کھڑا ہے جس نے اپنے پاؤں اس فرشتے کے دو کندھوں کے نیچے داخل کیے ہیں۔ اس کی بلندی ایک ہزار سال کی ہے، اس کا منہ کھلا ہے اوپر کا ہونٹ عرش سے ملا ہوا اور نچلا زمین کی آخری تہہ کے نیچے۔ اگر اللہ اسے اجازت دیں تو درمیان کی تمام مخلوق کو نگل لے۔ اللہ کا ایک اور فرشتہ ہے جس کی گردن عرش کے نیچے مڑی ہوئی ہے، اور اس کی ٹانگیں ان دو فرشتوں کی ٹانگوں سے ہزار سال کی مسافت تک لمبی ہیں، اس کی ناک سے ہوا اس تیزی سے نکلتی ہے، اگر اللہ کی اجازت ہو تو وہ عرش کے علاوہ آسمان و زمین کی تمام مخلوق کو ناک میں داخل کر لے۔ ملک الموت کہنے لگے اے سلیمان علیہ السلام! جن فرشتوں کا ذکر میں نے کیا ہے ان کی جسامت دیگر اوپر والے فرشتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے ہاتھ کے سامنے مکھی کا پر ہو۔ اللہ کا ایک اور فرشتہ تخلیق کائنات کے وقت سے اب تک ہاتھ کھولے کھڑا ہے، اس کے منہ سے تہلیل، تقدیس، تسبیح اور تحمید کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ اگر اللہ کی اجازت ہو تو عرش کے علاوہ تمام کائنات کو مٹھی میں بند کر لے۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اے ملک الموت! رک جاؤ تم نے فرشتوں کی ایسی ڈراؤنی تصویر پیش کی ہے مجھے خطرہ ہے، میرا دل قائم نہ رہے میری روح نکل جائے اور مجھ میں مزید سننے کی سکت نہ رہے۔ اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے رب! میں اپنے احباب سے کب جا ملوں گا، اے اللہ! دنیا سے چھٹکارا اور تیری ملاقات کا خواہشمند ہوں، اور یہ واقعہ حضرت سلیمان کی موت کا سبب بنا۔

کسی شاعر نے کہا:

اَلْمَوْتُ مُرٌّ وَالْعَيْشُ هَمٌّ
فَأَيُّ هٰذَيْنِ لَزِمْ
وَقَدْ تَعَجَّبْتُ إِذْ هُنَالِیْ
عَيْشٌ وَعِنْدِیْ بِالْمَوْتِ عَلِمْ

''موت تلخ اور زندگی غم ہے، دونوں میں سے کسے اختیار کرے۔''

''مجھے تعجب ہے کہ موت کا علم ہوتے ہوئے زندگی کیسے خوشگوار ہو۔''

اللہ کی قسم! موت نے تمہیں اچانک آلیا، لذتوں سے اکتا دیا، شہوات کو بدمزہ کر دیا وحشت اور تنگ و تاریک گھروں میں منتقل کر دیا، اب کوئی گہرا دوست حقیقی بھائی اور مشفق باپ کام نہیں آئے گا۔

موت کی ندا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ملک الموت روزانہ ندا لگاتا ہے، اے دنیا والو! جلدی کرو، جلدی کرو، اہل قبور تمہاری وجہ سے قید ہیں، چھوڑ دو جو جمع کیا اور توڑ دو جو تعمیر کیا، افسوس تم پر اگر اسی حالت میں موت آ گئی، گھروں کو آراستہ کیا اور قبروں کو بھول گئے، قبر اور اس کی وحشت، موت اور اس کی جان کنی، صراط اور اس کی باریکی کو یاد رکھو۔ موت شدت پر شدت اور حیرت پر حیرت ہے، موت کا جھٹکا کس قدر سخت ہے مسکین موت کے گھونٹ ناگواری سے گزارے گا، مخبوط العقل مزید پشیمان ہوگا۔

اللہ کے بندو! مستی سے ہوش میں آؤ، خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ موت آنے سے قبل، مصیبت واقع ہونے سے پہلے، ابتلا میں پھنسنے سے قبل، جب کہ مال نفع مند نہ دوست شفیع، فرحت کا وقوع نہ طمع کی خواہش، نیکی میں اضافہ نہ زندگی کی واپسی، دوستوں کا زادراہ چیخ و پکار، آہ و بکا اور نوحہ کی کثرت، نہ لغزش کے وعظ کی واپسی، نہ رجوع کی امید۔

غفلت سے بیداری

اے انسان! ہم سب انسان ہیں، غفلت سے بیدار ہو، نیند سے کھڑا ہو، اب وقت آ گیا کہ ڈاکٹروں کو دواؤں کے لیے بلایا جائے، اب تیری بیماری کے لیے شفا کی امید نہیں۔ پھر یہ مشہور ہو جائے کہ فلاں شخص نے وصیت کی اس کا تمام مال شمار کر لیا گیا۔ دنیا اور اس کے اسباب سے بیزار، آخرت اور اس کے حقائق کی طرف متوجہ، پھر تیرا دل کمزور، زبان ثقیل، اب عزیزوں سے سلسلہ کلام ختم، حوادثات، کی کثرت، مصائب کی عظمت، جب پردہ ہٹا کر گناہ سامنے ہوں گے۔ غموں کی شدت، عورتوں کی چیخ و پکار، محبوب دوستوں کا غم، حاسد دشمن کی فرحت، پھر تجھے مخاطب کیا جائے گا یہ تیرا چھوٹا بیٹا، یہ بڑا، یہ بڑی بیٹی اور یہ

اس سے چھوٹی، اب جواب کی سکت نہیں، زبان میں حرکت کی طاقت نہیں اب وقت نزع اور چل چلاؤ ہے، پنڈلی پنڈلی سے ٹکرا گئی تیری کمزور روح کو ملک الموت نے کھینچ لیا، اور رب لطیف کی طرف لے گیا۔ اب تجھے بدلہ ملے گا جو گزشتہ ایام میں کرتا رہا، اور سوال ہو گا جو حلال و حرام کماتا رہا۔ اب یا تو نعمت و ہمیشگی کے گھر جنت کا داخلہ یا بھڑکتی ہوئی آگ جہنم کا آرڈر، جاتے ہوئے تمہیں کفن اور حنوط (خوشبو) کا زاد راہ نصیب ہو گا۔ اب میت کو قبر میں اعمال کے بدلے گروی رکھا گیا، اور تیرے رشتہ دار مال تقسیم کرنے کے لیے واپس آ گئے۔

ایک صالح شخص نے دیکھا کہ ایک آدمی فوت ہو گیا اور جنازہ اٹھنے سے پہلے اس کے وارث مال و متاع کی تقسیم میں لڑ رہے ہیں۔ تو اس نے یہ اشعار کہے:

اَبْـقَيْـتَ مَـالَكَ مِيْـرَاثًـا لِـوَارِثِـهِ
فَلَيْتَ شِعْرِيْ مَا أَبْقَى لَكَ الْمَالُ؟
اَلْقَوْمُ بَعْدَكَ فِـي حَالٍ يَسُرُّهُمْ
فَكَيْفَ بَعْدَهُمْ صَارَتْ بِكَ الْحَالُ
مَلُّوا الْبُكَاءَ فَمَا يُبْكِيكَ مِنْ اَحَدٍ
وَاسْتَحْكَمَ الْقِيلُ فِي الْمِيْرَاثِ وَالْقَالُ
مَالَتْ بِهِمْ عَنْكَ دُنْيَا اَقْبَلَتْ لَهُمْ
وَأَدْبَرَتْ عَنْكَ وَ الْأَيَّامُ اَحْوَالُ

''تو وارثوں کے لیے مال وراثت چھوڑ گیا، کاش مجھے علم ہو جائے کہ مال نے تجھے کیا دیا۔''

''تیرے بعد قوم خوشحال ہے، لیکن بتاؤ ان کے بعد تمہارا کیا حال ہے۔''

''وہ رو کر اکتا چکے اب تجھ پر کوئی رونے والا نہیں، مال وراثت کے متعلق بحث جاری ہے۔''

''دنیا تم سے لوٹ کر ان کی طرف متوجہ ہے، حوادثات و احوال تجھ سے منہ موڑ چکے ہیں۔''

فرشتے کی ندا

بعض تاریخی روایات میں ہے کہ عرش کے نیچے ایک فرشتہ ہے جو رات دن اعلان کرتا ہے۔ کہ افسوس صد افسوس اس پر جو اہل وعیال کو خوشحالی میں چھوڑ کر آیا۔ اور خود اللہ کے پاس برا انجام لے کر پیش ہوا۔

اللہ سے ڈرو! اپنے آپ پر رحم کھاؤ اس سے قبل کہ تم پر ترس کیا جائے، اپنی عزت کرو اس سے قبل کہ عزت وتکریم نہ کی جائے۔ موت اور مابعد آنے والے حالات واحوال کو پیش نظر رکھو اور ذخائر اعمال کے ساتھ اس کی تیاری کرو۔ کسی شاعر نے کہا:

أَرَى الدَّهْرَ لَا يَصْفِي إِلَى مَنْ لَا يُعَاتِبُهُ
وَأَعْتَبَ دُنْيَاهُ عَلَى مَنْ يُثَالِبُهُ
وَنَحْنُ نَرْجَى الْخُلْدَ فِي غَيْرِ دَارِنَا
وَأَيْنَ خُلُودُ الْمَرْءِ إِنْ مَاتَ صَاحِبُهُ
كَأَنَّا عَطَاشَى وَالْمَنِيَّةُ مَنْهَلُ
نُسِيرُ إِلَيْهِ اللَّيَالِي رَكَائِبُهُ
كَفَى سَالِبًا لِلْمَرْءِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ
وَمَنْ يَلْبَسُ الْأَيَّامَ فَهِيَ سَوَالِبُهُ
فَلَا تَأْمَنِ الدَّهْرَ الْخَئُوْنَ فَإِنَّمَا
هُوَ الْيَوْمُ سَلَمٌ ثُمَّ حَرْبٌ عَوَاقِبُهُ

”زمانہ اس سے مخلص نہیں جو اسے ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرتا۔ دنیا کو وہی ڈانٹ سکتا ہے جو اس پر نکتہ چینی کرے۔“

”ہم اپنے گھر کے علاوہ زمانہ سے ہیشگی کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔ آدمی کو ہیشگی کہاں اگر اس کا دوست نہ رہے۔“

”ہم سب پیاسے ہیں موت ایک چشمہ، ہم رات بھر اس کی طرف سواریاں دوڑا رہے ہیں۔“

''دن رات آدمی کو لوٹنے کے لیے کافی ہیں جو گردش ایام میں محو ہو گیا وہی اس پر ڈاکہ زن ہیں۔''

''گردش ایام سے بے خوف نہ رہ۔ آج وہ صلح کن تو کل حالت جنگ ہیں۔''

اے لوگوں! جس کام کے لیے پیدا کیے گئے اس کی تیاری کرو۔ تم بے کار پیدا نہیں ہوئے۔''

اللہ نے تمہیں اپنی عبادت اور توحید کے پرچار کے لیے پیدا کیا۔ تمہیں مارے گا، مرنے کے بعد زندہ کرے گا۔ تمہیں رزق اس لیے دیا کہ اطاعت میں مددگار و معاون ہو۔ دنیا فنا کے لیے پیدا ہوئی اور اسے امتحان و ابتلا کا گھر بنایا۔ دنیا اللہ کے اولیا کے لیے قید خانہ اور دشمنوں کے لیے جنت ہے، اس کے اولیا کی راحت موت، اس کے دشمنوں کا عذاب موت۔ اولیا مرنے کے بعد ہمیشہ کی جنت اور عیش و عشرت میں ہیں اور اللہ کے دشمن عذاب الیم میں ہوں گے۔ اللہ سے ڈرو، اللہ کے بارے میں دھوکے اور فریب میں نہ آؤ۔

واعظ کی حکایت

تیماء کے ایک شیخ کے پاس اس کے اصحاب مجلس کرتے جب فارغ ہو کر جانے لگتے تو شیخ فرماتے جاؤ مگر واپسی سے ناامید ہو جاؤ، ڈر جاؤ، سانس کو توڑنے والے ملک الموت سے۔ پھر وہ زارو قطار روتے ساتھیوں کو رلاتے۔

کسی شاعر نے کہا:

وَكُنْ مُسْتَعِدًّا لِدَاعِي الْمَنُون
فَكُلُّ الَّذِىْ هُوَاٰتٍ قَرِيْبُ
وَقَبْلَكَ دَاوَى الْمَرِيْضَ الطَّبِيْبُ
فَعَاشَ الْمَرِيضُ وَمَاتَ الطَّبِيْبُ
يَخَافُ عَلَى نَفْسِهِ مَنْ يَتُوْبُ
فَكَيْفَ تَرَى حَالَ مَنْ لَايَتُوْبُ

''موت کے داعی کے لئے ہر وقت چوکس رہ جو چیز آنے والی ہے وہ قریب

ہے۔''

''تجھ سے قبل ڈاکٹر نے مریض کا علاج کیا، مریض زندہ رہا اور ڈاکٹر مر گیا۔''

''توبہ کرنے والا بھی اپنے نفس کی فکر میں ہے، جو توبہ نہیں کرتا اس کا حال کیا ہوگا۔''

عیسیٰ علیہ السلام کا موت سے خوف

روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جب موت کا ذکر ہوتا یا خود تذکرہ کرتے تو جسم سے خوف کی بنا پر پانی کے قطرے بہہ نکلتے۔ اے پیارے بھائی! اے میری طرح غافل! اے مسکین! عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ کی اطاعت اور عبادت کے باوجود موت سے اس قدر خوف زدہ ہیں اور اے مسکین! تو مولیٰ کی نافرمانی پر ڈٹا ہوا ہے۔ اے بھائیو! اللہ سے ڈرو جسم کی صحت وتندرستی ایام کے تسلسل سے فریب میں نہ آؤ۔ موت غفلت اور لذت میں مست لوگوں پر چھاپا مارتی ہے۔ کسی کی صحت پر رحم کھا کر چھوڑتی ہے نہ کم سن پر چھوٹے ہونے کی وجہ سے رحم کھاتی ہے اور نہ عمر رسیدہ پر اس کے بڑھاپے کی وجہ سے غم کھاتی ہے۔

کسی شاعر نے کہا:

وَكَمْ مِنْ صَحِيْحٍ بَاتَ لِلْمَوْتِ اٰمِنًا
أَتَتْهُ الْمَنَايَا بَغْتَةً بَعْدَ مَا هَجَعْ
فَلَمْ يَسْتَطِعْ إِذْ جَاءَهُ الْمَوْتُ بَغْتَةً
فِرَارًا وَلَا مِنْهُ بِحِيْلَتِهِ امْتَنَعْ

''کتنے ہی تندرست وتوانا رات کو موت سے بے خوف وخطر سوئے۔ سونے کے بعد اچانک موت آ گئی۔''

'اچانک موت آنے کی وجہ سے نہ بھاگ سکا اور نہ ہی بچاؤ کے لیے کوئی کام آیا۔''

ملک الموت کے متعلقہ حدیث

نبی ﷺ نے فرمایا: ''ملک الموت روزانہ ستر مرتبہ لوگوں کے چہروں کو دیکھتے ہیں۔

جس کی روح قبض کرنے کے لیے بھیجا ہے وہ خوش وخرم ہے تو ملک الموت انہیں کہتے ہیں تعجب ہے اے فلاں! مجھے تیری روح قبض کرنے کے لیے بھیجا گیا اور تو ہنس رہا ہے۔'' [1]

انتہائی تعجب ہے اس شخص پر کہ موت جس کو طلب کر رہی وہ اس کے باوجود غافل ہے۔

اللہ کے بندو تمہیں لمبی امید فریب میں مبتلا نہ کر دے، محنت وکوشش کرو، موت کے خطرے کو محسوس کرو، موت کا چکر صبح وشام چل رہا ہے اور میرے بھائی یقین رکھتے ہوئے سیدھی راہ سے انحراف نہ کرو۔

میت کے لیے ندا

بعض تاریخی روایات میں ہے کہ میت کو جب غسل دینے والے تختے پر رکھا جاتا ہے تو آواز دی جاتی ہے۔ اے شخص! تیری فصیح زبان کدھر گئی آج تو کس قدر خاموش ہے؟ تیری پرکشش آواز کہاں ہے؟ تو کس قدر گونگا ہے؟ تیری معطر خوشبو کہاں ہے۔ تو کتنا بدبو دار ہے؟ تیری پھرتیاں کہاں؟ آج تو کتنا ساکن وجامد ہے؟

تیری کثیر دولت کہاں تو کس قدر فقیر ہے۔ حیف تجھ پر اگر تو گناہگار ہے، اور تجھے خوشخبری ہے۔ اگر فرمانبردار ہے، اور جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو فرشتے آواز دیتے ہیں۔ اے اللہ کے بندے! تو نے دنیا کو چھوڑ دیا یا دنیا نے بے وفائی کی۔ تو نے دنیا جمع کی یا دنیا نے تجھے سمیٹ لیا۔ تو موت کے لے تیار تھا یا موت نے تجھے دبوچ لیا۔ تو مٹی سے پیدا ہوا اور مٹی کے لیے تیار کیا گیا۔

کسی شاعر نے کہا:

خُلِقْتُ مِنَ التُّرَابِ بِغَيْرِ ذَنْبٍ
وَعُدْتُ إِلَى التُّرَابِ وَلِي ذُنُوبُ
فَمَالِي لَا أُجَاهِدُ فِي خَلَاصِي
بِعَزْمٍ لِلْمَعَاصِي لَا أَتُوبُ

''میں مٹی سے پیدا ہوا تو گناہوں سے پاک تھا۔ جب مٹی کی طرف دوبارہ

[1] الفردوس: ٧٩٤؛ كنز العمال: ٤٢٨٥؛ تنزيه الشريعة لابن عراق: ٢/ ٣٧٥ تذكرة الموضوعات: ١/ ١٦٤۔

لوٹا تو گناہوں سے آلودہ تھا۔"

"مجھے کیا ہے کہ میں پختہ عزم کے ساتھ گناہوں کو ترک کرنے اور توبہ کے لیے کوشاں کیوں نہیں؟"

اللہ کے بندو! موت کے ذکر سے غافل نہ رہو۔ اور غور کرو اس سے قبل کہ موقع ہاتھ سے نکل جائے۔ اللہ کی قسم! تمہارے درمیان اور طویل غم اور عہد گزشتہ پر افسوس کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہے کہ موت صبح یا شام وارد ہو جائے گی۔ مصیبت کے نازل ہونے سے قبل عبرت حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ﴾ [1]

"خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے اور وہ اس وقت کہے کہ اے میرے رب! کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور دے دی۔"

اس کی تفسیر میں کہا گیا ہے، کہ موت قریب سے مراد وہ وقت ہے جب پردے دور کر کے معائنہ کرایا جائے گا۔ بندہ موت کے وقت کہے گا، اے ملک الموت! مجھے صرف ایک دن کی مہلت دو تا کہ میں نیک اعمال کر سکوں۔ ملک الموت جواب دے گا۔ تو نے ایام فنا کر دیے اب کوئی دن نہیں۔ پھر کہے گا ایک ساعت دے دو، ملک الموت کہے گا کہ تو نے گھڑیاں فنا کر دی اب کوئی گھڑی باقی نہیں۔ پھر درخواست کرے گا، مجھے گفتگو کی مہلت دے دو، ملک الموت جواب دیں گے تم کلام سے فارغ ہو گئے اب کوئی کلام نہیں اب روح حلق تک پہنچ جائے گی اور معاملہ شدید غم و کرب کا ہو گا۔ اب اوقات اور اعمال منقطع ہو گئے صرف چند سانس باقی ہیں جو پردہ ہٹنے کے بعد منظر کو دیکھنے کے لیے کام آئیں گے۔ اب آخری سانس میں جان نکلے گی تو اپنی سعادت یا شقاوت کو پا لے گا۔

دنیا کی طرف واپسی کا سوال

ذکر کیا گیا ہے۔ سب سے پہلا شخص جو دنیا کی طرف واپسی کا سوال کرے گا وہ زکوۃ

[1] المنافقون ۱۰ / ٦٣

نہ دینے والا ہوگا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا:

﴿ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۝ ﴾ [1]

”(کہے گا) کاش! میں صدقہ کرتا اور نیکوکاروں میں شامل ہوتا۔“

اللہ کے خوف کو مدنظر رکھو اجل آنے سے پہلے، اعمال کی طرف جلدی کرو نیک اعمال سے مایوسی سے قبل۔ ایسا نہ ہو کہ سانس نکل جائے تم قبروں میں جا بسو اور فراغت نہ ملے۔ کوئی

دوست، حبیب، اولاد اور مشفق باپ نفع نہیں دے سکے گا۔ حوادثات نے تیرا گھیراؤ کرلیا، مصائب تجھ پر برس پڑے، ورثاء نے تیرا مال لے لیا تیری بیوی سے دوست یا دشمن نے نکاح کرلیا۔

کسی شاعر نے کہا:

اَرَى الْاَزْوَاجَ تُنْكَحُ اِنْ هَلَكْتُ
وَيُقْسَمُ وَارِثِىْ مَا قَدْ تَرَكْتُ
وَلَا يَبْقَى الْوِدَادُ بِقَلْبِ خُلٍّ
اِذَا انْقَطَعَ الرَّجَا مِنِّىْ وَمُتُّ

”میری ہلاکت کے بعد بیویوں سے نکاح کرلیا جائے گا اور میرے وارث ترکہ تقسیم کرلیں گے۔“

”دوستوں کے دل میں دوستی نہ رہی جب امید ختم ہوگئی اور میں مرگیا۔“

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ پر وہ احوال پیش کیے گئے کہ جن میں آپ ﷺ کے بعد امت مبتلا ہوگی۔ تو اس کے بعد آپ کو کبھی خوشی سے ہنستے نہیں دیکھا گیا [2]

۴۸ ہزار مخلوق کی اقسام

بعض تاریخی روایات میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین میں جو کچھ بنایا اور پیدا کیا وہ اڑتالیس ہزار اقسام ہیں۔ آٹھ ہزار اقسام سمندر میں اور آسمان و زمین کے درمیان چالیس

---

[1] المنافقون: ۱۰/ ۶۳ [2] تفسیر ابن کثیر: ۲۹/ ۴، تفسیر طبری: ۲۵/ ۷۵۔

ہزار اقسام ہیں جن کو ہوا اٹھائے ہوئے ہے۔ ہر جانور چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، زمین میں یا زمین وآسمان کے درمیان اس کے ساتھ اللہ نے دو فرشتے مقرر کیے ہیں۔ ایک فرشتہ اللہ کے حکم سے اس کے لیے رزق مہیا کرتا ہے اور اسے رزق کی طرف چلاتا ہے اور دوسرا فرشتہ اسے آرام گاہ اور جانے آنے کے راستوں میں راہنمائی کرتا ہے۔ یہ معاملہ ہر جانور سے ہے یہاں تک کہ چیونٹی، جوں، کیڑا، مچھر، مکھی۔ جب وہ اپنا رزق پورا کر لیتا ہے اور اس کی موت کا وقت آتا ہے تو ملک الموت اس کی روح چھین لیتا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس کی بادشاہی اور وہ مدبر کائنات ہے۔

اللہ کے بندو! مولیٰ کی اطاعت سے غافل نہ ہو، اور گناہوں سے اجتناب کرو، موت صبح وشام تمہاری تلاش میں ہے، وہ نہ بادشاہ کو چھوڑے گی نہ امیر کو نہ محافظ اور نہ وزیر کو۔

حد سے بڑھنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت

بعض تاریخی روایات میں ہے، مدینہ میں ایک آدمی فوت ہو گیا جو بہت گناہگار تھا۔ محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ کو اس کے جنازہ کے لیے بلایا گیا تو انہوں نے انکار کر دیا پھر بعد میں خود ہی حاضر ہوئے اور جنازہ پڑھا دیا۔ ان پر اعتراض کیا گیا تو فرمانے لگے کہ مجھے اللہ سے حیا آ گئی کہ میں اس شخص پر اللہ کی رحمت کو تنگ کروں اس لیے نماز جنازہ پڑھا دی۔ اے میرے جیسے مسکین! اپنی ذات کے متعلق سوچ کہ جب گناہگار بندے پر ملک الموت وارد ہوتا ہے تو ذلت ورسوائی سے اسے مولیٰ کے پاس لے جاتا ہے۔ اس وقت منظر کیا ہو گا۔ ہم پُرامید ہیں کہ اللہ رحمت اور معافی کرتے ہوئے موت کو گناہوں کا کفارہ بنا دے گا۔

ذکر کیا گیا ہے کہ بصرہ میں ایک نوجوان بڑا اعیاش اور گناہگار تھا، ہر گناہ کا ارتکاب کیا اور ہر شر میں شریک ہوا۔ جب بیمار ہوا تو کسی پڑوسی نے اس کی عیادت نہ کی۔ بالآخر اس نے کچھ لوگوں کو بلایا اور بتایا کہ میں کس حال میں ہوں؟ جب میں مر جاؤں تو مجھے گھر کے کونے میں دفن کر دینا۔ زندگی میں پڑوسیوں کو دکھ دیتا رہا میں نہیں چاہتا کہ مرنے کے بعد انہیں تکلیف دوں۔ مرنے کے بعد کسی کو خواب میں بڑی خوبصورت شکل وصورت میں ملا۔ پوچھا اللہ نے تم سے کیا برتاؤ کیا۔ کہنے لگا اللہ نے مجھے سامنے کھڑا کر کے فرمایا: مجھے عزت وجلال،

سخاوت و بزرگی اور بلند مکان کی قسم میری رحمت تجھ پر تنگ نہیں، میرے بندے پر مغفرت کا انعام میری جنت کے محلات اور میرے احسان کا رجسٹر کھول دو میں غفور و رحیم ہوں۔

کسی شاعر نے کہا:

اَفِی کُلِّ یَوْمٍ لِلْمَنِیَّةِ اَقْرَبُ
وَکُلُّ الَّذِیْ اٰتِیْهِ یُحْصَی وَیُکْتَبُ
فَیَا سَوْأَتَا قَدْ اٰنَ وَقْتُ تَرَحُّلِیْ
وَهَا اَنَا فِی الْمَیْدَانِ اَلْهُوْ وَاَلْعَبُ
فَاِنْ لَمْ تَجِدْ بِالْعَفْوِ مِنْكَ عَنِ الَّذِیْ
جَنَتْهُ یَدِیْ اِنِّیْ اِذًا لَمُخَیَّبُ

"ہر دن موت کو قریب کرنے والا ہے۔ جو کچھ میں سرانجام دے رہا ہوں وہ شمار اور حساب میں درج ہے۔"

"ہائے میری بدقسمتی کہ میرے چل چلاؤ کا وقت ہے اور میں میدان میں کھیل کود رہا ہوں۔"

"اگر میرے گناہوں کی معافی نہ مل سکی تو میں ناکام و نامراد ہوں گا۔"

حضرت حسن کی حکایت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ہمیں پیدا کرنے سے قبل ہی اللہ کے علم میں تھا کہ ہم گناہ کریں گے۔ اس کے باوجود اس نے ہمیں مسلمان بنا دیا۔ اے میرے جیسے گناہگارو! سختیوں کے آنے اور عالم نزع کی شدت کے اترنے سے پہلے پہلے اپنی اصلاح کرو۔ موت یقینی ہے جو چیز یقینی ہے وہ قریب ہے، جو نزدیک ہے وہ آ گئی۔

کسی شاعر نے کہا:

أَاٰمَلُ أَنْ أُخَلَّدَ وَالْمَنَایَا
یُثِبْنَ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ النَّوَاحِی
وَلَا اَدْرِیْ اِذَا اَمْسَیْتُ حَیًّا

لَعَلِّی لَااَعِیْشُ اِلَی الصَّبَاحِ

''موتیں ہر جانب سے میری طرف بڑھ رہی ہیں اور میں ہمیشہ رہنے کی امید لگاؤں۔''

''مجھے کیا معلوم جب میں شام کروں کہ مجھے صبح تک زندگی نصیب ہوگی یا نہیں۔''

اللہ کے بندو! تمہارے ایام سفر کے مراحل ہیں جنہیں طے کر رہے ہو، تمہاری گھڑیاں گھاٹ ہیں جن پر تم وارد ہو رہے ہو۔ موت رات دن چکر لگا رہی ہے جس کے ایام واوقات مکمل ہو گئے، گھڑیاں پوری ہو گئیں اس سے موت ایک لمحہ بھی لیٹ نہیں ہو سکتی۔

بعض صلحا کی حکایت

معزز ومحترم صلحا میں سے کسی ایک سے روایت ہے کہ میں قبروں کی زیارت کے لیے گیا تو ایک قوم جنازہ اٹھائے جا رہی تھی۔ میں آگے بڑھا اور نماز جنازہ پڑھا دی پھر دفن میں شریک ہوا۔ پھر مجھے اونگھ آ گئی تو خواب میں کسی نے بتایا۔ اللہ نے اس میت کو گنا ہوں کے باوجود معاف کر دیا۔ میں مرعوب ہو کر بیدار ہوا اور میت کی ماں کو یہ واقعہ سنایا۔ اس نے کہا: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ وہ یقیناً آوارہ گناہگار تھا۔ مگر موت کے وقت رو پڑا اور مجھے کہا اے اماں: میرا رخسار مٹی اور زمین پر رکھ دے میں نے ایسے ہی کیا پھر کہنے لگا اماں! میرے رخسار پر پاؤں رکھ کر میرے لیے اللہ کی رحمت مانگ۔ ہو سکتا ہے وہ مجھ پر رحم فرمادے۔ میری انگوٹھی کا نگینہ اتار کہ صدقہ کر دے ہو سکتا ہے اللہ رحم کر دے۔ میں نے اسے بتایا کہ اللہ نے اسے معاف کر دیا ہے اور پھر اسے خواب سنایا۔ اے مخلصین کی جماعت! موت سے قبل اپنے رب کی طرف عاجزی کرو، ہو سکتا ہے تم پر ترس کھائے، اللہ کے لیے یہ آسان ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

کسی شاعر نے کہا:

رَأَیْتُ الْمَرْءَ تَأْکُلُهُ اللَّیَالِیْ

کَأَکْلِ الْاَرْضِ سَاقِطَةَ الْحَدِیْدِ

وَلَا تَجِدُ الْمَنِيَّةَ حِيْنَ تَأْتِيْ
عَلَى نَفْسِ ابْنِ آدَمَ مِنْ مَزِيْدِ
فَلَا تَغْفَلْ فَدَيْتُكَ عَنْ مَنُوْنٍ
تَدُوْرُ رَحَاهُ بِالْهَوْلِ الشَّدِيْدِ

''راتوں کی گردش آدمی کو کھا رہی ہے جس طرح زمین لوہے کے برادے کو کھا جاتی ہے۔''

''موت جب ابن آدم پر وارد ہوتی ہے تو اسے مزید مہلت نہیں دیتی۔''

''تجھ پر قربان ہوں موت سے غافل نہ ہو، موت کی چکی شدید ہولنا کیوں کے ساتھ گھوم رہی ہے۔''

اب تمہارے اعمال ختم، دنیا گزر گئی، پیش آنے والی ہولنا کیوں کے لیے اعمال کا ذخیرہ کرو، نقل مکانی کی منادی ہو چکی اور کوچ کا وقت قریب آ گیا۔

ایک سرکش نوجوان کی معافی

خدا ترس انسانوں میں سے ایک شخص کی حکایت ہے کہ انہوں نے بتایا کہ میرے پڑوس میں ایک نوجوان آوارگی اور جہالت کا دلدادہ تھا۔ ہر وقت نشے میں دھت رہتا۔ گزشتہ رات کا واقعہ ہے کہ اسی ٹائم اس کی ماں کی آواز بلند ہوئی اور اس نے بتایا کہ وہ نوجوان کسی بیماری اور ظاہری سبب کے بغیر مر گیا۔

اور اس نے مجھ سے کفن کا سوال کیا میں نے جھڑک دیا اور کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس سے خلاصی ہوئی۔ وہ نامراد چلی گئی اسے دیکھ کر میرا دل پسیج گیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اللہ کی رحمت امت محمدیہ کے گناہگاروں پر تنگ نہیں، میں نے اسی وقت اسے بلوایا، اس سے تعزیت کی، صبر کی تلقین کی، اسے کفن خرید کر دیا اور جنازہ پر حاضر ہوا۔ ہمارے بعض ساتھیوں نے مجھے پہچان لیا اور بعد میں بتایا کہ وہ نوجوان خواب میں ملا تو اس سے پوچھا کہ اللہ نے اس سے کیا معاملہ کیا۔ تو اس نے بتایا میں وفات سے ایک روز قبل حمام میں گیا تو ایک معذور شخص کو مرا ہوا پایا میں نے اس کی صفائی کے بعد اسے نہلایا اور اسے گھر پہنچا دیا۔ اب میں

خود اللہ کے سامنے پیش ہوا تو اللہ نے فرمایا ''اسی بنا پر تمہارے گناہ معاف کر دیے گئے''۔ اللہ کی معافی کے سبب میں جنت میں صلحا کے ساتھ ہوں۔ اللہ ہمیں اسلام پر موت دے اور صلحاء کی طرح خاتمہ ہو۔

کسی شاعر نے کہا:

لَا تَـأْسَفَنَّ عَلَى الدُّنْيَا وَحُلِيِّهَا
فَالْمَوْتُ لَا شَكَّ يُفْنِينَا وَيُفْنِيْهَا
وَاعْمَلْ لِدَارٍ تَكُنْ رِضْوَانُ خَازِنِهَا
وَالْجَارُ أَحْمَدُ وَالرَّحْمٰنُ عَالِيَهَا
أَرْضٌ لَهَا ذَهَبُ الْمِسْكِ طِيْنَتُهَا
وَالزَّعْفَرَانُ حَشِيْشٌ نَابِتٌ فِيْهَا
أَنْهَارُهَا لَبَنٌ مَحْضٌ وَمِنْ عَسَلٍ
وَالْخَمْرُ يَجْرِي رَحِيْقًا فِي مَجَارِيهَا
وَالطَّيْرُ تَجْرِي عَلَى الْأَغْصَانِ عَاكِفَةً
تُسَبِّحُ اللّٰهَ جَهْرًا فِي مَغَانِيْهَا
أَحْمَدُ دَلَّالُهَا وَالرَّبُّ بَائِعُهَا
وَجِبْرِيْلُ يُنَادِي فِي نَوَاحِيهَا
مَنْ يَشْتَرِي الدَّارَ فِي الْفِرْدَوْسِ يَعْمُرُهَا
بِرَكْعَةٍ فِي ظَلَامِ اللَّيْلِ يُحْيِيْهَا

''دنیا اور اس کی زینت پر حسرت و افسوس نہ کر، موت بلاشبہ ہمیں اور دنیا کو فنا کر دے گی۔''

''اس گھر کے لیے تیاری کرو کہ رضا و رحمت اس کا چوکیدار، احمد علیہ السلام پڑوسی اور رحمٰن اس کا سرپرست ہے۔''

''فرش سونے کا، مٹی کستوری کی، زعفران گھاس کی طرح اگا ہوا ہوگا۔''

"نہریں خالص دودھ اور شہد کی، خالص شراب نالیوں میں بہہ رہی ہوگی۔"
"پرندے شاخوں پر بیٹھے بلند آواز سے تسبیحات کے نغمے گا رہے ہوں گے۔"
احمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سودے میں واسطہ ہیں خدا فروخت کنندہ ہیں اور جبریل
کناروں میں منادی کرنے والے۔"
"فردوس کے اس وسیع گھر کا کون خریدار ہے؟ رات کی ظلمت میں اٹھ کر
ایک رکعت کے بدلے۔"

موت کی تیاری کا وعظ

اللہ کے بندو! اب انتقال کا وقت قریب ہے بزرگ و برتر بادشاہ کے سامنے کھڑے ہونے کے لیے تمہارے سانس گنے چنے، ملک الموت تمہارا قصد کر چکا، اپنی تیاری کے ساتھ تم پر سوار، تمہیں اس چشمے تک جانا ہوگا۔ تمہارے نشان مٹا دے گا، گھر تباہ کر دے گا۔ اللہ اس پر رحم کرے جس نے اپنے نفس پر نظر رکھی۔ کل گزشتہ سے آنے والے دن کے لیے سامان تیار کیا۔ قبر میں اترنے سے قبل اور مختصر عمر میں عمل کیا، تند و ترش اور سخت دن کے لیے سمیع و بصیر سے مغفرت کا سوال کیا جو ہر شے پر قادر ہے۔ وہ تمہارا اور ہمارا مولیٰ ہے۔ نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

موت اچھے لوگوں کا انتخاب کرتی ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب زمانہ قریب ہوگا تو موت میری امت کے بہتر لوگوں کا انتخاب کرے گی جس طرح تھال میں عمدہ کھجور کا انتخاب کیا جاتا ہے۔" [1]

اِنا لِلّٰہِ وانا الیہ راجعون اچھے لوگ چلے گئے اور ہم برے لوگوں کے ہجوم میں باقی رہ گئے۔ ہم موت کی قبل از وقت تیاری کر رہے ہیں اور نہ ہی ہم میں سے کوئی گناہوں سے باز آنے والا ہے۔ یہ مؤمنوں کے کام نہیں نہ ایمانداروں کی سیرت ہے۔ ہمارے دشمن شیطان لعین نے ہمیں گمراہ کر دیا، اور ہم سب کو مکر سے بہکا دیا۔

[1] مسند الشهاب: ١٤٠٣؛ جمع الجوامع: ١٥٢٩۔

دو فرشتوں کا عمل

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ اپنے مؤمن بندے کی روح کو قبض کرتے ہیں تو فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں، وہ اللہ کے سامنے درخواست کرتے ہیں کہ اللہ! تو نے ہمیں فلاں مؤمن بندے پر مقرر کیا تھا ہم اس کی روح قبض کر کے لائے ہیں ہمیں اوپر آنے کی اجازت دیجیے۔ اللہ عزوجل فرمائیں گے ''میرا آسمان تسبیح کرنے والے فرشتوں سے بھرا ہوا ہے وہ کہیں گے۔ پھر ہمیں زمین پر رہنے کی اجازت دیں۔ اللہ فرمائیں گے ''میری زمین مخلوق سے بھری ہوئی ہے۔'' وہ سوال کریں گے اللہ ہم کہاں جائیں فرمایا میرے بندے کی قبر پر کھڑے ہو جاؤ اور قیامت تک تسبیح، تحمید اور تہلیل کہتے رہو اور اس کا ثواب میرے بندے کے لیے لکھ دو۔'' [1]

اللہ کی حمد جس نے ہمیں محمد ﷺ کی امت سے بنایا اور ہمارے لیے یہ فضل کافی ہے، ہماری نیک اموات کے لیے یہ کتاب کافی ہے اور موت کو سابقہ گناہوں کے لیے کفارہ بنا دیا گیا۔

اس کے باوجود ہمارا اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اعراض کیسا؟ موت کے سمندر پر وارد ہونے سے غفلت کیسی؟ تباہی سے پہلے اپنے آپ پر رحم کرو۔ ندامت سے قبل اس پر روؤ۔

سفر دور ہے، زادِ راہ قلیل ہے، ھم وحزن طویل ہے، جھانکنے والی موت کا خوف شدید ہے، اس کے بعد ترش رو دن ثقیل ہے۔

میرے بھائی ہر زندہ کو خوراک کی ضرورت ہے۔ اے مسکین! تو موت کی خوراک ہے وقت گزرنے سے قبل موت کی تیاری کر۔

کسی شاعر نے خوب کہا:

أَرَانِــــي فِـــي انْتِـقَــاصٍ كُــلَّ يَــوْمٍ
وَلاَ يَبْـقَـى عَـلـى الـنُّـقْـصَـانِ شَيْءٌ
طَـوَى الْـعَـصْـرَانِ مَـانَشَـرَاهُ مِنِّـي

[1] حلیة الاولیاء: ۷/ ۲۵۳؛ اللآلی المصنوعة: ۲/ ۲۳۰؛ الموضوعات ابن جوزی: ۳/ ۲۲۸۔

فَـأَتْـلَفَ جُثَّتِـي نَشْـرٌ وَطَـيٌّ
فَـإِنْ أَكُ قَـدْفَنَيْـتُ وَمَـاتَ بَعْضِي
فَـإِنَّ الْـحِـرْصَ بَـاقٍ فِـيَّ حَـيٌّ
وَطَيْـرُ الْـمَوْتِ حَـائِمَةٌ لِّقَتْلِـيْ
مُـدَلَّاةٌ عَـلَـيَّ وَفِـيَّ عَـيٌّ

"میں ہر روز کمی ونقصان میں جا رہا ہوں، نقصان میں کوئی چیز باقی نہیں رہ سکتی۔"

"دونوں زمانوں نے جو پھیلایا اسے سمیٹ لیا، پھیلنے اور لپیٹنے کے عمل نے میرا وجود تباہ کر دیا۔"

"اگرچہ میں فنا ہو چکا اور کچھ حصہ مردہ ہو گیا، لیکن حرص زندہ و باقی ہے۔"

"میری لاش پر موت کا پرندہ چکر لگا رہا ہے، وہ مجھ پر منڈلا رہا ہے اور میں بے بس ہوں۔"

نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے موت کی فکر رکھی اللہ اس کے لیے موت کی سختیوں کو آسان فرما دیں گے۔ جو اس کی یاد سے غافل رہا ہو سکتا ہے کہ اس پر موت بغیر تیاری کے آ جائے۔" [1]

اللہ سے ڈرو! تمہاری عمروں کا تسلسل ٹوٹ چکا اور تمہیں خبر بھی نہیں، اگر دنیا کے غموں کے پیچھے لگے رہے کہ وہاں سے فارغ ہو جاؤں، تم کبھی بھی فارغ نہیں ہو گے دنیا ختم ہو جائے گی، اے مسکین! تھوڑے وقت میں اس سے فراغت پاؤ اور موت آنے سے قبل اپنے مولیٰ سے معاملہ درست کرو۔

توبہ کی طرف جلدی

نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: "اے لوگو! جلدی کرو توبہ کی طرف موت سے قبل۔ اور اچھے اعمال کی طرف بڑھو اس سے قبل کہ مشغول ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اور اپنے

[1] اس مفہوم کی روایت مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۲۵ میں موجود ہے۔

مابین تعلقات کو کثرت ذکر سے مضبوط کرو۔ 1

سنّی اور زندیق

حکایت ہے کہ اہل سنت سے تعلق رکھنے والا ایک شخص زندیق (بدعقیدہ شخص) کو ملا۔ اس کا جسم کمزور، رنگت اڑی ہوئی۔ خوف کا مارا ہوا، اور سنی شخص موٹا تازہ تھا۔ زندیق کہنے لگا اے سنی! اپنا عقیدہ بیان کرو۔ اس نے جواب دیا، میں موت اور اس کی شدت، جان کنی اور اسکی ہولنا کی کا عقیدہ رکھتا ہوں۔ زندیق یہ سن کر زور سے چیخا اور غش کھا کر گر پڑا، کچھ دیر کے بعد اسے ہوش آیا، تو کہنے لگا مجھے مزید بتائیے۔ سنی نے کہا موت کے بعد دوسرا مرحلہ قبر اور اس کی تاریکی، لحد اور اس میں لیٹے رہنا، اور منکر ونکیر کی دہشت۔ اس نے پوچھا منکر ونکیر کیا ہے؟ سنی نے جواب دیا دو فرشتے سیاہ رنگ، نیلی آنکھیں، بالوں میں چلتے اور زمین دانتوں سے کھودتے ہیں، ہر ایک کے ہاتھ میں جہنم کے لوہے کی چھڑی ہے۔ اگر دنیا کے پہاڑوں پر اس کی ضرب لگ جائے تو انہیں بنیاد سے اکھیڑ دے وہ دونوں قبر میں بندے سے سوال وجواب کریں گے۔ زندیق نے پوچھا پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ جواب دیا دوبارہ زندہ ہونے، حساب ومیزان اور صراط کی ہولناکیاں ہیں۔ اس نے پوچھا صراط کیا ہے؟ اس نے کہا جہنم کے اوپر نصب کیا ہوا پل جو بال سے باریک، تلوار سے تیز، انگاروں سے زیادہ گرم جس پر لوہے کے آنکڑے ہیں۔ اور ہر آنکڑے کے ساتھ آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر محافظ فرشتے لٹکے ہوئے ہیں۔ اگر ان زبانیہ میں سے ایک دنیا پر آجائے تو پہاڑ، سمندر، انسان، جن، حشرات الارض اور چوپائے اس کے سانس کی حرارت سے تباہ ہو جائیں۔ وہ کہنے لگا زبانیہ کیا ہے اور جہنم کیا ہے؟ کہا: زبانیہ آگ سے پیدا شدہ عذاب کے فرشتے ہیں، اور جہنم دارالعذاب ہے، جس میں چار ہزار سال تک آگ جلائی گئی۔ ایک سال چار ہزار مہینے کا اور ایک ماہ چار ہزار دن کا، اور ایک دن چار ہزار گھڑیوں کا اور ایک گھڑی، چار ہزار نظر کے برابر اور ایک نظر دنیا کے سات ہزار سالوں کے برابر ہوگی۔ وہ جہنم کالی بھجنگ ہے جو اس میں داخل ہو گیا اس کا ابتلا اور غم بڑھ گیا۔ یہ سب کچھ سننے کے بعد زندیق نے کہا

---

1 السنن الکبریٰ للبیهقی: ۲/ ۴۷۸۔

کہ مجھے تمہاری کم عقلی پر افسوس ہے، کہ اس قدر ہولناک واقعات کا اعتقاد رکھتے ہوئے بھی تم موٹے ہو۔ اللہ کی قسم جو کچھ تم نے ذکر کیا اس میں سے صرف موت کی تصدیق کرتا ہوں موت کی یاد نے میرے غم کو طویل کر دیا اور میرا جسم گھلا دیا۔ اور تم تو ان جانوروں کی طرح ہو جنہیں کھانے کے سوا کوئی فکر نہیں۔

بھائیو! اللہ کے خوف کو مد نظر رکھو اور اس کا شکر کرو اس عظیم نعمت پر کہ اس نے حضرت محمد ﷺ کو تمام مخلوق کی طرف بھیجا، جنہوں نے تم کو ضلالت سے نجات دی اور تم کو جہالت کی مدہوشی سے نکالا۔ پھر اللہ نے تم کو پاکیزہ رزق کا تحفہ دیا اور تم کو اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت دی۔ اب اسکے انعامات کے ذریعے گناہ کمانے سے اجتناب کرو، موت کا آنا حق ہے اللہ نے اسے نصیحت کا ذریعہ بنایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا)) موت کا وعظ کافی ہے۔" [1]

ملک الموت کا مؤمن کے ساتھ نرم برتاؤ

نبی ﷺ ایک مریض کے پاس تشریف فرما تھے آپ نے ملک الموت کو اس کے سر کی طرف دیکھا، فرمایا: "اے ملک الموت میرے صحابی سے نرم سلوک کرو۔ اس نے جواب دیا اے محمد ﷺ میں ہر مؤمن سے نرم سلوک کرتا ہوں۔" [2]

اللہ کے خوف کو مد نظر رکھو، اس سے غافل نہ ہو جو تم سے غافل نہیں، موت کو نہ بھولو رب عزوجل تمہیں نظر انداز نہیں کرے گا۔ اللہ تمہیں اور ہمیں حسن سلوک کی توفیق دے اور صالح اعمال کی ہدایت دے، وہ جواد کریم اور بہت فضل کرنے والا ہے۔

---

[1] شیخ البانی نے اسے ضعیف جداً قرار دیا ہے (السلسلة الضعيفة: ٥٠٢) مسند الشهاب: ١٤١٠؛ مجمع الزوائد: ١٠/ ٣٠٨۔

[2] المعجم الكبير: ٤١٨٨؛ كنز العمال: ٤٢٨١٠ ہیثمی کہتے ہیں کہ اس کی سند میں عمر بن شمر الجعفی اور الحارث بن الخزرج کا ترجمہ مجھے نہیں ملا۔ دیکھئے (مجمع الزوائد: ٢/ ٣٢٥)۔

قبروں کی یادیں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ ﴾ [1]

''تم لوگوں کو ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم لب گور تک پہنچ جاتے ہو۔''

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ جب قاری **الھاکم التکاثر** کی تلاوت کرتا ہے تو اسے آسمانوں اور زمین کی مکمل حکومت میں اس لقب سے یاد کیا جاتا ہے ''اللہ کا شکر ادا کرنے والا۔''

اللہ کے خوف سے متعلق حکایت

عکرمہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ یمن کا رہنے والا ایک مشرک شخص جس کا نام یعلیٰ تھا۔ انتہائی غریب شخص دنیا میں صرف ایک چادر کا مالک جس سے شرمگاہ چھپائے ہوئے ہوتا۔ دن درخت کے سائے میں گزارتا اور رات بے بسی میں کتے کی طرح گڑھے میں گزارتا۔

اسے نبی ﷺ کی نبوت کا علم ہوا، تو رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے لیے روانہ ہوا، نوجوان آدمی تھا پیدل نشیب و فراز کو عبور کرتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اسلام قبول کیا اور اصحاب صفہ کے ساتھ بیٹھ گیا، کھجوروں کی ایک مٹھی اور جو کی روٹی کا ٹکڑا اس کی خوراک تھی۔ نبی ﷺ کی مجلس سے چمٹا رہتا تھا یہاں تک کہ قرآن مجید کی چار سورتیں یاد کر لیں۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''قرآن ہوتے ہوئے فاقہ نہیں اور آگ کے ٹھکانے کے بعد دولت نہیں۔'' کہنے لگا اللہ کے رسول ﷺ! میرا نکاح کر دیں آپ ﷺ نے پوچھا: ''تیرے پاس مال ہے؟'' اس نے کہا میرے پاس قرآن کی چار سورتیں ہیں۔

[1] ۱۰۲/ التکاثر: ۱، ۲۔

جس کے پاس اللہ کا کلام اور وحی ہو وہ دولتمند ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا: ''تو نے سچ کہا، جاؤ انصار کے قبیلہ بنوسلمہ کی طرف اللہ سے خیریت مانگو اور جولڑکی اس قبیلہ کی تمہیں سب سے پہلے ملے وہ تمہاری بیوی ہے۔'' وہ نوجوان چلا اسے یہ علم نہ تھا کہ کدھر جائے، اچانک ایک خوبصورت لڑکی سامنے آئی، نوجوان نے پوچھا کہ وہ کس قبیلہ سے ہے؟ وہ کہنے لگی بنو سلمہ، نوجوان نے کہا اللہ اکبر، تو میری بیوی ہے، آؤ میرے ساتھ، لڑکی نے کہا تو کس قدر بے وقوف ہے؟ اس نے کہا میں بے وقوف نہیں لیکن مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہی حکم دیا ہے۔لڑکی نے فوراً کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی بجا آوری اور سر تسلیم خم، لیکن میں اللہ کے رسول سے سننا چاہتی ہوں۔اب وہ نوجوان اور لڑکی رسول اللہ ﷺ کی طرف چل دیے۔ادھر سے لڑکی کے ماں باپ ملے اور پوچھا کہاں جارہی ہو؟ لڑکی نے کہا اس نوجوان نے مجھے ساتھ لیا اور کہا کہ تم میری بیوی ہو مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔اب میں تصدیق کرنے کے لیے جارہی ہوں۔انہوں نے بھی اللہ کے رسول کے حکم کے سامنے سر جھکا دیا۔اب سب رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔لڑکی کے والد نے گفتگو شروع کی۔اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ اجنبی لڑکا کہتا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کردو اللہ کے نام اور اس کی برکت پر۔'' اس نے کہا ایسا ہی ہوگا۔چنانچہ بوڑھے نے اپنی بیٹی کا نکاح کردیا۔صحابہ اور رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنالیا۔پھر آپ نے اپیل کی ''اے مسلمانو! اپنے بھائی سے تعاون کرو۔'' چنانچہ اس کے لیے چار اوقیے چاندی جمع ہوگئی۔نبی ﷺ نے فرمایا: ''دو اوقیے تیرے اور دو تیری بیوی کے۔'' نوجوان کہنے لگا میں نے اپنے دو اوقیے بھی لڑکی کو دے دیے۔حضور ﷺ نے اس کے باپ سے کہا جاؤ'' لڑکی کو آج ہی تیار کر کے رخصت کردو۔'' بوڑھے نے کہا سَمْعًا وَطَاعَةً لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُوْلِهٖ۔ اب رسول اللہ ﷺ نے نوجوان سے گھر جانے کے لیے کہا۔نوجوان گھر داخل ہوا۔تو بستر لگا ہوا۔چٹائی بچھی ہوئی بیوی بیٹھی ہوئی، چراغ روشن، کھانا تیار، یہ دیکھتے ہی جائے نماز کی طرف لپکا، اور شکرانے کے دو نفل ادا کیے، پھر دو رکعتیں ادا کیں پھر آسمان

کی طرف سر اٹھایا اللہ کی تعریف کی، ثنا کی اور نعمت کا شکریہ ادا کیا پھر صبح تک دو رکعات ادا کرتا اور دعا کرتا رہا۔ صبح کے وقت نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں گیا صبح، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ کر گھر لوٹا، پھر گھر میں ہر چیز بجی سجائی دیکھی اور جو کچھ اس کے لیے تیار تھا۔ جلدی سے جائے نماز کی طرف گیا۔ پچھلی رات کی طرح مکمل رات نماز پڑھتے گزار دی، صبح پھر مسجد میں گیا اور عشاء تک پانچ نمازیں مسجد میں ادا کیں، یہاں تک کہ تین راتیں اس طرح گزر گئیں۔ اب والد اپنی بیٹی کے گھر گیا اور خاوند کے حال و احوال پوچھے، لڑکی نے جواب دیا مجھے علم نہیں میرے خاوند کو کیا ہے؟ اسے رات بھر نماز کے علاوہ کوئی کام نہیں اللہ کی حمد و ثنا اور نماز اس کا معمول ہے۔ بوڑھے نے یہ سارا ماجرا رسول اللہ ﷺ کو سنایا۔ آپ نے نوجوان سے پوچھا: ''اپنے اہل سے کیوں الگ ہو۔ تمہیں کس نے روکا؟'' نوجوان نے کہا اللہ کے رسول مجھے اپنا فقر یاد آ گیا۔ یمن میں شرک کی حالت میں تھا۔ گھر نہ گھاٹ، دن درختوں اور دیواروں کے سایہ میں گزرتا، رات ایک جانور کی طرح چھوٹے سے گڑھے میں بسر ہو جاتی، اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت نصیب فرمائی، قرآن کی چار سورتیں یاد کی، اللہ نے میرا سینہ کھول دیا، دل روشن کر دیا، جب اس لڑکی سے شادی ہوئی، اس کا بستر اور لڑکی کا حسن و جمال دیکھا۔ میں نے زندگی میں کبھی اس طرح بستر نہیں دیکھا، کبھی روشن چراغ نہیں دیکھا۔ اس حالت کو دیکھ کر میں نے ان چار سورتوں میں سے ایک سورت کو یاد کر کے غور کیا۔ تو اللہ نے مجھے دنیا کے ساز و سامان سے بے نیاز کر دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ کون سی سورت ہے۔'' اس نے کہا: ﴿ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ ﴾ [1] پھر وہ رویا، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام بھی رو پڑے، جب آنسو ذرا تھمے تو نوجوان نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے لیے خصوصی دعا فرمایئے آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! اسے کثیر مغفرت سے نواز، قلیل مال کے باوجود اسے شکر کی توفیق دے، اور اپنی رحمت سے اسے غنا عطا فرما۔'' ابھی ایک جمعہ نہیں گزرا تھا کہ حضور ﷺ کو بتایا گیا کہ نوجوان فوت ہو گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لا الہ الا اللہ جب تم غسل سے فارغ ہو تو مجھے بتانا'' صحابہ

---

[1] ۱۰۲/ التکاثر: ۱۔۳۔

نے حضور کو اطلاع دی آپ نے فرمایا: "مبارک ہو تیرے لیے جنت ہے۔" پھر اس کی بیوی سے پوچھا کہ یہ تیرے قریب آیا کہنے لگی نہیں اللہ کے رسول ﷺ جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا وہ میرے قریب تک نہیں آیا۔

اللہ کی خشیت سے متعلق صالحین کی حکایت

میمون بن مہران نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے:

﴿ اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُۙ۝ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَؕ۝ ﴾ ❶

فرمایا: لوگ قبروں کی زیارت موت کے ذریعے کرتے ہیں، ہر آنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے وطن کی طرف لوٹے جو جنت یا آگ ہے۔

زر بن حبیش حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ ❷ کہ ہم قبر کے عذاب کے متعلق شکوک و شبہات میں تھے یہاں تک کہ یہ آیت اتری ﴿ اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُۙ۝ ﴾ یعنی تمہیں دنیا میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی دھن نے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دیا، لھو کا مفہوم جو شے مشغول کر دے۔ اکثر طور پر اس کا اطلاق آوارگی پر ہوتا ہے۔ ﴿ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَؕ۝ ﴾ "قبریں تمہارے گھر ہیں" یہ آیت اس وقت اتری کہ قریش کے دو قبیلے ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے کہ ہمارے اسلاف و اکابر میں فلاں، فلاں تھا۔ ﴿ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَۙ۝ ﴾ "یعنی جب تم مرو گے تو تمہیں علم ہو جائے گا۔" ﴿ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَؕ۝ ﴾ "پھر تمہیں قبروں میں علم ہو جائے گا، اور یہ وعید پر وعید ہے۔" اور پہلی آیت کا مفہوم دوسری آیت سے مختلف ہے۔ یہ تکرار نہیں ہے۔ فـــرّاء نحوی کہتے ہیں کہ عرب ڈرانے کے لیے اور شدت کا احساس دلانے کے لیے کسی کلمہ کو تکرار سے استعمال کرتے ہیں۔ اسی سے یہ اللہ کا فرمان: ﴿ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَؕ۝ ﴾ یعنی وہ وعید پر ایمان نہیں رکھتے۔ پھر کلام نئے سرے سے، اور فرمایا: ﴿ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِؕ۝ ﴾ ❸ "ایسا خالص یقین جس میں شک کی گنجائش نہ ہو۔"

---

❶ ۱۰۲/ التکاثر: ۱، ۲۔ ❷ تفسیر طبری: ۱۵/ ۲۸۴۔ ❸ ۱۰۲/ التکاثر: ٤۔

تمہیں خبردار کیا کہ تم آخرت میں جہنم کو دیکھ لو گے۔ جیسے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ يَرَىٰ﴾ [1] "جہنم سامنے کر دی جائے گی دیکھنے والے کے لیے۔" اب تکرار اس آیت کا ﴿لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ﴾ "یہ نظارہ قیامت کے دن سامنے آنے پر ہوگا اور دوسری آیت ﴿ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ﴾ "اور یہ دوسرا نظارہ جہنم میں داخل ہونے کے بعد ہوگا۔" فرّاء کہتے ہیں یہ تکرار سختی کے لیے ہے۔ پھر فرمایا: ﴿لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ﴾ "پھر تمہیں علم کی روایت حاصل ہوگی۔" ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ "ان سے نعمتوں اور حیات کے شکریے کے متعلق سوال کیا جائے گا۔" ایک قوم کا خیال ہے کہ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے اور دیگر علما فرماتے ہیں کہ آیت عام ہے اور مؤمن بھی اس میں شامل ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دو نعمتیں جن کے بارے میں اکثر لوگ خسارے میں ہیں صحت اور فراغت ہیں۔" [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے پہلے بندے سے قیامت کے دن یہ پوچھا جائے گا۔ کیا میں نے تجھے تندرست جسم عطا نہیں کیا؟ تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا؟" [3]

محمود بن لبید بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا ہم کون سی نعمتوں میں ہیں۔ یہ صرف پانی اور کھجور پر گزارہ اور کندھوں پر تلوار، فرمایا آیندہ اور نعمتیں ہوں گی۔ [4] ابن مسعود، قتادہ اور سعید رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ نعیم سے مراد امن اور تندرستی ہے۔ مجاہد کہتے ہیں، روٹی، پانی اور نمک، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیا اور فارغ ہو کر اللہ کی تعریف کی اس نے شکر ادا کر دیا۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس شخص کو صبح اور شام کا کھانا میسر ہو جائے صحابہ اس کو دنیا کی نعمتوں میں شمار کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تازہ کھجور اور ٹھنڈا پانی نعمت میں شمار ہے، ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ گندم کی

[1] ۷۹/ النازعات: ۳۶۔ [2] البخاری: ٦٤١٢؛ الترمذی: ٢٣٠٤؛ ابن ماجه: ٤١٧٠۔

[3] المعجم الاوسط للطبرانی: ٦٢؛ الترمذی: ٣٣٥٨۔

[4] الترمذی: ٣٣٥٨ بتصرف یسیر۔

روٹی اور میٹھا پانی نعمت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''طبیعت کا خوش ہونا نعیم میں شامل ہے۔'' [1]

ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نعیم سے مراد جو کی روٹی اور میٹھا پانی ہے۔ محمد بن علی کا خیال ہے نعیم سے مراد عافیت ہے۔ ابوعسیب رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رات کے وقت ہمارے پاس سے گزر ہوا، آپ نے مجھے بلایا میں باہر آیا پھر آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے گزرے انہیں بلا کر ساتھ لیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر سے گزرتے ہوئے انہیں بلا کر ساتھ لیا، پھر آپ ہم سب کو لے کر ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ آپ نے انصاری کو کہا ہمیں کھجوریں کھلاؤ۔ صحابی کھجوروں کا خوشہ لے کر آئے۔ آپ نے اور صحابہ نے کھائیں پھر ٹھنڈا پانی منگوایا اور سب نے پیا۔ پھر فرمایا: ''تم سے قیامت کے دن اس نعمت کا سوال ہوگا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھجور کا گچھا زمین پر دے مارا جس سے کھجوریں بکھر گئیں۔ کہنے لگے اے اللہ کے رسول! ہمیں قیامت کے دن کے متعلق بھی سوال ہوگا۔ فرمایا: ''جی ہاں! روٹی کا ٹکڑا جو بھوک مٹاتا ہے، کپڑا جس سے شرمگاہ چھپاتے ہو اور وہ حجرہ جو ٹھنڈک اور گرمی سے تحفظ دیتا ہے ان سب کے بارے میں سوال ہوگا۔'' [2]

علی بن ابی طلحہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں۔ نعیم سے مراد بدن اور آنکھ، کان کی سلامتی وتندرستی ہے، بہر حال اللہ زیادہ جانتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۝ ﴾ [3]

''یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔''

اور فرمان الٰہی:

﴿ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ ﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ تمہیں کثرت کی طلب نے دنیا میں غافل کر دیا، جہنم کا ایندھن جمع کرنے، گناہ کمانے، جرموں میں بڑھنے سے۔

---

[1] ابن ماجه: ٤١٤١؛ مسند احمد: ٥/ ٣٧٢۔

[2] مسند ابي عوانة: ٨٣٠٣؛ مجمع الزوائد: ١٠/ ٢٦٧۔ [3] ١٧/ الاسراء: ٣٦۔

کسی شاعر نے کہا:

أَرَضِيْتَ دَارًا لَا بَقَاءَ لَهَا
تَعُدُّ الشُّرُوْرَ وَتَنْصِبُ الْفِتَنَا
مَا يَسْتَقِيْمُ سُرُوْرُ صَاحِبِهَا
حَتّٰى يَعُوْدَ سُرُوْرُهُ حَزَنَا
عَجَبًا لَهَا لَا بَلْ لِمَوْطِنِهَا الْ
مَغْرُوْرِ حِيْنَ يَعُدُّهَا وَطَنَا
فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ بِنَا
سَتَرَ الْقَبِيْحَ وَاَظْهَرَ الْحَسَنَا
مَا تَنْقَضِيْ عَنَّا لَهٗ مِنَنٌ
حَتّٰى يُجَدِّدَ بَعْدَهَا مِنَنَا

''کیا تو اس گھر پر راضی ہے جس کو بقا نہیں، اس بہانے تو برائی تیار کرتا ہے اور فتنے کھڑے کرتا ہے۔''

''آدمی خوشی سے ابھی پوری طرح لطف اندوز ہونے نہیں پاتا کہ مسرت غم میں بدل جاتی ہے۔''

''دنیا اور اس کے پرفریب مقام پر تعجب ہے کہ انسان اسے حقیقی وطن سمجھ بیٹھا۔''

''رب لطیف کی تعریفیں، جس نے گناہوں پر پردہ پوشی کی اور اچھائیوں کو ظاہر کر دیا۔''

''اس کے سابقہ احسانات ختم نہیں ہوتے کہ وہ نئے احسانات لے آتا ہے۔''

پیارے بھائی! تو مشغول ہو گیا لذات میں، عمر فنا کر دی نافرمانیوں میں، نافرمانی کی رب ارض و سموات کی، اور وحشت کے گھر کو بھول گیا، وہ گھر کس قدر تاریک، وہ صندوق کتنا تنگ ہے، وحشت کا گھر، غم اور حسرت کا گھر۔ کسی شاعر نے کہا:

وَرُبَّمَا عُوْقِصَ ذُوْ صِحَّةٍ

أَصَحَّ مَا كَانَ وَلَمْ يَسْقَمِ
يَا وَاضِعًا لِلْمَيِّتِ فِي قَبْرِهِ
خَاطَبَكَ الْقَبْرُ وَلَمْ تَفْهَمِ

''بعض مرتبہ ایسا صحت مند آدمی مفلوج کر دیا جاتا جس کے بیمار ہونے کا امکان بھی نہ تھا۔''

''اے میت کو قبر میں رکھنے والے! قبر تجھ سے مخاطب ہے، لیکن تم سمجھ نہیں رہے۔''

یہ دنیا کی محبت اس وقت تک ختم نہیں ہوسکتی جب تک وحشت کے گھروں، تنگی اور غم کی منزلوں اور قبور کی زیارت نہ کرلو۔ تم مبتلا ہو گئے تکلیف و مصیبت میں، غم و حسرت میں، بکھرے ہوئے پریشان احوال میں، قبروں کی تاریکیوں میں، منکر و نکیر کے سوال میں، برزخ میں پڑے رہنا دوبارہ زندہ ہونے تک، اے مغرور! اپنے نفس پر رحم کھا، قبر کی ہولناک کیفیت کے بعد ایسی ہی اور ہولناک کیفیتیں ہیں۔

قبر کی کیفیت اور ہولناکیاں

نبی ﷺ نے فرمایا: قبر جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے، یا آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے، قبر روزانہ تین مرتبہ آواز دیتی ہے میں ظلمت و وحشت اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں۔'' [1]

پیارے بھائیو! اس تنگ و تاریک گھر کے لیے محنت و کاوش سے اعمال میں سبقت کرو۔ کسی شاعر نے کہا:

كَأَنِّي بِأَخْوَانِي عَلَى حَافَّةِ الْقَبرِ
يَهِيلُونَهُ فَوْقِي وَأَدْمُعُهُمْ تَجْرِي
عَفَى اللّٰهُ عَنِّي حِينَ أُتْرَكُ ثَاوِيًا
أُزَارُ فَلَا أَدْرِي وَأُجْفَى فَلَا أَدْرِي

[1] الترمذی: ۲٤٦٠؛ مسند الفردوس: ۵۳۹۷ مختصراً شیخ البانی نے اس روایت کو ضعیف جداً قرار دیا ہے۔ دیکھئے (ضعیف الترمذی)۔

''گویا میرے بھائی قبر کے کنارے پر میرے اوپر سے گزرتے آنسو بہا رہے ہوں گے۔''

''اللہ میری حالت پر رحم کرے جب میں قبر میں رکھ کر چھوڑ دیا جاؤں گا، میری زیارت کی جائے گی مجھے علم نہیں مجھ سے جفا ہوگی مجھے خبر نہیں۔''

اللہ کے بندو! غفلت سے بیدار ہو اور انتقال کے دن کے لیے عمل کرو۔ قبر کی ظلمت کے لیے تیاری کرو اس فرصت اور مہلت کی مدت میں۔ اپنے دن اپنی عمروں کو برے افعال سے بچاؤ، موت تم پر اترنے والی، قبر تمہارے سامنے ہے۔

میت پر سخت ترین دن

کہا گیا ہے کہ میت پر قبر میں شدید ترین اور مشکل ترین پہلی رات ہے جو وہ قبر میں گزارتا ہے اس لیے اگر ہو سکے تو ورثاء کو میت کی طرف سے صدقہ کرنا چاہیے۔ اس کی وجہ سے میت کو غم اور وحشت سے سکون ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نمازیوں کے لیے ساٹھ سال کی عبادت قیام و صیام اس کے لیے لکھ دیتے ہیں۔ یہ بھی مشہور ہے کہ میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو رخصت کرنے والے جب واپس آتے ہیں، تو لوگ آپس میں آواز دیتے ہیں، اللہ تمہیں اجر دے اب واپس چلو، اگر میت اہل شقاوت سے ہوگی تو آواز دے گی، میں کس کے ساتھ جاؤں، مجھے خوف و خطرہ اور ہولناک منظر دکھائی دے رہا ہے۔ اے میرے احباب! جب تمہارے گھر میں بیٹھنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو وہ زمین اور مٹی پر بیٹھ جاتا ہے۔ اس طرح جس نے قبر کے لیے اچھے عمل نہ کیے وہ قبر میں تنہا یکتا اور خوف زدہ ہوگا۔

کسی شاعر نے کہا:

أَنَـــا فِـــي الْـــقَبْـــرِ رَهِيـــنٌ
قَـــدْ تَبَـــرَّا الْأَهْـــلُ مِـــنِّـــي
أَسْـــلَـــمُـــونِـــي بِـــذُنُـــوبِـــي
خِبْـــتُ إِنْ لَـــمْ يُـــعْفَ عَـــنِّـــي
فَـــارْحَـــمِ الْيَـــوْمَ مَشِيبِـــي

وَارْحَمِ اللّٰهُمَّ سِنِّی
وَارْحَمِ اللّٰهُمَّ ضَعْفِی
لَا یَخِیْبُ الْیَوْمَ ظَنِّی

''میں قبر میں گروی رکھا گیا ہوں اہل وعیال مجھ سے لاتعلق ہو گئے۔''

''انہوں نے مجھے گناہوں کے سپرد کر دیا، اگر میری معافی نہ ہو سکی تو میں نامراد ہوا۔''

''اے اللہ! آج میرے بڑھاپے پر ترس کھا، اے اللہ! میری عمر پر رحم فرما۔''

''اے اللہ! میرے ضعف ناتوانی پر رحم فرما، آج یہ امید ناکام نہ فرمانا۔''

نبی ﷺ کا وعظ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہ نبی ﷺ ہمیں کبھی کبھی وعظ فرمایا کرتے تھے اور فرماتے: ''قبروں کے لیے تیاری کرو، قبر روزانہ سات مرتبہ آواز دیتی ہے، اے ابن آدم ضعیف و ناتواں! میرے پاس آنے سے قبل زندگی میں اپنے آپ پر رحم فرما، اگر تو اطاعت کرتا ہوا مجھے ملے گا تو میں تجھ پر رحم کھاؤں گی اور تجھے میری طرف سے مسرت وخوشی حاصل ہوگی، اگر تو نے اپنے نفس پر رحم نہ کھایا تو میں بھی تجھ پر رحم نہیں کھاؤں گی۔ میں کیڑوں کا گھر اور پھر لمبی ندامت میں وحشت کا گھر ہوں اور ساتھ سخت دھوپ اور بھوک کی شدت ہوگی۔ میں پیاس کا گھر اور ساتھ تاریکی، میں تنگ وتاریک اور ساتھ بچھو، اے ابن آدم! بچ تمہیں کہیں دنیا کی زندگی فریب میں مبتلا نہ کر دے۔ تو مجھ سے گزر کر جائے گا۔ آخرت کی طرف جاتے ہوئے میں تیری پہلی منزل ہوں، اگر مجھ سے نجات پا گیا تو ہر خوف سے نجات ملے گی۔ اے ابن آدم! میں غصے کا گھر، نوجوان پر جوانی کی وجہ سے بچے پر بچپن کی بنا پر اور بوڑھے پر بڑھاپے کی وجہ سے میں کبھی ترس نہیں کھاتی، میں نے کبھی اس پر رحم نہیں کھایا جو شخص اپنے آپ پر رحم نہیں کرتا۔'' [1]

کسی شاعر نے کہا:

[1] کنز العمال: ٤٢١٤٤ مختصرًا۔

عَجِبْتُ لِمَنْ يَتِمُّ لَهُ السُّرُوْرُ
بِدَارٍ كُلُّ مَا فِيْهَا غُرُوْرُ
وَكَيْفَ يَلِذُّ سَاكِنُهَا بِعَيْشٍ
وَيَعْلَمُ اَنَّ مَسْكَنَهُ الْقُبُوْرُ

''مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو خوشی و مسرت کو کامل سمجھتا ہے ایسے گھر میں جہاں ہر شے فریب ہے۔''

''اس جہان میں کوئی باشندہ زندگی کی لذت کیسے پاسکتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ اس کی قیام گاہ قبریں ہیں۔''

اے ابن آدم! تمہیں عظیم کام کے لیے پیدا کیا گیا۔ اگر تجھ میں عقل ہوتی تو تیرا عجز و انکسار ظاہر ہوتا، آنسو بہہ پڑتے، قبر کی وحشت اور خوف سے، لحد اور اس کے دبانے سے، جھانکنے والی موت کی دہشت اور ڈر سے، اے مسکین! اپنے آپ کو تیار کر اس زندگی میں، کتاب اعمال لپیٹنے سے قبل، توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے، پردہ لٹکنے سے قبل، مٹی کی طرف سفر سے پہلے۔ کسی شاعر نے کہا:

لَا تَأْمَنَنْ وَاِنْ اَمْسَيْتَ فِي حَرَمٍ
اِنَّ الْمَنَايَا تُفَاجِي كُلَّ اِنْسَانٍ
وَاسْلُكْ طَرِيْقَكَ وَاثْبُتْ غَيْرَ مُنْحَرِفٍ
حَتَّى تَلَاقِي الْجَزَاءَ مِنْ عِنْدِ رَحْمٰنٍ
فَكُلُّ خِلٍّ وَاِنْ اَشْفَقْتَ تَتْرُكُهُ
وَكُلُّ مَالٍ وَاِنْ اَكْثَرْتَهُ فَانٍ
وَالْخَيْرُ وَالشَّرُّ مَقْرُوْنَانِ فِي قَرَنٍ
بِكُلِّ ذٰلِكَ يَأْتِيْكَ الْجَدِيْدَانِ

''تم حرم پاک میں بھی ہو تب بھی موت سے امن نہیں، موتیں ہر انسان کو اچانک آلیتی ہیں۔''

''ثابت قدمی سے اپنے راستے پر چلتا رہ کسی طرف مڑے بغیر، یہاں تک
کہ تمہیں رحمٰن کی جزا حاصل ہوگی۔''

''ہر دوست چھوڑ دیتا ہے وہ کس قدر بھی عزیز ہو، ہر مال پیچھے رہ جائے گا وہ
کتنا بھی زیادہ ہو۔''

''خیر و شر ایک زمانہ میں ملے ہوئے ہیں، ہر ایک کے بدلے نئی چیز آئے گی۔''

اللہ تم پر رحم کرے، غور وفکر کرو، تمہارے دوست واحباب، پڑوسی، ساتھی، بھائی ماں، باپ، بہنیں، قریبی اور دور کے تعلق والے، محبت والے اور اجنبی ان کے جانے سے گھر خالی ہوگئے، نشانات مٹ گئے، اپنے گناہوں کے بدلے قبروں میں گروی پڑے ہیں، دوستوں نے تعلق توڑ لیا، اقرباء نے دل سے بھلا دیا، قبریں تنگ ہوگئیں، آنکھوں سے پیپ، رخساروں پر بہہ رہی ہے۔ کھال ریزہ ریزہ ہوگئی، جسم میں کیڑے مکوڑے حرکت کرنے لگے، اب ان کی ارواح خوف ناک مقررہ دن تک برزخ میں رہیں گی، اب جمع شدہ مال عمارتیں اور قلعے کام آئیں گے نہ ان کا دفاع کرسکیں گے، اب قبریں ان کا ٹھکانہ ہوں گی، دوست احباب چھوڑ کر فرار ہوجائیں گے۔

اے بھائیو! بیدار ہو، رحمٰن کی اطاعت میں کوشش کرو دوست اور وطن چھوڑنے سے پہلے۔

قبروں سے عبرت

اگر تم یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ دنیا سے جانے کے بعد تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوگا، تو قبروں کو جا کر دیکھو کہ وہ کس طرح مٹ چکی ہیں، قبر کے تصور کو سامنے رکھ، پھر دیکھو کہ تمہیں قبر میں کس چیز کی محتاجی ہے، اعمال صالحہ زیادہ سے زیادہ جمع کرو، کیونکہ تمہیں طویل مدت وہاں ٹھہرنا ہے، اس کے علاوہ دنیا کے امور کی زیادہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ سوائے حسرت اور وبال کے کچھ نہیں، اپنے حال پر نظر کر اگر وہ قبر اور موت کے لیے موزوں ہے تو اسی پر چلا جا اور اگر وہ ان کے لیے موزوں نہیں تو پھر اپنے حال کی اصلاح کر اور توبہ کر۔

کسی شاعر نے کہا:

كَمْ تُنَاسِى الْقُبُورَ يَا مَغْرُوْرُ
حَفْرُ مَا بِهَا لِعَاصٍ سُرُوْرُ
وَتَعَامَى عَنْهَا وَأَنْتَ تَرَاهَا
وَرُحَاهَا عَلَى الْاَنَامِ تَدُوْرُ

''اے مغرور! تم قبروں کو کب تک فراموش کیے رکھو گے، اس گڑھے میں گناہگار کے لیے کوئی مسرت نہیں۔''

''موت کی چکی کائنات پر گھوم رہی ہے اور تم جان بوجھ کر اندھے بنے ہوئے ہو۔''

اہل قبور کے لیے دعا

موت کا خوف رکھنے والوں میں سے ایک شخص کے متعلق ذکر ہے۔ جب وہ قبور کی طرف جاتے تو ان کے آنسو جاری ہو جاتے۔ تین تین روز تک کھانا پینا ترک کر دیتے۔ اور اہل قبور کو مخاطب ہو کر فرماتے، میرے دوستو! ان حسرت کے گھروں میں تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ اللہ تمہاری تنہائی میں اُنس پیدا کرے، تمہاری وحشت پر رحم کرے، تمہاری خواب گاہوں کو ٹھنڈا کرے، اور جو کچھ تمہارے مقدر میں ہے وہ آسان کرے، وہ سمیع و قریب ہے، اچھا ہے مولیٰ اور اچھا مددگار ہے، پھر وہ آہ و بکا شروع کر کے روئے، اللہ والو، رونے کے ایام سے پہلے آنسو بہاؤ اور غم کے دن سے قبل ہی ماتم کر لو۔

خوب ذہن نشین کر لو اللہ کے بندو! قبریں مردوں کے لیے تالے لگے تابوت ہیں، اور اعمال ان کی گردنوں میں تیار طوق ہیں، اور ان کی روحیں صبح و شام جنت یا جہنم کی طرف لائی جاتی ہیں۔

کسی شاعر نے خوب کہا:

يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ الْمُزَخْرَفُ قَبْرُهٗ
وَلَعَلَّهٗ فِي جَوفِهِ مَغْلُوْلُ

يَـا أَيُّهَـا الـرَّجُـلُ الْـمُقِيْمُ بِمَنْـزِلٍ
فِيْـهِ الْـحَـوَادِثُ مَـا أَقَـام نَـزُولٌ
اَلَّا يَـغُـرُّكَ مُـلْـكُـهٗ وَنَـعِـيْـمُـهٗ
فَـالْـمُـلْـكُ يَـفْـنٰـى وَالنَّعِيْمُ يَـزُولُ
وَإِذَا حَـمَـلْـتَ اِلَى الْـقُبُـوْرِ جَـنَـازَةً
فَـاعْـلَـمْ بِـأَنَّكَ بَعْدَهَـا مَـحْـمُوْلُ

''اے قبروں کو نقش و نگار کرنے والے! ہوسکتا ہے کہ اندر میت بیڑیوں میں جکڑی ہوئی ہو۔''

''اے بلند عمارتوں میں قیام پذیر! جب تک یہاں رہو گے حوادثات آتے رہیں گے۔''

''حکومت اور عیش و عشرت کے فریب میں مبتلا نہ ہو، حکومت فنا ہونے والی اور نعمت زوال پذیر ہے۔''

''جب قبروں کی طرف جنازہ جاتے دیکھو، تو سمجھ لو کہ اس کے بعد تمہاری باری ہے۔''

پیارے بھائیو! ہمارے بھائی جا چکے ہم اسی سفر پر گامزن ہیں، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون حقائق کی گہرائی تک پہنچنے سے ہماری آنکھیں اندھی ہوگئیں، ہم موت سے غافل اور قبروں کو بھلا بیٹھے۔

جناب اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت

حضرت اصمعی سے حکایت ہے کہ میں ایک اعرابی کے پاس سے گزرا اور وہ ایک قبرستان میں کھڑا تھا۔ میں نے کہا اے عرب دوست، یہ کونسی کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ اس نے جواب دیا:

هٰـذَا مَـنَـازِلُ اَقْـوَامٍ عَهِـدْتُهُـمْ
فِـى رَغَـدِ عَيْـشٍ نَـفِيـسٍ مَالَهٗ خَطَرُ

صَاحَتْ بِهِمْ نَائِبَاتُ الدَّهْرِ فَانْقَلَبُوا
إِلَى الْقُبُورِ فَلَا عَيْنٌ وَلَا اَثَرُ

''یہ ان لوگوں کی قیام گاہیں ہیں جن سے میں نے لمبی مدت بلا خطر عیش و عشرت سے بھرپور زندگی گزاری۔''

''حوادثات زمانہ ان پر آ پڑے اور وہ قبروں میں چلے گئے اب نہ وہ خود ہیں نہ نشان۔''

اللہ کے بندو! جس کی منزل قبر ہو، اسے مسرت کی گنجائش نہیں، قبر روزانہ اسے آواز دیتی ہے کہ تم نے میرے پاس آنا ہی ہے تو بتاؤ کیا تیاری کی ہے؟

کسی شاعر نے کہا:

اَجَارُ الدَّهْرَ لَيْسَ لَهُ جَوَارٌ
وَحُسْنُ الظَّنِّ بِالدُّنْيَا اغْتِرَارُ
إِذَا مَارُمْتَ يَوْمًا كَانَ يَوْمًا
وَنَقْصُ الْبَدْرِ غَايَتُهُ السِّرَارُ
وَدَعْ حِرْصَ الْجُبَانِ عَلَى حَيَاةٍ
وَأَجْمِلْ إِنَّ عُمْرَكَ مُسْتَعَارُ
وَذُوالْاٰمَالِ مِنْهَا فِي غِمَارٍ
وَعِنْدَ الْمَوْتِ يَنْكَشِفُ الْغِمَارُ
وَيَرْجُو الْمَرْءُ اَنْ يَبْقٰى سَلِيمًا
وَيَأْبَى اللَّيْلُ ذٰلِكَ وَالنَّهَارُ
هَلْ تُخْطِى الْمَنِيَّةُ نَفْسَ حَيٍّ
وَهَادِيْهَا رَوَاحٌ وَابْتِكَارُ

''زمانہ کے پڑوس کا کوئی اعتبار نہیں، دنیا کے متعلق حسن ظن رکھنا فریب ہے۔''

''جب تم ایک دن گزارتے ہو وہ دن عمر سے کم ہو گیا، چودھویں رات کے

چاند کی انتہا منظر سے غائب ہونا ہے۔''

''بزدل آدمی کی زندہ رہنے کی خواہش کو چھوڑو، اپنی مستعار زندگی کو خوبصورت بناؤ۔''

''دنیا میں امیدیں لگانے والا جاہل ہے، موت کے وقت جہالت وغفلت کا پردہ ہٹ جائے گا۔''

''آدمی تو چاہتا ہے کہ وہ تندرست وسلامت رہے مگر دن رات کی گردش ایسا نہیں ہونے دیتی۔''

''کیا موت کا نشانہ کسی شخص سے خطا کھا سکتا ہے جب کہ صبح وشام اس کی راہنمائی کرنے والے ہوں۔''

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حکایت

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ذکر ہے کہ جب وہ قبروں کو دیکھتے تو فرماتے ان کا ظاہر کس قدر خوبصورت ہے، مصائبات تو اندر چھپے ہوئے ہیں۔

اللہ کے بندو! دنیا سے دل نہ لگاؤ قبر عمل کرنے والوں کے لیے کامیاب جگہ ہے، عمل کرو غافل نہ ہو۔ میرے بھائی! اگر تم میت کو تین روز بعد دیکھو تو اتنی مدت اس سے مانوس رہنے کے باوجود وحشت واجنبیت محسوس کرو گے اس پر کیڑے مکوڑے کیسے چکر لگا رہے ہیں۔ پیپ بہہ رہی ہے۔ حشرات الارض کا اس میں سوراخ کرنا، بدبو پھیلنا، کفن کا بوسیدہ ہونا اس سے زائد ہے، جب کہ وہ شخص خوش لباس، خوشبو اور زیب وزینت کا دلدادہ تھا۔

کسی شاعر نے خوب کہا:

بَـاتُـوا عَـلَـى قُلَلِ الْجِبَالِ تَحْرِسُهُمْ
غُـلِـبَ الـرِّجَـالُ فَلَمْ تَنْفَعْهُمُ الْقُلَلُ
وَاستَـنْـزَلُـوا مِـنْ أَعَالِي عِزِّ مَعْقِلِهِمْ
وَأَسْـكَـنُـوا حُـفَـرًا يَا بِئْسَ مَا نَـزَلُوا
نَـادَاهُـمْ صَـارِخٌ مِـنْ بَـعْـدِ مَا دُفِنُوا

أَيْنَ الْأَسِرَّةُ وَالتِّيجَانُ وَالْحُلَلُ
أَيْنَ الْوُجُوهُ الَّتِي كَانَتْ مُحَجَّبَةً
مِنْ دُوْنِهَا تُضْرَبُ الْأَسْتَارُ وَالْكُلَلُ

''پہاڑوں کی چوٹیوں پر طاقتور آدمیوں کی حفاظت میں زندگی گزارنے والوں کو بلندیاں کام نہ آئیں۔''

''انہیں بلند باعزت اور محفوظ مقام سے اتار کر گڑھوں میں جا بسایا، افسوس اس سکونت و رہائش پر۔''

''ان کی موت کے بعد کسی نے آواز دی، کہاں ہیں خوبصورت، جوڑے، پردے اور تاج؟''

''کہاں ہیں وہ حسین چہرے جن کی حفاظت کے لیے خوبصورت پردے اور باریک چادریں لٹکائی گئی تھیں؟''

اے جوانوں کی جماعت! مٹی کی طرف جانے کی تیاری کرو، بوڑھے آدمی کے لیے بڑھاپے کی مصیبت کافی ہے وہ قبر کی تمہید ہے۔

قبر کے مکینوں کے لیے پکار

اللہ کے بندو! کوئی مؤمن ہو یا فاجر قبر اس کو صبح و شام آواز دیتی ہے، بشارت و سرور کے ساتھ یا ہلاکت و بربادی کے ساتھ، جس نے قبر اور اس کی وحشت اس کی تنگی اور ترشی کو مد نظر رکھا قبر اس کے لیے دنیا سے زیادہ وسیع اور کھلی ہو جائے گی۔ اللہ قبر کو بہتر گھر بنا کر اس کے گھر کے بدلے اچھا گھر اور اہل کے بدلے اچھا اہل عطا فرمائیں گے۔ ہر گھڑی اور ہر وقت اس کا ذکر کثرت سے کرو، اور ارض و سماء کے جبار کی اطاعت کرو، ہو سکتا ہے کہ وہ تمہیں ذلالت اور ندامت سے بچا کر قبر کو تمہارے لیے جنت کے باغات میں سے ایک باغ بنا دے۔

بکر بن حماد

بکر بن حماد رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت ہے کہ وہ ایک روز قبروں کی طرف گئے، قبروں کی تعداد میں اضافہ کے متعلق غور و فکر کر رہے تھے کہ بھائی اور احباب، ساتھی اور پڑوسی چل بسے

ہیں۔اس یاد پر کافی مدت تک روتے رہے کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔
پھر فرمانے لگے:

زُرْنَا مَنَازِلَ قَوْمٍ لَا يَزُورُنَا
إِنَّا لَفِي غَفْلَةٍ عَمَّا يَقَاسُوْنَا
لَوْ يَنْطِقُونَ لَقَالُوا الْجِدَّ وَيحَكُمْ
جَدُّ وا الرَّحِيْلَ فَقَدْ آوَى الْمُقِيْمُونَا
الْمَوْتُ أَحْدَقُ بِالدُّنْيَا وَعِزَّتِهَا
وَفِعْلُنَا فِعْلُ قَوْمٍ لَا يَمُوتُونَا
فَابْكُوْا كَثِيرًا فَقَدْ حَقَّ الْبُكَاءُ لَكُمْ
فَالْحَامِلُوْنَ لِعَرْشِ اللّٰهِ بَاكُوْنَا

''ہم نے ایسی قوم کے گھروں کی زیارت کی جو ہمارے پاس نہیں آسکتے۔''
''ہم اس سے غافل ہیں کہ وہ کس اذیت میں مبتلا ہیں۔''
''موت دنیا اور اس کی عزت و جاہ پر نظر رکھے ہوئے ہے، ہمارا کردار ایسا ہے کہ شاید ہمیں موت نہیں آئے گی۔''
''خوب روؤ، رونا تمہارا حق ہے، اللہ کے عرش کو اٹھانے والے فرشتے بھی رو رہے ہیں۔''

اللہ کے لیے عمل تیز کردو، قبریں تمہارے آگے اور موت پیچھے سے تمہاری تلاش میں ہے، تمہاری جماعتوں کو منتشر کر رہی ہے، تمہاری تعمیر کو برباد کر رہی ہے اور تمہیں قبروں اور لحدوں کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں منتقل کر رہی ہے۔ جس نے قبر کی طرف نیک اعمال بھیجے وہ اس کے لیے جنت کا باغ ہے، اور جس نے عمل نہ کیے اس کے لیے قبر آگ کا گڑھا ہے، اے ساتھیو بھائیو! تیاری کرو۔

محمد بن السماک رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں قبرستان کے پاس سے گزرا تو ایک قبر پر لکھا ہوا تھا:

تَمُرُّ اَقَارِ بِی جَنَبَاتِ قَبْرِی
كَأَنَّ اَقَارِبِی لَمْ يَعْرِفُونِی
وَذُوالْمِيْرَاثِ يَقْتَسِمُونَ مَالِی
وَمَا يَأْلُونَ اَنْ جَحَدُوا دُيُوْنِی
وَقَدْ اَخَذُوا سِهَامَهُمْ وَرَاحُوا
فَيَا لِلّٰهِ اَسْرَعُ مَانَسُونِی

''میرے عزیز واقارب میری قبر کے پہلوؤں سے اس طرح گزر رہے ہیں کہ وہ مجھے پہچانتے ہی نہیں۔''

''ورثاء نے میرا مال تو تقسیم کرلیا، لیکن یہ کوئی بعید نہیں کہ میرا قرض دینے سے انکار کردیں۔''

''اپنے حصے لے کر جاچکے، ہائے تعجب کہ انہوں نے کتنی جلدی مجھے فراموش کردیا۔''

اللہ کے بندو! اس مدہوشی سے ہوش میں آؤ، شیطانی پیروی سے باز رہو، آیئے لحد اور قبر کی تنگی سے نجات کے لیے عمل کریں۔

احمد بن ابی الحواری سے حکایت

احمد بن ابی الحواری بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز قبرستان کی طرف نکلا تو موت اور اس کی ابتلا یاد آ گئی اچانک ایک نوجوان پر نظر پڑی جو موت کے خوف اور رونے کی وجہ سے لاغر ہو چکا تھا۔ وہ واپس جارہا تھا تو میں نے اسے بلایا پوچھا اے جوان! کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا جدھر سے لوگ آتے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا تم نے انہیں کیا کہا؟ نوجوان نے جواب دیا میں نے ان سے سوال کیا یہاں سے کب سفر کرو گے؟ انہوں نے کہا جب تم آؤ گے۔ پھر وہ دوسری طرف منہ کرکے رونے لگا۔ میں اس کے پیچھے ہولیا اور پوچھا کدھر کا ارادہ ہے؟ کہنے لگا عیش کی تلاش میں، میں نے تعجب سے پوچھا کہ قبروں میں عیش کی تلاش؟ اس نے کہا تمہارے نزدیک عیش کا مفہوم کیا ہے؟ میں نے کہا دولت، اولاد،

عورتوں اور بچوں سے عیش وعشرت کی لذت، پھر وہ نوجوان منہ پھیر کر جاتے ہوئے کہنے لگا افسوس اس عیش پر جس کے پیچھے، غم وحزن اور ندامت ہو۔ میں نے پوچھا تمہارے نزدیک عیش کس چیز کا نام ہے؟ کہنے لگا ہمارے ہاں عیش، توحید الٰہی کا اقرار اس کی عدالت میں حاضری، اس کے سامنے عاجزی کرتے ہوئے اللہ سے ہم کلامی کی حلاوت ولذت، یہاں پہنچ کر تم پر عظیم فوائد اور اللہ کے خوبصورت احسانات کی بوچھاڑ ہوگی۔ میں نے کہا نوجوان بتاؤ، سچا عاشق، محبوب کی ملاقات کے لیے کب بے قرار ہو جاتا ہے؟ کہنے لگا جب وہ دنیا کی محبت دل سے نکال دے اور مخلوق کے ساتھ رہنے کا عزم کرلے، تو اس وقت اسے محبوب کی ملاقات کا شوق پیدا ہوگا۔ میں نے کہا دنیا سے مکمل بے اعتنائی، اور بے نیازی کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ حلال اشیاء سے بھی اس قدر اجتناب کہ حرام تک رسائی ہی نہ ہو۔ پھر میں نے کہا رضا کی انتہا کیا ہے؟ اس نے کہا جب تم اللہ کی قضا وقدر، اس کے حکم اور فیصلے پر اس قدر راضی ہو کہ وہی احسان کرنے والا ہے، متقین پر، اور جسے چاہے وہ ذلیل کر دے انصاف کے تقاضے پورے کر دے۔ میں نے پوچھا عبادت کی انتہا کیا ہے؟ اس نے کہا تو تمام تفکرات کو ایک فکر بنا دے یہاں تک کہ آبادی اور بربادی تیرے نزدیک برابر ہو جائے۔ اللہ کے ڈر اور خوف کا یہ مقام ہو کہ وہ تمہارے سامنے ہے اور تم اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر تم اسے دیکھ نہیں رہے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے، میں نے پوچھا لوگوں کی مخالفت سے نجات کیسے ممکن ہوگی؟ نوجوان نے جواب دیا لوگ دو قسم کے ہیں عقلمند اور جاہل۔ عقلمند لوگوں کے عیوب کو نظر انداز کر کے اپنے عیوب پر نظر رکھتا ہے۔ اور اطاعت الٰہی میں لگا تار محنت کرتا ہے، اسے تمہاری طرف یا کسی اور کی طرف دیکھنے کی فرصت نہیں۔ مگر جاہل جس حال میں بھی ہو اسے پروا نہیں، اب جنگلوں اور بیابانوں میں جا بسو اور اللہ تعالیٰ سے مانوس ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا، روزی کا انتظام کیسے؟ نوجوان نے کہا جب تم اللہ کی طرف دوڑو گے وہ تمہارے لیے توکل کے دروازے کھول دے گا۔ وہ رؤف الرحیم تمہیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا، کہ تمہیں ضائع کر دے اور تم رزق کے متعلق اس سے بدگمان ہو جاؤ۔ پھر ہم دونوں نے مصافحہ کیا اور جدا ہو گئے اور جاتے ہوئے اس نے دعا دی احمد بن ابی الجواری

کہتے ہیں اس نوجوان سے زیادہ روشن دل میں نے کوئی نہیں دیکھا۔
پھر میں نے ایک قبر پر یہ شعر لکھے ہوئے دیکھے:

تُنَاجِيكَ اَجْدَاثٌ وَهُنَّ سُكُوتٌ
وَسُكَّانُهَا تَحْتَ التُّرَابِ خَفُوْتُ
فَيَا جَامِعَ الدُّنيَا لِغَيْرِ بَلاَغَةٍ
لِمَنْ تَجْمَعُ الدُّنْيَا وَاَنْتَ تَمُوتُ

''قبور خاموش ہوتے ہوئے تم سے ہم کلام ہیں اور اس کے باسی مٹی کے نیچے چھپے ہوئے ہیں۔''
''اے ضرورت سے زائد دنیا جمع کرنے والے! تم نے مرجانا ہے دنیا کس کے لیے جمع کر رہے ہو؟''

اللہ کے بندو! عذاب نازل ہونے سے قبل اپنے آپ پر ترس کھاؤ، قبر اس پر رحم نہیں کرتی جس کا عمل صحیح نہیں، اس پر شفقت نہیں کرتی جو لمبی امیدوں کے فریب میں مبتلا ہے، اس کے لیے نرم خو نہیں جس نے کام کے دن ضائع کر دیے۔
کسی شاعر نے کہا:

مَا حَالُ مَنْ سَكَنَ الثَّرٰى مَاحَالُهٗ
اَمْسٰى وَقَدْ صُرِمَتْ هُنَاكَ حِبَالُهٗ
اَمْسٰى وَلاَ رُوْحُ الْحَيَاةِ تُصِيْبُهٗ
يَوْمًا وَلَا لُطْفُ الْحَبِيْبِ يَنَالُهٗ
اَضْحٰى وَقَدْ دَرَسَتْ مَحَاسِنُ وَجْهِهٖ
وَتَفَرَّقَتْ فِي قَبْرِهٖ اَوْصَالُهٗ

''اس شخص کا کیا حال جو مٹی میں قیام پذیر ہے، اس کا حال کیا پوچھنا جس کے تمام تعلقات واسباب منقطع ہو گئے۔''
''اس حال میں نہ روح حیات کی اس تک رسائی ہے اور نہ حبیب کا لطف

اسے پہنچ رہا ہے۔"

"چہرے کے حسین خطوط مٹ گئے، اور قبر میں اس کے جوڑ علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔"

عیسیٰ علیہ السلام اور تباہ شدہ شہر

روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک تباہ شدہ شہر میں داخل ہوئے، اس کے ایک محل میں جا کر اس سے مخاطب ہوئے، اے تباہ و بربادی کی انتہا تک پہنچنے والو! تمہارے مالک کدھر گئے؟ تو ایک محل سے آواز آئی اے ابن مریم! وہ تو تباہ و برباد ہو گئے، اے شخص! محنت میں کوتاہی نہ کرو، ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں مگر اعمال ان کے کھاتے میں جمع ہو گئے۔

کسی شاعر نے کہا:

قِفْ بِالْقُبُورِ وَقُلْ عَلَى سَاحَاتِهَا
مَنْ مِنْكُمُ الْمَغْمُوْمُ فِي ظُلُمَاتِهَا
وَمَنِ الْمُكَرَّمُ مِنْكُمْ فِي قَصْرِهَا
قَدْ ذَاقَ بَرْدَالْأَمْنِ مِنْ رَوْعَاتِهَا

"قبروں پر کھڑے ہو کر اس کے صحن میں آواز دو، تم میں سے کون اس کی تاریکیوں میں پریشان ہے۔"

"اور اس کے بیابان میں معزز و مکرم کون ہے، جو اس کے ڈروالے منظر سے تحفظ کی ٹھنڈک سے لطف اندوز ہے۔"

اللہ کے بندو! تمہیں غفلتوں سے افاقہ کیوں نہیں؟ نیند کا خاتمہ کیوں نہیں؟ مدہوشیوں سے ہوشمندی کیوں نہیں؟ شہوات سے اکتاہٹ کیوں نہیں؟ بہت سی لذتوں کو ترک کر کے قبروں کی وحشت کا ذکر کیوں نہیں؟

جب ملک الموت تمہاری پاس آئے گا تم خوشگوار زندگی، اور دنیا کی لذت سے لطف اندوز ہو رہے ہو گے، اس سے قبل کہ وہ تمہیں آ پکڑے تم خود ہی آخرت کی طرف جلدی کرو۔

کسی شاعر نے اس بات کی اچھی ترجمانی کی ہے:

بِنَاءُ الْفَتٰی فِی لَهْوِهٖ وَعِنَائِهٖ

مُتَبَخْتِرٌ یَخْتَالُ فِی لَذَّاتِهٖ

قَدْ غَرَّهُ الْاَمَلُ الْکَذُوْبُ

فَهَمُّهُ فِی کُلِّ مَا یُدْنِیْهِ مِنْ شَهَوَاتِهٖ

إِذَا جَاءَهُ مَلَكُ النُّفُوْسِ بِسَکْرَةٍ

تَرَکْتُهُ مُلْقَی الْجِسْمِ بَیْنَ ثِقَاتِهٖ

فَتَقَطَّعَتْ اَسْبَابُهُ وَتَخَرَّمَتْ

تُنْکِرُ الْمَعْرُوْفُ فِی حَالَاتِهٖ

لَا یَسْتَجِیْبُ لِمَنْ دَعَاهُ وَلَا یَرٰی

شَقَّ الْجُیُوْبِ عَلَیْهِ حِیْنَ وَفَاتِهٖ

’’نوجوان کی تعمیر عیش وطرب اور اس کا اہتمام ہے، وہ انہیں لذتوں میں اتراتا پھرتا ہے۔‘‘

’’جھوٹی امنگوں نے اسے فریب دیا ہے، اس کی پرواز ان اسباب تک ہے جو شہوات میں مددگار و معاون ہوں۔‘‘

’’جب روحوں کو سلب کرنے والا فرشتہ مدہوش کرنے آیا، تو بے روح جسم کو اپنوں میں گرا کر چلا گیا۔‘‘

’’اس کے اسباب ٹوٹ گئے چھلنی ہو گئے، اچھائیاں اس کے حالات میں اجنبی ہو گئیں۔‘‘

’’جو اسے بلا رہا ہے اس کی آواز نہیں سنتا، نہ ہی اپنے غم میں دامن چاک کرنے والوں کو دیکھ رہا ہے۔‘‘

حضرت ابن عباس اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما

روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جس روز ان پر قاتلانہ حملہ ہوا، کہنے لگے، اے امیر المؤمنین! خوش ہو جاؤ، فرمانے

لگے کس بات پر؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تم اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جب لوگوں نے کفر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر جہاد کیا جب لوگ انہیں تنہا چھوڑ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو تم سے راضی تھے، اور آپ کی خلافت کے متعلق دو افراد نے بھی اختلاف رائے نہیں کیا۔ اور اب تمہیں شہادت کی موت نصیب ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنی کلام دوبارہ دہرایئے، چنانچہ انہوں نے اپنی بات دہرائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! اگر میرے پاس پوری کائنات کی دولت ہوتی تو فدیہ دے کر میں موت کی دہشت سے بچ جاتا۔ لمحہ فکریہ ہے کہ اگر امام السنہ، حبیب الامہ، سراج اہل جنہ دنیا سے جاتے ہوئے احباب سے جدا ہوتے ہوئے موت کی دہشت سے اس قدر خوف زدہ ہیں تو ہمارے جیسے لہو ولعب کے دلدادہ، اور بہتان وجھوٹ کے شوقین لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ جنہوں نے اپنی عمریں گناہوں میں گزار دیں اور اپنے ایام علام الغیوب کی نافرمانی اور غفلت میں فنا کر دیے۔ اور کبھی یوم محشر کی ہولناکی کی فکر ہی نہیں کی۔

کسی شاعر نے کہا:

أَرَانِــــيْ كُــلَّ يَــوْمٍ فِــي انْتِـقَــاصٍ
وَبُــعْــدٍ لَا يَــزُوْلُ وَطُـولَ هِـجْــرٍ
وَأَيَّـــامِـــي تَـــمُـــرُّ بِـغَيْــرِ شَـيْءٍ
وَعُـمُـــرُ الْـمَــرْءِ فِـي الْاَيَّـامِ يَسْـرِي
آلَا خُـــطُّـــوْا عَــلَـى قَبْـرِي كِتَـابًـا
وَقُــولُــوا قَبْـــرُ ذِي ظُـلْـمٍ وَغَـدْرِ

''ہر دن میری عمر گھٹ رہا ہے، اس کے طویل جدائی کا خاتمہ نہیں۔''
''میرے دن بے فائدہ گزر رہے ہیں، انسان کی عمر ایام کے ذریعے چلتی ہے۔''
''خبردار میری قبر پر کتبہ لگا دو کہ یہ ظالم اور دغا باز کی قبر ہے۔''

داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت ہے کہ وہ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر پر رو

رہی تھی

اور کہہ رہی تھی:

عَدِمْتَ الْحَيَاةَ وَلَا نِلْتَهَا
إِذَا أَنْتَ فِي الْقَبْرِ قَدْ أَلْحَدُوْكَا
فَكَيْفَ أَذُوْقُ لَذِيذَ الْكَرٰى
وَأَنْتَ بِيَمْنَاكَ قَدْوَسَّدُوكَا

''تیری زندگی کا خاتمہ ہوا اسے کبھی نہ پا سکو گے جب انہوں نے تمہیں لحد میں لٹا دیا۔''

''میں نیند کی لذت کیسے چکھوں، جب کہ انہوں نے تجھے دائیں کروٹ کے بل سہارا دے دیا۔''

داؤد کہتے ہیں کہ یہ سن کر مجھے دوست واحباب یاد آ گئے جن کا اب دنیا میں کوئی نشان نہیں اور نہ زمین پر کوئی ٹھکانہ ہے۔

أَمُرُّ عَلَى الْقُبُورِ وَأَرْتَقِيْهَا
كَأَنِّي لَيْسَ لِي فِيهَا حَبِيبٌ
وَأَكْرَهُ أَنْ أُسَائِلَهَا فَإِنِّي
أَرَاهَا حِيْنَ تُسْأَلُ لَا تُجِيبُ

''میں قبروں سے گزرتا ہوں، جیسے یہاں میرا کوئی دوست تھا ہی نہیں۔''

''سوال کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا، مگر مجھے علم ہے کہ وہ سوال کا جواب نہیں دیتے۔''

نفیس وعظ

اللہ کے بندو! گزشتہ اُمتیں ان قبروں میں اس لیے نہیں جا بسیں کہ تم باقی رہو گے، مگر تھوڑی سی مدت جو عمروں سے باقی ہے، پھر تم بھی وسیع محلات اور گھروں کو چھوڑ کر قبروں میں جا ٹھہرو گے۔ مؤمنین کی جماعت مسلمان بھائیو! جدوجہد کرو، عمل صالح تیار کرو، اور وہ

اسباب تیار کرو جو قبروں میں کام آئیں، ان گڑھوں میں اترنے سے پہلے ان پر آہ و بکا کرو۔

کسی شاعر نے کہا:

لِكُلِّ أُنَاسٍ مَقْبَرٌ بِفَنَائِهِمْ
فَهُمْ فِي انْتِقَاصٍ وَالْقُبُورُ تَزِيدُ
وَفِي مَحْشَرِ الْمَوْتٰى أَمَامَ قُبُورِهِمْ
فَمَا مِنْهُمْ مَنْ لِلْحَيَاةِ يَعُوْدُ

''تمام لوگوں کے لیے ان کے صحن میں قبرستان ہیں، لوگ کم ہو رہے ہیں اور قبروں میں اضافہ ہو رہا ہے۔''

''ان کی قبور کے سامنے میتوں کا میدان محشر ہے، ان میں سے کوئی بھی واپس زندگی کے لیے نہیں آئے گا۔''

اس طرح کسی اور شاعر نے کہا:

اَلْمَرْءُ رَهْنُ مَصَائِبٍ لَا تَنْتَهِي
حَتّٰى يُوَارٰى جِسْمُهُ فِي رَمْسِهِ
فَمُؤَخَّرٌ يُلْقِي الرَّدٰى فِي اَهْلِهِ
وَمُقَدَّمٌ يُلْقِي الرَّدٰى فِي نَفْسِهِ

''انسان مصائب کے بدلے گروی ہے، وہ رکتی نہیں جب تک انسان کا جسم مٹی میں نہ جا چھپے۔''

''کوئی پیچھے رہ کر اپنے اہل میں موت کا سامان کرتا ہے، کوئی میدان کارزار میں بڑھ کر موت کا سامنا کرتا ہے۔''

اے فریب خوردہ! یاد کر، اپنے باپ اور بھائیوں کو، اپنے اہل اور پڑوسیوں کو، احباب اور دوستوں کو، کہاں ہیں وہ جو دنیا میں تیرے احباب تھے؟ ایام حیات کے ساتھی تھے، تیری ان سے اور ان کی تجھ سے صحبت رہی، اب وہ خود چلے گئے اور تجھے چھوڑ گئے، اہل

وعیال اور احباب کو پریشان کر گئے، رشتہ داروں اور دوستوں کو جدائی دے گئے، قبروں نے ان کے جسم سمیٹ لیے، ان گڑھوں میں پڑے رہنے سے ان کی جلدیں خراب ہوگئیں، اب ان کی روحیں اس دن کے انتظار میں ہیں جب راز فاش ہو جائیں گے، کسی کو نعمت و ہمیشگی سے نوازا جائے گا۔ کسی کا نصیب آگ ہے جو بدترین وارد ہونے کی جگہ ہے۔

کہاں ہے لقمان بن عاد، ثمود و شداد، فرعون ذی الاوتاد (میخوں والا) کہاں ہیں شہروں میں سرکشی اور فساد پھیلانے والے، یہ لشکر چلے گئے قبروں کی ظلمت میں بغیر بستر اور تکیہ کے محوخواب ہیں۔

اے غافل! ہوش کر، کہاں ہیں بڑے بڑے بادشاہ، جابر و سرکش؟ کہاں ہیں اموال کا ذخیرہ کرنے والے، لشکروں اور جتھوں کی قیادت کرنے والے، خطباء منبروں پر بیٹھ کر ان کی قصیدہ خوانی کیا کرتے تھے۔ آج حوادثات زمانہ انہیں گڑھوں میں لے گئے، اب قبروں کی ظلمتوں میں اعمال کے بدلے گروی رکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے ذخیرہ کیے ہوئے اعمال کو پالیا۔ کیڑوں نے ان کے جوڑ کھو کھلے کر دیے۔ آنکھوں سے پیپ رخساروں پر بہہ رہی ہے، گوشت کیڑوں اور حشرات الارض کی خوراک ہے۔ مٹی میں دفن ہونے کے بعد مال تقسیم ہوگیا اور ان کی بیویوں کا نکاح ہوگیا۔ اس ابتلا و امتحان نے یکسر ان کے احوال بدل دیے۔

ابن السماک رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت

ابن السماک رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت ہے کہ ایک روز وہ جنازہ کے لیے آئے تو قبریں دیکھ کر رو پڑے اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے، اے بھائیو! کوئی شخص ہے کہ اس کے لیے موت کی منظر کشی کی جائے تو وہ اس کی تیاری کرے اور اسے اپنے سامنے خیال کرے کوئی فقر کے دن کے لیے چاک و چوبند قبر کے گڑھے میں اترنے کے لیے تیار ہے۔ کوئی پختہ عزم جوان جو موت کے بالمقابل ہو؟ کیا ہے کوئی شخص جس کی قوت شباب کو کوئی بدلنے والا نہ ہو، سوائے اس بوڑھے کے جو اپنی مدت پوری کر کے جا رہا ہے اور بقایا عمر کے خاتمہ کے لیے عازم سفر ہے۔

وہ شخص کس انتظار میں ہے کہ جس نے خود اپنے باپ کو دفن کیا، ماں اور بھائی کو

ٹھکانے لگایا، وہ خوش نہیں کہ قبر اس کا ٹھکانہ اور مٹی اس کا اوڑنا بچھونا ہے۔

کسی شاعر نے کہا:

أَلا إِنَّمَا الدُّنْيَا بَلاءٌ وَفِتْنَةٌ

وَبَيْنَا الْفَتٰى فِيهَا مَهَابٌ مُسَوَّدُ

إِذَا انْقَلَبَتْ عَنْهُ وَزَالَ نَعِيمُهَا

فَأَصْبَحَ مِنْ تُرْبِ الْقُبُورِ يُمْهَدُ

فَكُنْ خَائِفًا لِلْمَوْتِ وَالْقَبْرُ بَعْدَهُ

وَلاتَكُ مِمَّنْ غَرَّهُ الْيَوْمُ أَوْغَدُ

''دنیا فتنہ اور آزمائش ہے، اور نوجوان بارعب سردار کی طرح زندگی گزارتا ہے۔''

''جب دنیا اس سے روٹھ جاتی ہے اور نعمت زوال پذیر ہوتی ہے، تو اب وہ قبروں کی مٹی میں لیٹا ہوا ہے۔''

''موت اور پھر قبر سے ہمیشہ خائف رہ، آج اور کل کے دھوکے میں مبتلا نہ ہو۔''

ایک صالح شخص کی حکایت ہے کہ وہ ایک مریض کی عیادت کے لیے گئے تو اسے موت کی سختیوں میں پایا میں نے پوچھا تم اپنے آپ کو کیسا محسوس کر رہے ہو؟، وہ زار و قطار روتے ہوئے کہنے لگا:

رَحَلْتُ عَنِ الدُّنْيَا وَقَامَتْ قِيَامَتِي

غَدَاةَ أَقَلَّ الْحَامِلُوْنَ جَنَازَتِي

وَعَجَّلَ أَهْلِي حَضْرَ قَبْرِي وَصَيَّرُوْا

خُرُوْجِي وَتَعْجِيلِي إِلَيْهِ كَرَامَتِي

كَأَنَّهُمْ لَمْ يَعْرِفُوْا قَطُّ صُوْرَتِي

غَدَاةَ أَتَى يَوْمِي عَلَيَّ وَسَاعَتِي

''میں دنیا سے کوچ کر گیا کل میری قیامت قائم ہو جائے گی جب میرے جنازے کو اٹھائے جا رہے ہوں گے۔''

''اور میرے اہل خانہ قبر تیار کروانے میں بڑے جلد باز ہوں گے، اور میری تجہیز و تکفین اور جلد قبر میں دفن کرنے میں میری عزت خیال کر رہے ہوں گے۔''

''جس روز مجھ پر یہ وقت آ پہنچا، تو شاید پہلے وہ کبھی میری صورت سے آشنا ہی نہ تھے۔''

میرے بھائیو! یہ قبر اور اس کی وحشت موت اور اس کی جان کنی صرف ان لوگوں کے لیے نہیں جو پہلے جا چکے، بلکہ پہلے لوگوں اور باقی ماندہ سب کے لیے ہے، اپنے آپ پر نظر رکھو جب تک نظر تمہیں فائدہ دے اور قبر کی وحشت میں تفکر کرو جب تک تفکر کی گنجائش ہے۔ مدہوشی کے واقع ہونے اور حسرت کے نزول سے قبل فکر کرو جب کہ لغزش کی معذرت کا وقت نہیں دیا جائے گا، یہ گردش ایام فریب ہیں اور قبروں کا راستہ ہیں۔

کسی شاعر نے کہا:

مَا لِلْمَقَابِرِ لَا تُجِيبُ
إِذَا دَعَاهُنَّ اللَّبِيبُ
حُفَرٌ يُسْتَرُ فَوْقَهُنَّ
مِنَ الْجَنَادِلِ وَالْكَثِيبُ
فِيهِنَّ أَطْفَالٌ وَوِلْدَانٌ
وَشُبَّانٌ وَشِيبُ
كَمْ مِنْ حَمِيمٍ لَمْ يَكُنْ
نَفْسِي بِفُرْقَتِهِ تَطِيبُ
غَادَرْتُهُ فِي بَعْضِهِنَّ
مُجَنْدًا وَهُوَ الْحَبِيبُ

''قبروں کو کیا ہے کہ وہ جواب نہیں دیتی جب کوئی عقلمند انہیں بلاتا ہے۔''

''وہ ایسا گڑھا ہے جسے پتھروں اور ٹیلوں نے ڈھانپ لیا ہے۔''

''ان میں شیر خوار، بچے، بوڑھے اور جوان لیٹے ہوئے ہیں۔''

''میرے کتنے ہی گہرے دوست جن کی جدائی میں ایک لحہ بھی برداشت نہیں کرتا تھا۔''

''ان محبوبوں کو پتھروں میں چھپا کر ان گڑھوں میں لٹا دیا۔''

ایک نیک سیرت شخص کی حکایت

ایک نیک سیرت شخص کسی جنازہ پر حاضر ہوئے، اسے قبر میں دفن کر کے جب رشتہ دار چلے گئے تو وہ ایک روز دوست کی قبر پر کھڑے ہو کر دوست کو بار بار پکارنے لگا، مگر جواب نہ پا کر اس نے یہ اشعار کہے:

اَحَبِیْبُ مَالَكَ لَا تُجِیبُ مُنَادِیًا؟

أَنَسِیتَ بَعْدِی جُمْلَةَ الْاَحْبَابِ؟

''اے حبیب! پکار کا جواب کیوں نہیں دیتے کہ اب تم جملہ احباب کو فراموش کر بیٹھے۔''

اسے کسی غائب شخصیت نے جواب دیا جس کی صرف آواز سنائی دیتی تھی:

قَالَ الْحَبِیبُ وَکَیْفَ لِی بِجَوَابِکُمْ

وَأَنَا رَهِینٌ، جَنَادِلُ وَتُرَابِ

أَکَلَ التُّرَابُ مَحَاسِنِی وَنَسِیتُکُمْ

وَحُجِبْتُ عَنْ أَهْلِی وَعَنْ اَحْبَابِی

فَعَلَیْکُمْ مِنِّی السَّلَامُ تَقَطَّعَتْ

مِنِّی وَمِنْکُمْ عُقْدَةُ الْاَنْسَابِ

''دوست نے کہا میں جواب کیسے دے سکتا ہوں کہ میں مٹی اور چٹانوں میں دبایا ہوا ہوں۔''

''مٹی میرے خوبصورت اعضاء کھا گئی اور میں تمہیں بھول گیا میرے اور اہل وعیال اور احباب کے درمیان پردہ حائل ہو گیا۔''

''میرا آخری سلام اب میرے اور تمہارے تعلقات منقطع ہو چکے۔''

اے مسکین یہ تمہارا تمہارے احباب، اصحاب، بھائیوں اور پڑوسیوں کا حال ہے، اس سے عبرت پکڑو، اپنے آپ کو نصیحت دلاؤ، ان وحشت کے ایام اور قبر کی تنہائی، بے یار و مددگاری، اجنبیت، اور لمبی مدت تک وہاں سوئے رہنا اس تصور کو پیش نظر رکھ کر زندگی بھر روتے رہو۔ ہوسکتا ہے اللہ تم پر رحم کھائے اور تمہیں اپنی کرامت کے اُنس سے مانوس کر دے۔ اور اپنی مغفرت کے نور سے قبریں روشن کر دے اور انہیں جنت کی پہلی منزل بنا کر ہر عذاب اور امتحان سے نجات دے وہ منان و کریم ہے فضل کرنے والا رحیم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا وعظ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مولیٰ جل جلالہ اپنے بندے پر زیادہ مہربان اس وقت ہوتے ہیں جب وہ قبر میں داخل ہوتا ہے اور اہل وعیال اسے چھوڑ جاتے ہیں جو کثرت سے قبر کا ذکر کرے گا اس کے لیے جنت کا باغ بنا دیا جائے گا۔ زمین روزانہ پانچ کلمات کی منادی کرتی ہے، اے ابن آدم! تو میری سطح پر چلتا ہے تیرا ٹھکانہ میرے اندر ہے، میرے اوپر ہنس کر چل رہے ہو میرے اندر پہنچ کر روؤ گے، میرے اوپر نازاں و فرحاں ہو، میرے اندر آ کر غمزدہ و پریشان ہو گے، میرے اوپر گناہ کرتے ہو میرے اندر عذاب ہو گا۔ اے ابن آدم! میرے اوپر رہ کر حرام کھاتے ہو، میرے اندر پہنچو گے تو کیڑے مکوڑے تجھے کھائیں گے۔ اے ابن آدم! کتنے لوگ جن پر دنیا میں مال و دولت کی بنا پر رشک کیا جاتا تھا قبر میں پہنچ کر آرزو کریں گے کہ ان کی دولت دشمنوں اور حاسدوں کو مل جائے، کچھ لوگ اپنے اہل وعیال کی اصلاح کے لیے بہت کچھ چھوڑ کر آئے مگر وہ خود قبر میں ناکام و نامراد ہیں۔

کسی شاعر نے کہا:

اَخْـلَـقَ الْـمَـوْتُ جِـدَّتِـي

وَمَحَاحُسْنِی الْبِلٰی
صِرْتُ بَیْنَ النَّعِیْمِ فِی
مَنْزِلِ الْبُعْدِ وَالْقِلٰی
وَجَفَانِی اَحِبَّتِی
حِیْنَ غُیِّبْتُ فِی الْفَلَا

''موت نے میرا نیاپن پرانا کر دیا اور بوسیدگی نے میرا حسن مٹا دیا۔''
''اب میں نفرت اور دوری کی منزل میں نعمتوں کے درمیان پڑا ہوں۔''
''جب سے قبر میں نظروں سے اوجھل ہوا، میرے دوستوں نے مجھ سے جفا کی۔''

پیارے بھائی! کفنوں میں غور کر، کیڑوں کے حملے اور بدبو کے پھیلنے میں، بچھوؤں اور سانپوں کے ڈسنے میں، مٹی اور تاریکیوں کی تہوں میں جا بسنے میں اپنے احباب کی طرف نگاہ کر وہ قبروں کی قوت و اختیار میں ہیں۔ لوگوں اور محافظوں سے محروم ہو گئے، ان کی حرکت بند ہو گئی سانس رک گئے۔ کسی شاعر نے کہا:

اَتَعْمٰی عَنِ الدُّنْیَا وَاَنْتَ بَصِیرٌ
وَتَجْهَلُ مَا فِیهَا وَأَنْتَ خَبِیرُ
وَتُصْبِحُ تَبْنِیهَا كَأَنَّكَ خَالِدٌ
لَقَدْ كَانَ فِیمَا قَدْ بَلَوْتَ نَذِیرُ
مَتٰی أَبْصَرَتْ عَیْنَاكَ أَمْرًا وَلَمْ یَكُنْ
یُخْبِرُنَا أَنَّ الْبَقَاءَ یَسِیرُ
فَدُونَكَ فَاصْنَعْ كُلَّمَا اَنْتَ صَانِعٌ
فَاِنَّ بُیُوتَ الْمُتَّقِیْنَ قُبُورُ

''تو بینا ہوتے ہوئے بھی دنیا سے اندھا بنا رہا، باخبر ہوتے ہوئے بھی دنیا و مافیھا سے جاہل رہا۔''

''تعمیر اس طرح کر رہا ہے کہ ہمیشہ رہنے کا پروگرام ہے، جس امتحان میں مبتلا ہو یہاں آگاہ کرنے والا ہے۔''

''جب تیری آنکھیں اس امر کا مشاہدہ کر لیں گی کیا انہوں نے ہمیں بتایا نہیں کہ بقا معمولی مدت کے لیے ہے۔''

''تم جو چاہو تیار کرتے رہو، مگر متقین (پرہیز گاروں) کے حقیقی گھر قبریں ہیں۔''

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت ہے کہ انہوں نے ایک جنازہ پر نظر ڈالی جو لحد میں رکھا گیا یہ منظر کس قدر موثر وعظ ہے اگر زندہ دلوں پر واقع ہو، واللہ موت نے دنیا کو رسوا کر دیا کسی صاحب نسب کے لیے فرحت وسرور نہیں چھوڑا پھر قبروں کے پھیلاؤ پر نظر ڈالی اور رو پڑے۔ اور فرمایا جوان آباد کاروں کا ہم نشین ہوا وہ شر سے محفوظ رہا۔ اگر کوئی ان پر رحم کھائے گا تو یہ رحم ان تک پہنچ جائے گا۔ اللہ کے بندو! قبر دنیا اور آخرت کے درمیان ایک منزل ہے ایسے دن کے لیے تیاری کرو، یہ تمہارے بھائی جو پہلے چلے گئے اور تم ان کے پیچھے ہو، اپنے بھائی کی رخصتی کے بعد جانشین بننے والے تم کل میت ہو گے اور باقی لوگ تیرے پیچھے آنے والے ہیں۔ ایک ایک کر کے سب فوت ہو جائیں، گویا موت نے سب کو ڈھانپ لیا۔ اور تم سب موت کی سختیاں سہنے میں برابر ہو، اور قیامت تک تم سب قبروں میں جاگزیں ہو گے۔ اللہ کے لیے اس لمبی ابتلا پر غور وفکر کرو۔

مٹی اور تاریکیوں کے طبقات میں

کسی شاعر نے کہا:

اَخِی مَا بَالُ قَلْبِكَ لَيْسَ يَنْقِی
كَاَنَّكَ لَا تَظُنُّ الْمَوْتَ حَقًّا
أَيْنَ ابْنُ الَّذِينَ فَنَوْا وَبَادُوْا
أَمَا وَاللّٰهِ مَا بَادُوْا وَتَبْقِی
وَمَا اَحَدٌ بِزَادِكَ مِنْكَ اَحْضٰی

وَمَـــا اَحَــدٌ بِـزَادِكَ مِـنْكَ اَشْـقٰـى

وَمَـــا لِـلـنَّـفْــسِ عِـنْـدَكَ مُسْتَـقَـرٌّ

اِذَا مَــا اسْتَــكْـمَـلَـتْ أَجَلاً وَرِزْقَـا

''میرے بھائی، تیرا دل صاف کیوں نہیں؟، گویا موت کو حق نہیں سمجھتا۔''

''اے فنا و برباد ہونے والوں کی اولاد، کیا صرف وہی فنا ہوئے اور تم باقی رہو گے؟''

''تجھ سے زیادہ تیرے زادراہ کو شمار کرنے والا کوئی نہیں، اس زادراہ کے متعلق تجھ سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں۔''

''کسی نفس کے ٹھہرنے کی گنجائش ہی نہیں، جب اس کی مدت اور رزق مکمل ہو جائے۔''

خودسر بادشاہوں اور سرکش جابروں کی زندگی میں غور کرو، جنہوں نے دنیا کے اطراف و اکناف کو آباد کر کے اس پر حکومت کی، اور پختہ محلوں میں جا گزین ہوئے۔ وہ قوت اور آثارات میں تم سے زیادہ مضبوط تھے، تم سے زیادہ قد آور اور طویل عمر پانے والے۔ اپنی کاوش اور کمائی اہل وعیال اور احباب کے لیے چھوڑ گئے۔ ان کے جانے کے بعد انکے گھروں کو ساتھیوں نے آباد کیا۔ لیل ونہار کی گردش ان سے ختم ہو گئی اپنے اعمال کے بوجھ تلے دب گئے، اگر کچھ مدت کے بعد انہیں قبروں کی تاریکیوں میں جا دیکھو انکی جلد پھٹ گئی، رخسار، ریزہ ریزہ ہو گئے، لحد تنگ ہو گئی ان کے بدن کیڑوں کی آرام گاہ، اور پیچھے کا حال یہ ہے کہ دوستوں نے ان کے بدلے نئے دوست بنا لیے۔ اے بھائی! غور کرو، توبہ کی طرف جلدی کرو، اور شیطان کی اتباع نہ کرو وہ انسان کو رسوا کرنے والا ہے، اولیاء الرحمٰن بنو، اولیاء الشیطان نہ بنو۔ اللہ تمہیں آگ کے عذاب سے نجات دے کر اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔ میرے احباب، غم اور آہ و بکا کے لیے، طویل افسوس اور حزن کے لیے اٹھو، ہوسکتا ہے اللہ قبر کی ظلمات میں ہم پر رحم کرے، قبر صبح و شام پکار رہی ہے۔ کسی دردمند صالح شخص نے کہا:

أَغِضَابٌ أَحْبَابُنَا أَمْ رُقُوْدٌ؟

فَإِلَى كَمْ يَكُونُ هَذَا الصُّدُوْدُ

إِنْ تَكُونُوْا قَوْمًا نِيَامًا فَهُبُّوْا

كَمْ تَنَامُوا عَنَّا وَنَحْنُ قُعُوْدُ

أَوْتَكُوْنُوا هَجَرْتُمُوْنَا بِذَنْبٍ

كَانَ مِنَّا فَإِنَّنَا لَا نَعُوْدُ

''کیا ہمارے احباب ناراض ہیں یا سوئے ہوئے ہیں اور یہ بے رخی کب تک ہوگی؟''

''اگر محوِ خواب ہو تو اٹھو، کب تک سوئے رہوگے ہم انتظار میں بیٹھے ہیں۔''

''اگر ہمارے کسی قصور کی وجہ سے قطع تعلق کر لی ہے تو ہم آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔''

بعض صالحین سے روایت ہے انہوں نے ذکر کیا کہ میرا ایک دوست فوت ہو گیا جس کی موت کا مجھے شدید صدمہ ہوا، کیونکہ میرے ساتھ اس کی حسن معاشرت اور صلاح و خیر تھی، موت کے بعد اسے خواب میں دیکھا اور اس کا حال دریافت کیا تو اس نے ان اشعار میں جواب دیا:

أَنَا لَكُمْ إِخْوَتِي نَذِيْرُ

مِنْ هَوْلِ مَا ضَمَّتِ الْقُبُوْرُ

عَايَنْتُ مَا لَمْ تُعَايِنُوْهُ

وَإِنَّمَا يُبْتَلَى الْخَبِيْرُ

إِنَّ الَّذِي حَلَّ بِي جَلِيْلٌ

جِدًّا فَقَدْ أَعْذَرَ النَّذِيْرُ

فَإِنَّمَا أَنْتَ فِي غُرُوْرٍ

فَلَا يَغُرَّنَّكَ الْغُرُوْرُ

فَــإِنَّ قُــدَّامَكَ الْــمَــنَــايَــا
وَالْــقَبْــرُ وَالْبَــعْــثُ وَالــنُّشُــوْرُ
إِمَّــا إِلَــى جَــنَّةٍ وَإِمَّــا
إِلَــى جَــحِيْــمٍ لَهَــا سَــعِيْــرُ

''میرے بھائیو! میں تمہیں آگاہ کرنے والا ہوں اس دہشت سے جو قبروں میں پنہاں ہے۔''

''میں نے وہ مشاہدہ کیا ہے جو تم نے نہیں کیا، علم و آگہی رکھنے والا ہی آزمایا جاتا ہے۔''

''میرے ساتھ ہونے والا وقوعہ بہت بڑا ہے جس سے نذیر کو معذور سمجھا گیا ہے۔''

''تم ایک عظیم فریب میں مبتلا ہو، تمہیں کوئی اور بڑا فریب دھوکے میں مبتلا نہ کردے۔''

''تمہارے آگے موتیں، قبر اور بعث ونشور کی بہت سی منزلیں ہیں۔''

''انجام کار جنت ہے یا پھر دہکتی ہوئی جہنم ہے۔''

اے معشر الاسلام! اللہ کا خوف کرو، نیند کے بوجھ سے بیدار ہو۔ تمہارے سامنے موت کی جان کنی کے بعد قبور کی وحشت کا مرحلہ ہے، جس نے آوارگی اور جہالت میں اپنے ایام ضائع کردیے، اور اس کے صحیفہ میں گناہ اور بوجھ زیادہ ہوگئے تو آئندہ حسرت کا مقام ہے۔

کفن چور (قبریں اکھاڑنے والا)

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس نے کہا، اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! گناہگار کس قدر اللہ کے سامنے ذلیل ہے، اور اللہ کی اطاعت کی طرف جلدی آنے والا کس قدر اچھا اور عزیز ہے۔ اے ابن عباس! گناہگار رب جلیل کے قرب سے کس قدر غافل ہیں اور جن لوگوں کو سفر کی توفیق نہیں ملی ان سے کتنی گہری وابستگی ہے؟ پھر وہ واپس چلا گیا تو حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے بعض ہم نشینوں نے کہا کہ یہ نوجوان کفن چور ہے اور اس قسم کی گفتگو سے اپنا پردہ رکھنا چاہتا ہے۔ جب رات چھا جاتی ہے یہ قبرستان کی طرف جاتا ہے، قبر اکھاڑ کر مردوں کے کفن اتار لیتا ہے اور انہیں برہنہ کر دیتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں اس وقت تک تصدیق نہیں کر سکتا جب تک آنکھوں سے نہ دیکھوں اور ہاتھوں سے چھو نہ لوں، تو انہوں نے کہا اگر آپ ایسا چاہتے ہیں تو ٹھیک، جب رات چھا گئی تو نوجوان قبور کی طرف آ رہا ہے دائیں ہاتھ میں قندیل ہے اور بائیں ہاتھ میں ہتھکڑی قبور کے وسط میں پہنچ کر نگاہ جما کر کہنے لگا۔ اے تنگ لحدوں والو! کیڑوں اور بلاؤں کی خوراک، تمہارا سفر کتنا دور، تمہارا راستہ کس قدر پر خطر ہے، کاش! مجھے علم ہو کہ تم کس حال میں ہو؟ اعمال کے بدلے گروی رکھے گئے اور امیدوں کی تکمیل سے پہلے روک لیے گئے، کاش! مجھے علم ہو کہ زندگی کی ندامت تم پر اتر آئی یا اللہ کے ہاں پہنچنے کی بشارت کی فرحت و سرور، تم نے آگے بڑھ کر اس پر لبیک کہا اور اس دعوت کو قبول کرنے میں جلدی کی ہم تمہارے ہاں پہنچنے کے منتظر ہیں۔ جس چشمے پر تم وارد ہوئے ہم بھی وارد ہونے والے ہیں، اللہ تمہارے اور ہمارے لیے آنا مبارک کرے۔ اور جب ہم تمہارے مقام پر پہنچیں تو وہ ہم پر رحم کرے۔ پھر اس قبر میں اترا جو خود اس نے اپنے لیے کھودی تھی اور اپنا رخسار لحد کے کنارے پر رکھ کر پکارنے لگا، اے کاش! جب میں قبر میں تنہا جاؤں گا اور زمین نیچے سے مجھے آواز دے گی کہ تجھے اھلًا و سھلًا و مــــرحبًـــا نہیں۔ تم نے میرے اوپر رہ کر اللہ کو ناراض کر دیا۔ آج میرے اندر آئے ہو تو تم پر اپنی راہیں تنگ کر دوں گی، اور تمہیں بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا کر دوں گی، اور اس پر مزید کہ جب میں اپنی لحد سے گناہوں کا بوجھ کمر پر اٹھا کر جا رہا ہوں گا، اور میرے ماں باپ مجھ سے اظہار براءت کر چکے ہوں گے بلکہ افسوس ان جھوٹی امیدوں پر جب رب کے منادی کرنے والے کی آواز مجھے سنائی دے گی۔ کہاں ہے فلاں بن فلاں تو میں اپنے پڑوسیوں سے نکل کر سامنے آؤں گا، اور لوگوں کے سامنے میرے راز فاش ہوں گے، میں برہنہ ذلیل کھڑا ہوں گا، غم والم سہتا ہوا حشر کی زمین کی طرف پیشی کے لیے ہانکا جاؤں گا۔ اور رب جبار السموات والارض کے دربار میں حاضری اور سامنے کھڑے ہوئے

مجھے کہا جائے گا میرے بندے! میں نے مخلوق سے تیرے گناہ چھپا کر رکھے اور تو علی الاعلان میری مخالفت کرتا رہا جب کہ میں سب سے بڑا گواہ ہوں۔ کیا میں ناظرین میں سے سب سے کم اہمیت والا تھا پھر وہ غش کھا کر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگا۔ اے میرے اعمال کو جاننے والے! اے وہ جو میرے باطن اور اندروں نہاں خانہ کو جاننے والا ہے! اے وہ ذات جو زندگی کا اعتماد اور موت کے بعد کی جائے! پناہ مجھے موت کے بعد رسوا نہ کرنا، مجھے قبر میں وحشت میں مبتلا نہ کرنا، اے میری آواز کے سننے والے! جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی والہانہ گفتگو سنی تو بے اختیار قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر پکار اٹھے لبیک لبیک یا حبیبی یہ انداز ہے گناہوں کو اکھیڑنے کا، اس طرح گناہوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جاتا ہے غلطیوں کے چیتھڑے اڑائے جاتے ہیں۔ پھر اس شخص کی طرف جھانکا جو انہیں لے کر گیا تھا فرمانے لگے ایسا قابل فخر نباش (کفن چور) اگر کہیں میسر آ جائے تو اس سے ایسا والہانہ سلوک کرنا اور اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس لے آؤ وہ کس قدر محبوب اور کیسا دلربا ہے؟، اے کاش! تمام نباش اس جیسے ہو جائیں۔ اور یہ شعر کہے:

قِفْ بِنَـا بِـالْقُبُـوْرِ نَبْـكِـي طَوِيْلًا
وَنُـدَاوِي بِـالـدَّمْـعِ دَاءً جَـلِيْلًا
فَـعَسَـى الـدَّمْـعُ أَنْ يُـبَـرِّدَمِـنَّـا
بَـعْـضَ لَـوْعَـاتِـنَـا وَيَشْفِي الْغَلِيْلَا
وَنُـنَـادِي الْأَحْبَـابَ كَيْفَ وَجَـدْتُـمْ
سَـكْـرَةَ الْـمَـوْتِ بَـعْدَنَـا وَالْمَقِيْلَا
لَـوْأَطَـاقُـوا الْـجَوَابَ قَـالُوْا وَجَدْنَـا
سَـكْـرَةً تَـتْـرُكُ الْـعَـزِيـزَ ذَلِيْلَا
بَـدَّلُـوْا بَـعْـدَالْـقُـصُـوْرِ قُبُوْرًا
ثُـمَّ بَـعْـدَ الـلِّبَـاسِ رَدْمًـا ثَـقِيْلَا

''آؤ قبر پر کھڑے ہو کر دیر تک روئیں اور خطرناک بیماری کا علاج آنسوؤں سے کریں۔''

''ہوسکتا ہے کہ آنسو پیاسے کی شفا ہو اور ہماری سوزش کو ٹھنڈا کر دے۔''

''ہم احباب کو آواز دے کر پوچھیں کہ تم نے ہم سے جدا ہو کر موت کی مدہوشی اور خواب گاہ (قبر) میں لیٹے رہنا کیسا محسوس کیا؟''

''اگر ان میں طاقت ہوتی تو وہ ضرور جواب دیتے کہ موت کی جان کنی صاحب عزت کو ذلیل کر دیتی ہے۔''

''انہوں نے محلات کے بدلے قبریں لے لیں اور لباس کے بدلے بھاری ملبہ۔''

اللہ کے بندو! عمل کے خاتمہ سے قبل قبر کی ظلمت روشن کرنے کے لیے سامان پیدا کرو مدت عمر ختم ہونے سے قبل توبہ کی طرف بڑھو۔ اپنے دلوں میں خوف اور خشیت الٰہی کا شعلہ روشن کرو، مہلت وسعت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قبر کے لیے زادراہ پیدا کرو۔ عمر ختم ہونے والی، راستہ لمبا ہے، زادِ راہ قلیل ہے اور قبر کی وحشت اور ہولناکی ثقیل ہے۔ اے بھائی! جب رات کی تاریکی چھا جائے تو مولیٰ کے سامنے کھڑے ہو جاؤ، اور ان سے سوال کرو ہوسکتا ہے کہ قبر کے عذاب سے وہ تمہارے لیے کافی ہو جائے۔

ابن الاسود کی حکایت

حجاج بن الاسود نے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں قبرستان میں داخل ہوا، اہل قبور کو محوِ خواب پایا، زمین کھلی تو میں نے دیکھا، کوئی مٹی پر سویا ہوا ہے، کوئی اونی چادر پر، کوئی باریک ابریشم پر، کوئی اطلس و دیباج پر، کوئی ابریشم کے کپڑوں پر، کوئی یاسمین اور ریحان پر آرام فرما ہے۔ کوئی سوتے میں مسکراتا محسوس ہو رہا ہے، کسی کا رنگ بدلا ہوا کوئی قبر کی وحشت اور تنگی سے پریشان ہے، کسی کا غم و الم انتہا کو ہے۔ اس منظر کو دیکھ کر میں رو پڑا اور درخواست کی اے رب! اگر تو چاہتا تو عزت و کرامت میں سب کو ایک جیسا کر دیتا۔ اسی لمحے کسی نے آواز دی اے حجاج! یہ حالات کا تفاوت اعمال کے مراتب کی بنا پر

ہے، ہر شخص کو وہی کچھ ملا ہے جو اس نے آگے بھیجا۔ میں مرعوب اور سہما ہوا بیدار ہوا۔

کسی شاعر نے ایسی ہی کیفیت کی بارے میں کہا:

تَحَرَّكْ إِنْ قَدَرْتَ وَقُمْ طَوِيلًا
فَسَوْفَ يَطُولُ نَوْمُكَ فِي التُّرَابِ
وَحَقِّقْ مَا تَقُوْلُ فَأَنْتَ عَبْدٌ
تُسَائَلُ ثُمَّ تُطْلَبُ بِالْجَوَابِ
وَكَفِّرْ مَا عَمِلْتَ وَكُنْ مُجِدًّا
وَتُبْ لِلّٰهِ وَتَسْعَدُ بِالْمَتَابِ

''اگر طاقت ہو اور فرصت ملے تو جد و جہد کرو زیادہ وقت چلتے پھرتے گزارو کیونکہ قبر کی مٹی میں تمہاری نیند کا دورانیہ طویل ہوگا۔''

''جو کچھ کہہ رہے ہو سوچ سمجھ کر کہو، کیونکہ تم سے ایک غلام کی طرح پوچھ گچھ ہوگی۔''

''جو کوتاہیاں ہوئیں ان کا کفارہ دو، اور آئندہ کوشش کرو، اللہ کی طرف توبہ کرو، اس رجوع کی بنا پر سعادت مند ہو جاؤ گے۔''

اللہ کے بندو! شہوات کی بیماریوں کی دوا توبہ اور سابقہ گناہوں پر ندامت اور صدق دل سے رجوع کے سوا کوئی نہیں۔ توبہ کر وان گناہوں سے جن کا تم اپنے ذہنوں میں عزم کر چکے اور باطن میں جو لپیٹ کر محفوظ کر چکے وہ تمہیں بھی معاف کر دے گا۔ قبروں کی تاریکیاں منور کر دے گا اور ان کی وحشت اور تنگی سے نجات دے گا۔

اللہ کے بندو! تمہیں اللہ کی طرف رجوع کی دعوت دی جاتی ہے تم قبول ہی نہیں کرتے، موت اور قبر یاد دلائی جاتی ہے تو کان نہیں دھرتے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ درد رکھنے والے واعظ اور شوق رکھنے والے سامعین چلے گئے۔ جاہل واعظین اور غافل سامعین رہ گئے۔ توجہ اور ذہن نشین کر کے سننے والا کوئی نہیں، دو داد دے کر نفع دینے والا واعظ کوئی نہیں، ہر شخص فریب خوردہ اور خواہشات کا اسیر ہے، قبر کے سفر کو فراموش کر چکا ہے۔

ایک قبر پر یہ حکیمانہ اشعار لکھے ہوئے پائے گئے:

لَا تَثِقْ بِالْحَيٰوةِ مِنْ بَعْدِ قَبْرِی

كُلُّ حَیٍّ مَصِيرُهٗ كَمَصِيرِی

كُنْتُ فِی نِعْمَةٍ وَفِی خَفْضِ عَيْشٍ

فَمَضٰى وَانْقَضٰى كَيَوْمٍ قَصِيرٍ

ثُمَّ أَفْرَدْتُ فِی الْقُبُورِ وَحِيْدًا

وَجَفَانِی الصَّدِّيْقُ فَوْقَ الْقُبُورِ

''میری قبر دیکھنے کے بعد زندگی پر بھروسہ نہ کر ہر زندہ کا انجام میری طرح ہے۔''

''میں بھی ناز و نعمت اور عیش میں رہا۔وہ لمبی مدت مختصر دن کی طرح گزر گئی۔''

''اب میں قبروں میں تنہا ہوں اور قبر پر بھی دوستوں کی جفا کا شکار ہوں۔''

منکر و نکیر کی کہانی

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ معراج کی رات آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا کہ ''موت سب سے بڑی آفت ہے۔''

جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ موت کے بعد اس سے بھی بڑی خوفناک مصیبت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل وہ کیا؟ فرمایا دو فرشتے سیاہ رنگ، نیلی آنکھوں والے، اپنے بالوں پر چل رہے ہوں گے۔

اپنی ڈاڑھوں سے زمین پھاڑ رہے ہوں گے،ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں چھڑی ہوگی اگر یہ چھڑی پہاڑ پر ماری جائے تو انہیں جڑ سے اکھاڑ دے۔ان کی آنکھیں اچکنے والی بجلی کی طرح اور ان کی آواز گرجدار کڑک کی طرح۔ہر مومن اور کافر کو ان سے پالا پڑے گا۔وہ دونوں فرشتے قبر میں آئیں گے۔اس کا ٹھکانہ جنت یا جہنم اسے دکھائیں گے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافر کے ساتھ تو انہیں ڈرانے دھمکانے کا سخت رویہ اپنانا

چاہیے مگر مومن کے ساتھ ایسا کیوں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا، اے محمد ﷺ! تیرے رب کا حکم ایسا ہی ہے۔ کافر قبر میں داخل ہونے کے بعد ایک لحہ بھی عذاب سے چھٹکارا نہیں پائے گا۔ مگر مومن کے لیے یہ دہشت دنیا میں کیے ہوئے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ قبر سے اٹھتے وقت وہ تمام گناہوں سے پاک ہو چکا ہوگا اس کے بعد اسے کوئی ڈر نہیں ہوگا۔

فریب خوردہ

تاریخی روایت ہے کہ کسی بادشاہ نے ایک بلند محل تیار کیا اور اسے چونا گچ کر کے مضبوط بنایا۔ رات کا کچھ حصہ گزرا تو اسے غیبی آواز آئی کوئی کہہ رہا ہے:

كَأَنِّي بِهَذَا الْقَصْرِ قَدْ بَادَ أَهْلُهُ
وَأَوْحَشَ مِنْهُ أَهْلُهُ وَمَنَازِلُهُ
وَصَارَ مَشِيدَ الْقَصْرِ مِنْ بَعْدِ بَهْجَةٍ
وَمَلَكَ إِلَى قَبْرٍ عَلَيْهِ جَنَادِلُهُ
وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا ذِكْرُهُ وَحَدِيثُهُ
تُنَادِي بِلَيْلٍ مُعَوَّلَاتٌ حَلَائِلُهُ
فَخُذْ عُدَّةً لِلْمَوْتِ إِنَّكَ مَيِّتٌ
وَإِنَّكَ مَسْئُولٌ فَمَا أَنْتَ قَائِلُهُ؟

"میں اس محل میں ہوں جس کے مالک تباہ ہو چکے، اس کے باسیوں کو وہاں سے وحشت محسوس ہو رہی ہے۔"

"یہ مضبوط محل رونق کے بعد اُجڑ گیا اور بادشاہ کنکریوں اور پتھروں والی قبر میں جا بسے۔"

اب صرف اسکی یاد اور باتیں رہ گئیں۔ رات کے وقت اس کی بیویاں چیخ و پکار کر رہی ہیں۔"

موت کے لیے تیاری کرو عنقریب تم مرنے والے ہو۔ تم سے باز پرس ہوگی تمہارا کیا جواب ہوگا۔"

بادشاہ نے اسے فوراً جواب دیا:

اَقُولُ بِاَنَّ اللّٰہَ حَقٌّ شَهِدْتُهٗ
فَذَلِكَ قَوْلٌ لَيْسَ تَخْفٰى فَضَائِلُهٗ

''میں اللہ کے برحق ہونے کی گواہی دیتا ہوں اس قول کی خوبیاں کسی پر مخفی نہیں۔'' ہاتف نے پھر جواباً کہا:

فَوَاللّٰهِ يَافدم اِنَّكَ مَيِّتٌ
وَقَدْ أَزِفَ الْاَمْرُ الَّذِي أَنْتَ نَازِلُهٗ

''اللہ کی قسم تم جلد ہی موت کے گھاٹ میں جانے والے ہو جس مصیبت میں تم اترنے والے ہو وہ قریب آ گئی۔''

بادشاہ نے پھر جواب دیا:

مَتٰى ذَاكَ حَدِّثْنِي هُدِيْتَ فَإِنَّنِي
سَأَفْعَلُ مَا قَدْ قُلْتَهٗ وَأُعَاجِلُهٗ؟

''اللہ تمہیں ہدایت دے مجھے کب تک یہ ذکر کرتے رہو گے۔ جو کچھ تم نے کہا میں جلد ہی اس پر عمل کروں گا۔''

ہاتف نے جواب دیا:

تُقِيْمُ ثَلَاثًا بَعْدَ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً
اِلٰى مُنْتَهٰى شَهْرٍ وَمَا أَنْتَ كَامِلُهٗ

''اس ماہ کی دو دہائیوں کے بعد دو تین روز رہ سکو گے اسے مکمل نہیں کر سکو گے۔''

راوی نے بیان کیا کہ وہ ماہ مکمل نہیں ہوا کہ بادشاہ فوت ہو گیا۔

ایسے ہی موقعہ پر کسی شاعر نے کہا:

تَمَنَّتْ نَفْسُهٗ قَصْرًا مُشِيْدًا
يَلِذُّ بِهٖ لِيَعْمُرَهٗ جَدِيْدًا

فَلَمَّا تَمَّ عَجَلَهُ حِمَامُ
فَأَخْرَجَهُ إِلَى جَدَثٍ فَرِيدَا
فَقُلْ لِذَوِي التَّرَجُّحِ فِي الْأَمَانِي
وَلَا يَبْغُوْنَ فِي التَّقْوَى مَزِيدَا
تَهَابُوْا الْمَوْتَ إِنَّ لَهُ مَجَالاً
فَمَا يَبْقَى الْكَبِيْرَ وَلَا الْوَلِيْدَا
وَيَخْتَطِفُ الْمُلُوكَ ذَوِي الْمَعَالِيْ
وَلَا يَخْشَى الْجُيُوشَ وَلَا الْجُنُودَا

''بادشاہ جہاں رہائش پذیر رہا وہاں جدید اور مضبوط محل تعمیر کرنے کی آرزو کی تا کہ اسے افزائش نسل کے ذریعے آباد کرے۔''

''جونہی وہ مکمل ہوا تو اسے موت نے آلیا اور اسے قبر میں جا بسایا۔''

''آرزوؤں کی طرف میلان رکھنے والوں سے کہہ دو جو تقوی میں مزید کے خواہاں نہیں۔''

''موت سے ڈرتے رہو اس کی جولان گاہ ہے وہ نہ بچے کو چھوڑتی ہے نہ بوڑھے کو۔''

''وہ بلند مرتبہ بادشاہوں کو اچک لیتی ہے، وہ لشکروں اور فوجوں سے نہیں ڈرتی۔''

درویش منش بادشاہ

عباد المھلبی نے حکایت کی کہ بصرہ میں بادشاہوں میں سے ایک شخص تارک الدنیا ہو کر مستقل عبادت میں مشغول ہو گیا۔ پھر کچھ مدت کے بعد دنیا اور اس کی دلفریبی کا شکار ہو گیا۔ چنانچہ ایک بلند ترین مضبوط محل تیار کروایا، پھر اس میں قالین بچھائے گئے اور اس کی آرائش کی گئی۔ پھر اس نے دعوت کا اہتمام کیا اور لوگوں کو بلایا۔ لوگ آتے رہے اور کھا پی کر جاتے رہے، لوگ محل کی عمارت کو دیکھ کر تعجب کرتے، دعا کرتے اور چلے جاتے۔ اسی

طرح کافی عرصہ گزر گیا۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگوں کے شغل سے فارغ ہوا تو اپنے خاص الخاص قریبیوں کی مجلس بلا کر کہنے لگا تمہیں علم ہے کہ میں نے اس محل کی تعمیر پر کس قدر خوشی کا اظہار کیا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنی اولاد کے ہر فرد کے لیے ایسا محل تیار کراؤں میرے پاس تم کچھ دن قیام کرو تا کہ میں تمہاری باتوں سے لطف اندوز ہوں۔ انہوں نے کچھ دن وہاں قیام کیا۔ وہ کھاتے پیتے اور عیش و عشرت کرتے رہے اور کھیل کود میں مصروف رہے۔ بادشاہ ان سے نئے محل کی تعمیر سے متعلقہ مشورے کر رہا تھا۔ کہ وہ انہیں کیسے تعمیر کرائے۔ ایک رات انہوں نے ایک غیبی آواز سنی کوئی بلند آواز سے کہہ رہا تھا:

يَـا أَيُّهَـا الـرَّجُلُ الـنَّـاسِـي مَـنِيَّتَـهُ
لَا تَـأْمَـنَـنْ فَـإِنَّ الْـمَوْتَ مَكْتُوبُ
عَـلَى الْخَلَائِقِ اِنْ سَرُّوْا وَ إِنْ كَرِهُوْا
فَالْمَوْتُ حَتْمٌ لِذِى الْاَمَالِسِ مَنْصُوْبُ
لَاتَبْـنِيَـنَّ دِيَـارًالَسْـتَ سَـاكِـنَهَـا
وَرَاجِعِ الـنُّسُكَ كَيْمَا يُغْفَرُ الْحُوْبُ

"اے شخص اپنی موت سے غافل! تم بے خوف نہ رہو موت حتمی اور یقینی ہے۔"
"تمام مخلوقات پر اگر چہ وہ خوش ہوں یا ناخوش، امیدوں کے محل تعمیر کرنے والوں کے لیے موت مقرر اور تیار ہے۔"
"وہ محل مت تعمیر کرو جن میں رہائش تمہارے مقدر میں نہیں۔ عبادت کی طرف رجوع کرو تا کہ تمہارے ظلم ڈھل جائیں۔"

راوی بیان کرتا ہے کہ بادشاہ اور اس کے ساتھی خوف زدہ ہو کر وہاں سے بھاگ گئے۔ پھر اس نے اپنے دوستوں سے کہا کہ جو کچھ میں اب محسوس کر رہا ہوں تمہیں بھی اس کا احساس ہے۔ انہوں نے پوچھا تم کیا محسوس کرتے ہو؟ بادشاہ نے کہا کہ میں اپنے دل پر چوٹ اور ضرب پاتا ہوں۔ میرے خیال میں یہ موت کا عارضہ معلوم ہوتا ہے۔ پھر اس نے حکم دیا۔ شراب انڈیل دی گئی۔ لھو ولعب کے آلات پھینک دیے گئے۔ پھر تمام حاضرین

کے سامنے اس نے اعلان کیا، اے اللہ! میں تجھے اور تیرے ملائکہ اور تیرے ان بندوں کو جو یہاں حاضر ہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں گزشتہ تمام گناہوں سے تائب ہوا۔ اور اپنے عشرت کے ایام میں کیے ہوئے افعال پر شرمندہ و نادم ہوں۔ اس کی بیماری شدید ہوگئی موت موت پکارتا رہا یہاں تک کہ اس کی روح نکل گئی اور اس کے دوست واحباب بکھر گئے۔

بہلول کا وعظ

بعض سادات سے حکایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میری طرف بہلول نے دیکھا جبکہ میں مکان تعمیر کر رہا تھا۔ اس نے پوچھا یہ گھر کس کا ہے؟ میں نے جواب دیا اہل کوفہ میں سے ایک عظیم شخصیت کا۔ اس نے کہا مجھے دکھاؤ میں نے وہ گھر دکھادیا تو اس نے کہا۔ اے شخص! تو نے عنایت سے قبل جرم کا ارتکاب کرلیا۔ میں تو اس گھر کی خوبیاں سن رہا ہوں جسے غالب بادشاہ نے تیار کیا ہے۔ جس کی بنیادیں کستوری کی، فرش عنبر کا، جسے ایک بندے نے خریدا جو سفر کے لئے بے قرار ہے۔ اور اس پر ایک تحریر لکھی اور اس سودے پر گواہ بنائے۔ یہ گھر جفا کرنے والے بندے نے وفا کرنے والے رب سے خریدا۔ یہ گھر خریدا ہے طمع کی ذلت سے نکل کر تقوی کی عزت کی طرف جانے کے لئے۔ مشتری کو اس سودے میں جو نقصان ہو اس کی خلاصی مولیٰ کے ذمہ ہے۔

اس سودے پر امن اور حوادثات گواہ ہیں یہ دنیا کے خاتمہ اور آخرت کے آغاز پر ہو گا۔ اس گھر کی چار حدود ہیں۔ پہلی حد کی انتہا خلوص کی مبادیات پر ختم ہوتی ہے، دوسری حد جفا (ظلم) کی عادات ترک کرنے پر، تیسری حد اہل وفا کے مدارج پر ختم ہوتی ہے۔ چوتھی حد کی انتہا سکون اور تسلیم ورضا تک ہے۔ اس بلند وبالا ذات کے پڑوس میں جو عرش پر مستوی ہے، اس گھر کی شاہراہ دارالخلد (ہمیشگی) اور دارالسلام تک جاتی ہے۔ اس کے خیموں میں غلمان اور خوشبودار نباتات ہیں۔ نہ اس میں بیماری، نہ دکھ اور تکلیف، اس مکان کے باسی کے لیے موت کی مدہوشیوں کا سامان نہیں ہوگا۔ خوش قسمتی ایسے گھر میں جس کے انعامات ختم نہ ہوں گے۔ اس کی کرامات کا خاتمہ نہ ہوگا۔ اس حدود کی چار دیواری کی بنیاد یاقوت اور موتیوں پر رکھی ہے۔ اس کے فرش نور اور چمک سے بچھائے گئے۔ ان کے خیموں

میں ہم عمر نوخیز حوریں جن سے لذت وسرور کی تکمیل ہوگی۔ایسی حسین عورتوں کا مہر دین وتقوی ہے۔بہلول کی یہ پرتاثیر وعظ سن کر آدمی نے اپنا محل چھوڑ دیا اور اللہ کی طرف رجوع کرکے ادھر کا رخ کیا۔بہلول پیچھے سے آواز دیتا ہے اور کہہ رہا تھا:

يَاذَا الَّذِيْ طَلَبَ الْجِنَانَ لِنَفْسِهِ لاَ تَهْرَبَنَّ فَاِنَّهُ يُعْطِيْكَهَا

اے شخص جس نے جنت کا مطالبہ کیا، بھاگو نہیں، وہ تمہیں ضرور عطا کرے گا۔

کسی شاعر نے خوب کہا:

طَا بَ الْمُقَامُ وَطَابَ فِيْهِ نَعِيْمُهُ

فِيْ دَارِ عَدْنٍ وَالْجَلِيْلُ يَرَاهُ

''دار عدن جیسا عمدہ مقام اور لازوال دائمی نعمتیں ،اور اللہ کی نظر التفات مبارک ہو۔''

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، گھروں کی تعمیر ،محلات کی تزئین وآرائش کے دھوکے اور فریب میں مبتلا نہ ہو جاؤ، عنقریب یہ برباد ہو جائیں گے اور تم یہاں سے نکل کر لحد کی تنگ کوٹھڑیوں اور تاریک قبروں میں جابسو گے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا

سَلاَمٌ أَهْلَ الْقُبُوْرِ الدَّوَارِسِ

كَأَنَّهُمْ لَمْ يَجْلِسُوا فِي الْمَجَالِسِ

وَلَمْ يَشْرَبُوا مِنْ بَارِدِالْمَاءِ شَرْبَةً

وَلَمْ يَأْكُلُوا مِنْ كُلِّ رَطْبٍ وَيَابِسِ

''شکستہ قبروں کے باسیوں پر سلام، مسلسل خاموشی بتا رہی ہے کہ شاید وہ کسی مجلس میں کبھی شریک نہیں ہوئے۔''

''انہوں نے کبھی ٹھنڈے پانی اور خشک وتر میوہ جات کا لطف نہیں اٹھایا۔''

اہل قبور کے لیے تحفہ

دنیاداروں کی جماعت! اہل قبور کو تلاوت قرآن اور اچھی دعاؤں کا ہدیہ دو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے مروی ہے، جو قبرستان میں گیا اور دس مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب میت کو ہدیہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تمام میتوں کو معاف کر کے ان کی قبروں کو نور و سرور سے بھر دیتا ہے۔ اور عہد آدم سے لے کر قیامت تک فوت ہونے والی ہر میت کے بدلے قاری کو دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔

میت کے لیے صدقہ اور دعا

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنی اموات کو ہدیہ دو۔'' پوچھا گیا اللہ کے رسول ﷺ اموات کو کیا ہدیہ دیں؟ فرمایا: ''صدقہ اور دعا۔''

جس گھر سے کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے، تو اس کے گھر والے اس کی طرف سے صدقہ کریں تو حضرت جبریل اس ہدیہ کو نور کے تھال کی شکل میں لے کر قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر آواز دیتے ہیں، اے قبر والے! تیرے گھر والوں نے تجھے یہ تحفہ بھیجا ہے اسے قبول فرمائیں۔ تحفہ ملنے پر انہیں خوشی و سرور حاصل ہوتا ہے۔ ان کے وہ پڑوسی جنہیں یہ ہدیہ نہیں ملا وہ غمگین ہو جاتے ہیں۔

اللہ کے لیے اپنی میتوں سے غافل نہ ہو اور انہیں صدقات اور دعاؤں میں مت بھولو وہ ان دعاؤں سے خوش ہوتے ہیں اور دیگر اہل قبور کے سامنے رشک کرتے ہیں۔

زندوں کی طرف سے مردوں کو امید

حدیث میں ذکر ہے کہ فوت شدگان اپنے زندہ احباب کی طرف سے چالیس سال تک پر امید رہتے ہیں، جس نے ان کو نا امید کیا اللہ اس کو اپنی رحمت سے مایوس کرے۔ جس نے ان کو خوش کیا اللہ اپنے تحفوں سے آرام بخشیں گے۔ اللہ ہمیں اور تمہیں اعمال صالحہ کی توفیق دے۔ اور حسنات اور خیرات کی طلب میں ہماری اور تمہاری مدد فرمائے آمین وہ دعائیں قبول کرنے والا، حاجات پوری کرنے والا اور لغزشوں کو معاف کرنے والا ہے۔ اللہ! رحمت بھیج اس شخصیت پر جس نے ہمیں تاریکیوں سے نور کی طرف نکالا جو آفات سے پاک کرنے والا اور عمدہ پھلوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اللہ انہیں پاکیزہ و طیب سلام و تحیات سے نوازے، جب تک آسمان و زمین رہیں۔ آمین، آمین وہ دعائیں قبول کرنے

والا، اور حاجات پوری کرنے والا، گناہوں اور لغزشوں کو معاف کرنے والا ہے، اللہ ہماری اور تمہاری وحشت قبور کو انس عطا فرمائے۔ اور دوبارہ اٹھنے کے دن کے خوف و ہراس سے امن عطا فرمائے۔ اللہ ہم سب کو اپنی رحمت سے دارالسرور میں جگہ دے آمین۔

تیرویں نشست
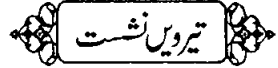
روزوں کی فضیلت کے بارے میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ [1]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے فرض کر دیے گئے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، شاید کہ تم متقی بن جاؤ۔''

اے ثواب کثیر سے غافل! عظیم بادشاہ کو فراموش کرنے والے، نرم اور ریشم کے لباس میں مست، ترش رو اور شدید دن کو بھول کر سست بیٹھنے والے، محمد ﷺ بشیر و نذیر کے پیغام کو نظر انداز کر کے خواب غفلت میں پڑنے والے جن کی وجہ سے اللہ نے ہمیں جہنم کی آگ اور شعلوں کی حرارت سے محفوظ رکھا۔ اے غافل! اے مست، تیرے پاس ماہ رمضان رحمت و غفران سمیٹے آ چکا ہے۔ اور تو گناہوں اور عصیان پر ڈٹا ہوا، غلطی اور زیادتی پر جما ہوا، جہالت و سرکشی میں بڑھا چلا جا رہا ہے۔ تیری گفتگو غیبت و بہتان، اور تو رحمان کے غضب کے درپے ہونے والا ہے، تیرے دل پر شیطان چھا چکا ہے، اس نے تجھے غفلت و نسیان میں مبتلا کر دیا ہے، تجھے جنت اور خلد کی نعمتیں بھلا دیں، اب تو نے اہل جہنم کے کام شروع کر دیے۔ اے مسکین! اگر تو اسی حال پر رہا۔ تو کامیابی اور رضائے الٰہی کی امید کیسی؟ امان اور دار الخلد میں قیام کیسا اور سزا اور ذلت کے گھر سے چھٹکارا کیسا؟ تیری خوراک حرام، تیرا لباس حرام، تیری زبان پر بیہودہ گفتگو جاری، تیری نظر حرام کردہ اشیاء دیکھنے کے لیے تیز، تیرا ہاتھ منع کردہ چیزوں کی طرف بڑھنے کے لیے مستعد تیرا قدم گناہ اور حرام کی طرف چلنے کے لیے سرگرم، تیرے تمام امور اور کارنامے قرآنی احکام کے مخالف تو سنت نبوی کا تارک ہے۔ رمضان میں تیرا جسم فجر سے غروب آفتاب تک نڈھال، تھکن اور کمزوری سے

[1] ۲/ البقرۃ: ۱۸۳۔

چور، تیرا روزہ مولیٰ سے تعلقات میں رکاوٹ ڈالنے والا ہے۔ علام الغیوب کی مخالفت کی بنا پر ممکن ہے کہ تو آگ میں اوندھا پڑا ہو۔ ہائے افسوس! اپنے پیٹ کو حرام اور سود سے خالی رکھ، اپنی زبان کو مسلمانوں کے بارے میں عیب جوئی سے باز رکھ، اپنی نگاہ روک رکھ ان سے جنہیں دیکھنا حلال نہیں اور احکم الحاکمین کے احکامات کی تعمیل کر، تاریک راتوں میں جب سونے والے خواب غفلت میں پڑے ہوں تو اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر عاجزی کر، پھر تم ماہ رمضان کی قبولیت کے حق دار ہو سکو گے اور دارالسلام کی ابدی نعمتوں کے مستحق ہو گے۔ ہولناک اور چمٹنے والے عذاب سے نجات پاؤ گے۔ افسوس اپنے آپ کو ایسا بناؤ کہ تمہاری نگاہ محرمات سے پھرنے والی ہو۔ تمہارا کان بے ہودہ گفتگو سے کنارہ کش ہو۔ تیرا پیٹ حرام کھانے سے بوجھل ہو۔ تیرا دل ہمیشہ نیکی اور آخرت کے فکر میں مشغول ہو۔ تیرے مولیٰ کا ذکر زبان پر جاری ہو۔ تیرا مال راہ اللہ میں صرف ہو۔ فرمان الٰہی کے مطابق:

﴿ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴾ [1]

''یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔''

تیرے مولیٰ نے تجھے آگاہ کر دیا کہ شیطان انسان کو رسوا کرنے والا ہے۔ تو نے اپنے مولیٰ کے عہد و امانت میں خیانت کیوں کی؟، تو اپنے لیے ہی بڑا ظالم اور جاہل ثابت ہوا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

قُلْ لِاَهْلِ الذُّنُوبِ وَالْآثَامِ
قَابِلُوْا بِالْمَتَابِ شَهْرَ الصِّيَامِ
اِنَّهُ فِي الشُّهُوْرِ شَهْرٌ جَلِيْلٌ
وَاجِبٌ حَقَّهُ وَكِيْدُ الزِّمَامِ
وَأَقِلُّوا الْكَلَامَ فِيْهِ نَهَارًا
وَاقْطَعُوْا لَيْلَهُ بِطُوْلِ الْقِيَامِ
وَاطْلُبُوا الْعَفْوَ مِنْ اِلٰهٍ عَظِيْمٍ

[1] ۱۷/ الاسراء:۳۶۔

لَیْسَ یَخْفٰی عَلَیْهِ فِعْلُ الْاَنَامِ
کَمْ لَهُ فِیْهِ مِنْ اِزَاحَةِ ذَنْبٍ
وَخَطَایَا مِنَ الذُّنُوْبِ عِظَامِ
یَا لَهَا خَیْبَةً لِمَنْ خَابَ فِیْهِ
عَنْ بُلُوْغِ الْمُنٰی بِدَارِ السَّلَامِ

"گناہگاروں اور خطا کاروں سے کہہ دو کہ ماہ صیام میں گناہوں کا مقابلہ توبہ سے کرو۔"
"وہ مہینوں میں عظیم شان والا اس کا حق واجب اور لگام مضبوط ہے۔"
"دن کے وقت اس میں گفتگو کم کرو اور رات لمبے قیام میں گزارو۔"
"عظمت والے معبود سے درگزری اور معافی کا مطالبہ کرو جس پر مخلوق کی کوئی حرکت پوشیدہ نہیں۔"
"اس ماہ میں خطاؤں کا ازالہ اور بڑے گناہوں کی معافی ہے۔"
"ہائے افسوس اس نامراد پر جو دارالسلام (جنت) کے داخلے سے ناکام رہا اور مراد نہ پا سکا۔"

رمضان کی فضیلت

اللہ کے بندو! توبہ کا مہینہ اور عظیم ثواب کا وعدہ، گناہ کے بوجھ سے چھٹکارا اور جہنم سے گردنوں کی آزادی کا موقعہ غنیمت جانو، اس ماہ کی راتیں دنوں سے زیادہ روشن، اس کے دن گناہوں کی آلودگی سے پاک کرنے والے، اس ماہ کے روزے افضل ترین، اس کی راتوں کا قیام عظیم تر، اس ماہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے امت محمد ﷺ کو فضیلت دی ہے۔ ارکان اسلام میں سے اشرف، نماز روزہ اور قیام کے نور سے منور ہے، یہ مہینہ سب کے لیے روشن چراغ اور نظم کا ذریعہ ہے۔ یہ وہ عظیم مہینہ ہے جس میں اللہ نے اپنی کتاب نازل کی اور توبہ کرنے والوں کے لیے دروازے کھول دیے۔ اس میں ہر دعا سنی گئی، ہر عمل قبولیت کے لیے بلند ہوا، ہر بھلائی سمیٹی گئی اور ہر نقصان دور کیا گیا۔ خطائیں ڈھل

گئیں، نیک اعمال کا مکمل اجر عطا ہوا، توبہ قبول ہوئی، اللہ کی رحمت عام ہوئی، مساجد اللہ کے ذکر سے آباد، مومنین کے دل توبہ سے شاد۔ کسی شاعر نے خوب کہا:

أَيْــنَ اَهْــلُ الْــقِيَــامِ لِــلّٰـــهِ دَأْبًــا
بَــذَلُــوا الْــجُهْــدَ فِــى رِضَــى الْجَبَّــارِ
أَنْتُــمُ الْاٰنَ فِــــى لِيَـــالٍ عِـظَـــامٍ
قَــدْرُهَـــا زَائِــدٌ عَــلَـــى الْأَقْـدَارِ
فَـــاسْتَــزِيْــدُوا مِــنَ الْـعِبَــادَةِ فِيْهَــا
تَــأْمِـنُــوا الْيَــوْمَ مِــنْ عَــذَابِ الــنَّــارِ
أَيْــنَ مَــنْ يَــرْكَــبُ الذُّنُوْبَ اِغْتِــرَارًا
لَاَ يَــخَـــافُــوْنَ سَـطْـوَةَ الْقَـهَّــارِ
قَــدْ أَهَــلَّ الْهِلَالُ مِــنْ رَمَــضَــانَ
شَهْــرُ زُلْــفَـــى وَتَــوْبَةٍ وَاَذْكَـــارِ
فَــاعْـمَــلُـوْا أَيُّـهَــا الْمُسِيْئُوْنَ وَادْعُوا
رَبَّــكُــمْ جَهْــرَةً وَفِــى الْاِسْــرَارِ
وَاحْــذَرُوْا غَــفْـلَةَ الْـقُـنُـوْطِ وَدَاوُوْا
دَاءَ هَـــا بِــالـرُّجُــوعِ لِــلْـغَــفَّــارِ
تَــجِـدُوا الــلّٰـــهَ فِــى الْـمَـعَادِ كَرِيْمًا
مَــــا حِيًّــا لِـلــذُّنُــوبِ وَا لْإِصْــرَارِ

"اللہ کے لیے قیام کی عادت، اور جبار کی رضا میں مسلسل کوشاں لوگ کس قدر خوش نصیب ہیں۔"

"تم ایسی عظیم راتوں سے گزر رہے ہو جس کا شرف بہت سے مراتب سے بڑھ کر ہے۔"

"عبادت میں مزید کوشش کرو آگ کے عذاب سے محفوظ ہو جاؤ گے۔"

''وہ شخص کس بھول میں ہے جو قہار کی پکڑ سے، بے خوف اور اندھا دھند گناہوں پر سوار ہے۔''
''رمضان کا چاند طلوع ہو گیا یہ تقرب، توبہ اور اذکار کا مہینہ ہے۔''
''اے گناہ گارو! اچھے عمل کرلو کھلے عام اور چھپ کر اللہ کو پکارو۔''
''نا امیدی کی غفلت سے بچ جانا، اس مرض کا علاج رب غفار کی طرف رجوع ہی ہے۔''
''قیامت کے روز اللہ کو کریم اور گناہوں پر اصرار کرنے والوں کے لیے معاف کرنے والا پاؤ گے۔''

میرے بھائیو! مہینوں میں اس جیسا مہینہ کوئی نہیں، گزشتہ ادوار میں کسی امت کو ایسی فضیلت عطا نہیں کی گئی، اس ماہ میں کوشش قابل قدر، مؤمن خوش، شیطان ہلاک اور رحمت سے دور، گناہوں اور خطاؤں سے کنارہ کشی، مؤمن کا دل ذکر الٰہی سے معمور، ماہ رمضان جلد ہی تمہارے صحنوں سے رخصت ہونے والا ہے، اس کی گواہی تمہارے حق میں ہوگی یا خلاف، اس کا اعلان، سعادت مندی یا بدبختی کا، کمی یا زیادتی کا۔ وہ کمزور ہے مگر اس سے تمہارے متعلق حيي القيوم رب کے ہاں سوال ہوگا۔ اور وہ بتائے گا کہ محروم کون اور مقبول کون؟ اللہ سے ڈرو، روزہ رکھ کر اس کے دن کا احترام کرو، قیام اور آہ وزاری میں راتیں بسر کرو، توقع کی جا سکتی ہے کہ ہمیشگی کا گھر (جنت) کے قیام اور رب ذوالجلال والاکرام کی زیارت اور نبی کریم ﷺ کی مرافقت سے مشرف ہو جاؤ گے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

وَشَهْرُ الصَّوْمِ شَاهِدُهُ عَلَيْنَا
بِأَعْمَالِ الْقَبَائِحِ وَالذُّنُوبِ
فَيَا رَبَّاهُ عَفْوًا مِنْكَ وَالْطُفْ
بِفَضْلِكَ لِلْمُحَيَّرِ وَالْكَئِيبِ
وَهٰذَا الصَّوْمُ لَا تَجْعَلْهُ صَوْمًا

يُصَيِّرُنَا اِلٰى نَارِ اللَّهِيْبِ
سَلَامُ اللّٰهِ مَا هَبَّتْ عَلَيْهِ
قَبُوْلٌ أَوْشِمَالٌ اَوْجُنُوْبٍ

”ماہ صیام ہمارے گناہوں اور ناپسندیدہ اعمال کا گواہ ہے۔“
”اے پیارے رب! تجھ سے معافی کی درخواست ہے، اپنے فضل سے پریشان حال اور غمزدہ پر لطف وکرم فرما۔“
”یہ روزہ ہمارے خلاف ہوکر ہمیں بھڑکتی ہوئی آگ میں نہ لے جائے۔“
”اللہ کا سلام اس پر جب تک شمالی اور جنوبی ہوا چلتی رہے۔“

اللہ کے بندو! یہ روزوں کا آغاز تمہارے پاس مغفرت اور رحمت لے کر آیا ہے۔ اللہ کی ناراضی اور سزا مول لے کر رحمت کا رخ نہ موڑو، وہ عظیم اور مبارک کریم اور پاکیزہ مہینہ ہے، اس ماہ میں جس نے ملک جبار کی اطاعت کی، سنت اور آثار کی اتباع کی، اللہ اس کی گزشتہ خطائیں اور گناہ معاف کردیں گے۔ خصوصی طور پر آگ کے عذاب سے خلاصی دے کر اپنے لطف وکرم سے رحمت وقرار کا گھر اس کے لیے مہیا کردیں گے۔ محمد النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی برگزیدہ آل کا ساتھ نصیب ہوگا۔ اور جس نے اللہ جبار کی نافرمانی کی اور قرآن وآثار کی مخالفت کی اور فاجروں جیسے اعمال کیے۔ اور اس ماہ کی عظمت سے روگردانی کی جسے اللہ ستار نے عزت والا بنایا، اس پر تقدیریں بنانے والا مولیٰ ناراض ہو جائے گا۔ رات اور دن میں حرکت کرنے والی ہر چیز اس پر لعنت کرے گی۔ اللہ ملک جبار سے الصادق المصدوق محمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت ایسے ہی کی ہے۔

روزہ کی اقسام

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ [1]

روزہ کی گیارہ قسمیں ہیں، (۱) فرضی روزہ (۲) ظہار کے کفارہ کا روزہ (۳) نفلی روزہ (۴) رمضان میں جماع کے کفارہ کا روزہ (۵) قسم کے کفارہ کا روزہ (۶) حرم میں

[1] ۲/ البقرۃ:۱۸۳۔

تکلیف دینے کے فدیہ کا روزہ (۷) حج تمتع اور حج قران کا روزہ (۸) حج میں کوتاہی کا روزہ (۹) حرم میں شکار کے قتل کے کفارہ کا روزہ (۱۰) عاشور کے نفلی روزے (۱۱) نذر کا روزہ۔

شرعی طور پر چھ ایام کا روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۱) یوم الفطر (۲) یوم الاضحیٰ (۳) ایام التشریق (عیدالاضحٰی کے تین دن بعد شک کے دن کا روزہ)۔

لغوی اور شرعی روزہ

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ ﴾

روزہ دو قسم کا ہے، لغوی روزہ اور شرعی روزہ، لغت میں روزہ رکنے کا نام ہے، جو بھی کسی چیز سے پرہیز کرے اسے صائم کہا جائے گا۔ ایک اعرابی کسی قوم کی مذمت کرتا ہوا کہتا ہے يَصُوْمُوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيُفْطِرُوْنَ عَلَى الْفَوَاحِشِ اچھی باتوں سے رکتے ہیں اور فحش کاموں کے کرنے میں دلچسپی لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم علیہا السلام کے متعلق فرمایا:

﴿ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا ﴾ [1]

''یعنی میں نے خاموشی کا روزہ رکھا ہے۔''

عرب ''صائم النہار کا محاورہ استعمال کرتے ہیں، جب سورج بلند ہو جائے اس طرح محاورہ عرب ہے، وَصَامَتِ الْخَيْلُ ''یعنی گھوڑوں کا چارہ کھائے بغیر کھڑے رہنا۔''

کسی شاعر نے کہا:

خَيْلٌ صِيَامٌ وَخَيْلٌ غَيْرُ صَائِمَةٍ
تَحْتَ الْعَجَاجِ وَخَيْلٌ تَعْلِكُ اللُّجَمَا

''یعنی کچھ گھوڑے ہنہنا رہے ہیں، اور کچھ بغیر ہنہنائے اسی طرح کھڑے ہیں۔'' اسی لیے روزہ شرعی کی حقیقت بھی لغوی مفہوم کی طرف لوٹتی ہے، کیونکہ انسانی جسم کے ہر عضو پر رمضان اور غیر رمضان میں روزہ کا مفہوم لاگو ہوتا ہے اور اس پر روزہ لازم ہے۔

[1] ۱۹/ مریم:۲٦۔

زبان کا روزہ اللہ کے ذکر کے علاوہ ہر قسم کی گفتگو سے پرہیز ہے، اور کان کا روزہ باطل اور بیہودہ گفتگو سننے سے پرہیز ہے، اور آنکھوں کا روزہ اللہ کے محارم سے نگاہیں نیچی کرنا اور روکنا ہے، کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''جس نے عورت کی طرف حرام نگاہ سے دیکھا اللہ قیامت کے روز اس کی آنکھوں کو آگ کے کیلوں سے بند کر دے گا جب تک مخلوق کا حساب نہیں ہوگا پھر اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا ہاں اگر وہ توبہ کرے، ورنہ ہر نظر کے بدلے آگ کی لپیٹ سے جلایا جائے گا۔''

حرام نظر کی سزا

صلحا میں سے کسی ایک کا واقعہ ہے، کہ ان کے چہرے پر سیاہ نشان دیکھا گیا ان سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک غیر عورت کی طرف بار بار دیکھا، تو رات کو خواب میں قیامت قائم ہونے کا منظر دکھایا گیا، تمام مخلوق ایک میدان میں جمع ہے اور جہنم کو لایا گیا اور اس پر پل صراط نصب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ''اپنی سزا بھگت لو۔'' میں صراط کی طرف گیا جہنم سے آگ کی ایک زبان نکلی، اس نے میرے چہرے پر یہ داغ لگا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ نظر کے بدلے صرف ایک نظر ہے اگر تم مزید جرم کرتے تو ہم سزا میں بھی اضافہ کر دیتے۔ یہ صرف خواب میں ایک نظر کی سزا ہے اس شخص کا کیا حال ہوگا جس نے پے در پے نگاہ لگائی، اور اپنی نگاہ نیچی نہ کی؟ اسی طرح ہاتھوں کا روزہ یہ ہے کہ انہیں ہر اس شے سے روک کر رکھو جو تمہارا حق اور حصہ نہیں، ہاتھ صرف ان کاموں کی طرف بڑھیں جن میں اللہ کی رضا ہے، پیٹ کا روزہ یہ ہے، کہ اسے حرام، سود اور ناجائز طریقے سے یتیموں کا مال کھانے سے خالی رکھا جائے، اور قدموں کا روزہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کے بغیر حرکت نہ کریں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''جس شخص کا قدم عیب پھیلانے یا مسلمان کی پردہ دری میں اٹھا، اس کا پہلا اٹھنے والا قدم آگ میں ہوگا۔ اور قیامت کے روز تمام حاضرین کی موجودگی میں اس کا پردہ فاش کر دیا جائے گا۔ پھر اسے آگ کی طرف جانے کا حکم ہوگا۔'' [1]

[1] اس معنی کی روایت الترغیب والترھیب: ۳/ ۱۶۹ میں موجود ہے۔

شرمگاہ کا روزہ حرام اور بے حیائی سے رکنا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے یہودی، نصرانی، مجوسی، یا مسلم عورت سے زنا کیا اللہ اس کی قبر میں تین سو جہنم کے دروازے کھول دیں گے جس سے آتش جہنم کے سانپ، بچھو اور آگ کے انگارے نکلتے رہیں گے۔ اور اس عذاب میں روز محشر تک مبتلا رہے گا۔'' [1]

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے مسلم پڑوسی کی بیوی سے زنا کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ جب کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے آتی ہے۔'' [2]

رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے ''کہ تم پاک باز رہو تمہاری عورتیں پاکباز رہیں گی۔'' [3] کوئی شخص اگر کسی عورت سے زنا کرتا ہے تو روز قیامت اللہ کے سامنے اسے آگ کے اسی کوڑے لگائے جائیں گے، اس کے آگے اور پیچھے دونوں طرف پھر اللہ کی مرضی ہے اس سے جو کرنا چاہے۔

زنا کی آفات

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زنا چھ عادات پیدا کرتا ہے۔ تین فوراً (دنیا میں) اور تین لیٹ (آخرت میں)۔ دنیا کی تین آفات، (۱) چہرے کی تازگی ختم ہو جاتی ہے، (۲) وہ فقر واحتیاج میں مبتلا ہو جاتا ہے، (۳) عمر گھٹ جاتی ہے۔

آخرت میں (۱) اللہ کی ناراضی کا سبب بنا تا ہے (۲) حساب برے انداز میں ہوگا۔ (۳) جہنم میں داخل کرنے کا سبب۔'' [4]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''معراج کی رات میں چند لوگوں کے پاس سے گزرا ان

---

[1] تذکرۃ الموضوعات: ۳/ ۱۰۹ مختصراً۔ [2] یہ روایت ہمیں نہیں ملی لیکن پڑوسن سے زنا کی وعید کے بارے میں ترمذی: ۳۱۸۲؛ الترغیب والترھیب: ۳/ ۱۹۲ میں موجود ہے۔

[3] الترغیب والترھیب: ۳/ ۲۱۸؛ المعجم الاوسط: ۶۲۹۵ ہیثمی کہتے ہیں کہ اس کی سند میں خالد العمری کذاب راوی ہے۔ دیکھئے (مجمع الزوائد: ۸/ ۸۱)۔

[4] الترغیب والترھیب: ۳/ ۲۷۱؛ الکامل فی الضعفاء لابن عدی: ۶/ ۲۴۲۵ مختصراً شیخ البانی نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ دیکھئے (السلسلۃ الضعیفۃ: ۱۴۱)۔

کے سامنے خوبصورت دستر خوان سجے ہوئے اوران پر عمدہ بھنا ہوا گوشت موجود تھا۔اور آس پاس مردہ بدبودار لاشے ہیں اور وہ دستر خوان کو چھوڑ کر مردار کھا رہے ہیں۔میں نے کہا اے جبریل! یہ لوگ کون ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا۔اے محمد ﷺ! یہ آپ کی امت کے زانی لوگ ہیں۔جو حلال کردہ اشیاء کو چھوڑ کر حرام کی طرف متوجہ ہوئے۔آج کے دن ناپسندیدہ چیز کھانے اور پسند کی چیز چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔''

اللہ سے زیادہ غیرت مند کون ہوگا؟ اسی بنا پر اس نے فحش کاموں کو حرام کیا اور حدود مقرر فرمائیں۔اس طرح جو شخص قوم لوط کا عمل کرے گا، قیامت کے روز مردار سے بھی زیادہ بدبودار حالت میں اٹھے گا۔تمام لوگ اس کی بو سے اذیت محسوس کریں گے۔پھر اسے جہنم میں داخل کرنے کا حکم ہوگا، آگ کے تابوت میں بند کر کے تابوت کے تختوں پر کیل لگائے جائیں گے۔جو اس کے جسم میں پیوست ہو جائیں گے۔اس بنا پر جو اسے تکلیف اور درد کا سامنا ہوگا۔اگر چار لاکھ نفوس پر یہ درد مسلط کر دیا جائے تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔یہ آگ کے عذاب سے بھی شدید ہوگا۔یہ اس بنا پر ہوا کہ انہوں نے اپنے اعضاء پر کنٹرول نہیں کیا۔اعضاء کے روزے ہر مسلمان پر ہمیشہ رمضان اور غیر رمضان میں فرض ہیں۔

اللہ کے بندو! اپنے اعضاء کو برائیوں سے بچاؤ اور اطاعت میں لگاؤ۔پھر تم دارالقرار (جنت) حاصل کرنے اور جبار السموات والارض کے دیدار سے لطف اندوز ہونے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

شرعی روزہ

شرعی طور پر روزہ کا مفہوم فجر سے پہلے نیت کر کے کھانے، پینے اور جماع سے رکنے کا نام ہے، رمضان کے آغاز میں روزے کی نیت کر لینا بھی کافی ہے، یہ لغوی اور شرعی روزے کی تعریف ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ ﴾ [1]

---

[1] ۲/ البقرة: ۱۸۳۔

اس آیت کی تفسیر میں علما کے بہت سے اقوال ہیں، سب سے زیادہ درست قول جس کا مفہوم یہ ہے کہ "تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح گزشتہ امتوں پر فرض کیے گئے۔" مجاہد فرماتے ہیں مراد اہل کتاب ہیں۔ حضرت سعید بن جبیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، تم پر یہ حکم اسی طرح فرض کیا گیا جس طرح پہلے لوگوں پر تھا کہ جب کوئی شخص کھانے سے پہلے سو جاتا تو آیندہ رات تک اس پر کھانے کی پابندی ہوتی اور اس رات عورت کی قربت بھی حرام تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس امت کو رخصت دے دی اور نیند کے بعد بھی فجر تک ان پر سے پابندی اٹھائی گئی اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ اس آیت میں ﴿مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ سے اشارہ گزشتہ امتوں کی طرف ہے، اور یہ آیت امت محمدیہ کے لیے علاج و توصیف ہے، کیونکہ ہر نبی اور ان کی امت پر اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے روزے فرض کیے۔ یہ امت ایمان لائی، دیگر تمام امتوں نے اس کا انکار کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس آیت میں نصاریٰ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، کہ ان کے ہاں غروب شمس کے بعد کھانا پینا حرام تھا اس طرح عورتوں سے جماع پر مکمل پابندی تھی۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو اس امت کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور ان پر رمضان کا مہینہ فرض کیا گیا تو ان کے لیے بھی نیند کے بعد کھانا پینا اور جماع حرام تھا۔ لیکن قریباً چالیس آدمی جن میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اس پابندی کو برقرار نہ رکھ سکے اور نیند کے بعد جماع کر بیٹھے۔

انصاری کا واقعہ

انصار کے ایک شخص جن کی کنیت ابا قیس تھی اور نام صرمہ بن قیس ہے وہ بنی النجار سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اور گھر آئے ان کی بیوی نے کہا ٹھہرو میں کھانا گرم کر کے لاتی ہوں۔ اس کے واپس لوٹنے تک ابوقیس تھکاوٹ کی وجہ سے سو چکے تھے۔ اس نے کہا آہ محرومی قسمت اور ناکامی! اب تم پر کھانا پینا حرام ہو چکا۔ چنانچہ انہوں نے بھوکے رات گزاری، صبح روزے کی حالت میں اپنی زمین میں کام کاج کیا، دوپہر کے وقت تھکاوٹ کی وجہ سے غشی طاری ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ دو آدمی انہیں اٹھائے لا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوقیس کیا وجہ تم

نحیف و ناتواں نظر آ رہے ہو؟'' انہوں نے تمام قصہ سنایا۔ رسول اللہ ﷺ پر رقت طاری ہوگئی اور آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ یہ انصاری کا واقعہ پہلا تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر چالیس افراد کا واقعہ بعد میں پیش آیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واقع پر قرآن نازل فرمایا اور اس وقوعہ کے ذکر سے آغاز کیا، کیونکہ جماع کے واقعات کھانے کے واقعات سے زیادہ ہوئے۔ [1]

حضرت عمر بن الخطاب اور دیگر صحابہ کا واقعہ (رضی اللہ عنہم)

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر اور دیگر چالیس افراد کے متعلق جو رمضان میں جماع کر بیٹھے قرآن مجید نازل فرمایا:

﴿ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ .... وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ ﴾

''تمہارے لیے روزوں کے زمانے میں راتوں کو اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا۔''

اور صرمہ بن قیس انصاری کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ ﴾ [3]

''راتوں کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ تم کو سیاہی شب کی دھاری سے سپیدہ صبح کی دھاری نمایاں نظر آ جائے پھر رات تک روزہ مکمل کرو۔''

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت محمد ﷺ کے لیے رحمت تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انجیل میں نصاریٰ پر رمضان کے روزے فرض کیے گئے۔ وہ مکمل ایک ماہ کے روزے رکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کا ایک بادشاہ بیمار ہو گیا تو اس نے کہا کہ اگر میں صحت مند ہو گیا تو تمہیں دس روزوں کا اضافہ کرنا ہوگا۔ چنانچہ اسے افاقہ ہوا تو اس نے دس روزوں کا اضافہ کر دیا اب انہوں نے چالیس روزے رکھنے شروع کر دیے۔ اس بادشاہ کی موت کے بعد

[1] الناسخ والمنسوخ لابن سلامة:١/ ٥۔ [2] ٢/ البقرة:١٨٧۔ [3] ٢/ البقرة:١٨٧۔

دوسرا بادشاہ مقرر ہوا۔ تو گوشت کھانے کی وجہ سے اس کے منہ میں تکلیف شروع ہوئی تو وہ بیمار پڑ گیا تو اس نے کہا کہ اگر میں تندرست ہو گیا تو انہیں سات کا اور اضافہ کرنا ہو گا چنانچہ اسے افاقہ ہونے کے بعد سات روزے مزید بڑھ گئے۔ ایک اور بادشاہ آیا تو اس نے تجویز کیا کہ روزے ایسے موسم میں مقرر کر لو جس میں نہ گرمی ہو نہ سردی تو اس بنا پر وہ ماہ رمضان کی فضیلت سے محروم ہو گئے اور انہیں اصحاب جحیم (جہنمی لوگ) سے کر دیا گیا۔ اور نبی رؤف رحیم ﷺ کی امت کے مقدر میں اس ماہ کا ثواب رکھ دیا گیا۔

محنتی اعرابی

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ کے پاس اہل نجد کا ایک شخص آیا۔ جس کا سر غبار آلود تھا۔ اس کی آواز کی بھنبھناہٹ سنی جا رہی تھی، لیکن سمجھنا مشکل تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ جب قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ نمازیں دن اور رات میں۔'' اعرابی نے کہا کہ ان پانچ کے علاوہ میرے ذمہ اور بھی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، مگر یہ کہ تو نفلی پڑھنا چاہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ماہ رمضان کے روزے۔'' اس نے پوچھا کیا اس کے علاوہ اور بھی ہیں؟ فرمایا: ''نہیں، مگر یہ کہ تو نفلی روزے رکھنا چاہے۔'' پھر نبی ﷺ نے اس کے لیے زکوۃ کا ذکر کیا تو اس نے پوچھا اس کے علاوہ؟ فرمایا: ''نہیں مگر یہ کہ تو نفلی صدقہ کرے۔''

وہ آدمی واپس لوٹا اور جاتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا، اللہ کی قسم نہ میں اس میں اضافہ کروں گا اور نہ کمی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ شخص فلاح پا گیا اگر اس نے سچ کہا۔'' [1]

روزوں کا ثواب

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے گئے۔'' [2]

اللہ تم پر رحم فرمائے اس شاندار ثواب اور بڑی بادشاہی کے حصول کے لیے رغبت کرو، روزے رکھو اور رب رحیم سے اس کے ثواب کی توقع رکھو، یہ وہ مہینہ ہے جس میں رحمٰن

[1] اخرجه البخاري:٤٦؛ مسلم:١١٠۔ [2] اخرجه البخاري:٣٧؛ مسلم:٧٦٠۔

کی طرف سے محمد ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ اس کی فضیلت کے حصول کے لیے رغبت کرو، اور اس کے حقوق کی ادائیگی کے لیے کمربستہ ہو جاؤ۔ اے اہل عقل و خرد! کتاب وسنت کے مخالف اعمال سے باز آ جاؤ، کیا معلوم کہ تم آئندہ رمضان پا سکو یا نہیں؟

رمضان میں نبی ﷺ پر درود وسلام کی اہمیت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ اے محمد ﷺ! جس شخص کے پاس آپ کا تذکرہ ہوا اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔ اسی حالت پر اسے موت آ گئی اور اللہ نے اسے معاف نہ کیا تو اللہ اسے اپنی رحمت سے محروم کرے تو میں نے آمین کہا۔ پھر جبریل علیہ السلام نے کہا جس نے اپنی زندگی میں ماں باپ دونوں یا ایک کو پایا ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا اور معافی نہ لے سکا اللہ اسے رحمت سے دور کرے، میں نے آمین کہا، پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا جس نے صحت وحیات میں رمضان پایا تو اس کے اعمال قبول نہ ہو سکے اور اسے موت آئی اور معافی نہ ہو سکی آگ میں داخل ہوا اللہ اسے رحمت سے دور کرے، تو رسول اللہ ﷺ نے آمین کہا۔'' [1]

اللہ کے لیے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ موت تم کو اچانک آ لے اور آئندہ رمضان کی سعادت سے محروم ہو جاؤ عمل کرنے والے کامیاب اور بے کار بیٹھنے والے ناکام ونامراد ہیں۔

(صیام الدھر) سال بھر کے روزے

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے ساتھ شوال کے چھ روزے ملا دیے گویا اس نے مکمل سال کے روزے رکھے۔'' [2]

اللہ ہمیں اور تم کو اپنی رحمت سے نیک اعمال کی توفیق دے، فرمان الٰہی ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ ﴾ [3]

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کے حقیقی نام اور شناخت کا ذکر کیا اور ان کو شرف بخشا

---

[1] الحاکم: ٤/ ١٥٣؛ ابن حبان: ٤٠٩ اس میں منبر کا ذکر بھی ہے۔

[2] اخرجه مسلم: ١١٤٦؛ ابوداود: ٢٤٣٣؛ الترمذی: ٧٥٩۔ [3] ٢/ البقرة: ١٨٣۔

ان کی پہچان سے، فرمایا: ﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ اس سے خطاب کا انداز آسان اور سہل ہو گیا۔ جب اللہ کریم نے ارادہ فرمایا کہ ان کو روزے جیسی بھاری عبادت کا مکلف بنائے تو مؤمنوں کے سب سے زیادہ خصوصی نام کا ذکر فرمایا، عارفین کی بڑی صفت اور محبین کے اعلیٰ مقام سے کلام کا آغاز کیا فرمایا: ﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ ﴾ پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ اَيَّامًا ﴾ اور اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے ﴿ مَّعْدُوْدٰتٍ ﴾ کا اضافہ فرمایا پھر انہیں (معدودات) کرنے کے لیے ﴿ شهرًا ﴾ فرمایا (چند گنے چنے) پھر ماہ کے تعین کے لیے ﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ ﴾ فرمایا پھر اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے اسے آسان اور سہل بنانے کا ذکر کیا۔

﴿ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ﴾ [1]

''راتوں کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ تم کو سیاہی شب کی دھاری سے سپیدہ صبح کی دھاری نمایاں نظر آ جائے۔''

پھر روزہ کے اتمام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ﴾ [2]

''پھر روزے کو رات تک مکمل کرو۔''

گویا اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سال میں روزے تو میں نے چند دن کے فرض کیے ہیں مگر اس کے بدلے جنت کے مقام کا وعدہ کیا ہے، روزے ایک ماہ کے جبکہ ثواب پورے سال کا، بندوں پر روزے فرض کیے، اور اپنے ذمہ ان پر رحمت کا وعدہ کیا۔ تم پر چند گنے چنے ایام کے روزے فرض اور تمہارے لیے اپنے ذمہ درجات کی بلندی کا وعدہ کیا ہے۔ تمہیں پابند کیا کہ ایک ماہ کے روزے رکھو اور تمہارے کھاتے میں ہر نیکی کا اجر دس گنا لکھنے کا وعدہ فرمایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے خاموشی اور سکون سے رمضان کے روزے رکھے، اپنے کان، آنکھ، زبان، ہاتھ اور اعضاء کو حرام، جھوٹ، غیبت اور ایذا سے روک کر

---

[1] ۲/ البقرة:۱۸۷۔ [2] ۲/ البقرة:۱۸۷۔

رکھا وہ قیامت کے روز اللہ سے اتنا قریب ہوگا کہ اس کا گھٹنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے گھٹنے کو چھوئے گا۔ اس کے اور عرش کے درمیان میل یا فرسخ کا فاصلہ ہوگا۔'' [1]

عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حدیث رسول ہونے میں شک کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر اللہ عزوجل آسمان وزمین کو کلام کرنے کی اجازت دیتے تو وہ رمضان کے روزے رکھنے والوں کے لیے جنت کی گواہی دیتے۔'' [2]

یہ اشارہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف ہے: ﴿ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ﴾ گویا اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا فرض تم پر محدود مگر عطا غیر محدود ہے۔ میری عبادت خوشگوار اور میری نعمت تمہارے لیے خوش کن، اطاعت ایک وقت سے ایک مقرر وقت تک مگر ثواب ہمیشہ کے لیے۔ روزے سال کے سال اور جنت ہمیشہ کے لیے۔ اللہ کے بندو! اللہ جل جلالہ نے تمہیں روزوں کا تحفہ دیا اور دین اسلام سے مشرف فرمایا اور تمہیں کائنات میں سے بہتر امت بنایا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تمہیں شرف بخشا۔ اپنے مہینے کو دغا وفریب سے آلودہ نہ کرو اور اطاعت کرو مولیٰ غفور کی تم جنات میں غلمان وحور لینے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

رمضان میں توبہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں جو کھلتے بھی ہیں اور بند بھی ہوتے ہیں۔ مگر توبہ کا دروازہ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کیے ہیں جو اسے بند نہیں ہونے دیں گے۔ جب تک روزہ دار روزے رکھتے رہیں گے۔'' [3]

فضائل رمضان سے متعلق احادیث

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: ''جنت کا ایک دروازہ ہے جسے باب الریان کہتے ہیں۔ قیامت کے روز اس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہو سکیں گے۔ آواز آئے گی کہاں ہیں روزہ دار وہ کھڑے ہوں گے اور داخل ہو جائیں گے۔ اس کے بعد دروازہ بند ہو جائے گا

[1] یہ روایت ضعیف ہے۔ دیکھئے العلل المتناهية لابن جوزي: ۲/ ۵۰ مختصراً۔

[2] الكامل في الضعفاء لابن عدي: ۲۵۱۳۔

[3] مجمع الزوائد: ۱۰/ ۱۹۸ اس میں روزہ دار کا ذکر نہیں ہے۔

کوئی اور داخل نہ ہو سکے گا۔'' [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ شیطان جکڑ دیے جاتے اور منادی کرنے والا آواز دیتا ہے، اے خیر اور بھلائی چاہنے والو! آؤ اور شر کے دلدادہ و فریفتہ لوگو! رک جاؤ۔'' [2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جس کا سر رب العالمین کے عرش کے نیچے ہے اور اس کے پاؤں زمینوں کی جڑ میں ہیں۔ اس کے دو پر ہیں ایک سرخ یاقوت کا اور دوسرا سبز زبرجد کا جو ماہ رمضان کی ہر رات آواز دیتا ہے۔ کوئی ہے توبہ کرنے والا اس کی توبہ قبول کی جائے۔ کوئی بخشش طلب کرنے والا اسے بخش دیا جائے کوئی ہے خواہشمند کہ اس کی حاجت پوری کر دی جائے۔'' [3]

اے خیر کے طالب! خوش ہو جا اے شر کے چاہنے والے! رک جا اور دیکھ کے چل۔ اے ہمارے بھائیو! غور کرو ہم اللہ کریم کے ثوابِ عظیم اور نعیمِ مقیم سے کس قدر دور ہیں۔ اس ماہ میں جہد و جہد کرو پورا سال تمہاری سعادت لکھی جائے گی۔ ان تھوڑے دنوں میں کوشش کرو عظیم انعامات اور دائمی طویل راحتیں لینے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ محنت کرو ماہ رمضان میں، داخلہ ہوگا جنت رضوان میں اور نکاح ہوگا حورِ حسان سے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: ''تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آیا صبر و برکت کا، اللہ تمہیں رحمت سے ڈھانپ لیں گے۔ خطائیں معاف فرما دیں گے اور دعائیں قبول فرمائیں گے۔ اور تمہاری رغبت پر نظر رکھیں گے۔ فرشتوں کے سامنے تم پر ناز کریں گے۔ اپنے نفسوں کو بھلائی کی طرف لگاؤ، حقیقی بد بخت وہ ہے جو اللہ کی رحمت سے محروم ہو گیا۔'' [4]

[1] اخرجه البخاری:۱۸۹۶؛ مسلم:۱۱۵۲۔ [2] مسند احمد: ۵/ ۴۱۱ واخرجه البخاری: ۱۸۹۸۔ [3] اتحاف السادة المتقین:۶/ ۸؛ اس کی سند میں عباد بن عبدالصمد راوی ہے جس کو امام بخاری نے منکر الحدیث اور رازی نے ضعیف الحدیث کہا ہے۔ دیکھئے العلل المتناھیة لابن جوزی: ۲/ ۴۲۔ [4] مسند الشامیین: ۲۱۸۸؛ الدر المنثور: ۱/ ۸۸ شیخ البانی نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ دیکھئے (ضعیف الترغیب: ۵۹۲)۔

اللہ کے بندو اپنے آپ کو محرومی اور عصیان سے بچاؤ، اس فضیلت والے مہینے رمضان میں دین کے نقصان پر راضی نہ ہو جاؤ۔

رمضان کی عظیم فضیلت

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ ماہ رمضان کی فضیلت کیا ہے تو وہ آرزو کریں گے کہ مکمل سال رمضان ہو جائے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں اس کی فضیلت کے متعلق بیان کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''ماہ رمضان کے استقبال کے لیے جنت ایک سال سے دوسرے سال تک سجائی جاتی ہے۔ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ہوا اٹھتی ہے اس کا نام المثیرہ انگیخت کرنے والی ہوا ہے۔ وہ جنت کے پتوں سے ٹکراتی ہے۔ حورعین بن سنور کر جنت کے بالائی حصہ پر کھڑی ہو کر آواز دیتی ہیں کہ ہے کوئی ہمارا دولہا بننے والا تو اللہ اس سے ہمارا نکاح کر دیں؟ پھر کہتی ہیں۔ اے رضوان (جنت کا دربان)! یہ رات کیسی خوشگوار ہے؟ وہ انہیں لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں، کہ اے خیرات حسان! یہ ماہ رمضان کی پہلی رات ہے۔ اس لیے امتِ محمد ﷺ کے روزہ داروں کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے رضوان! جنت کے دروازے صائمین اور قائمین کے لیے کھول دو انہیں ماہ کے اختتام سے پہلے بند نہ کرنا۔ جب دوسرا روز ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جہنم کے خازن مالک فرشتے کو وحی فرماتے ہیں: اے مالک! محمد ﷺ کی امت کے صائمین اور قائمین سے جہنم کے دروازے بند کر دے اور انہیں مت کھولنا جب تک یہ ماہ اختتام پذیر نہ ہو جائے۔ جب تیسرا روز ہوتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ زمین پر اترو اور سرکش شیاطین اور نافرمان جنات کو جکڑ دو اور انہیں طوق پہنا کر سمندر کی گہرائی میں پھینک دو تا کہ امت محمد ﷺ کے لیے فساد پیدا نہ کریں، میرے محبوب صائمین کو تنگ نہ کریں۔ اس بات کا تقاضا یہ ہے کہ مولیٰ تم کو سزا اور ذلت کے گھر میں نہ بسائے اور تمہیں اپنے فضل و احسان سے خلود و رضوان کے گھر میں داخل کرے۔ اس کریم اور فضل و احسان کرنے والے خدائے

ذوالجلال نے ہمیں غفران اور درگزری والا مہینہ عطا فرما کر فضیلت دی۔" [1]

روزہ اور قرآن سفارشی ہیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "روزہ اور قرآن قیامت کے روز بندے کی سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب! تیرے بندے کو میں نے کھانے پینے اور شہوات سے دن کے وقت روکے رکھا۔ اور قرآن کہے گا کہ اللہ تیرے بندے کو میں نے رات کے وقت نیند سے روکے رکھا۔ وہ میری تلاوت کرتا رہا اور میری وجہ سے نیند سے محروم رہا اس لیے میری سفارش قبول فرما۔ چنانچہ دونوں کی سفارش قبول کرلی جائے گی۔" [2]

اے میرے بھائی! ماہ رمضان قیامت کے روز تیرا سفارشی ہوگا۔ اس لیے تو اپنے مولیٰ کا تابع فرمان اور مطیع انسان بن جا اور تیرا دل اس کی نافرمانی سے دور رہنے والا ہو۔

روزہ عبادت کا دروازہ ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر شے کا دروازہ ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے۔ اگر روزہ رحمٰن کی عبادت کا باب ہے تو بہتر یہ ہے کہ وہ تمہارے اور آگ کے درمیان حجاب (پردہ) ہو وہ کس قدر قابل قدر ہے جو سعادت کی راہ کی راہنمائی کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ میں نقصان کے بعد سعادت کی طرف رجوع کروں اور اپنے آپ کو عبادت کی جدوجہد میں لگا دوں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

سَاَصْرِفُ هِمَّتِي بِالْكُلِّ عَمَّا
نَهَانِي اللّٰهُ مِنْ أَمْرِ الْمَزَاحِ
إِلَى شَهْرِ الْخُضُوْعِ مَعَ الْخُشُوْعِ
إِلَى شَهْرِ الْعَفَافِ مَعَ الصَّلَاحِ
يُجَازِي الصَّائِمُوْنَ إِذَا اسْتَقَامُوا

[1] اخرجه البيهقي في شعب الايمان: ٣٦٣٤؛ مختصراً شیخ البانی نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ دیکھئے (ضعیف الترغیب والترهیب: ٥٩٤)۔
[2] مسند احمد: ٢/ ١٧٤؛ الترغيب والترهيب: ٩٨٤۔

بِدَارِ الْخُلْدِ وَالْحُوْرِ الْمَلَاحِ
وَبِالْغُفْرَانِ مِنْ رَبٍّ عَظِيْمٍ
وَبِالْمَلِكِ الْكَبِيْرِ بِلَا بَرَاحٍ
فَيَا أَحْبَابَنَا اجْتَهِدُوْا وَجِدُّوْا
لِهَذَا الشَّهْرِ مِنْ قَبْلِ الرَّوَاحِ
عَسَى الرَّحْمَنُ وَأَنْ يَمْحُوْ ذُنُوْبِي
وَيَغْفِرُ زَلَّتِيْ قَبْلَ افْتِضَاحِي

''جس طنز و مزاح سے اللہ نے روکا ہے، میں ادھر سے مکمل روگردانی کر کے، اپنی ہمت کو اصلاح کے لیے خشوع و خضوع اور عفت کے ماہ مقدس کی طرف لگاؤں گا۔''

''روزہ دار اگر استقامت دکھائیں تو انہیں، دارالخلد (جنت) میں حسین و جمیل حوریں، رب عظیم کی مغفرت، اور لازوال بڑی مملکت جیسی عظیم چیز دی جائے گی۔''

''اے احباب! اس بابرکت ماہ کے رخصت ہونے سے پہلے پہلے محنت اور جدو جہد کرلو۔''

''توقع ہے کہ رحمٰن رسوائی کے دن سے قبل گناہ مٹا دے لغزشیں معاف کر دے۔''

سحری کی فضیلت

نبی ﷺ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سحری کھاؤ اللہ سحری کھانے والوں کو پسند کرتے ہیں اور فرشتے سحری کرنے والوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں اوران کے لیے استغفار کرتے ہیں۔'' [1]

اس طرح نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''میری امت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی

[1] یہ روایت ہمیں نہیں ملی البتہ سحری کرنے میں برکت کی حدیث بخاری: ۱۹۲۳، مسلم: ۱۰۹۵ میں موجود ہے۔

جب تک افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کا معمول جاری رکھیں گے۔'' [1]

بعض روایات میں مذکور ہے کہ مؤمن بندہ جب رمضان میں سحری کے لیے اٹھتا ہے اور وضو کر کے دو رکعت ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پیچھے فرشتوں کی سات صفیں مقرر فرما دیتے ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو کر دعا کرتا ہے تو فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے فرشتوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھتے ہیں۔ اور اسی تعداد کے مطابق جنت میں درجات بلند فرماتے ہیں۔ اور اتنی تعداد میں اس کی خطائیں مٹا دیتے ہیں۔ پھر وہ اس کے لیے قیامت تک دعا و استغفار کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔ اس ثواب عظیم اور قابل تکریم مہینہ کو غنیمت جانو اور اس کے دن کو غیبت اور بیہودہ کلام میں مت گزارو، رات میں طویل قیام سے غافل نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری افطاری ناجائز اور حرام پر ہو، ایک عضو روزہ رکھے اور باقی اعضاء گناہ اور معصیت پر لگے رہیں۔ اللہ سے ڈرو وہ غالب انتقام والا ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب ترجمانی کی:

أَتَعْصِي بَعْدَ شَيْبِ الرَّأْسِ جَهْلاً
كَمَا كُنْتَ تَعْصِيْهِ غُلاَمًا
أَرَاكَ مِنَ التَّهَاوُنِ لاَ تُبَالِي
وَلاَ تَرْعَى الصَّلٰوةَ وَلاَ الصِّيَامَا
وَتَفْرَحُ بِالْفُطُوْرِ وَلاَ تُبَالِي
حَلاَلاً كَانَ كَسْبُكَ أَمْ حَرَامَا

''جہالت میں پڑے ہوئے سر سفید ہونے کے بعد بھی بچپن کی طرح گناہوں پر ڈٹے ہوئے ہو۔''

''تم سست اور بے پروا، نماز اور روزہ کی تمہیں مطلق پروا نہیں۔''

''افطاری پر خوش ہو یہ پروا نہیں کہ کمائی حلال ہے یا حرام۔''

---

[1] مسند احمد: ٥/ ١٧٢؛ مجمع الزوائد: ٣/ ١٥٤ اور شیخ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ دیکھئے (ارواء الغلیل ٤/ ٣٢)۔

اللہ کے بندو! فضل و کرم سے بھرپور اس عظیم ماہ کی برکت کو غنیمت سمجھو، کہ اللہ نے ہمیں بیماریوں سے محفوظ فرما کر صحت و عافیت کے ساتھ یہاں تک پہنچنا نصیب فرمایا ہے۔ جو شخص اس نعمت کا قدر شناس اور ان ایام کی فضیلت سے واقف ہے، اس کے لیے واجب ہے کہ وہ نگہداشت رکھے کہ ان مبارک دنوں میں گناہوں اور خطاؤں کا التباس نہ ہونے پائے، لوگوں کی ایذارسانی سے اجتناب کرلے، بیہودہ گوئی سے بچے، اور رب کائنات نے جو فضیلت و شان انہیں عطا کی ہے اسے ضائع نہ ہونے دے۔

رمضان المبارک میں سزا کی شدت

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے رمضان میں چوری کی، زنا کیا، حق غصب کیا، حرام کا ارتکاب کیا، شراب پی اور ظلم و زیادتی کی، اللہ اس کی فرضی اور نفلی کوئی عبادت بھی قبول نہیں فرمائیں گے۔''

جو شخص ماہ رمضان میں دوسروں کو تکلیف دیتا ہے، اور اعمال صالحہ کے ذخیرہ کی مقدار سے بڑھ کر ظلم کر بیٹھتا ہے پھر اس وقت اور نادم ہوتا ہے کہ جب ندامت فائدہ نہیں دے گی۔ جو شخص کھانے پینے میں روزہ دار ہے مگر گفتگو میں افطار کرنے والا ہے۔ قیام اللیل کا عادی ہے مگر مخلوق خدا کو تکلیف دینے والا ہے یہ شخص گفتار و کردار کے بدلے پکڑا جائے گا۔ روزہ اور قیام کے اجر سے محروم ہوگا۔ یہ بدنصیب راہ ہدایت سے بھٹک گیا، ہلاکت کی راہ پر چل پڑا۔ اس شخص کا کیا ہوگا جس کے دل پر گناہوں کا زنگ چھا گیا، اور گناہوں سے توبہ کی طرف جلدی نہ کی اور نہ ہی عذاب الٰہی سے خوف کھایا۔ یا مسکین! ماہ رمضان کو غنیمت جان جو رحمت و غفران کو سمیٹے ہوئے ہے۔ اے مسکین! اپنے آپ پر رحم کر اس سے قبل کہ چھری تیرے حلق تک پہنچ جائے۔ اے مغرور نیند سے بیدار ہو، تیرا رب کریم و غفور ہے، کب تک اپنی شہوات ولذات سے چمٹا رہے گا، اور کب تک توبہ کو مؤخر کرتا رہے گا۔ خبردار! اللہ کی قسم تقدیریں تیرے ہاتھ میں نہیں اور نہ ہی عمر کی مقدار تیرے قبضے میں ہے، ہوسکتا ہے جب ماہ صیام ختم ہو تو تیری زندگی کا بھی خاتمہ ہو اے شخص! جب تو روزہ دار ہو تو تیرے تمام اعضاء بھی روزے کی حالت میں ہوں۔ تیرا پیٹ حرام سے، تیری زبان بیہودہ کلام سے،

تیری آنکھیں ہاتھ اور کان گناہ سے، اور گناہ کمانے سے (اگر اعضاء حرام، بیہودہ کلام اور گناہوں سے اجتناب کریں تو روزہ ہے)

اعضا کا پرہیز برائی سے

اللہ کے بندو! جو شخص صبح کے وقت روزہ دار ہوا سے چاہیے، اپنی زبان کو مخاطب ہو کر کہے، آج جھوٹ، باطل، چغلی اور غیبت سے تمہارا روزہ ہے، جھوٹ، اپنی آنکھوں سے کہے، ناپسندیدہ چیزوں کی طرف دیکھنے سے تمہارا روزہ ہے اور اپنے کانوں سے کہے تمہارا روزہ ہے ہر اس چیز سے جن کے سماع سے اللہ نے پابندی لگائی ہے، اپنے ہاتھوں سے کہے تمہارا روزہ ہے ہر اس شے کو پکڑنے سے جو تم پر حرام ہے۔ پیٹ سے کہے، تمہارا کھانے سے پرہیز ہے اور دھیان رکھنا کہ تم کس سے افطار کر رہے ہو؟ خبیث خوراک سے بچو، جس کی طرف طبیعت خود بخود مائل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاکی کو قبول کرتے ہیں۔ اور قدموں سے کہو تم بھی روزہ دار ہو ایسی شے کی طرف بڑھنے سے اجتناب کرو جس سے گناہ، خطا اور بوجھ میں اضافہ ہو۔ جس نے اس پر صبر کیا اور ڈٹا رہا اس نے اپنے نبی کا عہد نبھا دیا۔ اپنے اعضا پر مذکورہ طریقے سے ابن آدم کا مخاطب ہو کر پابندی لگانا، یہ معمول پوری زندگی رمضان غیر رمضان میں جاری رہنا چاہیے، صبح و شام اسے دہرانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں اس کی توفیق دے۔ اور اپنے کرم کے ساتھ سچی، مخلص توبہ کرنے کی جلد توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کے بندو! اس ماہ مقدس میں خصوصاً اور دیگر مہینوں میں عموماً احکامات الٰہی کی پابندی کرنا چاہیے۔

رمضان کا لغوی مفہوم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾ [1]

”رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے

[1] ۲/ البقرۃ:۱۸۵۔

سراسر ہدایت اور فرق کرنے والی ہے۔"

ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہے۔

جس کو اللہ نے ہدایت بنایا وہ گمراہی نہیں ہوسکتی، جسے بیان کیا وہ جہالت نہیں ہوسکتی اللہ نے جس میں اجر دوگنا کیا ہے اسے بے کار نہ گزارو۔

رمضان رمض سے ماخوذ ہے، اس میں گرمی کی شدت ہوتی ہے، یہ بھی کہا گیا کہ یہ مفہوم پتھروں کی گرمی سے لیا گیا ہے۔ کیونکہ ان دنوں وعظ وفکر، اور امور آخرت کی عبدیت کی گرمی دلوں کو گرماتی ہے۔ امام خلیل فرماتے ہیں کہ الرمضاء گرم پتھروں کو کہا جاتا ہے اور عرب رمض الانسان کا محاورہ اس وقت استعمال کرتے ہیں جب انسان گرم پتھروں پر چلتا ہے اور اس کے پاؤں جلتے ہیں۔ رمضان کو رمضان اس لیے کہتے ہیں کہ وہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے اس کا نام رمضان اس لیے رکھا گیا ہے کہ جسموں کو دھو دیتا ہے اور دلوں کی تطہیر کرتا ہے۔ رَمَضْ اس بارش کو کہا جاتا ہے جو موسم خزاں سے قبل آتی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ رَمَضْ اور رَفَضْ دونوں ایک معنی رکھتے ہیں۔ محاورہ ہے:

یَـرْفُضُ قَوْمًا اِلَی مَحَلِّ الْقُرْبَةِ وَالزُّلْفٰی وَیَرْفُضُ اٰخَرِیْنَ اِلٰی مَحَلِّ الْبُعْدِ وَالسَّخْطَةِ

"ایک قوم کو تقرب اور قربت کے مقام پر چھوڑتا ہے اور دوسری کو دوری اور ناراضی کے مقام پر۔"

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کو شَہْرٌ کہنے کی وجہ اس کی شہرت ہے، وہ یقین کا مہینہ، قرآن کا مہینہ، احسان وغفران اور رضوان کا مہینہ، لاچاروں کی فریادرسی کا مہینہ، مہمانوں کے لیے فراخی ووسعت کا مہینہ۔ وہ مہینہ جس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ وہ امان، ضمان کا مہینہ ہے، جس میں غلاموں اور نوکروں سے نرمی کر دی جاتی ہے۔ قندیلیں روشن ہوتی ہیں اور جبریل رحمت لے کر نازل ہوتے ہیں، اس ماہ میں قرآن کی تلاوت کثرت سے کی جاتی ہے۔ مسافر اور بیمار کو رخصت دی جاتی ہے۔

یہ ماہ بندوں کے لیے ایسے ہے جیسے مکہ میں حرم کی حیثیت ہے، کیونکہ حرم دجال لعین کو داخلہ سے روکتا ہے، رمضان شیطان لعین کو زنجیروں میں بند کر دیتا ہے۔ دنیا میں رمضان کی وہی حیثیت ہے جو آخرت میں جنت کی ہے۔ جنت میں بے خار بیریاں، تہ بہ تہ چڑھے ہوئے کیلے، اور دور دور تک پھیلی ہوئی چھائیں، دائمی بادشاہی، جو کبھی زوال پذیر نہیں۔ رمضان میں محنت و ہمت کرنا، معبود کی رضا کی تلاش، اور حدود کی نگہداشت، کرم وجود کا اظہار ہے، اے مسکین! اس ماہ کے روزوں کی طرف دھیان کر ہم سب مساکین ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے پر ڈٹا ہوا، گناہوں اور خطاؤں پر اصرار کرنے والا، اہل جہنم کے کام کرنے والا، ظاہر میں عبادت گزاروں اور اچھے لوگوں سے مشابہت رکھنے والا، حقیقت میں فاسقوں فاجروں کی جماعت میں شامل، پوشیدہ رازوں اور بھیدوں سے واقف ذات نے تیرے باطن اور ضمیر پر جھانک لیا اور وہ خوب واقف ہے، ماہ رمضان تیرے خلاف گواہ ہے، فرشتے تجھے لعنت کر رہے ہیں۔ اللہ کریم تجھے نظر رحمت سے نہیں دیکھ رہے۔ اللہ جل جلالہ تجھے نظر انداز کیے ہوئے، تجھ پر ناراض اور غضبناک ہیں کیونکہ تو نے اطاعت سے روگردانی کی ہے۔ اے روزہ دار! اس ماہ کو عام مہینوں کی طرح خیال نہ کر، اللہ جل جلالہ جب بندوں پر ماہ رمضان کے اثرات نہیں دیکھتے (اعضاء پر کنٹرول نہیں ہے) تو فرماتے ہیں تم نے میرے مہینے کی قدر نہیں کی میرے ہاں تمہارا کوئی مرتبہ و مقام نہیں۔

مؤثر وعظ

اے گمراہ اور بے راہ رو! ہوش میں آ، فراموشی اور غفلت سے بیدار ہو، طویل مدہوشیوں سے خبردار ہو، اے مسکین! کیا تو اس پر راضی ہے کہ تیرا روزہ نامقبول ہو کر تیرے چہرے پر مار دیا جائے؟ کیا تو اچھا سمجھتا ہے کہ بھوکا پیاسا رہنے کے باوجود اللہ کے ہاں کوئی مقام و عزت نہ ہو؟ کہاں ہے خالص نیت؟ سچی توبہ اور پختہ ندامت، حلال خوراک کہاں؟ لقمہ حرام سے اجتناب کہاں؟ گناہوں اور خطاؤں سے بندش کہاں؟ فقیروں، ناداروں اور یتیموں پر شفقت و رحم کہاں؟ اللہ رب العزت کے لیے اخلاص کہاں؟ شریعت اسلامی پر پختہ عمل کہاں؟ نبی کریم ﷺ کے اسوہ کی پیروی کہاں؟ اے مسکین! دن بھر بھوکا اور پیاسا

رہ کر اور مکمل رات رکوع و سجود میں گزار کر تو گمان کرتا ہے کہ تو روزہ دار ہے؟ در حقیقت تو جہالت میں پختہ اور نماز میں گردش کر رہا ہے، مدہوشیوں کے سمندروں میں سرگرداں ہے۔ اے صاحب! تو تواضع اور خشوع سے، مولیٰ کے سامنے عاجزی اور درماندگی سے کس قدر دور ہے۔ تم یہ گمان رکھتے ہو کہ تمہارا شمار اہل صیام میں ہوگا اس ماہ میں کامیاب و کامران اور اہل امان میں ہوگا۔ خبردار! جب تک نیت خالص اور یکسو نہ ہو، بھوک پاک اور عمدہ نہ ہو، اعمال رذیلہ سے مکمل اجتناب نہ ہو، آہ و بکا کی کثرت نہ ہو، آنسو اور اشک رواں نہ ہوں، فکر و عبرت ساتھ ساتھ نہ ہو اور اپنے مولیٰ سے لغزش کی معذرت نہ ہو تو دربار الٰہی سے نظر کرم ممکن نہیں ہے۔ اگر ان امور پر کاربند رہو گے، تو تمہارا روزہ گناہوں سے شفا، عیوب سے پردہ کا باعث ہوگا۔ روزہ دار، قیام کرنے والے، اطاعت شعار، اعمال میں سرگرم، سابقون (سبقت لے جانے والے) خشوع کرنے والے، ذکر کرنے والے، فرمان بردار، راستباز، صبر کرنے والے، صدقہ کرنے والے کہاں ہیں؟ نیکی کا حکم دینے والے، منکرات سے روکنے والے، فکر و شعور رکھنے والے، واقعاتِ عبرت کو سننے والے، اللہ کی قسم وہ صالحین کے ساتھ ہی دفن ہو گئے، مؤمنین کے ساتھ پلٹ گئے، نبیوں کے ساتھ آرام فرما ہو گئے۔ اب ہم اللہ کی قسم! جاہلوں کے نرغے میں ہیں فاسق و فاجر لوگوں میں بس رہے ہیں، غافلین سے اظہار ہمدردی کر رہے ہیں، رب العالمین کی نافرمانی پر صلح جو اور مصلحت کوش بن گئے ہیں، اے مسکین! تیرا روزہ چہرے پر مارا ہوا اور تو راہ راست سے بھٹکا ہوا اور دور، تجھ میں کامیابی و کامرانی کی صلاحیت مفقود، اور اپنے مولیٰ کے در سے راندہ ہوا اور دور، تیرے اعمال فسق و فجور سے ملاوٹ والے، تیرے اعضاء نافرمانی میں لگے ہوئے تیرے الفاظ غیبت میں ملے ہوئے۔ اطاعت کے لیے تیرا عزم کمزور، اس ماہ میں تیری عبادت غیر مقبول، تیرے واجبات نافرمانیوں کی وجہ سے ادھورے پڑے ہیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

الصَّوْمُ جُنَّةُ اَقْوَامٍ مِنَ النَّارِ
وَالصَّوْمُ حِصْنٌ لِمَنْ يَخْشٰى مِنَ النَّارِ

وَالصَّوْمُ سِتْرٌ لِأَهْلِ الْخَيْرِ كُلِّهِمْ

الْخَائِفِيْنَ مِنَ الْأَوْزَارِ وَالْعَارِ

وَالشَّهْرُ شَهْرًا لَهُ الْعَرْشِ من به

[رَبٌّ] رَحِيْمٌ لِثِقْلِ الْوِزْرِ سَتَّارٌ

فَصَامَ فِيْهِ رِجَالٌ يَرْبَحُوْنَ بِهِ

ثَوَابُهُمْ مِنْ عَظِيْمِ الشَّان غَفَّارِ

فَأَصْبَحُوْا فِي جِنَانِ الْخُلْدِ قَدْ نَزَلُوا

مِن بَيْنِ حُوْرٍ وَأَشْجَارٍ وَأَنْهَارِ

''اقوام کے لیے روزہ آگ سے بچاؤ اور ڈھال ہے، روزہ آگ سے ڈرنے والوں کے لیے محفوظ قلعہ ہے۔''

''روزہ حجاب ہے تمام اہل خیر کے لیے گناہوں اور عار سے خوف رکھنے والوں کے لیے۔''

''یہ عرش کے معبود کا مہینہ ہے، جو گناہوں کی پردہ پوشی کرنے والا رحیم رب ہے۔''

''نفع حاصل کرنے والوں نے اس ماہ میں روزہ رکھا جس کا عظیم الشان ثواب غفار کی طرف سے لکھا گیا ہے۔''

''اب وہ ہمیشگی کی جنتوں میں حورعین درختوں اور نہروں کے وسط میں براجمان ہیں۔''

مبارک ہو اس خوش نصیب کو جس نے رحمٰن کی اطاعت کی اور رحمت کے مہینے میں کامیاب ہو گیا حور وولدان اور دارالسلام ورضوان جیسی عظیم نعمت سے ہمیشہ کے لیے سرفراز کر دیا گیا، اس ماہ میں بہتر عمل اور اچھے کاموں کی اگر تمہیں عادت پڑ گئی تو آخر عمر تک اس کی جزا دی جائے گی۔ خیر دائمی عادت ہے اور شر طغیانی ہے اے روزہ دار! اے قیام کرنے والے! تو کہاں ہے؟ خیر کی طرف آؤ، دائمی سرور سے کامیابی حاصل ہو گی۔ مولیٰ سے

تجارت کر نفع ہوگا۔ اس سے معاملہ کر فلاح پاؤ گے۔ اس کے دربار میں عذر پیش کر عذر قبول ہوگا۔ بخشش طلب کر تیرے گناہ بخش دیے جائیں گے، اس کی طرف رغبت کر تیرے غم دور ہو جائیں گے۔ اس سے فضل کا سوال کر تیرے رزق میں وسعت کر دے گا۔ اس کی طرف توبہ کے لیے رجوع کر تیرے نصیب کو بڑھا دے گا۔ اے میرے بھائی! یہ وہ مہینہ ہے جس میں گناہوں اور عیوب پر پردہ پوشی کی جاتی ہے۔ دل و جان نرم ہو جاتے ہیں، خطائیں اور غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں۔ غمزدہ، پریشان کو راحت ملتی ہے۔ مولیٰ جل جلالہ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں، اے میرے فرشتو! خشک زبانوں کو دیکھو، کیسے میرے ذکر سے تر ہیں۔ ٹھوس پتلیوں (آنکھوں) کو دیکھو، کیسے میرے خوف سے آنسو بہا رہی ہیں، قدم میری رضا کی تلاش میں تھک چکے ہیں۔ اے پیارے بھائی! اس ماہ میں جب رب السموات والارض کی رضا کے لیے کھائے گا تو جنات کے وسط میں بلند درجات پر فائز ہوگا۔ اور مولیٰ تمہیں نیکیوں کا لباس پہنا کر برائیوں سے محفوظ کر دے گا۔

روزہ اور روزہ داروں کی تقسیم

روزہ کی تین اقسام ہیں، روح کا روزہ جو امیدوں کے مختصر ہونے کے ساتھ ہے، عقل کا روزہ جو خواہشات کی مخالفت میں ہے اور اس اعضاء کا روزہ، جو کھانے پینے اور جماع سے پابندی کا نام ہے۔ جس نے روزہ رکھ کر کھانے پینے سے پرہیز کیا اس کا روزہ عادت ہے۔ اور جس نے دوران روزہ سود، حرام سے پابندی کی اور حلال خوراک سے افطار کیا اس کا روزہ عادت اور عبادت ہے۔ اور جس نے گناہوں اور نافرمانیوں سے پابندی کی اور رحمان کی اطاعت پر افطار کیا یہ رضا و خوشنودی کا روزہ ہے۔ جس نے ناپسندیدہ اعمال سے روزہ رکھا اور علام الغیوب کے سامنے توبہ پر افطار کیا وہ متقی روزہ دار ہے۔ جس نے غیبت و بہتان سے روزہ رکھا اور تلاوت قرآن پر افطار کیا وہ رشد و ہدایت والا روزہ دار ہے۔ جس نے منکرات اور بے حیائیوں سے روزہ رکھا اور فکر و عبرت پر افطار کیا وہ سعادت مند روزہ دار ہے۔ جس نے ریا اور نقص سے روزہ رکھا اور اسے تواضع اور اخلاص پر افطار کیا وہ صحیح وسالم روزہ دار ہے۔ جس نے خواہشات اور نفس کی مخالفت پر روزہ رکھا اور شکر و رضا پر افطار

کیا وہ صائم غنیمت پانے والا ہے۔ جس نے قبیح افعال سے روزہ رکھا اور کوتاہ امنگوں پر افطار کیا وہ حق کا مشاہدہ کرنے والا روزہ دار ہے۔ جس نے امیدوں کے طول سے روزہ رکھا اور موت کو قریب سمجھنے پر افطار کیا وہ درویش اور صوفی منش روزہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ [1]

"اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو، یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کرے۔"

پیارے بھائی! تیرے مولیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے اپنے حق میں کمی برداشت کر لی مگر تیرے نفس میں کمی پر راضی نہ ہوا۔ یہ تیرے مولیٰ کے لطف کی انتہا ہے کہ اس نے تجھے رخصت دی کہ طویل ایام کے بدلے چھوٹے دنوں کے روزے رکھنے کی اجازت ہے۔ یہ مہربانی اور لطف ہے۔

برادران یوسف کی مثال مہینوں سے

کہا گیا ہے کہ مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔ جس طرح یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ رمضان کا مقام دیگر مہینوں میں اس طرح ہے جیسے یوسف علیہ السلام کا مقام اپنے بھائیوں میں تھا اور جس طرح یعقوب علیہ السلام کو اپنی اولاد میں یوسف علیہ السلام زیادہ محبوب تھے۔

اس سے متعلقہ اور نکات

امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس میں ایک اور اچھا نکتہ ہے۔ جس طرح یوسف میں حلم اور درگزری اس قدر تھی جوان کی جفا پر چھا گئی۔ جب کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا: ﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ [2] "آج تم پر کوئی گرفت نہیں۔"

اس طرح ماہ رمضان میں وہ شفقت، برکت اور نعمت وخیرات ہے۔ جہنم کی آگ سے آزادی اور رب ذوالجلال کی مغفرت ہے، جو تمام دیگر مہینوں پر غالب ہے، گناہوں اور خطاؤں پر چھائی ہوئی۔

ایک اور اچھا نکتہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ برادران یوسف اپنے قصور کی تلافی، اور

[1] ٢/ البقرة:١٨٤۔ [2] ١٢/ يوسف: ٩٢۔

اپنے کرتوتوں کے ازالہ کے لیے آئے تھے جب کہ وہ خطا کار اور قصور وار تھے تو یوسف نے اس کے باوجود ان کی آؤ بھگت کی اچھے برتاؤ کا مظاہرہ کیا اور ان کی ضروریات مکمل کر کے واپسی کی اجازت دی۔

یوسف علیہ السلام نے اپنے خادموں سے کہا کہ ان کی پونجی (رقم) واپس ان کے سامان میں ڈال دو، تا کہ وہ پہچان سکیں۔ تو باپ کے حق میں ایک بیٹے نے گیارہ کی کمی کو پورا کیا۔ اس طرح ماہ رمضان ایک ہے اور ادھر گیارہ ماہ ہیں۔ دوسری طرف ہمارے اعمال میں کوتاہی بلکہ بہت بڑی کوتاہیاں اور قصور ہیں، اور علیم وخبیر کی جو کوتاہیاں سرزد ہوئیں ان کا ازالہ ماہ رمضان میں ہو سکے۔ اور ہم اپنے فاسد امور کی اصلاح کریں اور ماہ رمضان کا خاتم فرصت وسرور سے ہو۔ اور ہم مالک غفور کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ اگر اللہ نے چاہا اپنے احسان سے، کرم درگزری اور بخشش سے وہ معاف کرے گا وہ سمیع و بصیر ہے۔ وہ اچھا مولیٰ اور اچھا مددگار ہے۔

اولاد یعقوب اور رمضان

اس مناسبت میں ایک اور اشارہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے گیارہ لڑکے تھے۔ اور ان کے سامنے موجود رہتے تھے۔ آپ ہر لمحہ ان کے حالات اور کارکردگی سے مطلع تھے مگر ان کے لباس سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس نہیں آئی حضرت یوسف کی قمیض سے بینا ہو گئے اور ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ ضعف کے بعد طاقتور ہو گئے۔ نابینا ہونے کے بعد بینا ہو گئے۔ بعینہٖ اس ماہ میں جو مجرم گنہگار رمضان کی خوشبو پاتا ہے، ذکر کرنے والوں کا ہم نشیں بنتا ہے۔ قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ اسلام اور ایمان رکھتے ہوئے ان کی صحبت اختیار کرتا ہے۔ غیبت اور بہتان سے کنارہ کشی کرتا ہے، تو وہ ان شاءاللہ گنہگار ہونے کے بعد گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ دور ہونے کے بعد قریب ہو جاتا ہے۔ اندھا ہونے کے بعد دل کی بصیرت سے دیکھتا ہے۔ رمضان کی قربت کی بنا پر۔ شقاوت کے بعد سعادت اور رحمت پاتا ہے۔ روزہ دار کو بغیر مشقت ومحنت رزق میسر آتا ہے۔ زندگی بھر توفیق اس کے شامل حال رہتی ہے، اور وفات کے بعد روح نکالنے میں نرمی برتی جاتی ہے۔

دیدار الٰہی کے وقت مغفرت کی فضیلت پاتا ہے اور جنات میں بلند درجات پر فائز ہوتا ہے۔ اللہ کے لیے ان قلیل ایام میں اس فضیلت کو غنیمت سمجھو اس کے ساتھ ہی تمہارے پیچھے کثیر نعمتیں، بڑے درجات اور طویل رحمتیں آئیں گے۔ (ان شاء اللہ)۔ اللہ کی قسم! مکمل راحت، شہرت پذیر منزل، پسندیدہ حالت، اور خوش کن جنت، خوشگوار نعمت، دل پسند عیش، تبھی حاصل ہو سکتی ہے جب ہم اس ماہ کا احترام و وقار ملحوظ رکھیں گے۔ وہ مہینہ جسے رب جبار نے عظمت بخشی، محمد مختار ﷺ کو اس سے فضیلت عطا کی گئی جو اس کا احترام نہیں کرے گا اس کا انجام آگ ہوگا۔

ماہ رمضان قیامت کے روز

نبی ﷺ نے میدان منیٰ میں فرمایا: ''قیامت کے روز میں میزان کے پاس کھڑا ہوں گا، میری امت کے ایک نوجوان کو لایا جائے گا فرشتے اس کے منہ اور پشت پر مار رہے ہوں گے وہ میرے ساتھ چمٹ جائے گا۔ میں پوچھوں گا، اے میرے رب کے فرشتو! اس کا قصور کیا ہے۔ وہ کہیں گے کہ اس نے رمضان کا مہینہ پایا، اللہ کی نافرمانی کرتا رہا اور توبہ نہیں کی اللہ نے اس کو اچانک پکڑ لیا۔ پھر میں اس نوجوان سے پوچھوں گا تو نے قرآن پڑھا؟ وہ جواب دے گا میں نے قرآن پڑھا تھا مگر بھلا دیا۔ میں کہوں گا کہ تو بہت بدقسمت نوجوان ہے۔ اب نہ وہ مجھے چھوڑتا ہے نہ فرشتے اسے چھوڑتے ہیں۔ پھر میں اللہ کے دربار میں اس کی شفاعت کروں گا یا اللہ! یہ میری امت کا جوان ہے اسے چھوڑ دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے احمد ﷺ! اس کا فریق مخالف (حریف) طاقتور ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اللہ بتایئے وہ کون ہے؟ تاکہ میں اسے راضی کرلوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس کا حریف ماہِ رمضان ہے۔، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا پھر میں کہوں گا میں اس سے بیزار جس کا حریف ماہ رمضان ہو، جس نے حرمت رمضان کا پاس نہیں کیا اس کی سفارش کون کرے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے احمد ﷺ! جس سے تم بری میں بھی اس سے بری پھر اسے جہنم میں پھینکنے کا حکم ہوگا۔''

اللہ کے لیے اللہ کے بندو! اس ماہ کی قدر و قیمت کم نہ جانو۔ جس کی حرمت اللہ تعالیٰ

نے عظیم بنائی اور اس کی وجہ سے تمہیں تمام امتوں پر فضیلت بخشی، وہ اللہ کی طرف سے تمہارے لیے تحفہ اور کرامت ہے۔ تاکہ وہ تمہارے گناہ بخش دے تمہارے عیوب پر پردہ ڈال دے تمہیں رحمت سے ڈھانپ لے اور سزا کو اٹھا لے۔ اور تم پر کثیر انعامات برسائے اور تمہارے سینوں کو نورِ حکمت کے لیے کھول دے۔

رمضان میں گناہگار کا خسارہ

نبی ﷺ فرماتے ہیں: ''میں نے جبریل سے سنا وہ فرماتے ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سنا، کہ قیامت کے روز ایک پریشان حال چیخ و پکار کرنے والا نوجوان لایا جائے گا۔ فرشتے آگ کے ہتھوڑوں سے ہانکتے ہوئے لائیں گے وہ الامان، الامان، (پناہ) پکار رہا ہوگا۔ ہزار سال تک ایسا ہی ہوگا۔ پھر اسے ہانک کر اللہ کے دربار میں پیش کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ عذاب کے فرشتوں کو حکم دیں گے وہ اسے اوندھا کر کے جہنم میں پھینک دیں گے۔ میں نے پوچھا، جبریل وہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ کی امت کا جوان ہے۔ میں نے پوچھا اس کا گناہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اس شخص نے ماہ رمضان پایا اور گناہوں پر ڈٹا رہا اللہ کی طرف توبہ و استغفار نہ کیا۔ اللہ نے اسے اچانک پکڑ لیا۔''

اللہ کے لیے اللہ کے بندو! کان لگا کر سنو، دلوں سے غور و فکر کرو، توقع ہے کہ اللہ کو ہر مراد عطا کر کے تمہارے عظیم گناہ بخش دے۔ یہ مہینہ کریم ہے، اس کا ثواب بھی کریم ہے۔ اس کی تعظیم کرنے والا بھی اللہ کے ہاں کریم ہے۔ وہ جنت النعیم سے تمہاری تکریم کرے گا۔

اس ماہ کی بے حرمتی کرنے والا اللہ کے ہاں لعنتی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم کے بیچ ہے، اس کا ساتھی شیطان رجیم ہے۔

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ ''قیامت کے روز رمضان کو لایا جائے گا اور لوگ میدان محشر میں ہوں گے۔ لوگ تعجب سے پوچھیں گے یہ نبی ہے، رسول ہے یا فرشتہ؟ ہم نے ایسا حسین و جمیل کوئی نہیں دیکھا۔ وہ رب جبار جل جلالہ کے سامنے کھڑا ہو کر کہے گا جس شخص کا میرے ذمہ کوئی حق ہے وہ کھڑا ہو جائے، لوگ پوچھیں گے تم کون ہو؟ وہ کہے گا میں رمضان ہوں۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے لوگ اس کی طرف کھڑے ہوں گے اور ان

کے ہاتھوں میں نور کی چھڑیاں ہوں گی جو مشرق و مغرب کو روشن کریں گی کسی شخص کو ایسی چھڑی دی جائے گی جو ایک ماہ کی مسافت تک روشنی کرے گی۔ اور دوسری ایک ہفتہ کی مسافت تک تیسری ایک یوم کی مسافت تک اجالا کرے گی۔ کوئی ایک گھنٹے کی مسافت تک اور کسی کی روشنی اس کے قدموں تک محدود ہوگی۔ جو شخص یہ بلند مقام حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اس ماہ کی تعظیم کرے۔ اور جو اس کی تعظیم نہیں کرے گا اسے انوار و برکات کی محرومی اور حسرت وندامت کا عذاب ہوگا۔"

اے ماہ رمضان والو! اس ماہ کی عزت کرو ہمیشہ کے لیے ناز و نعمت میں رہو گے، اس معمولی وقفہ کی تعظیم کرو عظیم بادشاہت کے مالک ہو جاؤ گے۔ ان قلیل ایام کا احترام کرو، کرامت و فضائل کی طرف بڑھو گے۔ گنے چنے دنوں کی تعظیم کرو ذوالجلال والاکرام کے چہرے کا دیدار ہوگا۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ چند لوگوں کے پاس سے گزرے جو ہنسی مذاق میں مصروف تھے۔ حضرت وہاں ٹھہرے اور انہیں وعظ و نصیحت کی، لوگو! اللہ نے رمضان کا مہینہ مخلوق کے لیے مضمار (جسمانی ٹریننگ) بنایا ہے۔ ایسے لوگ اطاعت الٰہی کے لیے سبقت کریں۔ کچھ اقوام آگے نکل گئیں وہ کامیاب ہو گئیں اور بعض اقوام پیچھے رہ گئیں وہ ناکام ہو گئیں۔ اس روز ہنسی مزاح میں مصروف شخص پر تعجب جس دن میں آگے بڑھنے والے کامیاب و کامران باطل پرست ناکام و نامراد ہوں گے۔ اللہ کی قسم! اگر آگ سے پردہ ہٹ جائے تو نیکی کرنے والا نیکی میں ہی لگا رہے۔ اللہ کے لیے محنت کرو کہ تم سابقین میں سے ہو، پیچھے رہنے والوں سے نہ ہو۔ اللہ رب العالمین کے عطا کردہ شرف سے فیض یاب ہو جاؤ۔ اللہ کے لیے اپنے مہمان کو عزت سے الوادع کرو، طریق استقامت کی طلب میں حرص کرو، یہاں تک کہ دارالکرامت میں، مقامِ عزت و تکریم میں جانے کا فیصلہ ہو جائے۔ اور وہ تمہیں قیامت کی ہولنا کیوں سے نجات دے دے۔

روزہ عبادت کا دروازہ ہے

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ روزوں سے افضل کوئی عبادت نہیں، کیونکہ وہ عبادت کا دروازہ ہے۔ اللہ نے اس ماہ عظیم کو بڑے گناہوں کا کفارہ بنایا ہے۔ ویسے تو ہر گناہ عظیم ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے رب عظیم کی نافرمانی ہوتی ہے۔ علما نے کہا ہے، یہ مت دیکھو کہ گناہ چھوٹا ہے، لیکن یہ دیکھو نافرمانی کس عظیم ذات کی کر رہے ہو؟، اللہ ہماری توبہ قبول فرمائیں تا کہ نافرمانی کی نوبت نہ آئے۔ اللہ کے لیے اس ماہ میں اور اس کے علاوہ بھی ممنوع کاموں چیزوں کی طرف دیکھنے سے اپنی نگاہیں پست رکھو۔ مسلم اور مسلمات کی عزتوں کو ڈسنے سے اپنی زبانیں روک کر رکھو۔ ضرورت مندوں اور مساکین پر کثرت سے صدقات کرو۔ اور قیام اللیل میں زیادہ سے زیادہ نوافل ادا کرو۔ آنکھیں اشک بار ہوں، آنسو بہیں اللہ کی طرف عاجزی کرو، خطاؤں کی معافی میں توقع کی جاسکتی ہے، وہ گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے۔

اگر سوال کیا جائے کہ رمضان کی فرضیت میں کیا حکمت ہے؟ تو ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہمیں روزہ کے ذریعہ بھوک کی ٹریننگ دی گئی ہے۔

مذاہب وادیان کے باب میں بھوک پر سلامتی کا دارومدار ہے۔ اس طرح حکماء اور اطباء کے نزدیک بھوک جسم کے لیے صحت وسلامتی ہے۔ اور یہ بھی توجیہ کی گئی ہے کہ ابن آدم کو بھرنے کے لیے پیٹ سے بُرا برتن اور کوئی نہیں ملا۔ دانائی وحکمت ایک بادشاہ ہے جو خالی گھر کے علاوہ کہیں سکونت پذیر نہیں ہوتا۔

بھوک کی فضیلت

یحیٰی بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے کھانے سے پیٹ بھر لیا وہ قیام سے عاجز ہو گیا، جو قیام سے عاجز ہوا وہ خدام میں بے وقار ہو گیا۔ جب معدہ بھر گیا، اعضاء فرمانبرداری سے سو گئے، اور ہاتھ پاؤں عبادات سے سست پڑ گئے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

تَجَوَّعْ فَاِنَّ الْجُوْعَ يُوْرِثُ اَهْلَهُ

عَوَاقِبُ خَيْرٍ عَمَّهَا الدَّهْرُ دَائِمُ
وَلَا تَكُ ذَابَطْنٍ رَغِيْبٍ وَ شَهْوَةٍ
فَتُصْبِحَ فِي الدُّنْيَا وَ قَلْبُكَ هَائِمُ

''بھوک کے عادی بنو بھوک اچھے نتائج دیتی ہے جو زمانہ بھر دائمی رہتے ہیں۔''

''شہوت اور حرص و چاہت والے پیٹ سے بچ، ورنہ دنیا میں رہتے ہوئے تیرا دل پریشان و سرگرداں ہوگا۔''

ذوالنون مصری فرماتے ہیں دن کے وقت بھوکے رہو اور سحری کے وقت قیام کرو رب جبار کی طرف سے عجائبات کی عنایت ہوگی۔

یحیٰی بن معاذ فرماتے ہیں اگر بھوک بازار میں فروخت ہوتی تو ارادت مند کے لیے ضروری تھا کہ اس کے علاوہ کسی اور کا سودا نہ کرتا۔ اللہ نے تمہیں دین اسلام سے فضیلت دی، اور ماہ صیام عطا کر کے احسان فرمایا۔ واللہ اعلم۔

بقول شاعر:

وَرَبِّكَ لَوْ أَبْصَرْتَ يَوْمًا تَتَابَعَتْ
عَزَائِمُهُمْ حَتّٰى لَقَدْ بَلَغُوا الْجُهْدَا
لَأَبْصَرْتُمْ قَدْ حَارَبُوا النَّوْمَ وَارْتَدَوْا
بِأَرْدِيَةِ السُّهَادِ وَاسْتَعْمَلُوْا الْكَدَّا
وَصَامُوا نَهَارًا دَائِمًا ثُمَّ اَفْطَرُوْا
عَلَى بُلَغِ الْأَقْوَاتِ وَاسْتَقْرَبُوا الْبُعْدَا
أُولٰئِكَ قَوْمٌ حَسَّنَ اللّٰهُ فِعْلَهُمْ
وَأَوْرَثَهُمْ مِنْ حُسْنِ فِعْلِهِمُ الْخُلْدَا

''تیرے رب کی قسم اگر تو روزہ داروں کو لگاتار عزم میں لگے دیکھ لے کہ وہ کس طرح جدوجہد کی انتہا پر ہیں۔''

''تم دیکھو گے وہ نیند سے جنگ کر رہے ہیں، بیداری کی چادریں اوڑھ کر عبادت کی مشقت میں لگے ہوئے ہیں۔''

''دن کو ہمیشہ روزہ دار، رات کو معمولی خوراک پر افطاری، دور کی منزل کو قریب کرنے میں مصروف ہیں۔''

''اس قوم کے کردار کو اللہ نے سراہا ہے، اور اسی کارکردگی پر انہیں جنت کا وارث بنایا۔''

روزوں کے فرض کرنے کی ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے، کہ اللہ جل جلالہ نے مسلمانوں کو روزہ کا حکم اس لیے دیا کہ جہنم والوں کے لیے بھوک سے بڑا کوئی عذاب نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ان پر بھوک مسلط کر دیں گے۔ وہ بھوک کی شدت کی وجہ سے ہر عذاب بھول جائیں گے۔ اب وہ آگ کے خازن مالک سے کھانے کا مطالبہ کریں گے تو انہیں حلق میں اٹکنے والا کھانا دیا جائے گا۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۙ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴾ [1]

''بے شک ہمارے پاس سخت بیڑیاں اور سلگتی ہوئی جہنم ہے اور حلق میں اٹکنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے۔''

اب انہیں خیال آئے گا کہ وہ دنیا میں حلق کے اندر اٹکنے والے کھانے کو پانی سے حلق سے نیچے اتارتے تھے۔ اب انہیں پینے کے لیے تلچھٹ دی جائے گی جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ ﴾ [2]

''اگر وہ پانی مانگیں گے تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہو گا۔''

اللہ تعالیٰ نے امت محمد (ﷺ) پر اس ماہ کے روزے فرض کر دیے تا کہ روزوں کی بھوک کے بدلے جہنم کی بھوک سے معافی مل جائے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں کو

[1] ۷۳/ المزمل:۱۲-۱۳۔ [2] ۱۸/ الکہف:۲۹

روزوں کا حکم دیا۔ مگر یہ امت ایمان لے آئی اور دیگر تمام امتوں نے اس ماہ کا انکار کیا۔ اور یہ امت محمدیہ پر اللہ کا خصوصی لطف وعنایت ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

إِذَا الْمَرْءُ لَمْ يَتْرُكْ طَعَامًا يُحِبُّهُ
وَلَمْ يَعْصِ قَلْبًا غَاوِيًا حَيْثُ يَمَّمَا
قَضَى وَطَرًا مِنْهُ يَسِيْرًا وَأَصْبَحَتْ
إِذَا ذُكِرَتْ أَمْثَالُهُ تَمْلَأُ الْفَمَا

''جب آدمی پسندیدہ طعام ترک نہ کرے اور گمراہ دل کی مخالفت ہر طرف سے نہ کرے۔''

''اور معمولی کھانے سے اپنی حاجت پوری نہ کرے، اور وہ اس طرح ہو جائے جب ایسی اشیاء کا ذکر ہو تو اس کا منہ بھر جائے۔''

امت محمدیہ پر ماہ رمضان کے روزے فرض کرنے کی ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ زھد دو قسم کا ہے۔ ایک زھد حرام سے اور ایک حلال سے، اعلیٰ قسم کا زھد وہ ہے جو حلال اشیاء سے بھی کیا جائے۔ اللہ نے ان کو رمضان کے روزوں کا حکم دیا تا کہ انہیں حلال وحرام دونوں کے زھد کا ثواب عطا کریں۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اغنیاء روزے رکھ کر فقراء کا حال معلوم کریں۔ اور یہ بھی وجہ ہے کہ روزے کی شدت سے قیامت کی شدت کو یاد کریں۔ کیونکہ قیامت کے روز بھوک سے بڑھ کر کوئی شدت نہیں ہوگی اور انہیں یہ احساس ہو کہ اگر بھوک اطاعت الٰہی میں اس قدر تکلیف دہ ہے تو آگ میں بھوک کس قدر المناک ہوگی؟ اللہ کے لیے اس عظیم ماہ کے احترام وعظمت میں خوب محنت کرو۔ تا کہ جس روز رب العالمین کے دربار میں لوگ حاضر ہوں روزہ دار کامیاب وکامران ہوگا۔ ظالم سست وکاہل کو سامنے لایا جائے گا۔ تا کہ اس کے جرائم اور گناہ اس پر پیش کیے جائیں اور حرام کردہ اور منع کردہ چیزوں کے ارتکاب کی سزا دی جائے۔

روزے فرض ہونے کا سبب

اگر یہ سوال کیا جائے، کہ روزے تیس دن کے کیوں فرض کیے گئے؟ تو اس کا جواب

یہ ہے کہ پل صراط پر کھڑا رہنے کی مدت تیس سال ہے۔ اگر تم تیس روزے رکھو گے تو اللہ اس تیس سال کی مدت میں عافیت، امن سعادت اور کرامت کے ساتھ تمہاری مدد فرمائیں گے۔ اللہ کے لیے اس ماہ میں کوتاہی کیے بغیر جدو جہد کرو، احتیاط کا دامن تھامو، تاکہ پل صراط پر طویل مدت ٹھہرنے سے بچ جاؤ۔

ماہ رمضان گویا اللہ کا قاصد ہے

اس کی ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے اس ماہ کی مثال اس قاصد کی طرح ہے جسے بادشاہ کسی قوم کی طرف بھیجتا ہے۔ اگر وہ اس کی تعظیم، آؤ بھگت کریں اور اس کی فضیلت، مقام و مرتبہ کو پہنچانیں تو وہ قاصد واپس جا کر سلطان کے پاس ان کی کارکردگی کا شکریہ ادا کرے گا۔ ان کے حالات کی تعریف کرے گا، ان کے اعمال پر راضی ہوگا۔ تو بادشاہ خوش ہو کر ان کی طرف احسانات واکرام کا رخ موڑ دے گا۔ اگر وہ لوگ قاصد کی توہین کریں، اس کے اہتمام میں سستی کا مظاہرہ کریں، اس کے مقام و مرتبہ کے مطابق اسے عزت نہ دیں اور اس سے کمینوں جیسا سلوک کریں، تو قاصد ان کی بری کارکردگی اور قبیح افعال سے ناراض ہو کر بادشاہ کے پاس جائے گا۔ اس کی ناراضگی کی بنا پر بادشاہ بھی غضبناک ہو جائے گا۔ اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں، جو حرمتِ رمضان کا پاس نہیں کرتا۔ اے انسان! یہ رمضان توبہ اور غفران کا مہینہ، جزا اور انعامات دینے والے رب کا قاصد ہے۔ جس نے اس کا حقیقی احترام کیا، اپنی زبان کو بری کلام سے محفوظ رکھا، اپنے پیٹ کو سود اور حرام سے بچایا، یتامی اور بیواؤں کے مال سے اجتناب کیا، اس کو مالک علاّم معاف فرما کر محمد ﷺ کے ساتھ جنت میں داخل کریں گے۔

روزہ کی فضیلت سے متعلقہ احادیث

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص روزہ کی حالت میں صبح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ جب تک سورج غروب نہ ہو جائے آسمان دنیا کے باسی فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔ جس نے دو رکعت نفل ادا کیے اس کے لیے آسمانوں میں روشنی پھیل جاتی ہے۔ اور اگر وہ تسبیح و تہلیل کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کی

تسبیح کو سورج غروب ہونے تک لکھتے رہتے ہیں۔"

اللہ کے بندو! گناہگارو، گناہوں اور عیوب میں لتھڑے ہوئے خطا کارو، علاّم الغیوب کی نافرمانی میں وقت صرف کرنے والو! بقایا ماہ میں خوب عمل کرو، تاکہ وفات کے وقت اور رب العالمین کے دربار میں پیشی کے وقت جب تم نیکیوں کے محتاج ہو تو اس ماہ کے اعمال تمہارے کام آئیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب رمضان شروع ہوتا تو حضور ﷺ فرماتے: "اللہ نے تمام رمضان کے روزے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں کا قیام تمہارے لیے مقرر کیا۔ جس نے ثواب اور اجر کی نیت سے اس کے روزے رکھے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوگا جس طرح آج ماں کے پیٹ سے نکلا۔" [1]

اور ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے اس ماہ کے روزے رکھے اور راتوں کا قیام کیا ثواب اور اجر کی نیت سے اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔" [2]

اللہ کے بندو! نبی مکرم ﷺ نے جس کی ترغیب دی ہے اس میں رغبت کرو، اور رب تعالیٰ کی طرف سے جس ثواب اور جزا کا اعلان کیا ہے اس کی طرف بڑھو، ہوسکتا ہے کہ اللہ تمہاری تگ و دو کو قبول فرما کر تمہاری بخشش کر دیں۔

اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ جب رمضان کا آغاز ہوتا تو نبی ﷺ فرماتے: "مرحبا بالمُطَهِّر" صحابہ کرام نے سوال کیا اللہ کے رسول مُطَهِّر کیا ہے؟ فرمایا: "گناہوں اور خطاؤں سے پاک کرنے والا۔"

اے اللہ! ہماری آگ سے نجات لکھ دے، ایمان کا رستہ دکھا۔ اللہ کے بندو! اللہ کے لیے گناہوں سے پاک ہو جاؤ، اللہ کے جوار (پڑوس) میں بسنے کے لیے اس ماہ کے روزے رکھ کر عہد پورا کرو اور زکوۃ فطر ادا کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے رمضان کے روزے رکھے اور زکوۃ فطر ادا نہ کی اس کے روزے آسمان و زمین کے درمیان معلق رہیں گے جب تک ادا نہ کر دے۔"

---

[1] نسائی: ۲۲۱۰؛ ابن ماجہ: ۱۳۲۸؛ مسند احمد: ۱/ ۱۹۱ شیخ البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے جبکہ ولدتہ أمہ کے الفاظ کے بغیر بخاری: ۳۸؛ مسلم: ۷۶۰ میں موجود ہے۔

[2] یہ روایت ہمیں نہیں ملی البتہ بخاری و مسلم کی صحیح روایت اوپر ذکر ہو چکی ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ کے لیے، نبی کریم ﷺ نے جو حکم دیا اس کی اتباع کرو اپنے اس رب کی اطاعت کرو جس پر زوال و انقلاب نہیں، زمانوں اور حالات کا تغیر نہیں۔

لا اله الا اللّٰه هو العزيز الغفور۔

چودھویں نشست

شراب کی حرمت کا بیان

عبدالملک بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شراب سے متعلقہ تین آیات نازل کی ہیں۔ پہلی دو آیات میں شراب کی مذمت کی اور تیسری میں اسے حرام قرار دیا گیا۔ پہلی دو آیات منسوخ ہیں اور تیسری ناسخ ہے۔ معاملہ اس طرح ہوا کہ اسلام کے آغاز میں شراب پی جاتی رہی یہاں تک کہ ہجرت کے بعد مدینہ میں اسے حرام کر دیا گیا۔ ناسخ آیت یہ ہے۔

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ [1]

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، یہ شراب اور جوا، اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو، امید ہے تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔“

یہ حرمت کا حکم ہے۔ اللہ کی کتاب میں دستور اور طریقہ یہ ہے کہ منہیات کو حرام کر دیا گیا جبکہ اوامر کو فرض قرار دیا گیا۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا حکم انصاب کے ساتھ ذکر کیا؟ یہ وہ بت ہیں جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ ﴾ [2]

”بس بتوں کی گندگی سے بچو۔“

اللہ نے شراب کی نہی کو اصنام کے ساتھ ملا دیا۔ اصنام وہ ہیں جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی تھی۔ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے منادی کرنے والے کو مدینہ میں بھیجا کہ وہ یہ اعلان کر دے کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت نازل

[1] ٥/ المائدۃ: ٩٠۔ [2] ٢٢/ الحج: ٣٠۔

کر دی ہے اس لیے اللہ اور اس کے رسول شراب سے منع کرتے ہیں۔ جب وہ شراب پی رہے تھے ان میں سے بعض نے کہا صَهٗ صَهٗ

رک جاؤ رک جاؤ سنو، منادی کرنے والا کیا کہتا ہے۔ جب اس کے اعلان کو اچھی طرح سن لیا تو انہوں نے کہا: ﴿ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴾ وہ لوگ اسی وقت باز آ گئے جو شراب بقایا تھی اسے انڈیل دیا۔ اور جو پہلے شراب نوشی کرتے رہے اس پر نادم ہوئے اور ڈر گئے کہ کہیں اللہ ناراض نہ ہو جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ﴾ [1]

''جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرنے لگے، انہوں نے پہلے جو کچھ کھایا پیا تھا، اس پر کوئی گرفت نہ ہوگی۔ بشرطیکہ وہ آیندہ ان چیزوں سے بچے رہیں جو حرام کی گئیں اور ایمان پر ثابت قدم رہیں اور اچھے کام کریں۔''

حرمت شراب

اس بات سے واقف رہو کہ اللہ تعالیٰ نے شراب پر عیب کا ذکر سورۃ النحل میں اس طرح فرمایا:

﴿ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ﴾ [2]

''کھجور کے درختوں اور انگور کی بیلوں سے بھی ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں جسے تم نشہ آور بنا لیتے ہو اور پاک رزق بھی۔''

شیخ عبدالملک بن حبیب فرماتے ہیں کہ ظاہر میں تو انعامات کا تذکرہ ہے مگر باطن میں یہ عار، تنبیہ اور ڈانٹ ہے۔ میں نے تمہیں کھجوروں اور انگوروں کے پھل عطا کیے اور تم نے اس سے شراب اور نشہ تیار کر کے اس کا استعمال شروع کر دیا اور رزق حسن سے پہلو تہی

[1] ٥/ المائدة:٩٣۔ [2] ١٦/ النحل:٦٧۔

کی، اس آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر احسانات اور انعامات کیے اور اسے جتلایا اور ان انعامات کو بدلنے پر تمہیں ڈانٹا بھی ہے۔ گویا آیت مذکورہ کا معنی یہ ہے کہ تم رزق حسن کو منشیات میں تبدیل کرتے ہو اور طیب کا خبیث سے تبادلہ کرتے ہو یہ انتہا درجہ کی ناشکری ہے کہ اللہ کے انعامات کو نافرمانیوں میں استعمال کیا جائے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کچھ معاملہ فہم اور دور اندیش لوگ باز آ گئے اور اکثر لوگ اس وقت تک پیتے رہے جب تک مدینہ میں واضح حرمت نازل نہیں ہوئی۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور شراب

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے شراب پی اسی نشہ کی حالت میں ایک انصاری سے ملاقات ہوئی۔ وہ اونٹنی کی مہار ہاتھ میں تھامے کعب بن مالک کے دو شعر پڑھ رہے تھے جو اس نے ان کی قوم کی مدح میں کہے اور ان کے فخریہ کارناموں کا ذکر کیا۔ وہ اشعار یہ تھے:

جَـمَـعْنَا مَعَ الْاَبَـوَاءِ نَـصْرًا وَهِجْرَةً
فَـلَـمْ يُرْجِ [حَتّٰى] مِثْلُنَا فِي الْمَعَاشِرِ
فَـأَحْيَـاؤُنَا مِنْ خَيرِ أَحْيَاءِ مَنْ مَضَـى
وَاَمْـوَاتُـنَـا مِنْ خَيْرِ أَهْـلِ الْـمَـقَابِرِ

”آبائی شرافت کے ساتھ ساتھ، اسلام کے لیے نصرت وہجرت کا اعزاز بھی ہمیں حاصل ہے۔“

”گزشتہ لوگوں کے تذکرہ افراد سے ہمارے زندہ بہتر اور قبروں میں دفن ہونے والوں سے ہمارے فوت شدگان معزز۔“

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، یہ مہاجرین کی صفات ہیں۔ انصاری کہنے لگا اس سے مراد ہم انصار ہیں۔ دونوں کا تنازع ہوا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے تلوار نکال لی اور انصاری پر حملہ بول دیا۔ انصاری صحابی مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور بھاگ گئے اور اونٹنی چھوڑ گئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے تلوار مار کر اونٹنی کے ٹکڑے کر دیے۔ انصاری شکایت لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور انہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کا اونٹنی سے ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے انہیں اپنی طرف سے اونٹنی عطا کر دی۔

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ دیکھ رہے ہیں کہ شراب کی وجہ سے ہم کن مشکلات کا شکار ہیں۔ وہ عقل لے جاتی ہے، مال تباہ کر دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے مدینہ میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ ﴾ [1]

"آپ سے پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے؟ کہو ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے، اگر چہ ان میں لوگوں کے لیے منافع بھی ہیں۔"

ایک قراءت میں کبیر کی بجائے کثیر ہے، دونوں کا مفہوم قریب ہے۔

اعتراض کرنے والا کہہ سکتا ہے، کہ اس میں منافع کیسے ہو سکتے ہیں؟ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ((اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَ اُمَّتِيْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْهَا)) [2] "اللہ نے میری امت کے لیے حرام میں شفا نہیں رکھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ شراب شام سے معمولی قیمت میں خرید کر حجاز میں مہنگے داموں فروخت کرتے تھے اور اسی کو منافع کہا گیا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ﴾

"کہ شراب اور جوا میں بڑا گناہ ہے۔"

اس آیت کے نزول کے بعد ہی کچھ لوگ شراب پینا چھوڑ گئے، اور کچھ لوگ معمول کے مطابق پیتے رہے۔ اسی دوران (حرمت شراب کے حکم سے قبل) حضرت محمد بن عبدالرحمن بن عوف زہری رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو دعوت پر بلایا کھانا کھلایا اور شراب پلائی جس سے وہ سب نشے کی حالت میں ہو گئے۔ ساتھ ہی نماز کا وقت ہو گیا تو انہوں نے ایک شخص کو امامت کے لیے آگے کیا۔

---

[1] ٢/ البقرہ:٢١٩۔

[2] قرطبی: ٢/ ٢٣١؛ بیہقی: ١٠/ ٥؛ مجمع الزوائد: ٥/ ٨٦۔

ابن ابی جعونہ اور شراب کا نشہ

اس وقت ان میں کثرت سے قرآن پڑھنے والے اور ماہر ابوبکر بن ابی جعونہ تھے۔ وہ انصار کے حلیف تھے۔ انہوں نے فاتحۃ الکتاب کے بعد سورۃ "قل یا یھا الکفرون" کی تلاوت کی۔ نشہ کی وجہ سے قرأت میں خلط (اشتباہ) ہوگیا۔ چنانچہ انہوں نے آیات کی اس طرح تلاوت کی "قُلْ یاَیّھا الکفرون اَعْبُدُ ماتَعْبُدُون" دوسری آیت میں "لَا" کو حذف کر دیا۔ اس طرح سورہ کے اوّل کو خاتمہ کے ساتھ ملا دیا مکمل سورہ اس طرح تلاوت کی۔ اس واقعہ کی خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی جو آپ کو ناگوار گزری۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ﴾ [1]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک تم یہ نہ جانو کہ کیا کہہ رہے ہو۔"

اب لوگوں نے نماز عشاء کے بعد شراب پینے کو معمول بنالیا۔ شراب پی کر سو جاتے اور صبح تک نشہ اتر جاتا اور فجر کی نماز پڑھتے۔ پھر صبح کی نماز کی بعد پیتے اور ظہر کے وقت تک نشہ ختم ہو جاتا۔ اس کے بعد وہ سوتے وقت تک شراب نہ پیتے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور دور شراب

ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص الزہری رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو ولیمہ کی دعوت پر بلایا، جو اونٹ کے سر کے گوشت سے تیار کی گئی تھی۔ وہاں مہاجرین میں سے کچھ افراد بھی مدعو تھے۔ کھانے کے بعد شراب پی اور نشہ کی حالت میں فخریہ اشعار کا تبادلہ شروع ہوا۔ تو ایک انصاری نے اسی دوران اونٹ کا جبڑا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ناک پر مار کر زخمی کر دیا، خون بہنے لگا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ یہ شکایت لے کر دربار نبوی میں حاضر ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

[1] ٤/ النساء ٤٣۔

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝ ﴾ [1]

ترجمہ: شروع خطبہ میں گزر چکا ہے۔

علمائے تفسیر نے اختلاف کیا ہے کہ اس آیت میں حرمت شراب کس جملے سے ہوئی؟ ﴿ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۝ ﴾ کے جملہ سے یا ﴿ فَاجْتَنِبُوْهُ ﴾ سے۔

اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ حرمت شراب ﴿ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۝ ﴾ کے جملہ سے ہوئی۔ انہوں نے قرآن مجید کے متعدد مقامات سے اس پر استدلال کیا ہے۔ ﴿ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۝ ﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ اِنْتَهُــوا باز آ جاؤ، رک جاؤ، ان تمام آیات میں اخبار، امر کے معنی میں ہیں۔ دیگر مفسرین کا خیال ہے کہ حرمت شراب، سورۃ اعراف کی آیت سے ہوئی:

﴿ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ ﴾ [2]

اثم سے مراد شراب ہے، جیسا کہ ایک شاعر کا قول ہے:

شَـرِبْتُ الْإِثْـمَ حَتّٰـى ضَـلَّ عَـقْلِي
كَذَالِكَ الْاِثْـمُ يَـذْهَـبُ بِـالْعُقُولِ

”میں نے شراب پی یہاں تک کہ میری عقل گم ہوگئی، شراب ہی ایسے عقول کو لے جاتی ہے۔“

ایک اور شاعر نے کہا:

نَشْـرَبُ الْإِثْـمَ بِـالْكُؤُوْسِ جِهَـارًا
نَتْـرُكُ الْهَتْكَ بَيْـنَـنَـا مُسْتَـعَـارًا

”ہم جام شراب علی الاعلان پیتے ہیں، لیکن باہمی راز افشاں نہیں کرتے وہ امانت ہیں۔“

یہ حرمتِ شراب کے متعلقہ جملے اور اس مفہوم میں ان کے استعمال کا ذکر تھا، اب رہی شراب کی وہ حرمت جس کا ذکر سورۂ انعام میں ہے:

[1] ۵/ المائدۃ: ۹۰۔ [2] ۷/ الاعراف: ۳۳۔

﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ﴾ [1]

''اے محمد (ﷺ!) ان سے کہو کہ جو وحی میرے پاس آ گئی ہے اس میں تو میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو الّا یہ کہ وہ مردار ہو، یا بہایا ہوا خون ہو، یا سور کا گوشت ہو۔''

یہ سب رجس (گندگی) ہیں، خنزیر کا گوشت رجس ہے، خون (دم مسفوح) رجس ہے، مردار رجس ہے، اس طرح شراب رجس ہے، بلکہ شراب ان سے بڑھ کر رجس ہے۔ مردار تو لاچار اور بے بس کے لیے حلال ہے مگر شراب کسی کے لیے بھی حلال نہیں۔ الخمر، (شراب) کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو (ماخامر العقل) عقل کو ڈھانپ لے، جب عقل پر پردہ آ گیا، عقل نے کام کرنا چھوڑ دیا، جہالت چھا گئی، جہالت کے غالب آنے پر انسان بے پرواہ ہو کر کفر کر بیٹھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک اور فرمان:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾ [2]

''جو چیز تمہیں رسول دے دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔''

اس آیت کا مفہوم بھی حرمت شراب پر دلالت کرتا ہے۔

حرمت شراب سے متعلقہ احادیث

نبی ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ مُسْكِرٍ حرامٌ)) [3] ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

تمام مشروبات میں سے جس کی کثرت نشہ آور ہے، اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔ خوب ذہن نشین رکھیے کہ شیطان انسان پر سب سے زیادہ حاوی اس وقت ہوتا ہے جب وہ نشہ میں ہوتا ہے۔ جب شیطان انسان پر قادر ہو جاتا ہے تو اسے کفر کا حکم دیتا ہے، ایمان اور رحمان کی اطاعت سے روکتا ہے، اور اس کے سامنے خیر کے تمام دروازے بند کر

[1] ٦/ الانعام: ١٤٥۔ [2] ٥٩/ الحشر: ٧۔

[3] البخاری: ٤٣٤٣؛ مسلم: ١٧٣٣۔

دیتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

اَلْخَمْرُ دَاعِیَةٌ اِلَی الْعِصْیَان
وَالْخَمْرُ قَائِدَةٌ اِلَی النِّیْرَان
وَالْخَمْرُ شَارِبُهَا یَصُدُّعَنِ الْهُدٰی
وَیُبَدِّلُ الطَّاعَاتِ بِالْعِصْیَان
وَالْخَمْرُ شَارِبُهَا حَلِیْفُ ضَلَالَةٍ
وَیُبَدِّلُ الْاِیْمَانَ بِالْکُفْرَان
شُرْبُ الْمُدَامَةِ لِلْاِلٰهِ عَدَاوَةٌ
وَمَحِبَّةٌ لِلْمَارِدِ الشَّیْطَان
فَبَادِرُوا التَّوْبَةَ یَا اَهْلَ الزِّنَا
وَتَقَرَّبُوْا لِلْوَاحِدِالدَّیَّان
وَتَبَاعَدُوْا عَنْ شُرْبِ مِفْتَاحِ الرَّدٰی
وَمَغَالَقِ الْخَیْرَاتِ فِی الْاِیْمَان
فَهِیَ الْمُحَرَّمَةُ الَّتِیْ تَحْرِیْمُهَا
فِیْ مُحْکَمِ الْاٰیَاتِ وَالْقُرْآن

''شراب نافرمانی کی دعوت دینے والی ہے شراب آگ کی طرف راہنمائی کرنے والی ہے۔''

''شراب پینے والا ہدایت سے رک جاتا ہے، اطاعت کی بجائے نافرمانی میں لگ جاتا ہے۔''

''شراب پینے والا گمراہی کا ساتھی ہے، اور ایمان کو ناشکری میں تبدیل کر دیتا ہے۔''

''شراب کا رسیا اللہ کا دشمن ہے، اور سرکش شیطان کا محبّ ہے۔''

''زانیو! جلد توبہ کرلو، جزا دینے والے خدائے واحد کا تقرب حاصل کرو۔''

''شراب پینے سے باز رہو جو ہلاکتوں کی کنجی اور ایمان اور خیرات کے لیے تالا ہے۔''

''شراب کی حرمت قرآن کی محکم آیات میں موجود ہے۔''

نبی ﷺ نے فرمایا: ''شراب گناہوں کا مرکز اور جڑ ہے۔'' ❶

اس فرمان کا مفہوم ایک دوسری حدیث سے بھی نکلتا ہے۔ '' بندے اور کفر کے درمیان نماز کا چھوڑنا ہے۔'' ❷

شراب پینے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ جب اس کی کوئی نیکی قبول نہیں، تو گناہ جمع ہو گئے تو وہ گناہوں کا پلندہ بن گیا، حرام کی طرف چلنے والا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے کنارہ کش، اور دور رہنے والا ہے۔

شراب مکمل طور پر برائی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْخَمْرُ مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ)) ❸

''شراب ہر برائی کی کنجی ہے، اور اس کا گناہ تمام گناہوں سے بلند ہے، جس طرح اس کا پودا تمام پودوں پر بلند ہے۔'' ❹

جو چیز شر کی کنجی ہوگی، وہ خیر کے لیے بند تالے کی طرح ہوگی، جب تم قہوات پینے میں مصروف رہے، اور نافرمانی کی رب الارض والسموات کی، تو بند ہو جائیں گے دروازے خیرات کے، اور برائیوں کے دروازے کھل جائیں گے، اور اتر آئیں گی تم پر بڑی بڑی مصیبتیں، اور ناراض ہو جائے گا تم پر مالک ارض وسماء اور سید السادات، تو وہ تم کو سخت سزا دے گا تم کو اشد العقوبات، مصائب وحسرات کے گھر میں، اور عذاب اور بلیات (آفات، آزمائشیں)

کسی شاعر نے کیا خوب ترجمانی کی:

❶ الدار قطنی: ٤٦٧٠، شیخ البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیے (السلسلة الضعيفة: ٢٤٦٤)۔ ❷ ابن حبان: ١٤٧٥؛ الدارمی: ١٢٨٠۔

❸ ابن ماجه: ٣٣٧١۔ ❹ المعجم الكبير للطبرانی: ٣٧٠٩۔

اَهْلُ الْخُمُورِ مِنَ الرَّحْمٰنِ قَدْبَعَدُوا
وَفِي الْعَذَابِ عَلَى الْخُسْرَانِ قَدْ وَرَدُوْا
بِشُرْبِهِمْ مِنْ اِلٰهِ الْعَرْشِ قَدْبَعَدُوا
وَفِي الصُّدُورِ مَعَ الشَّيْطٰنِ قَدْ قَعَدُوْا
دَعِ الْمُدَامَةَ لَا تَسْلُكْ طَرِيْقَتَهَا
فَأَهْلُهَا لِنَعِيْمِ الرَّبِّ قَدْ جَحَدُوْا

''شراب کے رسیا، رحمٰن سے دور ہو گئے، عذاب اور خسارہ میں مبتلا ہوئے۔''
''مے نوشی کی بنا پر عرش کے الٰہ سے دور ہو گئے، ان کے سینوں میں شیطان کا بسیرا ہے۔''
''مے نوشی ترک کر دے، اس راہ پر مت چل، شراب نوش اللہ کے انعامات کے انکاری ہیں۔''

نشئی کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ انہوں نے فرمایا: ''جس شخص نے شراب نوشی میں رات بسر کی وہ شیطان کی دلہن بن گیا، کیونکہ دلہن کے لیے حبیب کا ہونا ضروری ہے۔ اب جب کہ تم شیطان کے حبیب ہوئے اور رحمٰن کے دشمن، جب تم رحمٰن کے دشمن ٹھہرے تو تم ذلت والوں سے ہو، سخت آگ میں ہو، اللہ کے بندو! تمہارے مولیٰ نے سختی کے ساتھ حکم دیا اور سختی کے ساتھ منع کیا اور اپنی شفقت سے تم پر احسان کیا، اور وسعت رزق سے تم پر فراخی کی اور تمہیں خیر الامم بنایا، اور تم پر عظیم نعمتیں بہا دیں، انعامات کے ذریعے گناہ پر دلیری نہ کرو، وہ اللہ انتقام و عذاب والا ہے، اور رحمت و ثواب والا ہے، تمام امور میں اپنے مولیٰ کی اطاعت کرو، شراب پی کر اپنے عیوب ظاہر نہ کرو۔ دنیا کی زندگی تمہیں فریب نہ دے اور نہ ہی اللہ کے بارے میں تمہیں کوئی بہکا دے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

يَا شَارِبَ الْخَمْرِ تَرْجُوانْ تَنَالَ بِهِ

عَـفْـوَالْإِلٰـهِ وَ أَنْـتَ الْيَـوْمَ مَطْـرُوْدُ
وَاَنْـتَ تَشْرَبُ طُوْلَ الدَّهْـرِ مُنْهَمِكًا
وَاَنْـتَ عَـنْ طَـاعَةِ الرَّحْمٰنِ مَـفْقُوْدُ

''اے شرابی تمہاری خام خیالی ہے کہ شراب پیتے ہوئے تم مولیٰ کی معافی پا لو جب کہ تم آج راندے ہوئے ہو۔''

''تو زندگی بھر شراب میں دھت رہے گا اور رحمٰن کی اطاعت سے دور گم راہ ہے۔''

تم ہر لمحہ شراب میں مست رہے رب غفور کی نافرمانی کی اور عیوب کو بے نقاب کر دیا۔ گندے کام اور فجور کے ارتکاب پر کمر باندھ لی گئی۔ کٹھن امور کی انجام دہی سے سست پڑ گئے، اللہ کے دربار میں حاضری اور مرنے کے بعد اٹھنے پر غور و فکر نہ کیا۔

شراب کی کمائی خسارہ ہے

بعض اخبار میں ہے، جو شخص شراب کی تجارت میں ایک درھم لگاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق سے ستر درھم کم کر دیتے ہیں۔ شراب میں خرچ کیا ہوا درہم آگ کی زنجیر بن کر گلے میں لٹک جائے گا۔ اور وہ اژدھا بن کر قبر میں اسے قیامت تک کھاتا رہے گا۔ جب وہ قبر سے اُٹھے گا تو اژدھا اس کے ساتھ ہو گا۔ جہنم میں داخل ہونے تک وہ اس سے جدا نہیں ہو گا۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ شرابی کے لیے دائیں جانب والا فرشتہ کراماً کاتبین ایک نیکی بھی درج نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی طرف توجہ دیتا ہے، اس کے اعمال صرف بائیں جانب والا فرشتہ لکھتا ہے۔ کیونکہ عبادات کی چوٹی نماز ہے، جب نماز قبول نہیں تو کوئی بھی نیکی قبول نہیں۔ اور شرابی کی نماز تو قبول ہوتی ہی نہیں جب تک وہ سچی اور پکی توبہ نہ کرے، اور نشہ کی حالت میں کیے ہوئے گناہ اس کے اعمال نامہ سے ختم کر دیے جائیں۔ اور جو نیکی اس کی قبول نہیں ہوئی اللہ اسے دوبارہ بحال کر دیتے ہیں۔ اسی حالت میں اگر اس کی موت آ جائے تو کوئی گناہ اس کے ذمہ نہ ہو گا۔ تو وہ اکثر لوگوں سے افضل ہو گا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ

کتب احادیث میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو اونٹ عاریتاً دیے کہ وہ جنگل سے اذخر (گھاس) لے کر آئیں۔ تاکہ اس کی قیمت سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے اخراجات میں مدد مل سکے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ اونٹنیاں لے گئے اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بٹھادیں، اور خود ایک یہودی مزدور کو لے کر اذخر کی تلاش میں نکلے۔ حضرت حمزہ نے شراب پی رکھی تھی اسی دوران ایک گانکہ نے ترنم سے شعر پڑھے جس میں وہ اونٹوں کے کلیجے نکالنے کا مطالبہ کر رہی تھی۔ حضرت حمزہ تلاش میں نکلے تو دروازے پر ہی دو اونٹ مل گئے، انہیں ذبح کر کے جگر نکال لیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس آئے تو دیکھا کہ اونٹ ذبح ہو چکے ہیں، انہوں نے نبی ﷺ کے پاس جا کر شکایت کی۔ حضور ﷺ بنفس نفیس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت حمزہ کے پاس پہنچے، حضرت حمزہ نے حضور ﷺ کو دیکھا اور نشہ کی حالت میں کہا، کیا تم میرے باپ کے غلام نہیں؟ حضور ﷺ یہ صورت حال دیکھ کر پیچھے ہٹے اور فرمایا: ''میں تمہارے باپ کا غلام نہیں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! شراب عقل کو خراب کر دینے والی اور مال تباہ کرنے والی ہے، اے اللہ! شراب کے متعلق واضح حکم نازل فرما، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ﴾ [1]

''یعنی شراب پینے میں گناہ اور شراب چھوڑنے میں منافع ہے۔''

جب کوئی شخص اس کو چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ ایک قوم نے کہا کہ چونکہ اس میں منافع بھی ہیں اس لیے ہم پیتے رہیں گے۔ چنانچہ ایک مرتبہ نماز کا وقت ہوا تو نشہ کی حالت میں ایک شخص نے امامت کرائی تو قراءت اس طرح کی۔ ﴿یایّھا الکفرون اَعْبُدُ ما تَعْبُدُوْنَ﴾ اخیر تک سورت ایسی ہی پڑھی۔ رسول

[1] ۲/ البقرۃ:۲۱۹۔

اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ناگواری کا اظہار کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! شراب سے متعلق واضح حکم نازل فرما۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوسرا حکم نازل فرمایا: ﴿ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ﴾ [1] "اب انہوں نے نماز کے وقت شراب پینا چھوڑ دی۔ یہاں تک کہ حضرت سعد اور انصاری شخص کا واقعہ رونما ہوا (جس کا ذکر ہو چکا ہے) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے اللہ! واضح حکم نازل فرما۔" پھر اللہ نے حرمت شراب والی آیت نازل فرمائی ﴿ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ ...... اِلٰى فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴾ [2] اب سب کے سب بیک زبان پکار اٹھے انتھینا انتھینا (ہم باز آ گئے، باز آ گئے)۔ اسی وقت رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں منادی کرنے والے کو بھیجا جس نے گلیوں میں اعلان کیا ((آلَا اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ)) "خبردار! شراب حرام ہو گئی۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اعلان میں نے اس وقت سنا جب میں جناب طلحہ رضی اللہ عنہ کو انصار کی ایک جماعت میں بیٹھے شراب پلا رہا تھا۔ وہ شراب گدر، تر اور خشک کھجوروں سے تیار شدہ تھی۔ ان سب نے لمحہ بھر انتظار کیے بغیر مجھے کہا کہ اسے ابھی لے جاؤ اور گلیوں میں انڈیل دو۔ [3] جب اصحاب رسول ﷺ نے بلا توقف اپنے مولیٰ کی اطاعت میں شراب کا بائیکاٹ کر کے فوراً توبہ کر لی، تو اب اصحاب رسول ﷺ کے افعال کو اسوہ کیوں نہیں بناتے ہو؟ ان کے اعمال کی اقتدا اور ان کے آثار کی پیروی کیوں نہیں کرتے ہو؟ اور ان کی خبریں سن کر اللہ کی رضا کے لیے شراب کو ترک کیوں نہیں کرتے ہو؟ توقع ہے کہ وہ اسی بنا پر جنت کو تمہارا ٹھکانہ بنا دے اور آخرت میں تمہاری اچھی ضیافت کرے، ہر وقت دھیان رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور تمہارے ظاہر و باطن سے واقف ہے۔ واللہ اعلم

شراب کے عادی کی موت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص شراب پیتا رہا اسی حالت میں اس کو موت آ گئی تو وہ جنت کی شراب سے محروم رہے گا۔" [4]

[1] ٤/ النساء: ٤٣۔ [2] ٥/ المآئدة: ٩٠۔

[3] بخاری: ٢٣٦٤؛ مسلم: ١٩٨٠۔ [4] ابو داود: ٣٦٧٩۔

اللہ کی قسم! وہ شراب جنت کی لذیذ ترین نعمتوں میں سے ہے، جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴾ [1]

اے اپنی جان کے دشمن! اے مسکین! تو نے اپنے نفس کو جنت کی لذات سے محروم کر دیا اور رب الارض والسماوات کی نافرمانی کی، حرام کردہ مشروبات کو پینے سے، اور تم نے حیا نہیں کی عالم سرائر وخفیات سے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

أَكْثَرَتِ الْخَمْرُ مِنْ عُيُوْبِي
وَزَادَ حُزْنِي مَعَ الْكُرُوْبِ
جُلَّ مَصَابِي وَضَاقَ ذَرْعِي
وَاسْوَدَّ قَلْبِي مِنَ الذُّنُوبِ
يَا لَيْتَنِي تُبْتُ بِاجْتِهَادٍ
لِعَالَمِ الْجَهْرِ وَالْغُيُوبِ
اَلْخَمْرُ مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ
لِكُلِّ عَاصٍ لَهَا شُرُوبِ

”شراب نے میرے عیوب میں اضافہ کر دیا، اور میرے غم بڑھا دیے۔“

”میری مصیبت عظیم تر اور میرا بازو تنگ اور میرا دل گناہوں سے سیاہ ہو گیا۔“

”اے کاش! میں ظاہر و باطن کے جاننے والے کے سامنے توبہ کی جدوجہد کرتا۔“

”شراب ہر شر کی کنجی اور ہر گناہگار کا مشروب ہے۔“

شرابی کے لیے عذاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے جہانوں کے لیے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا، ہمارے رب نے اپنی عزت وجلال کی قسم اٹھائی میرا کوئی بندہ

[1] ٤٧/ محمد:١٥۔

اگر شراب کا ایک گھونٹ پیئے گا، میں اس کے بدلے اسے جہنم کا گرم پانی ضرور پلاؤں گا۔ اس کے بعد وہ عذاب میں مبتلا رہے یا بخش دیا جائے گا اور جو شخص میرے ڈر سے شراب کو ترک کر دے گا میں اسے فردوس کے باغ سے شراب پلاؤں گا۔'' [1]

اے مسلمان بھائیو! اپنے مولیٰ رب العزت کی اطاعت کرو، قرآن اور احکام کی مخالفت چھوڑ دو اپنے نبی محمد ﷺ کی نصیحت قبول کر لو۔ تمہارا رب اپنی رحمت سے تمہیں دار السلام میں داخل کر دے گا۔

قیامت کے روز شرابی کا حال

نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، شرابی قیامت کے دن آئے گا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے اسے پکڑ لو، ستر ہزار فرشتے آگے بڑھ کر اسے چہرے کے بل کھنچیں گے۔ دیگر فرشتے زنجیروں سے اس کا استقبال کریں گے، اس کے منہ پر ماریں گے، پھر منہ کھولے گا اس میں شیاطین کے سروں سے مشابہہ خوراک (تھور) ڈال دی جائے گی۔ وہ گلے میں اٹک جائے گی۔ اس سے کیڑے نکل کر زبان سے چمٹ جائیں گے، پھر پیٹ میں جا کر اس طرح گردش کریں گے جس طرح وحشی جانور جنگل میں گھومتے پھرتے ہیں۔''

مے نوشی اور گناہوں پر اصرار کرنے والو! نشہ اور حرام مشروبات میں اسراف کرنے والو! تم نے اپنی عمریں جھوٹ اور بہتان تراشی میں برباد کر دیں، اپنے اوقات فسق و فجور میں گنوا دیے۔ اللہ کی نافرمانی کرنے پر مے نوشی کا سہارا لیا، تمہیں خبر نہیں کہ شراب مال کو برباد کرنے والی، حسن و جمال کو تباہ کرنے والی ہے، اس کا انجام ہلاکت اور برا ٹھکانہ ہے۔ شراب کا آغاز عیش و طرب اور ہنسی مزاح، شغل جبکہ انجام آہ و بکا اور چیخ و پکار ہے۔ شرابی عورت ہر وقت طلاق کی کیفیت میں رہتی ہے۔ مے نوش شیطان کا دوست، رحمٰن کا دشمن، ایمان سے دور، ضلال و خسران کے قریب، شرابی، سنت رسول ﷺ کا مخالف، بادشاہ حقیقی کا دشمن ہوتا ہے۔ شرابی سید المرسلین ﷺ کی زبانی ملعون، خاتم النبیین ﷺ کی سنت کا

[1] الدر المنثور: ٢/ ٣٢٣ بتصرف یسیر اخرجه الجرجانی فی تاریخه: ٦٧٩۔

مخالف، تمہیں اس کے حال کی خبر نہیں جو احسان سے دور اور فسق و فجور کے قریب ہوا، اس نے رب ذوالجلال کی ناراضگی مول لی۔ شراب مخالفت اور عداوت پھیلانے والی، خبردار! یہ رزق کا خاتمہ کرنے والی، قیامت کے روز عذاب الیم کی طرف لے جانے والی ہے۔ تمہیں خبر نہیں کہ شراب انسان اور ہدایت کے درمیان حائل ہو کر اسے گمراہی اور فساد میں گرا دیتی ہے۔ اور بندوں کے درمیان عداوت اور بغض پھیلاتی ہے، اور انہیں قیامت کے روز عذاب شدید کی طرف کھینچ لے جائے گی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

اَلْـخَـمْـرُ وَلَادَةٌ لِلشَّرِّ اَجْمَعِهِ
وَمِـنْ وِلَادَتِهَـا الْـعِـصْيَـانُ وَالْكُفْرُ
تَـعْـصِـى الْإِلٰـهَ إِذَا مَا عِشْتَ تَشْرَبُهَا
وَتُبْـعَـدُ الْـخَيْـرُ وَالْإِحْسَانُ وَالشُّكْرُ
اَلْـعَبْـدُ يَشْـرَبُهَـا وَالـلَّـعْنُ تَـابِعُـهُ
وَالْـخِـزْىُ شَـامِـلُـهُ وَالْوَيْلُ وَالْعُسْرُ

”شراب تمام برائیوں کو جنم دیتی ہے، اسی سے کفر و نافرمانی پرورش پاتے ہیں۔“

”جب تک شراب نوشی میں زندگی بسر کرو گے، اللہ کے نافرمان رہو گے، خیر احسان اور شکر سے دور رہو گے۔“

جو بندہ شراب پیے گا تو لعنت اس کے پیچھے لگی رہے گی، حسرت و یاس، رسوائی اور تنگدستی شامل حال رہے گی۔

نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے لعنت فرمائی شراب پینے والے، پلانے والے، اسی طرح تیار کرنے والے پر، اور جس کے لیے تیار کی گئی، فروخت کرنے والے اور خریدنے والے، اٹھانے والے پر اور جس کی طرف اٹھا کر لائی گئی، اس کی کمائی کھانے والے اور اس کی طرف راہنمائی کرنے والے پر۔ [1]

[1] ابوداود: ۳۶۷۴؛ الترمذی: ۱۲۹۵؛ ابن ماجہ: ۳۳۸۰۔

ان تمام پر حضور ﷺ نے لعنت فرمائی، اے میرے بھائی! اللہ نے ہر اس شخص پر لعنت فرمائی جس کی کسی بنا پر شراب سے نسبت و تعلق ہے۔ لعنت بندے کے لیے ذلت ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی قربت سے دور کر دیتے ہیں تو اس کو آتش جہنم میں داخل کر کے عذاب دیتے ہیں۔ اے شرابی! فوراً توبہ کے لیے رجوع کرو، اللہ نے اسے حرام کیا ہے اپنی کتاب میں، اور وعدہ دیا ہے اس پر سزا اور عذاب کا۔ کسی شاعر نے کہا:

يَامَنْ! يَبِيْتُ عَلٰى شُرْبِ الْخُمُوْرِ وَلاَ
يَـخْشَـى الْإِلٰـهَ وَلاَ يَخْشٰى مِنَ النَّارِ
تَـعْصِى الْإِلٰـهَ وَلَا تَـقْـضِى فَرَائِضَهُ
عَـارٌ عَـلَيْكَ وَمَـافِى التَّوبِ مِنْ عَارِ
فَتُبْ مِنَ الْـخَـمْـرِ لِـلرَّحْمٰنِ خَالِقِنَا
وَكُـلُّ ذَنْـبٍ قَـدِيْـمُ الْـعَهْدِ أَوْتَـارِ

''اے شخص جو مے نوشیوں میں رات بسر کرتا ہے! اسے اللہ کا خوف اور آگ کا ڈر نہیں۔''

''اللہ رب العالمین کی نافرمانی کرتے ہو، اس کے فرائض ادا نہیں کرتے، شراب نوشی عار ہے توبہ عار نہیں۔''

''شراب چھوڑ کر خالق و رحمان کی طرف رجوع کر۔''

شراب پینا عظیم جرم ہے

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نشہ آور مشروب کا ایک گھونٹ پیا اللہ چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں کریں گے۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائیں گے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا جس نے شراب کے تین گھونٹ پیے اللہ تعالیٰ ایک سو بیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں فرمائیں گے۔ اور اللہ کے ذمہ ہے کہ وہ مے نوش کو جہنمیوں کا پیپ اور خون پلائیں گے۔'' [1]

[1] ترمذی:۱۸۶۲؛ المستدرک:٤/٤١٦ باختلاف الالفاظ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ لفظ ''خبال'' سے مراد جہنمیوں کی پیپ اور رستے ہے، افسوس بعض روایات میں ذکر ہے کہ اگر خبال کا ایک قطرہ ساتویں آسمان سے گرا دیا جائے تو ساتویں زمین کو پھاڑ دے اور زمین و آسمان والے اس کی بدبو سے مر جائیں۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون افسوس اس شخص پر جس نے شراب پی، غفور بادشاہ کی نافرمانی کی اور اپنی جان ہلاک کرنے والے عذاب پر فدا کی، اور فریب دینے والے دشمن نے اسے دھوکہ میں مبتلا کر دیا۔شاعر نے کیا خوب کہا:

تَعْصِی الْاِلٰهَ وَتَأْتِی الْخَمْرَ تَشْرَبُهَا
وَتَرْتَجِی مِنْ اِلٰهِ الْعَرْشِ غُفْرَانَا
وَاَنْتَ تَحْوِی فِعَالَ الْخَیْرِ أَجْمَعِهَا
وَقَدْ جَمَعْتَ مِنَ الْعِصْیَانِ أَلْوَانَا
فَتُبْ وَلَا تَتَمَادیٰ فِی الضَّلَالِ عَسٰی
تَلْقِی اِلٰهًا كَثِیْرَ الْعَفْوِ رَحْمَانَا

''اللہ کی نافرمانی اور مسلسل مے نوشی کے باوجود عرش کے مالک سے مغفرت کی امید لگائے بیٹھے ہو۔''

''تمام امور خیر کو سمیٹنا چاہتے ہو۔دوسری طرف رنگا رنگ کی نافرمانیاں جمع کیے بیٹھے ہو۔''

''اب بھی توجہ کر لو اور گمراہی میں بڑھتے نہ جاؤ۔ہوسکتا ہے بہت درگزر اور رحمت کرنے والے اللہ سے تمہاری ملاقات ہو جائے۔''

اللہ کے بندو! اس ذات سے حیا کیوں نہیں کرتے جس نے تم کو ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اور تم پر کثیر انعامات وخیرات کی بارش کی اور اپنے فضل و کرم سے نماز، روزہ کی طرف راہنمائی کی؟ اطاعت کرنے والوں کے لیے بلند جنتوں کا وعدہ کیا اور نافرمانی کرنے والوں کو نامرادی اور سخت سزاؤں کی دھمکی دی۔تمہیں خبر نہیں کہ شراب، جرائم اور برائیوں کی ماں ہے؟ کبائر اور خطاؤں کی کنجی ہے؟ مصائب اور آفات کا دروازہ ہے اور ربّ الارض

والسمٰوات کے غضب کا باعث ہے؟ تفرقہ پھیلا کر گھروں کو اجاڑ دینے والی ہے۔ اپنے اعمال کو میلا نہ کرو، جس نے شراب پی اس نے قرآن واحکام کی مخالفت کی، رب علاّم کی ناراضی مول لی۔ اے اللہ کے دروازے سے راندے ہوئے! اے اللہ کی حدود کے مخالف! اے اللہ کے دشمنوں سے انس رکھنے والے! تمہیں اس رب سے حیا نہیں جس نے تم پر نعمت اسلام کا احسان کیا، اور تمہیں تمام کائنات سے بہتر امت بنایا اور تمہارے لیے محمد ﷺ افضل الصلوۃ والسلام کو مبعوث کر کے احسان فرمایا۔ اے فریب خوردہ! تو نے اپنے مولیٰ کی نافرمانی کی، گمراہی اور خواہشات کے پیچھے لگا رہا۔ اور جن انعامات کا تجھے والی بنایا انہیں فراموش کر بیٹھا۔ اور اللہ نے جس سے روکا اس سے باز نہیں آیا۔ یہ اس کی جزا ہے جس نے انعام واکرام کیا اور تیرے عیوب کی پردہ پوشی کی۔

تو نے بہت برا کیا کہ نافرمانی میں پوشیدہ وظاہر لگا رہا۔ اور اللہ کی نعمتوں کو ناشکری میں بدل دیا۔ اے بدنصیب! جس نے گناہ کر کے حجاب اور پردے چاک کر دیے۔ اور اپنے گناہ کی بنا پر توفیق اور سہولت سے محروم ہو گیا۔ اور اسکی نافرمانیوں نے اسے شر اور تنگدستی کا وارث بنایا۔ اے راندے ہوئے! اپنے مولیٰ کے دروازے سے دھتکارے ہوئے! تمہیں حیا نہیں آتی۔ اے وہ شخص جس نے اس رب کے احکام وحدود کی مخالفت کی جو عدم سے وجود میں لایا! وہ خالق جس نے پودے سے حلال انگور بنائے اور تو اس سے شراب نچوڑ کر معبود بادشاہ کی مخالفت کرتا ہے۔ تو متقین کی راہ سے کس قدر جاہل اور سید المرسلین کی سیرت سے کس قدر دور ہے؟ اے قلیل دین رکھنے والے؟ اے کمزور ایمان ویقین والے؟ اے شیطان لعین کے دوست؟ تمہیں کب حقیقت کا انکشاف ہو گا جب تم اسرع الحاسبین (جلدی حساب لینے والا) کے سامنے کھڑے ہو گے۔ اور تمہارے لیے رسوا کن عذاب کا آرڈر ہو گا تو اس وقت حسرت ویاس سے پکارے گا، کاش! میرے اور اس برے ساتھی کے درمیان مشرق ومغرب کا فاصلہ ہوتا۔ اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے ہم پر رجوع فرما تا کہ تیری معصیت سے باز رہیں۔

پندرھویں نشست
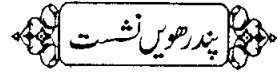
عاشورہ کا بیان

عاشورہ اور اس کے روزے کی فضیلت کا ذکر

اللہ کے بندو! خوب ذہن نشین رکھو: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعریف اور احسان ہے کہ اس نے امت محمد ﷺ کو بہت سے فضائل سے نوازا۔ یہ امتیازات دیگر امتوں کے علاوہ صرف امت محمد ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے دیگر امم کے مقابل اس امت کی عمریں کم بنائیں تو ان کے فضائل بلند کردیے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ہر ماہ میں ایام بیض کے روزے دیگر ایام کی روزوں سے افضل ہیں۔ اس طرح عرفہ کا روزہ، رجب اور شعبان کے روزے، اور عیدالفطر کے بعد شوال کے چھ روزے خصوصی امتیاز کے حامل ہیں۔ امت محمد ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصی رعایت فرمائی کہ ان کے معمولی عمل کو زیادہ بنادیا اور آخرت میں ان کے لیے بڑے اجر کا وعدہ کیا۔ عاشورہ کے دن خطائیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں، صدقات کے ذریعہ تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔ اعمال خیر عالم فضیلت کی طرف بلند ہوتے ہیں۔ اس کا روزہ سنت مستحبہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے روایت کی جاتی ہے کہ ''جس شخص نے عاشورہ کا روزہ رکھا اللہ اس کو دس ہزار فرشتوں اور دس ہزار شہیدوں کا ثواب عطا فرمائیں گے، اور اس سال ہر حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب، سات آسمان اور ان میں ساکن فرشتوں کی تسبیح کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔'' [1]

اس طرح نبی ﷺ سے یہ بھی روایت منسوب ہے، کہ ''عاشورہ کے روزہ کے بدل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ساٹھ سال کی عبادت، ان ایام کے روزے اور راتوں کے قیام کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ اور گویا کہ اس نے ستر مرتبہ حج اور عمرہ کیا۔'' [2]

---

[1] ہمیں یہ روایت نہیں ملی البتہ یوم عاشورہ کی فضیلت کی صحیح روایت مسلم: ۱۱۶۲؛ ترمذی: ۷۵۲ میں موجود ہے جس میں ایک سال کے کفارہ کا ذکر ہے۔ [2] المنار المنیف للدمشقی: ٤٤؛ وذکرہ الربیع بن حبیب فی مسندہ: ۱ / ٦۱، اس کے راوی حبیب بن ابی حبیب کو وضع حدیث کی عادت تھی۔

اللہ کے لیے! عاشورہ کے روز حسب استطاعت، نفلی عبادت اور بھلائی کے متعدد ذرائع سے اللہ کا تقرب حاصل کرو۔ کیونکہ عاشورہ وہ دن ہے جس میں صلہ رحمی کی جاتی ہے۔ فیاض اور سخی کے لیے اجر دوگنا کر دیا جاتا ہے۔ اللہ جل جلالہ زکوۃ ادا کرنے والے کو جنت نعیم عطا فرماتے ہیں۔ بدنصیب، لعنتی جو فرض زکوۃ کا منکر ہے اللہ اس پر اظہار ناراضی فرماتے ہیں۔

اے مومنوں اور موحدین کی جماعت، اس عظیم فضیلت کے حصول کے لیے رغبت کرو، دائمی طویل نعمت کے حصول کے لیے بندش ہے نہ رکاوٹ۔ اس طرح یہ روایت بھی کی جاتی ہے کہ جس شخص کے ہاں کسی مومن نے عاشورہ کا روزہ افطار کیا گویا اس کے پاس تمام امت محمد ﷺ نے پیٹ بھر کر روزہ افطار کیا۔ اور جس نے یوم عاشورہ کو یتیم کے سر پر دست شفقت رکھا تو اس کے ہر بال کے بدلے جنت میں ایک درجہ بڑھا دیا جائے گا۔ اور جس نے ایک مسکین کو لباس پہنایا گویا اس نے امت کے متعدد مساکین کو جوڑا پہنایا اور اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے ستر جوڑے پہنائیں گے۔ [1]

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں اللہ تعالیٰ نے یوم عاشورہ کی بنا پر فضیلت عطا فرمائی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''ایسا ہی ہے اے عمر! یوم عاشورہ کو اہم اور عظیم ترین امور انجام پذیر ہوئے۔ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا، سورج و چاند اور ستاروں کی بناوٹ، عرش و کرسی لوح و قلم کا وجود میں آنا عاشورہ ہی کے دن ہوا۔ اس طرح حضرت جبریل تمام ملائکہ سیدنا آدم اور سیدہ حواء علیہما السلام کی خلقت بھی اس روز ہوئی۔ آدم علیہ السلام کو جنت میں بسانا، ابراہیم علیہ السلام کی ولادت اور آتش نمرود سے نجات، اور ان کی مکمل راہنمائی یوم عاشورہ کو ہی فرمائی گئی، فرعون کا غرق ہونا، موسیٰ علیہ السلام کی نجات، عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا، حضرت ادریس علیہ السلام کا رفع سماء، حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی ولادت، آدم علیہ السلام کی قبولیت دعا، اور طوفان کے بعد نوح علیہ السلام کی کشتی کا جودی پہاڑ پر ٹھہرنا، یوسف علیہ السلام کا قید سے نجات پانا قوم یونس علیہ السلام کی توبہ، اور سلیمان علیہ السلام کو مملکت کا ملنا یہ تمام اہم واقعات یوم عاشورہ ہی کو ہوئے۔ اس طرح قیامت بھی عاشورہ کے روز آئے

[1] موضوعات ابن الجوزي: ۲/ ۲۰۲۔

گی۔اس وقت سب سے پہلی بارش جو آسمان سے نازل ہوگی وہ بھی اسی روز ہوگی۔“ [1]

یوم عاشورہ کا غسل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے عاشورہ کے روز غسل کر لیا اُسے مرض الموت کے علاوہ اور کوئی بیماری لاحق نہیں ہوگی۔ جس نے اس روز آنکھوں میں اثمد سرمہ استعمال کیا اسے پورا سال آشوب چشم کی بیماری لاحق نہیں ہوگی۔ جس نے عاشورہ کے دن کسی مریض کی عیادت کی اس نے گویا تمام اولاد آدم اور جمیع انبیا کی عیادت کی۔ اور جس نے اس روز کسی پیاسے کو پانی کا گھونٹ پلایا اس نے تمام ذریت آدم کے پیاسوں کو پانی پلایا۔ جس نے اس روز چار رکعت نفل اس طرح ادا کیے کہ ہر رکعت میں **فاتحہ الکتاب** اور **قل ھو اللہ احد** پندرہ مرتبہ پڑھی اللہ اس کے گزشتہ پچاس سال اور آنے والے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیں گے۔ اور اس کے لیے ایک ہزار اللہ کے نور کا منبر تیار ہو جائے گا۔ [2]

اللہ کے بندو! اس مرغوب دن کی فضیلت کے حصول کے لیے شوق بڑھاؤ ہوسکتا ہے اللہ تمہارے گزشتہ گناہ اور خطائیں معاف کر کے عیوب و قبائح پر پردہ پوشی کر دے۔

موسیٰ علیہ السلام سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ تورات میں لکھا ہے کہ جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اس نے پورے سال کے روزے رکھے جس نے اس روز صدقہ کیا گویا اس نے کسی سائل کو عطا کرنے سے محروم نہیں چھوڑا۔ اور جس نے اس روز کسی برہنہ کو لباس پہنایا اس نے تمام مخلوق کو پہنا دیا۔ اس طرح جس نے یتیم کے سر پر دستِ شفقت رکھا وہ ایسے ہی ہے جیسے تمام یتیموں سے شفقت کی۔ اللہ سر کے ہر بال کے بدلے سات سو درخت اگائیں گے جو زیور اور لباس کے جوڑوں سے لدے ہوں گے۔ جس نے کسی بھٹکے بھولے کو راہ بتائی اللہ اس سے قبر کی ظلمت دور کر کے اس کا دل نور سے بھر دیں گے۔ اور جس نے اس روز اپنے غصے پر کنٹرول کیا، وہ تقدیر الٰہی پر راضی ہونے والوں سے لکھا جائے گا۔ اور جس

---

[1] الآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة: ۲/ ۱۰۹۔ [2] یہ روایت ہمیں نہیں ملی لیکن اس کے بعض حصے نصب الرایة للزیلعی: ۲/ ۴۵۶؛ الاسرار المرفوعة: ۳۳۲ فتاویٰ ابن تیمیة: ۱/ ۴۰۰ میں موجود ہیں اور ابن تیمیہ فرماتے ہیں سب کا سب کذب و دروغ گوئی ہے۔

نے اس روز جنازہ میں شرکت کی، اللہ اس کو تمام مخلوقات کے بدلے درجات عطا فرمائیں گے۔ اور جس نے اپنی پسندیدہ خوراک چھوڑ کر کسی مسلمان بھائی کو کھلائی ملک الموت اس وقت تک اس کی روح قبض نہیں فرمائیں گے جب تک اسے جنت کا کھانا اور مشروب نہ دیں۔ اور یوم عاشورہ کے غسل کی وجہ سے انسان اللہ کے ہاں مکمل پاک ہو جاتا ہے۔ جس نے عاشورہ کی رات یا دن میں اللہ کی کتاب کی ایک آیت پڑھی اُسے وہ ثواب ملے گا جو سیدنا ادریس علیہ السلام کو عطا کیا گیا۔ اور جس نے عاشورہ کی رات قیام میں گزاری اس نے ملائکہ مقربین جیسی عبادت کی۔ جو اس روز یا رات کو رویا اور اس کی آنکھوں سے اللہ کی خشیت کی بنا پر آنسو بہہ نکلے اللہ اس کے لیے خائفین (اللہ سے ڈرنے والے) کی عبادت کا درجہ لکھ دیں گے۔ جو شخص عاشورہ کے دن کسی عالم دین کے پاس وعظ سننے یا دین سمجھنے کے لیے گیا اسے مہاجرین وانصار جتنا ثواب ملے گا، اللہ اس کے لیے جنت واجب کریں گے، اور فرشتے آئندہ عاشورہ تک نیکیاں لکھنے کے لیے مقرر ہوں گے۔ جس نے عاشورہ کا روزہ ثواب اور فضیلت کی نیت سے رکھا اللہ اس کے لیے رات اور دن کی ہر گھڑی میں ایک لاکھ فرشتے مقرر فرما دیں گے جو قیامت تک اس کے لیے دعا گو ہوں گے۔ اور جس نے عاشورہ کے روزہ کی نیت کی اور صبح لاعلمی میں کھالیا پھر بقیہ دن اس نے پرہیز کیا تو اسے مکمل روزہ فضیلت کا ثواب ملے گا۔ (ان شاء اللہ) (مذکورہ بالا عاشورہ کے دن اور رات میں کئے جانے اعمال کے متعلق صحیح روایات سے کچھ بھی ثابت نہیں اور کسی بھی عبادت کے لیے قرآن وسنت سے ثابت ہونا شرط ہے۔)

اہل وعیال پر خرچ کا ثواب

عاشورہ کی رات اور دن کو اللہ کا فضل اور رضا تلاش کرنے کے لیے خرچ کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اس روز ایک درہم خرچ کیا اللہ اس کے بدلہ میں سات سو گناہ اضافہ فرمائیں گے۔ ہر وہ درہم جسے وہ اللہ کی اطاعت میں خرچ کرتا ہے وہ سات آسمان وزمین سے بھاری ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے، کہ اپنے اہل بیت کے لیے عاشورہ کے دن اور رات کو خیرات ونفقات میں اضافہ کر دو اور لباس وخوراک

میں وسعت کرو۔ جس شخص کے پاس یہ توفیق نہ ہو وہ اپنے اہل قرابت سے خوش خلقی اور وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرے اور ان پر ظلم سے باز رہے۔

بنو اسرائیل اور یوم عاشورہ

بنواسرائیل عاشورہ کا روزہ رکھتے اور اس کی تعظیم کرتے تھے۔ اور قریش بھی جاہلیت میں اس کا روزہ رکھتے۔ جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا یہاں تک کہ رمضان کے روزے فرض ہوئے اور اللہ نے امت محمدیہ کے لیے اس میں تمام خیر رکھ دی۔ عاشورہ کا دن اس میں اللہ نیکیاں قبول فرماتے ہیں اور درجات بلند فرماتے ہیں۔ اور نفقات کا بدلہ ملتا ہے اور برکات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس روز اہل حاجت اور فقراء خوش ہوتے ہیں، یہ وہ دن ہے جس میں اعمال کا ظہور ہوتا ہے۔ عیال پر وسعت ہوتی ہے۔ اقوال و افعال میں تزکیہ آتا ہے۔ اللہ ذوالجلال والاکرام اپنے بندوں پر رحم فرماتے ہیں۔ اس روز صلہ رحمی بڑھتی ہے۔ کریم کو نفع ہوتا ہے۔ لعنتی کو خسارہ ہوتا ہے۔ قرآن و احکام کی مخالفت اور رب علام کی نافرمانی کی وجہ سے عاشورہ کے دن یتیم اور بے کس خوش ہوتے ہیں۔ اس روز جود و انعام کا مالک رحم کر کے جرم اور خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ اطاعت کرنے والے کو دار الخلد والسلام عطا کرتے ہیں۔

اللہ کے بندو! اپنے آپ کو محفوظ کرو کہیں شیطان تمہارے دلوں پر تالے نہ لگا دے۔ اور تمہیں رب کریم کی راہ سے منع کر دے اور ممکن ہے کہ وہ تمہارے دلوں میں فقر کے دروازے کھول دے۔ تاکہ تم نفقات کم کر دو اور زکوۃ روک لو۔ اور جمیع خیرات سے محروم ہو جاؤ۔ دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرو اور آخرت میں حساب اغنیاء جیسا ہو۔

اے مسلمانوں کی جماعت! کرام بنو لعنتیہ بنو، اچھے لوگ جنت الخلد اور نعیم میں ہوں گے اور لعنتی عذابِ جحیم میں ہوں گے۔ عاشورہ کے روز زکوۃ کے ذریعے مالک الملک کا تقرب اور نوافل کے ذریعے خوشنودی حاصل کرو۔ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گزشتہ جرم اور گناہ دھو دے۔

یوم عاشورہ کو بنی اسرائیل کا روزہ

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر سال میں ایک عاشورہ کا روزہ فرض کیا، تم اس کا روزہ رکھو اور اہل و عیال پر نفقات میں وسعت کرو۔'' [1]

جو شخص اس روز اہل و عیال کے لیے مالی فراوانی کا مظاہرہ کرتا ہے اللہ اس کے لیے مکمل سال وسعت کرتے ہیں۔ جس نے اس روز کا روزہ رکھا اس کے چالیس سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ جس نے عاشورہ کی رات عبادت یا صبح روزے کی حالت میں کی اگر اسے موت آئے تو اسے موت کی تلخی کا سامنا نہ ہوگا۔

اے بھائی! بڑھیا عاشورہ کے روز سوت کاتتی ہے تا کہ اس کی برکت آئندہ سال تک رہے، تم بھی آج کے روز سر تسلیم خم کرو تا کہ اس کی برکت قیامت تک کے لیے رہے۔ جو مؤمن عاشورہ کو ایک درہم یا مثقال خرچ کرتا ہے اللہ اسے دنیا میں ستر گنا مزید عطا فرماتے ہیں۔ اور یہ نفقہ جنت کا زادِ راہ بن جاتا ہے۔ اللہ کے بندو! اس روز اچھے کام کرو، کمزوروں کی مدد، بے کسوں کی چارہ جوئی کرو، غفور و رحیم تمہاری فریاد رسی کرے گا۔

ہر اچھا کام صدقہ ہے

نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر اچھا کام صدقہ ہے۔'' [2]

معروف کام ستر قسم کی آفات سے بچاتا ہے اور بری موت سے تحفظ دیتا ہے۔ اچھے اور برے کام قیامت کے روز میدان محشر میں نصب کر دیے جائیں گے، نیکیاں نیکو کے ساتھ چمٹ کر انہیں چلا کر، ہانک کر جنت میں لے جائیں گی۔ اور برائیاں برے لوگوں کو ہانک کر جہنم میں لے جائیں گی۔ اعاذنا الله وایاکم من النار۔

اللہ کے لیے محنت کرو کہ تم اہل جنت سے ہو اہل جہنم سے نہ ہو۔ خیر اور بھلائی میں محنت کرو، نقصان پر راضی نہ ہو۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے معروف کاموں کے لیے اپنی مخلوق میں سے چند چہرے منتخب کیے ہیں۔ ان کے نفسوں میں نیکی اور نیکی کے کام کی انجام دہی محبوب

[1] الآلی المصنوعة: ۲/ ۱۰۹۔ [2] صحیح بخاری: ۶۰۲۱۔

بنادی، اور طالبین معروف کو ان کی طرف متوجہ کیا تا کہ عطا میں سہولت ہو سکے۔ جس طرح بارش بنجر زمین پر برسنے کے بعد اسے سرسبز و شاداب بناتی ہے اہل ارض کو حیات بخشتی ہے۔ بعینہ، اللہ تعالیٰ نے نیکی کے بعض دشمن پیدا کیے جنہیں نیکی سے نفرت اور اس کی انجام دہی ناپسند ہے۔ نیکی کرنے والوں کو ان کی طرف آنے پر پابندی لگا دی اور ان کی عطا اہل معروف کے لیے اس طرح روک دی گئی جس طرح بارش کو خشک زمین سے اس لیے روک دیا گیا کہ وہ خود بھی تباہ ہو اور مالکوں کو بھی تباہ و برباد کر دے۔ لیکن اللہ کی مغفرت بہت زیادہ ہے۔ اے اولیاء الرحمٰن! نیکی کرنے والے بنو، فقیروں کی اعانت کرو، بے کسوں کی دادرسی کرو اللہ قیامت کے روز تمہاری فریادرسی کریں گے۔" [1]

ادائیگی زکوۃ

یہ مبارک باعزت عاشورہ کا دن جب اللہ تعالیٰ نے اس روز خیرات و نفقات کے لیے بدل اور خیرات کا وعدہ کیا، اور یوم عاشورہ کو مشرف بنایا، اور بہت سی بھلائیوں کا وعدہ کیا، اس لیے مؤمنین کے لیے اس روز زکوۃ دینا مستحب ہے۔ مؤمن مرد و زن جو اس روز زکوٰۃ ادا کر دے اگرچہ اس پر زکوۃ فرض نہ بھی ہو یا عاشورہ کی فضیلت سمجھتے ہوئے معمولی صدقہ کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے زکوۃ دینے والوں کی فہرست میں شامل کریں گے۔ وہ دنیا سے اس وقت تک رخصت نہیں ہو گا جب تک اسے اتنا حلال مال نہ دیا جائے جو قابل زکوٰۃ ہو۔

اے مؤمنین اور مؤمنات کی جماعت! شیطان لعین کے فریب سے دھوکہ نہ کھانا، حدیث میں ہے کہ جب بندہ ایک درہم بھی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے شیطان اس کے دل میں فقر و احتیاج کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔ کئی خواہشات خرچ کرنے میں حائل ہو جاتی ہیں۔ جس پر اللہ احسان کا ارادہ کرتا ہے تو اسے شیطان کے خلاف اس کی مدد کرتے اور اسے دشمن پر غالب کر دیتے ہیں۔ یہ کام ایسے ہی ہے کہ گویا اس نے مشرکین کے ایک عظیم

[1] كنز العمال: ١٦٨٠٨؛ قضاء الحوائج: ١/ ٥ شیخ البانی نے اس روایت کو "ضعیف جدا" قرار دیا ہے۔ دیکھئے (ضعیف الجامع: ٣٥١٦)

لشکر کو شکست دے کر تہہ تیغ کر دیا، اس مذکورہ قول کے درست ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، کہ جب ان کی زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت ہوتا اور زکوٰۃ دینے کا عزم کر لیتے تو لباس حرب آراستہ کرتے زرہ پہنتے تلوار لٹکا کر اور نیزہ پکڑ کر گھوڑے پر سوار ہو کر زکوٰۃ دینے کے لیے روانہ ہو جاتے۔ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے سوال کرتے اے ابوالحسن! زکوٰۃ دینے کے لیے جنگی لباس کا کیا مطلب؟ تو وہ جواب دیتے کہ میں شیطان سے جنگ کے لیے نکلا ہوں مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھے زکوٰۃ دینے سے منع نہ کر دے۔ شیطان سے جہاد، جہاد اکبر کہلاتا ہے۔ شیطان ملعون چاہتا ہے، کہ تمہیں ذاتی فقر و مسکین کی فکر میں ڈال دے، اور اللہ کے وعدوں کو نظر انداز کرا دے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔

﴿ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾ [1]

''شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرمناک طرز عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ مگر اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے اللہ بڑا فراخ دست اور دانا ہے۔''

اللہ تعالیٰ وسیع عطا کے مالک ہیں۔ کیونکہ زکوٰۃ و خیرات کرنے والے مومن کو اللہ تعالیٰ جس قدر بھی عطا کر دیں اس کی بادشاہی اور خزائن میں کمی واقع نہیں ہوتی اور فرمان الٰہی ﴿ عَلِيْمٌ ﴾ کہ اللہ ان تمام امور سے واقف اور خبردار ہیں جو بندہ خیر و شر سرانجام دیتا ہے۔ جس نے اللہ کے دیے ہوئے مال سے خرچ کیا اور اپنے اہل و عیال پر وسعت کی اللہ کی طرف سے اس کا بدلہ ضرور ملے گا۔ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴾ [2]

''جو کچھ تم خرچ کر دیتے ہو اس کی جگہ وہی تم کو اور دیتا ہے اور وہ سب رازقوں سے بہتر رازق ہے۔''

اللہ کے لیے، اللہ کے بندو! اللہ کے وعدہ عطا پر اعتماد کرو اور شیطان کی اطاعت مت

[1] ۲/ البقرۃ: ۲٦۸۔ [2] ۳٤/ سبا: ۳۹۔

کرو جو فقر و احتیاج اور مال کی تباہی کا ڈراوا دیتا ہے۔

مانعین زکوٰۃ پر لعنت

نبی ﷺ نے فرمایا: ''آسمان سے ہر روز بہتر (72) لعنتیں اس امت کے مانعین زکوٰۃ پر نازل ہوتی ہیں۔'' اللہ نے قرآن مجید میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کو کافر کہا ہے:

﴿ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ۝ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ ﴾ [1]

''تباہی ہے ان مشرکوں کے لیے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔''

بعض علما سے مذکور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے تمام انسانیت کو نکالا تو شہری اور دیہاتی اغنیاء کو ان کے مال و دولت سے الگ کر کے فرمایا: یہ مال تمہیں عطا کر رہا ہوں اور تمہیں اس کا امین بنایا ہے، مال و دولت کی محبت میں مبتلا ہو کر میرے حقوق و فرائض کو نظر انداز نہ کرنا۔ پھر اللہ عزوجل نے شہری اور دیہاتی فقرا کو مخاطب کیا، ان کی عمروں کے مطابق ان کے رزق کا اندازہ لگا کر انہیں الگ کر کے دولتمندوں کے اموال میں بطور امانت رکھ دیا۔ پھر اغنیا سے مخاطب ہو کر فرمایا، فقرا کا رزق تمہارے مالوں میں بطور امانت ہے۔ بخل سے بچتے رہنا ایسا نہ ہو کہ ان کے اموال اور رزق کو تم روک لو اور تم پر میرا غضب اتر آئے، میں نے تمہیں ان کے رزق کا امین بنایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر روز دو فرشتے عرش کے نیچے یہ آواز دیتے ہیں مال اللہ کا اور بندے بھی اللہ کے، اگر بھوکے رہے تو اللہ دولتمندوں کو عذاب دیں گے۔ اللہ کے بندو! وعدوں کو وفا کرو جنتوں میں داخل ہو جاؤ گے اور تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مالک کی قربت نصیب ہوگی۔''

بھوکے ہمسایہ کو چھوڑ کر پیٹ بھرنے والا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص اللہ اور دن آخرت پر ایمان نہیں لایا جس نے

[1] ٤١/ فصلت:٦، ٧۔

سیر ہو کر رات گزاری اور اس کا پڑوسی بھوکا رہا۔" [1]

اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے: "فقیر ہمسایہ اپنے دولتمند پڑوسی سے قیامت کے دن چمٹ جائے گا اور کہے گا، اے رب! اس سے سوال کر اس نے مجھے کیوں نہ دیا اور میرے لیے اپنا دروازہ کیوں بند رکھا۔" ایک اور روایت میں ہے کہ وہ یوں کہے گا "اے رب! اس سے سوال کر اس نے پیٹ بھر کر رات گزاری اور میں رات بھر اس کے پہلو میں بھوکا رہا۔" [2]

اس کی تصدیق حضور ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے۔ آپ نے اسامہ بن زید کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: "اے اسامہ بھوکے جگر والا تجھ سے اللہ کے ہاں دعویٰ کرنے والا ہوگا۔" آپ نے فرمایا: "وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا جس نے سیر ہو کر رات گزاری اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہا۔" [3]

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "جس شخص کا مسلمان پڑوسی بھوکا رات گزارے اور اسے اس کی بھوک کا علم بھی ہو۔ اور اس کے پاس زائد کھانا تھا مگر وہ اسے نہ کھلا سکا تو وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ سے بری ہے۔"

صد افسوس اس خسارہ پر جو ہماری عقل میں نہ آسکا، ہمارے معاشرے میں کتنے محتاج کمزور اور معذور لوگ بستے ہیں جن میں ایک روٹی خریدنے کی سکت نہیں۔ مگر ہم بے حس ہیں اللہ کے لیے اس جاہ حشمت اور مال و دولت پر غرور نہ کرو۔ اور فقیروں اور محتاجوں کو نظر انداز نہ کرو، ہر شے کی انتہا، انقلاب و زوال، خاتمہ اور انتقال پر ہے۔ فرمان الٰہی:

﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ﴾ [4]

"ذلت و خواری اور پستی و بدحالی ان پر مسلط ہوگی۔"

اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا کہ ذلت و مسکنت یہ بھی ہے کہ انسان دنیا کا ایندھن حرام و ناجائز اکٹھا کرنے میں لگا رہے۔ جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ دی وہ کریم ہے۔ شیطان رجیم کے فریب سے بری ہے۔ عزیز رحیم کے وعدے پر اعتماد کرنے والا ہے،

[1] مجمع الزوائد: ٨/ ١٦٧؛ كنز العمال: ٢٤٩٠٦۔ [2] الكامل لابن عدى: ٢/ ٢٢۔

[3] المطالب العالية: ٣١٦١۔ [4] ٢/ البقرة: ٦١۔

اور عذاب الیم سے نجات پانے والا ہے۔

بخل کی مذمت میں حدیث رسول ﷺ

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''بخل وحرص سے بچو اس نے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا اس ہوس نے انہیں مال حرام کھانے اور ناجائز خون بہانے پر آمادہ کر دیا۔'' [1] کسی شاعر نے کہا:

صَافِی الْکَرِیمِ فَخَیْرٌ مِنْ صَافِیَتِهٖ
مَنْ کَانَ ذَاکَرَمٍ وَکَانَ عَفِیفًا
أَنَّ الْکَرِیْمَ وَاِنْ تَضَعْضَعَ حَالُهٗ
فَالْفِعْلُ مِنْهُ لَا یَزَالُ شَرِیفًا

''وہ خالص نسب والا ہے مگر پاکدامنی اور شرافت خاندانی بزرگی سے بڑھ کر ہے۔''

''کریم آدمی کے حالات خستہ و ناگفتہ بھی ہوں، مگر اس کا کردار شریف ہی ہوتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے دوران طواف ایک شخص کو دیکھا جو بیت اللہ کا غلاف پکڑے یہ التجا کر رہا تھا۔ اے اللہ! اس گھر کی حرمت کی بنا پر مجھے معاف کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے بتاؤ تمہارا گناہ کیا ہے؟'' اس نے کہا وہ قابل بیان نہیں، بہت عظیم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ''تمہارا گناہ عظیم ہے یا زمین۔'' اس نے کہا میرا گناہ بڑا ہے۔ پھر پوچھا ''تیرا گناہ پہاڑوں سے بھی عظیم ہے۔'' کہنے لگا جی ہاں۔ پھر پوچھا ''تمہارا گناہ بڑا ہے یا آسمان؟'' اس نے کہا، میرا گناہ بڑا ہے۔ ''بتاؤ تمہارا گناہ بڑا ہے یا اللہ کی ذات؟'' اس نے کہا نہیں اللہ کی ذات عظیم تر اور جلیل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تجھ پر افسوس بتاؤ تو سہی تمہارا گناہ کیا ہے؟'' اس نے بتایا کہ اللہ کے رسول ﷺ میں دولت مند آدمی ہوں جب کوئی سائل آ کر مجھ سے سوال کرتا تو مجھے ایسے محسوس ہوتا کہ آگ کا شعلہ میرا استقبال کر رہا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

[1] مسلم: ٢٥٧٨؛ بیہقی: ٦/ ٩٣؛ مسند احمد: ٣/ ٣٢٣۔

''پیچھے ہٹ جاؤ مجھے اپنی آگ میں مت جلاؤ۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے کرامت اور ہدایت سے مبعوث فرمایا! اگر تو حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑا ہو کر ایک ہزار سال تک، پھر ہزار سال تک نوافل ادا کرے تیرے آنسوؤں کی ندیاں بن کر درختوں کو سیراب کر دیں، اسی حالت میں تجھے موت آئے تو لعنتی ہو کر مرے گا، جہنم میں اوندھا لٹکایا جائے گا۔'' [1] افسوس تم پر تمہیں خبر نہیں کہ بخل کفر ہے اور کفر آگ میں ہے، افسوس تمہیں علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ [2]

''حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔''

کسی شاعر نے خوب کہا:

اِنَّ الْبَخِيْلَ إِذَا مَاتَ يَتْبَعُهُ
سُوْءُ الثَّنَاءِ وَيَحْوِى الْوَارِثُ الْإِبِلَا
يَرَى الْبَخِيْلُ سَبِيْلَ الْمَالِ وَاحِدَةً
إِنَّ الْجَوَّادَ يَرٰى فِى مَالِهٖ سُبُلًا

''بخیل آدمی مرتا ہے تو اونٹ (مال و دولت) وارث سمیٹتے ہیں اور بدخوئی اس کی قسمت میں۔''

''بخیل شخص کے مدنظر ایک ہی راستہ مال بچانے کا، اور سخی شخص دولت کے ذریعے کئی راہیں نکالتا ہے۔''

وعظ زکوۃ کی ترغیب پر

اے مؤمنین کی جماعت! سخی اور صالحین میں شامل ہو، بخیل اور فاسقین میں سے نہ ہو، بخیل شیطان لعین کا شریک ہے، فرمان الٰہی ہے:

---

[1] احیاء علوم الدین للغزالی: ۲/ ۴۴۰؛ اخبار مکہ للفاکھی: ۴/ ۱۷۰؛ علامہ عراقی نے اس روایت کو باطل قرار دیا ہے۔ دیکھئے تخریج احادیث الاحیاء: ۷/ ۳۹۴۔ [2] ۵۹/ الحشر: ۹۔

﴿ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ إِلَّا غُرُورًا ﴾ [1]

''اور مال اور اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا لگا اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔''

جس مال سے زکوٰۃ نہ دی جائے اس کا مالک شیطان کا خازن ہے، اور جس مال کی زکوٰۃ دے دی جائے اس کا مالک شیطان کا دشمن ہے، رحمٰن کا حبیب ہے۔ قرآن وسنت کا عامل عذاب نیران سے نجات پانے والا، نعمتوں والی جنت میں داخل ہونے والا ہے۔ جس شخص کی موت آئے اور اس نے مال چھوڑا جس کی زکوٰۃ ادا کی گئی تو فرشتے قیامت تک اس کے لیے حسنات لکھتے رہتے ہیں۔ اور جس کی موت اس حالت میں آئی کہ زکوٰۃ ادا کیے بغیر مال چھوڑ گیا تو اس کا بوجھ قیامت تک جاری کر دیا جائے گا۔

جو شخص خوش دلی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے قیامت کے روز مال اس کے لیے نور کا ہار بن جائے گا جو میدان محشر میں موجود مؤمنین کے لیے نور فراہم کرے گا جس کی روشنی میں وہ پل صراط سے گزر کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور جس شخص نے زکوٰۃ ادا نہ کی اس کا مال آگ کا طوق بن کر گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ اگر وہ طوق دنیا میں رکھ دیا جائے تو دنیا جل جائے، پہاڑ اکھڑ جائیں، سمندر خشک ہو جائیں۔ اللہ کی قسم! ایک کریم اور سخی کے لیے اتنا ہی فخر کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قابل رشک انداز میں اس طرح کیا: ﴿ **وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ** ﴾ اس فاضل دن کو غنیمت جانو جس دن سخی کی شہرت وعزت ہوگی، لعنتی کی رسوائی ہوگی۔ یوم عاشورہ کی فضیلت میں متواتر احادیث مروی ہیں، اس روز اللہ کی راہ میں خرچ کیے ہوئے کا بدل ملتا ہے۔ اور غیر اللہ کی راہ میں خرچ کیے ہوئے پر تباہی آتی ہے۔ جب اس روز خرچ شدہ مال پر بدل ملتا ہے تو یہ بات اولیٰ ہے کہ گناہ معاف اور نیکیاں دوگنا کر دی جائیں۔ اسی کی وجہ سے اس روز اللہ مؤمنوں کو عذاب وسزا سے نجات دیں گے جس روز آسمان وزمین تبدیل ہو جائیں گے، راز اور بھید ظاہر ہو جائیں گے۔

[1] ١٧/ الاسراء: ٦٤۔

کسی شاعر نے کیا خوب ترجمانی کی:

يَا جَامِعَ الْمَالِ يَرْجُوْ أَنْ يَدُوْمَ لَهٗ

كُلْ مَا اسْتَطَعْتَ وَقَدِّمْ لِلْمَوَازِيْنِ

وَلَا تَكُنْ كَالَّذِي قَدْ قَالَ إِذَا حَضَرَتْ

وَفَاتُهٗ ثُلْثُ مَالِي لِلْمَسَاكِيْنَ

''اے مال ذخیرہ کرنے والے کیا تو امید رکھتا ہے کہ جو تو چاہے وہ ہمیشہ رہے گا، میزان کے لیے آگے بھیج۔''

''اس شخص کی طرح نہ ہو جس نے وفات کے وقت کہا میرے مال کا ثلث (تیسرا حصہ) مساکین کے لیے ہے۔''

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: ''اس وقت صدقہ کرے جب تندرست و توانا ہو، مال کی حرص و خواہش بھی ہو۔ عیش کی امید اور فقر کا خطرہ ہو۔ اس وقت تک تاخیر نہ کرو جب جان حلق تک پہنچ گئی تو کہے فلاں کو اس قدر دے دو فلاں کو اتنی رقم عطا کر دو۔'' [1]

بیت المال کے لیے چھوڑی ہوئی دولت

تاریخ میں مذکور ہے کہ اہل یمن کا ایک شخص مدینہ میں فوت ہو گیا اور اس نے بہت سا مال چھوڑا، حضور ﷺ کو اس سے مطلع کیا گیا تو آپ نے پوچھا اس کا کوئی وارث ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا کوئی وارث نہیں اس کا مال بیت المال کے لیے ہے۔'' حضور ﷺ نے اس کا مال منگوایا جو مسجد میں رکھا گیا تو اس میں سونا چاندی اور زیور اور کپڑے اس قدر تھے کہ رسول اللہ ایک جانب اور لوگ دوسری جانب بیٹھے نظر نہیں آ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا مال بیت المال میں لے جاؤ۔'' جب سامان اٹھایا گیا تو اس میں سونے کا چھوٹا زیور زمین پر گرا رہ گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھ کر اٹھا لیا اور رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ یہ اس مال سے گرا ہوا ہے۔ آپ

[1] بخاري: ١٤٤٩؛ مسلم: ١٠٣٢؛ نسائي: ٣٥٣٥۔

نے اس کو ہاتھ پر رکھ کر دو چار مرتبہ پلٹا اور فرمایا: ''اگر یہ شخص اپنی حیات، صحت وتندرستی میں جبکہ اسے عیش کی امید اور فقر کا ڈر تھا اتنا معمولی زیور خرچ کر دیتا تو موت کے بعد تمام دولت خرچ کرنے سے بہتر تھا۔''

اللہ کے لیے، اللہ کے بندو! درست بات سنو اور اچھے کردار کی طرف جلدی کرو، عزت و مال کے دھوکے میں نہ آؤ، مال جانے والا اور دنیا خراب ہونے والی ہے، اور تم خود موت کے گھاٹ جانے والے ہو۔ انسان کل ایک زندہ دائم اور باقی وتابندہ ذات کے دربار میں حاضر ہونے والا ہے۔ اے بھائی! خبردار رہو کہ تم گناہوں کے بدلے گروی ہو، تم سے حساب لیا جائے گا تم مطلوب ہو علاّم الغیوب کے سامنے، مسئول ہو باز پرس کے لیے مستعد ہو جاؤ، تکرار و بحث کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس روز جب کہ سر سفید ہو جائیں گے، جانیں اس روز کی ہولناکی سے تنگ ہو جائیں گی، یہ خوفناک اور ترش رو دن ہے، جس روز حاملہ عورتیں حمل گرا دیں گی، اور زمین شدت سے حرکت کرے گی۔ اور اللہ کے حکم سے زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔ اے مغرور و مسکین! تم نے فقراء و مساکین پر ظلم کیا اور اپنا مال وارثین کے لیے چھوڑ دیا، رب العالمین کی سزا کا تجھے خوف نہیں، جس روز وہ مظلوموں کو ظالمین سے بدلہ دلوائے گا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

يَـــا جَـــامِـعَ الْـمَـــالِ لِأَوْلَادِهِ
يَـخْشَـــى عَـلَيْهِـمْ شَمْـتَ حُسَّـادِهِ
وَلَا يُبَـــالِـــى كَيْفَ كَـــانَ الْـغِـنٰـى
يَـــغْتَـــرُّ بِـــاللّٰـــهِ وَإِيْـعَـــادِ
إِسْـمَـعْ مَـقَـــالًا سَـوْفَ تَحَظّٰى بِـهِ
إِنْ أَنْـــتَ لَـمْ تَـعْـمَـلْ بِـأَضْـدَادِهِ
بَـــنَـــوْكَ إِنْ لَاذُوْا بِـــمَـــوْلَاهُـــمْ
وَتَـــابَـــعُـــوا مِـنْهَـاجَ إِرْشَـــادِهِ

فَـاللّٰـهُ تَـكْـفِيـهِـمْ وَتَـحْـمِيـهِـمْ
وَالـلّٰـــهِ لَا خُـلْـفَ لِـمِيْـعَـــادِهِ
وَأَنْ يَـحِيْــدُوا عَـنْ سَبِيْـلِ الْهُـدىٰ
وَقَــابَـلُــوْا الــدِّيْــنَ بِـإِفْسَــادِهِ
فَـقَـدْ يَـكُـنْ مَــالُكَ عَـوْنًــا لَهُـمْ
فِـــيْ طَـــاعَةِ الـلَّـهْــوِ وَاَجْـنَــادِهِ

''اے اولاد کے لیے مال ذخیرہ کرنے والے! جسے اولاد پر دشمنوں کے خوش ہونے کا اندیشہ ہے۔''

''جسے پروا نہیں کہ وہ دولت کیسے جمع کر رہا ہے؟، اللہ اور اس کے وعدوں کے متعلق فریب میں مبتلا ہے۔''

''میری بات توجہ سے سن تمہیں فائدہ ہوگا اگر اس کے الٹ نہ چلا۔''

''تیری اولاد نے اگر مولیٰ کی پناہ لی اور اس کی راہ ہدایت پر گامزن رہے۔''

''اللہ ان کا حامی و ناصر اور کفایت کرنے والا ہوگا اس کے وعدے کا خلاف نہیں۔''

''اگر انہوں نے راہ ہدایت سے انحراف کیا اور دین کے مقابل فساد پر اتر آئے۔''

''تو تیرا مال شیطانی کارناموں اور اس کے حواریوں کی اطاعت میں مددگار ہوگا۔''

کہا گیا کہ ایک مرتبہ منصور بن عمار کی مجلس میں عاشورہ کے روز ایک آدمی آیا، اور اس نے سوال کرتے ہوئے کہا، اے لوگو! اللہ رحم کرے جس نے ضرورت سے زائد مال کا صدقہ کر دیا، اور اپنے ضروری مال سے خرچ کیا، فاقہ ہونے کے باوجود ایثار کیا، منصور نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا، لوگو! توجہ کرو اس نے کسی کو نہیں چھوڑا۔ چنانچہ مجلس میں سے ہر شخص نے اس سے تعاون کیا منصور نے دعا دیتے ہوئے کہا، اے اللہ! ان لوگوں کو دنیا میں

وافر عطا فرما اور آخرت میں اجر جزیل سے نواز دے۔ اس کے بعد ایک سال گزرنے کے بعد اہل مجلس میں سے جس شخص سے ملا تو اس نے بتایا کہ جو کچھ میں نے اس مجلس میں خرچ کیا اس سے ستر گنا زائد مجھے اللہ نے عطا فرمایا۔ منصور نے بتایا کہ میری آنکھ لگ گئی، خواب میں مجھے کسی نے کہا، اے منصور! خوش ہو جا اللہ نے تمام اہل مجلس کو معاف کر دیا اور انہیں بتا دو تمہیں اس لیے معاف کر دیا کہ تم نے اس خیر کے لیے آغاز اور لوگوں کی راہنمائی کی۔

اللہ کے لیے! اپنے اموال کے ذریعے اپنے نفسوں پر احسان کرو، اپنے نفس کا اس سے زیادہ کوئی حق دار نہیں۔

بخل سے بچاؤ

بعض تاریخی روایات میں ہے کہ ہر روز عرش کے نیچے ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ افسوس صد افسوس اس شخص پر جو عیال کے لیے مال چھوڑ کر رخصت ہوا اور خود اللہ کے ہاں شر لے کر پہنچا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

لَا تُوْثِرَنَّ بِمَا جَمَعْتَ سِوَاكَا
اَلْمَوْتُ لَا تَدْرِی مَتٰی یَغْشَاکَا
إِنَّ الْبَنِیْنَ مَعَ الْبَنَاتِ رَأَیْتَهُمْ
یَتَطَلَّعُوْنَ وَیَشْتَهُوْنَ فِنَاکَا
مَنْ کَانَ یَعْلَمُ اَنَّ مَالَكَ مَالُهُ
بَعْدَ الْمَمَاتِ فَلَا یُحِبُّ بَقَاکَا

”جو کچھ تو نے ذخیرہ کیا اپنے سوا کسی کے لیے ایثار نہ کرنے والے، تجھے کیا علم کہ موت کب آئے گی۔“

”بیٹے اور بیٹیاں تمام تیری موت کے منتظر اور خواہشمند ہیں۔“

”جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ موت کے بعد تیری دولت اس کی ہے وہ تیری بقا نہیں چاہتا۔“

اے اللہ کے بندو! اس روز کی فضیلت کے لیے رحمٰن سے کوشش اور رغبت کرو اس نے وعدہ کیا ہے زکوٰۃ دینے والے کو جنت رضوان کا، اور زکوٰۃ دینے والا مستحق ہو! اخلاص ایمان کا، اور اسے اس نے اہل کفر اور خذلان سے بچایا، اور اس کو قرآن میں واضح کیا۔

کسی شاعر نے اس کی ترجمانی کی:

يَـا جَـامِـعَ الْـمَـالِ فِـي الدُّنْيَا يُوَارِثُهُ
هَـلْ أَنْتَ بِالْمَالِ بَعْدَ الْمَوْتِ تَنْتَفِعُ؟
قَـدِّمْ بِـنَـفْسِكَ قَبْلَ الْمَوْتِ فِي مَهَلٍ
فَـإِنَّ حَـظَّكَ بَـعْـدَ الْـمَـوْتِ يَنْقَطِعُ

''دنیا میں وارثوں کے لیے مال جمع کرنے والے کیا موت کے بعد مال تمہارے لیے نفع مند ہوگا؟''

''موت سے قبل اس فرصت میں اپنے لیے کچھ آگے بھیج، موت کے بعد تیرا حصہ ختم ہو جائے گا۔''

اللہ کو قرض دینے والے نے دوگنا لیا

روایات میں ہے کہ ایک شخص عاشورہ کے روز بازار میں داخل ہوا تو اس نے ایک سائل سے سنا کہ وہ کہہ رہا ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ﴾ [1]

''کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض، تاکہ اللہ اسے کئی گناہ بڑھا کر واپس دے، اور اس کے لیے بہترین اجر ہے۔''

ایک تاجر آدمی کھڑا ہوا تو اس نے اسے دس دینار دیے اگلے سال وہی سائل آیا تو فقراء اور سائلین اس کے گرد جمع ہیں اور وہ انہیں صدقات تقسیم کر رہا ہے۔ جس نے اسے پچھلے سال دس دینار لیتے ہوئے دیکھا تھا، اس نے اس سے پوچھا، کہ اے شخص! میں تمہیں

[1] ۵۷/ الحدید:۱۱۔

قسم دے کر پوچھتا ہوں تم وہی شخص ہو جسے فلاں تاجر نے گزشتہ سال عاشورہ میں دس دینار دیے تھے۔ اس نے کہا جی ہاں، اس شخص نے پوچھا کیا تم اس وقت فقیر نہیں تھے؟ اس نے جواب دیا کیوں نہیں؟ پھر اس نے پوچھا تم دولتمند کیسے ہوئے؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ کو میری صدقِ نیت کا علم تھا، اور میں نے صدقہ صرف اس لیے لیا کہ میں مستحق تھا اس طرح اللہ تعالیٰ نے صدقہ کرنے والے کی صدقِ نیت کو جانا اور اس نے خوش دلی سے صدقہ کیا۔ تو اللہ نے دس درہم میں برکت فرما کر اسے بڑھایا کہ میرے ذمہ آج دس دینار زکوۃ واجب ہے۔ اس شخص سے یہ واقعہ سن کر میں فوراً اس تاجر کے پاس گیا جس نے دس درہم زکوٰۃ دی تھی۔ میں نے اس سے گزشتہ سال عاشورہ میں دس دینار دینے کے متعلق استفسار کیا، کہ تمہیں یاد ہے کہ تمہارے پاس وہ سائل آیا تھا جس نے یہ آیت پڑھی ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ وہ تاجر کہنے لگا کہ اس سائل نے جب یہ آیت پڑھی تھی تو میں نے اپنے دل میں یقین کر لیا تھا کہ اللہ مجھے دنیا میں فراوانی اور آخرت میں اجر جزیل سے نوازیں گے۔ میں نے اسی نیت پر رات گزاری تو رات کو میں نے خواب میں اپنے رب ذوالجلال کو دیکھا تو وہ فرما رہے تھے اے میرے بندے! میں نے دونوں وعدے پورے کر دیے اور میں نے تیرے لیے جنت واجب کر دی۔

قتل حسین رضی اللہ عنہ اور یوم عاشورہ

انتہائی تعجب ہے ان جاہلوں پر جو عاشورہ کے دن کی مذمت کرتے ہیں، اور اسے منحوس قرار دیتے ہیں۔ یہ انتہائی جہالت اور حماقت ہے۔ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عناد اور صاحب شریعت کی تردید کی انتہا ہے، جو انہوں نے عاشورہ کی فضیلت فرمائی۔ اگر عداوت اور ضد نہ ہوتی تو وہ اسے فضائل حسین رضی اللہ عنہ میں شمار کرتے کہ وہ ایسے عزت والے دن میں شہید ہوئے۔ جیسا کہ ہم میں سے کوئی شخص اگر جمعہ کی رات یا لیلۃ القدر کو فوت ہو یا جمعہ اور عرفہ کے روز شہید ہو تو اس کی فضیلت سمجھی جاتی ہے۔ اس طرح یوم عاشورہ کو ان کی شہادت و فضیلت ہے، حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شہادت کی خبر دی۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے نانا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں جناب حسین کے ساتھ تھے میں گھر آئی تو دروازہ سے دیکھا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ان کے سینے پر کھیل رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں مٹی کا ٹکڑا ہے، اور رخساروں پر آپ کے آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے دیکھا کہ آپکے ہاتھ میں مٹی ہے اور یہ بچہ آپ کے سینے پر ہے اور آپ رو رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب یہ میرے سینے پر کھیل رہا تھا تو میں خوش ہوا، تو جبریل (علیہ السلام) میرے پاس آئے اور مجھے وہ مٹی پکڑائی جس پر حسین شہادت پائیں گے تو مجھے رونا آ گیا۔'' [1]

مقتل حسین رضی اللہ عنہ پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا خواب

یہ مشہور ہے کہ جس روز سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس روز خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں شیشی ہے اور وہ زمین سے کوئی چیز اٹھا کر شیشی میں جمع کر رہے ہیں۔ میں نے سوال کیا اللہ کے رسول یہ کیا ہے؟ فرمایا: ''آج میرا بیٹا حسین شہید ہو گیا اور میں اس کا خون زمین سے اٹھا کر شیشی میں اکٹھا کر رہا ہوں اور اللہ کے دربار میں یہ معاملہ اٹھاؤں گا۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیدار ہوئے تو واقعی اسی روز یہ واقعہ پیش آیا۔ [2]

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو ان کے گھر والوں نے انہیں ڈرایا اور وہ خود بھی گھبرائے جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی گھبراہٹ محسوس کی تو فرمایا:

سَأَمْضِي فَمَا فِي الْمَوتِ عَارٌ عَلَى الْفَتٰى
إِذَا مَانَوٰى حَقًّا وَحَارَبَ مُجْرِمَا
وَاسٰى الرِّجَالَ الصَّالِحِيْنَ بِنَفْسِهِ
وَخَالَفَ مَثْبُوْرًا وَوَافَقَ مُسْلِمَا

---

[1] احمد: ۳/ ۲٤۲؛ طبرانی: ۲۷٤٤؛ مجمع الزوائد: ۹/ ۱۹۰۔ [2] مسند احمد: ۱/ ۲٤۲؛ طبرانی: ۳/ ۱۱۰؛ دلائل النبوۃ للبیھقی: ۱/ ٤۷۱ بتصرف یسیر۔

وَجَاهَدَ فِي الرَّحْمَنِ حَقَّ جِهَادِهِ
كَفٰى بِكَ ذِلًّا أَنْ تَعِيْشَ فَتَغْرِمَا

''میں اپنے مشن پر جاری رہوں گا، نوجوان کے لیے کوئی عار نہیں جب وہ حق کی نیت کرے اور مجرم کے خلاف نبرد آزما ہو۔''

''صالحین کا ہمدرد مسلم کا حامی اور راہ ہلاکت کا مخالف ہو۔''

''رحمٰن کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرے، چٹی کی زندگی ذلت کے لیے کافی ہے۔''

جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کوفہ آئے تو فرزدق (شاعر کوفہ) ملا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا، ابوفراس، کوفہ کے حالات کیسے ہیں؟ اس نے کہا درست بتاؤں یا غلط؟ فرمایا مجھے سچ کی ضرورت ہے۔ اس نے کہا اے حسین رضی اللہ عنہ! کوفیوں کے دل تمہارے ساتھ اور تلواریں حکمران بنوامیہ کے ساتھ ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے درست تجزیہ کیا۔ لوگ مال کے غلام ہیں، دین ان کی زبانوں پر لپٹا ہوا ہے، اسے اس قدر استعمال کرتے ہیں جس سے ان کی معیشت درست ہو سکے۔ جب ابتلا و امتحان کا دور آتا ہے تو دیندار کم ہو جاتے ہیں، پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''ہمیں حالات سے باخبر شخص سے ہی واسطہ پڑا۔''

شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر ظاہر ہونے والی نشانیاں

حسن بصری کہتے ہیں کہ ہم نے آسمان پر سرخی صرف اس وقت دیکھی جب حضرت حسین شہید ہوئے۔ اور قسطنطنیہ کی دیوار پر یہ لکھا پایا گیا۔

أَتَرْجُوْ أُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا
شَفَاعَةَ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ

''جس امت نے حسین کو قتل کیا وہ روز جزا کو ان کے نانا کی شفاعت کی امیدوار کیسے ہو سکتی ہے؟''

یہ بھی مشہور ہے کہ شہادت حسین پر سات روز تک جنات نے نوحہ کیا یہ آواز سات

زمینوں کے نیچے بھی سنی گئی، اور تمام فرشتے اس واقعہ پر روئے۔

عجیب حکایت

حذاء بن رباح القاضی نے حکایت کی کہ میں نے کوفہ میں ایک نابینا شخص دیکھا جو قتل حسین رضی اللہ عنہ کے وقت وہاں موجود تھا، لوگ اس کے پاس آتے اور اس سے اس کی بینائی ختم ہونے کی وجہ پوچھتے، تو وہ بیان کرتا کہ میں شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے وقت موجود تھا، لیکن نہ میں نے تلوار ماری نہ تیر چلایا۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے میں گھر آیا اور عشاء کی نماز پڑھ کر سو گیا، خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا، اور کہا چلو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محراب میں غمگین، بازو کھلے ہوئے رخسار پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں۔ اور سامنے چمڑا بچھا ہوا جس پر غبار اور راکھ ہے۔ سامنے آگ کی تلوار لیے فرشتہ کھڑا ہے۔ میرے ساتھ نو ساتھی اور تھے اس نے ان سب کو قتل کر دیا۔ فرشتہ کی ضرب پر اس سے آگ کا شعلہ نکلتا، جب فرشتہ مارنے کے بعد کھڑا ہوتا وہ زندہ ہو جاتے اس طرح انہیں سات بار قتل کیا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا، میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ، اللہ کی قسم اس واقعہ میں نہ میں نے تلوار ماری نہ نیزہ، اور نہ ہی تیر چلایا میں کسی طور پر بھی اس میں شریک نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: "تو نے سچ کہا۔" مگر سیاہی ہر طرف پھیل گئی، میرے قریب ہو میں قریب ہوا تو ایک تھال حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خون سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے میری آنکھ میں وہ خون کا سرمہ لگایا میں بیدار ہوا تو نابینا تھا۔

قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ

فضل بن زبیر کہتے ہیں کہ میں سدی کے پاس بیٹھا تھا ایک شخص آیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا، اس سے گندھک کی بو آ رہی تھی۔ سدی نے اس سے پوچھا کیا تم گندھک کا کاروبار کرتے ہو؟۔ کہنے لگا نہیں، تو انہوں نے پوچھا پھر تجھ سے گندھک کی بو کیوں آ رہی ہے؟ اس نے بتایا کہ میں عمرو بن سعد کے لشکر کو لوہے کی میخیں فروخت کرتا تھا، جب حضرت حسین کی شہادت ہوئی، تو رات کو وہیں سویا تو میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت

علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اصحاب حسین رضی اللہ عنہ کے مقتولین کو پانی پلا رہے تھے۔ میں نے ان سے پانی مانگا تو انہوں نے انکار کر دیا انہوں نے فرمایا تو ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے ہماری مخالفین کی مدد کی۔ میں نے جواب دیا کہ میں تو صرف انہیں لوہے کے کیل فروخت کرتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے حکم دیا کہ اسے گندھک پلا دو۔ انہوں نے مجھے پیالہ دیا میں نے پی لیا مجھے تین روز تک پیشاب گندھک کا آتا رہا، پھر یہ تکلیف تو زائل ہوگئی مگر گندھک کی بو نہیں گئی۔ حضرت سعد نے اسے کہا، گندم کی روٹی استعمال کرو ہر قسم کی نباتات کھاؤ اور دریائے فرات کا پانی پیو، میرے خیال میں تمہیں جنت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب نہیں ہوگا۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کرنے والا

ایک آدمی کی حکایت ہے جو یوم عاشورہ کو قتل حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے وقت موجود تھا، بطور مزاح کہنے لگا اہل عراق جھوٹ کہتے ہیں۔ کہ جو بھی قتل حسین کے وقوعہ میں موجود تھا، وہ ابتلا میں واقع ضرور ہوا لیکن میں اس وقوعہ میں موجود تھا، رات کو چراغ درست کرنے کیلئے کھڑا ہوا، تو آگ کا ایک انگارا اس پر آ پڑا آگ بھڑک اٹھی اور وہ وہیں ہلاک ہو گیا۔

سلیمان بن عبدالملک کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے حسن سلوک

حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن عبدالملک نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے شفقت اور حسن سلوک کا معاملہ فرما رہے ہیں۔ انہوں نے اسکی تعبیر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھی، تو انھوں نے فرمایا شاید تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے کوئی احسان کیا ہو؟ اس نے جواب دیا جی ہاں، وہ اس طرح تھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کا سر یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے خزانہ میں رکھا گیا میں نے اسے پانچ قسم کا ریشم پہنا کر اپنے ساتھیوں سمیت اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اسے تکریم سے دفن کر دیا۔ حسن بصری نے بتایا کہ حضور اسی بنا پر تجھ سے راضی ہوئے ہیں۔ اب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اچھا برتاؤ کرو اور انعام و اکرام دو تمھیں ہمیشہ اشراف کے مقام و مرتبہ کا لحاظ کرنا چاہیے اگرچہ وہ اسراف بھی کریں۔

قتل حسین رضی اللہ عنہ کی روداد

امام ابن جوزی فرماتے ہیں، کہ میں نے ابی محمد عبداللہ بن محمد البلوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ’التعازی والعزاء‘ میں پڑھا، کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے شہادت کے وقت پانی مانگا تو انہوں نے انکار کردیا چنانچہ وہ پیاسے شہید ہوئے۔ جب وہ اللہ کے دربار میں پہنچے تو انہیں جنت کی شراب پلائی گئی۔ اور عمرو بن سعد نے آپ کا سرتن سے جدا کر دیا۔ اہل بیت کی عورتوں کو قیدی بنالیا گیا اور کھلے چہرے انہیں اسی طرح دمشق پہنچایا گیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سران کے درمیان نیزے پر لٹک رہا تھا۔ اگر کوئی عورت اسے دیکھ کر رونے کی کوشش کرتی تو محافظ انہیں کوڑے مارتا۔ غیر مسلم انہیں دیکھ کران پر تھوکتے۔ اسی طرح وہ یزید کے دروازے تک لائی گئیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو دروازے پر لٹکا کرارد گرد عورتوں کو بیٹھا دیا اور محافظ مقرر کر دیے کہ اگران میں سے کوئی روئے تو اسے تھپڑ رسید کرو۔ دن کے ۹ گھنٹے اس طرح سر سولی پر لٹکا رہا۔ امّ کلثوم نے اوپر سر اٹھایا تو حسین رضی اللہ عنہ کا سر دیکھ کر پکار اٹھی یا جدّ اہ، اے نانا جان، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تیرے حبیب حسین رضی اللہ عنہ کا سر سولی پر ہے پھر ساتھ ہی رو پڑی۔ تو ایک محافظ نے ہاتھ اٹھا کر زوردار تھپڑ رسید کیا جس سے مکمل چہرہ متاثر ہوا۔ لیکن اس کا ہاتھ اسی وقت شل (بے کار) ہو گیا۔ اسی کے بارے میں ازدی کہتا ہے:

لَقَدْ ضَلَّ قَوْمٌ اَصْبَحُوْا فِي تَلَدُّدٍ
سَبَايَا هُمْ فِي الْحَرْبِ اٰلُ مُحَمَّدٍ
كَمَا ضَلَّ سَعْيُ النَّاكِبِيْنَ بِعِجْلِهِمْ
فَأَعْقَبَهُمْ لَعْنًا بِدِيْنِ التَّهَوُّدِ
وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى بُشِّرَا بِمُحَمَّدٍ
عَلَيْهِ سَلَامُ اللّٰهِ مِنْ مُتَهَجِّدٍ
أَيَا أَئِمَّةَ الْاِسْلَامِ يَا أُمَّةَ الَّذِي
هَدَى اللّٰهُ مِنَّا بِالنَّبِيِّ كُلَّ مُهْتَدٍ
وَثُوِّبَ لِاَبْنَاءِ النَّبِيِّ فَلَوْ تَرٰى

بَنُو اللَّعْنِ اَذْعَنُوا لَهُمْ بِالتَّهَدُّدِ
بِسُوْقِ دَمِشْقٍ يَبْصُقُونَ وُجُوْهَهُمْ
فِدَاءٌ لَهَا نَفْسِي وَمَا مَلَكَتْ يَدِي
فَمَا جَرَى دَمْعِي يَا حَبِيْبِي بِنَاصِبٍ
وَلَا زَنْدُوُدِّيْ لِلْحُسَيْنِ بِمَصْلَدِ

''قوم ایسے معرکے میں نامراد رہی جس میں آل محمد ﷺ قیدی بنائے گئے۔''

''جیسے کہ بچھڑے کی پرستش کی وجہ سے یہود نامراد رہے۔ یہودیت اختیار کرنے پر ان کے پیچھے لعنت لگادی گئی۔''

''موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام، محمد ﷺ کی بہشت کی بشارت دے گئے، آپ پر اللہ کا سلام ہر عبادت گزار کی طرف سے۔''

''اے دختر اسلام! اے اس نبی ﷺ کی دختر! جس کی وجہ سے ہم میں سے ہر متلاشی حق کو منزل مقصود ملی۔''

''فرزندان نبی ﷺ کو تو اس کا اجر عطا کیا گیا اگر یہ ملعون یہود خیال کرتے ہیں کہ یہ ان کی سرزنش ہوئی ہے۔''

''یہ جان و مال ان پر فدا ہو جب کہ دمشق میں بازاروں میں ان پر تھوکا جا رہا تھا۔''

''اے میرے حبیب! حسین کی یاد میں نہ بہنے والے آنسو خشک ہوئے نہ سینے کی سوزش ماند پڑی۔''

عمر بن اللیث کی خواہش

مشہور ہے کہ عمرو بن اللیث کے سامنے اس کا لشکر پیش کیا گیا، اس کے سامنے بارہ ہزار سونے کے ستون رکھے جاتے ہر ستون کے نیچے جاہ و جلال والا بارعب جرنیل ہوتا، ہر جرنیل کے ماتحت ایک ہزار شہسوار ہوتا، اس عظیم لشکر کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور دل میں کہنے لگا۔ کاش میں سیدنا حسین رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے وقت ان کے

ساتھیوں کے ساتھ ہوتا تو جان، مال اور جاہ وحشمت فدا کر دیتا۔ کسی نیک آدمی نے خواب میں رسول ﷺ کو دیکھا تو فرمایا، عمرو بن اللیث سے کہہ دو، تمہاری نیت اور قول کے بدلے اللہ نے ثواب جزیل عطا فرمایا ہے۔ جب اس شخص نے عمرو بن اللیث کو آ کر یہ خواب بتایا تو وہ خوشی سے رو پڑا۔

عاشورہ کے فضائل

یوم عاشورہ کے فضائل میں سے کچھ وہ ہیں جو وہب بن منبہ نے ذکر کیے۔ وھب بن منبہ نے بیان کیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام پر انگوٹھی عاشورہ کے دن نازل کی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو جنت میں بسایا اور انہیں عزت و وقار کی انگوٹھی پہنائی۔ اور فرمایا اے آدم! یہ میرے عہد کی انگوٹھی ہے۔ اے آدم! اگر تم نے میرے عہد کو بھلا دیا تو میں یہ انگوٹھی تم سے اتار کر اس نبی کو پہنا دوں گا جو میرا عہد نہیں بھولے گا۔ اور اسے تیری خلافت کا وارث قرار دوں گا۔ حضرت آدم گھبرا گئے اور عرض کی اے اللہ! وہ کون ہے؟ جس کو تو میری خلافت کا وارث بنائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرا فرزند سلیمان علیہ السلام، میں اس کو تکبر سے محفوظ رکھوں گا۔ اور وہ ایک مثال ہوں گے تیری اولاد میں سے ان سرکش لوگوں کے لیے جو زمین میں فساد بپا کریں گے اور زمین میں اپنے آپ کو بادشاہ کہلائیں گے۔

آدم علیہ السلام نے وہ انگوٹھی پکڑ کر پہن لی۔ اس کے نور سے جنت کے درخت روشن ہو گئے اسے دیکھ کر جنت کی حوریں مسکرائیں، محافظین جنت اس کی چمک سے تعجب کرتے ہوئے جھکے جا رہے ہیں۔ اس کے حسن و جمال پر مائل ہیں۔ وہ اللہ پاک جس نے سیدنا آدم علیہ السلام کو عزت و کرامت اور اپنے لیے چننے سے نوازا، حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی، اور عہد فراموش ہو گیا۔ تو ساتھ ہی انگوٹھی اڑ گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام حیران و پریشان رہ گئے، سکون و اطمینان غارت ہو گیا یہاں تک کہ ارکان عرش میں سے ایک رکن سے پناہ لی۔ اور اللہ نے انگوٹھی کو بولنے کی قوت عطا کی۔ اس نے کہا، اے اللہ! میرے مالک! یہ آدم علیہ السلام کہ تو نے مجھے ان کی وجہ سے پاک کیا تھا، اور عزت دی تھی اور مجھے اہل طہارت

کے لیے ہی بنایا، لیکن آدم علیہ السلام نے مجھے چھوڑ دیا۔ اللہ جل جلالہ فرمائیں گے، ٹھر جاؤ، تمہیں امان ملے گی، ہم تمہیں اس کے سپرد کریں گے جو تکبر سے محفوظ ہوگا، اور تیری وجہ سے اسے یہ عزت ملے گی کہ ان کے بعد تیرا کوئی اور مالک نہیں بن سکے گا۔ جب اللہ نے سلیمان علیہ السلام کو خلافت وحکومت سے نوازا، اور اپنے بندوں پر اپنی قدرت وطاقت دکھانا چاہی تو یہ انگوٹھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا کی۔ یہ انگوٹھی عاشورہ کے دن جمعتہ المبارک کی صبح کو نازل فرمائی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام محراب میں عبادت میں مصروف تھے ان کے پیچھے بارہ خاندان تھے، ہر خاندان میں بارہ ہزار تورات زبور کے عالم، حکیم، قاضی، اور قاری تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام زبور کی تلاوت میں مصروف تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آواز دی۔ السلام علیک یا سلیمان علیہ السلام، اللہ کی طرف سے تحفہ قبول کیجیے اور یہ انگوٹھی پہن لیجیے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ رب العالمین کے سامنے سجدہ شکر کیا اور جو لوگ ان کے پیچھے تھے وہ بھی سجدہ ریز ہو گئے۔ اور صبح سے شام تک اللہ کی حمد و تعظیم کرتے ہوئے سجدہ میں پڑے رہے۔ سجدہ سے سر اٹھا کر کرسی پر براجمان ہوئے اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر انگوٹھی دکھائی تو وہ بجلی کی طرح روشن تھی۔ آپ نے لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا، اس انگوٹھی میں اللہ نے میری سلطنت، عزت اور تمام جہانوں پر میری فضیلت کو سمیٹ دیا ہے۔ اور یہ اطاعت کی انگوٹھی ہے، اسے صاحب عزت، متقی اور پرہیز گار آدمی ہی چھوئے گا۔ سب لوگوں نے بیک آواز کہا کہ آپ ہی صاحب عزت، متقی، اور پرہیز گار اور امین ہیں۔ ہم نے آپ کی اطاعت قبول کر لی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی چار سطور پر مشتمل تھی۔ بالترتیب ہر سطر پر یہ عبارت رقم تھی۔

۱۔ اَنَا اللّٰہُ لَمْ اَزَلْ

۲۔ اَنَا اللّٰہُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

۳۔ اَنَا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ لَاعَزِیْزَ غَیْرِیْ وَعَزِیْزَ مَنْ أَلْبَسْتُہٗ اِیَّاہُ

۴۔ آیت الکرسی لکھی ہوئی تھی اور اس کے گرد "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ" درج تھا۔ حضرت سلیمان کی انگوٹھی کا حلیہ ایسا تھا۔

قیدی کی نجات

حکایت کی گئی ہے، کہ ایک مسلمان قیدی کافروں کے قبضہ میں تھا جس پر وہ بے پناہ ظلم ڈھاتے تھے۔ جب عاشورہ کا دن آیا تو اس نے دعا کی اے اللہ! اس روز کی حرمت کی وجہ سے مجھے نجات دے دے۔ اللہ نے اس پر رحم کیا اور کافروں کے دلوں میں نرمی ڈال دی، انہوں نے اس کو رہا کر دیا۔ اور یہ بھی حکایت ہے کہ ایک قیدی عاشورہ کے دن کافروں کی جیل سے بھاگ نکلا، کافروں نے اس کا تعاقب کیا۔ جب اس نے اپنے پیچھے گھڑ سواروں کو دیکھا اور اسے یقین ہو گیا کہ وہ اب پکڑا جائے گا۔ تو آسمان کی طرف منہ اٹھا کر اس نے یہ دعا کی، میرے اللہ، آقا و مولیٰ! اس دن کی حرمت کیوجہ سے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے نجات دے اور میری حفاظت فرما۔ اللہ نے کافروں کو اندھا کر دیا اور وہ نجات پا گیا۔ اس کے بعد وہ بیس سال تک زندہ رہا مگر اسے کھانے پینے کی حاجت نہ رہی۔ اللہ تم پر رحم فرمائے یوم عاشورہ کی قدر کرو اس کی فضیلت میں رغبت کرو، اللہ ہمیں اس سے محروم نہ کرے۔ ہماری گزشتہ خطائیں اور گناہ معاف فرمائے ہمارے عیوب و نقائص پر پردہ پوشی کرے۔ آمین۔

پیاری دعائیں

① اے اللہ! جس طرح یوم عاشورہ کو آدم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی، ہماری دعا بھی قبول فرما، جس طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنوں سے نجات دلائی ہمیں بھی خلاصی عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں بھی رفعت سے نواز جس طرح ادریس علیہ السلام کو بلند مقام پر سرفراز فرمایا۔ اے اللہ! ہمیں اپنی ناراضگی سے پناہ دے اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت کے ذریعہ گناہ سے نجات دے۔ ابلیس کی طرح ہمیں اپنی رحمت سے دور نہ کر۔

② اے اللہ! ہمیں شہادت اور سخاوت دے جس طرح ہابیل (فرزند آدم) کو عطا کی، اے اللہ! ہمیں اپنے دوستوں کی صف میں شامل فرما جس طرح حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو کیا۔ اے اللہ! ہمارے لیے آخرت کی آگ ٹھنڈی فرما دے جس طرح ابراہیم علیہ السلام کے لیے نمرود کی آگ ٹھنڈی کر دی اور ہمارے دشمنوں کو اس طرح ہلاک کر دے جس طرح

موسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کو دریا میں غرق کیا۔

③ اے اللہ! ہمیں ذاتی خواہشات اور شہوات کے طوفان سے بچا اور دنیا میں ہم پر سکینت اور اطمینان نازل فرما۔

اے اللہ! ہم سے بلاؤں اور مصائب کو ٹال دے، اندھاپن اور حیرانی کے بعد دلوں کی بصیرت لوٹا دے۔

اے اللہ! جیسے تو نے ہمیں دنیا کی جیل سے نکالا اور اپنی دائمی حکومت کے ذریعے عزت دی اور تقوی کی جو طہارت و پاکیزگی ہم سے چھوٹ گئی اسے واپس لوٹا۔

اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے ہمارے گزشتہ اور آئندہ آنے والے، ظاہرو باطن اور وہ گناہ جن سے تو ہم سے زیادہ واقف ہے سب معاف فرما۔

④ اے اللہ! تو سہارا ہے جس کا کوئی سہارا نہیں، تو ذخیرہ ہے جس کا کوئی ذخیرہ نہیں، تو تحفظ ہے جس کا کوئی بچاؤ نہیں، تو ناصر ہے جس کا کوئی مددگار نہیں۔ اے عارفین کے قلوب کی تائید کرنے والے! اے متوکلین کی راہوں کی استراحت! اے خائفین کی مجالس کے گواہ! اے خطا کاروں کی لغزشوں کو معاف کرنے والے! اے ارحم الرّاحمین! ہماری دعاؤں کو قبول فرما۔ تیرے ہاں جو خیر ہے ہمارے شر کی بنا پر اس سے محروم نہ فرما۔

⑤ اے اللہ! ہمیں ان میں شامل فرما جن پر تیری رحمت شامل حال ہوئی اور تیری معافی ان تک پہنچی۔ اے ذوالجلال والاکرام ہمارے سابقہ گناہوں اور اعمال میں کوتاہیوں کو اپنی رحمت کے ساتھ احسان کے وعدوں میں شامل فرما۔

⑥ اے اللہ! گناہ اور معصیت کے حال میں جس طرح تو نے عافیت اور پردہ پوشی کے ذریعہ ہم پر احسان فرمایا ایسے ہی عجز و مسکنت کی حالت میں ہمیں رحمت و مغفرت سے محروم نہ کر۔ مولا و آقا! دنیا کی تنہائی میں ہم پر رحم فرما، موت کی شدت میں ہم پر ترس کر، اور لحد قبر کی وحشت میں انس عطا فرما۔ اپنے سامنے حاضری کی ذلت کے وقت رحم کرنا۔ اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہماری خطاؤں کو معاف فرما۔ اے اللہ! ہم پر رضا و شفقت کی نگاہ رکھ، رسوائی اور ناقدانہ نگاہ سے پناہ دے۔

⑦ اے اللہ! ہمیں ان میں شامل نہ فرما جن سے تو نے نظر التفات پھیر لی، عفو کو مٹا دیا توبہ کا دروازہ بند کر دیا، ان سے حفظ و سلامتی کے اسباب ہٹا لیے، دلوں پر مہر لگا دی، گناہوں کی وجہ سے اندھا کر دیا، اور انہیں اپنی جانوں کے سپرد کر دیا۔ اے اللہ! تو ہر شے پر قادر ہے۔ اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی اور عذاب سے نجات دے۔

⑧ اے اللہ، آقا و مولیٰ! ہمیں آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی اپنے نفس کے سپرد نہ کرنا۔ ہماری حفاظت فرما، جو عطا کیا اس کی نگہداشت فرما۔ جو دیا اس میں برکت فرما، مخلوق کے کسی فرد کو ہم پر غلبہ و تسلط نہ دینا۔ اے ارحم الرّاحمین، اے اللہ! سہولت کی راہیں آسان فرما اور تنگی سے محفوظ فرما۔ اے اللہ! تجھ سے تیرا فضل، عطا، برکت اور پاکیزہ رزق مانگتے ہیں۔ اے اللہ! صراط مستقیم کی ہدایت دے۔ تقویٰ کے ذریعہ تحفظ دے، ایسی مغفرت جو دنیا و آخرت میں تحفظ دے۔

⑨ اے اللہ! اس مقام پر مغفرت کے بغیر گناہ نہ چھوڑ، ادائیگی کے بغیر قرضہ نہ ہو۔ ہر غم سے نجات دے، ہر مریض کو شفا دے، ہر دور رہنے والے کو قریب کر دے۔ دنیا و آخرت کی ہر ضرورت جس میں ہماری اصلاح اور تیری رضا ہے اسے پورا کر دے۔ اے اللہ! قرضداروں کے قرض اتار، غمزدہ، پریشان حال لوگوں کو خوشحال فرما۔ خشکی اور سمندر کے تمام مسافروں کے مقدر میں سلامتی لکھ۔ محسنین کو اچھی جزا دے۔

⑩ اے اللہ! ہماری پیشانیاں تیرے قبضہ میں، دل تیرے ہاتھ میں، تو ہمارے پلٹنے، ٹھہرنے، راز اور سرگوشیوں سے واقف ہے۔ ہمارا انجام اور انتہا تیری طرف۔ اپنی عزت کے ساتھ بندوں کے اوپر ہے۔ تو خالق ہم مخلوق ہیں۔ تو مالک ہم مملوک ہیں۔ تو رب اور ہم غلام ہیں۔ تو غنی اور ہم فقراء ہیں۔ ہماری دعائیں سن، ہمارے سوال اور رغبت کی امید کو قطع نہ کر، یہ تیرے لیے آسان ہے۔ أَنْتَ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ۔

سولھویں نشست

فرمان الٰہی ﴿ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾

کی تفسیر کا بیان

مؤمن کا دل

اللہ تبارک وتعالیٰ، مولیٰ بصیر وسمیع نے اطاعت گزار، مؤمن بندے کے دل اور جو کچھ اس میں ایمان اور قرآن کی معرفت ہے اس کی مثال مالک رحمٰن کے نور سے دی ہے۔ خالق کائنات نے فرمایا ﴿ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ [1] مراد ہے کہ جل جلالہ کے نور سے تمام مخلوق جو آسمان وزمین میں ہے راہ پاتی ہے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿ مَثَلُ نُوْرِهٖ ﴾ یعنی ''وہ نور جو مؤمن کے دل میں ہے۔''

یہ جمہور مفسرین کا قول ہے ((كَمِشْكٰوةٍ)) یعنی مومن کا دل، مشکوۃ ہے اور مشکوٰۃ اس طاق کو کہا جاتا ہے جس کا سوراخ نہ ہو، اگر طاق بغیر سوراخ والا ہو اور اس میں شیشے والا قمقمہ ہو تو نور ضم ہو کر ایک مقام پر جمع ہو جائے گا، اور اس کے پھیلنے کے لیے راستہ نہ ہو گا اس وقت طاقچہ بھی زیادہ روشن ہو گا، بنسبت اس کے کہ طاقچہ اگر سوراخ والا ہو۔ (زجاجۃ کو اس وقت تک قندیل کا نام نہیں دیا جا سکتا جب تک اس میں چراغ روشن نہ ہو) یہ اللہ کی طرف سے قلب مؤمن کے وصف میں انتہائی مبالغہ ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے مختلف اقسام کی مخلوق بنائی۔ اور معرفت وایمان کے انوار بندے کے دل میں رکھے، تو انسان نے اللہ کے نور سے دیکھا اور استدلال کیا۔ اور زمین وآسمان کی خلقت میں فکر کی، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت پر غور کیا۔ جب انسان اس مقام پر پہنچا اور اس کے دل میں خوف جاگزیں ہوا، اس وقت وہ قرآن واحکام کا پیروکار بن گیا۔ گناہوں اور فحش کاموں سے اجتناب کرنے لگا، یہ اس نور کی وجہ سے ہے جو خالق علام نے اس کے

[1] ۲٤/ النور: ۳۵۔

دل میں رکھا۔ اس قسم کے لوگوں کی اللہ نے اپنی کتاب عزیز میں تعریف کی ہے۔

فرمان الٰہی:

﴿ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴾ [1]

''زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں، رات اور دن کے باری باری سے آنے میں، ہوشمند لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔''

پھر ان کی خوبی بیان کی کہ وہ غور وفکر اور سوچ وبچار والے ہیں، اور فرمایا:

﴿ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ [2]

''جو اٹھتے، بیٹھے اور لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور آسمان وزمین کی ساخت میں غور وفکر کرتے ہیں۔''

جب اللہ تعالیٰ نے نور ایمان انکے دلوں میں رکھ دیا تو انہوں نے یقین کر لیا کہ اللہ ہی نے آسمان وزمین، رات دن، اور سورج وچاند بنائے، اب انہوں نے نور ہدایت سے یہ بھی جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ اس لیے بنایا کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ مخالفت ونافرمانی نہ ہو، اور اس سے بھی واقف ہو گئے کہ جنت اطاعت گزار کی اور جہنم نافرمان کی جزا ہے۔ اب انہوں نے اپنے دل اس فکر میں لگا دیے۔ اب ان کی نگاہیں اللہ کی پیدا کردہ چیزوں میں نظر عبرت سے گردش کرنے لگیں، اب ان میں سے کوئی بھی منکرات کا ارتکاب نہیں کرے گا اور طاعات کو ضائع نہیں کرے گا۔

نور سے مراد ہدایت

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ نور سے مراد ہدایت کا نور ہے نہ کہ روشنی اور شعاعوں کا نور، اللہ کا وصف کسی رنگ سے متعین ہو سکتا اور نہ ہی اس کی ذات کو کسی بادشاہ اور انسان

---

[1] ۳/ آل عمران: ۱۹۰۔ [2] ۳/ آل عمران: ۱۹۱۔

سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ اس کی مثل کوئی شے نہیں، وہ سمیع اور بصیر ہے۔ اسی طرح دیگر علما کا خیال ہے کہ یہ محمد ﷺ کے نور ہدایت کی مثال ہے۔ جس کے ذریعے اللہ نے مؤمنوں کو ہدایت بخشی اور انہیں ہلاکتوں کے مقامات سے بچایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے ذریعے بندوں پر رحم فرمایا: اور انہیں جہنم جیسے برے مقام سے بچایا۔ اور نور جنت کی اقتدا واجب کر کے ان پر عظیم احسان فرمایا۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فِيهَا مِصْبَاحٌ﴾ یعنی چراغ ﴿الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۖ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ﴾ [1] ''چراغ ایک فانوس میں ہو، فانوس کا حال یہ ہو جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا، اور وہ چراغ زیتون کے ایک ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ شرقی ہو نہ غربی۔''

اللہ تعالیٰ نے فانوس کی انتہائی سفیدی اور چمک کو روشن ستارے سے تشبیہ دی۔ اس چراغ کو روشن کرنے والا اعلیٰ تیل اس زیتون کے درخت سے لیا گیا جو نہ شرقی ہے نہ غربی ہے۔ وہ درخت پورا دن سورج کی زد میں نہیں رہتا کہ دھوپ کی حرارت اسے جلا کر رکھ دے اور نہ ہی سارا دن سائے کے نیچے رہتا ہے کہ سائے کی ٹھنڈک سے اسے نقصان ہو۔ دن کا کچھ حصہ اس پر دھوپ ہوتی ہے، اس اعتبار سے وہ شرقی بھی اور غربی بھی۔ اگر کوئی درخت اس خوبی کا حامل ہو تو اس سے حاصل ہونے والا تیل عمدہ چمکدار اور روشن ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ﴾ [2]

''جس کا تیل آپ ہی آپ بھڑ کا پھرتا ہو چاہے آگ اس کو نہ لگے۔''

وہ انتہائی شفاف ہونے کی وجہ سے بغیر جلانے کے خود ہی روشن ہے۔

یہاں تک بات مکمل ہے۔ پھر آغاز کلام اس طرح ہوا ﴿نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ﴾ یعنی چراغ کے نور کا عکس شیشے کے نور پر اور مزید تیل کا شفاف ہونا، یہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٌ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے نیکوکار مؤمنین کے دلوں کی مثال دی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

[1] ٢٤/ النور:٣٥۔ [2] ٢٤/ النور:٣٥۔

﴿ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ﴾ ❶

''کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے وہ اپنے رب کی طرف سے ایک روشنی پر چل رہا ہے۔''

نور ہدایت جب دل میں داخل ہوتا ہے تو اس میں وسعت اور انشراح پیدا ہوتا ہے ضلالت و معصیت کے اسباب زائل ہو جاتے ہیں۔ اس وقت اعضاء میں ان اعمال کا ذکر ہوتا ہے جو جنت کو واجب کرنے والے اور اللہ کی ناراضگی کو زائل کرنے والے ہیں۔ اس کا انحصار دل پر ہے۔ اور دل جسم کا بادشاہ ہے۔ جب وہ درست ہو جاتا ہے تو مکمل جسم درست ہوتا ہے۔ جب دل فاسد ہوتا ہے تو مکمل جسم فاسد ہو جاتا ہے۔ دل کی اصلاح نور ایمان اور نظر رحمٰن سے ہوتی ہے۔ اور دل کا فساد، نافرمانی کی تاریکی اور شیطان کے وسوسے سے ہوتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب تک وہ درست ہوتا ہے تو مکمل جسم درست اور جب وہ فاسد ہوتا ہے تو مکمل جسم فاسد ہو جاتا ہے۔ خبردار وہ دل ہے۔'' ❷

زیتون کا درخت

فرمان الٰہی ہے:

﴿ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴾ ❸

''تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آ گئی ہے اور ایک حق نما کتاب......''

اور اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴾ ❹

''ہم نے تمہاری طرف ایسی روشنی بھیجی ہے جو تمہیں صاف صاف راستہ بتانے والی ہے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

❶ ٣٩/ الزمر: ٢٢۔ ❷ بخاري: ٥٢؛ مسلم: ١٥٩٤۔
❸ ٥/ المائدة: ١٥۔ ❹ ٤/ النساء: ١٧٥۔

﴿ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ﴾ ❶

''مگر اس روح کو ہم نے ایک روشنی بنا دیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں۔''

اور فرمان الٰہی:

﴿ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ﴾ ❷

''وہ درخت شرقیہ بھی نہیں (کہ سورج کی دھوپ مکمل دن اس پر رہے اور اسے جلا دے) اور نہ ہی وہ غربیہ ہے (کہ سایہ مکمل دن اس پر چھایا رہے)۔''

اور یہ درخت اعلیٰ ترین قسم کا ہوتا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے وصف اور ان پر جو نور (قرآن مجید) نازل کیا ہے اس کی مثال دی ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے درخت کی دھوپ اور سایہ سے حفاظت کی اس طرح تحریف و بہتان، قرآن مجید کی حفاظت زیادتی اور نقصان سے فرمائی۔ اللہ نے قرآن مجید کی حفاظت کا خود ذمہ اٹھایا، اگر قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری ہمارے سپرد ہوتی تو اس میں تحریف اور تبدیلی ضرور ہو جاتی جس طرح سابقہ آسمانی کتابوں میں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ﴾ ❸

''کیونکہ انہیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا، اور وہ اس پر گواہ تھے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے متعلق فرمایا:

﴿ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ﴾ ❹

''(وہ یہودی) الفاظ کو ان کے محل سے پھیر دیتے ہیں اور وہ بھول گئے اکثر حصہ جو یاد دلائے گئے۔''

اور مزید اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

❶ ٤٢/ الشوریٰ: ٥٢۔ ❷ ٢٤/ النور: ٣٥۔
❸ ٥/ المائدۃ: ٤٤۔ ❹ ٥/ المائدۃ: ١٣۔

﴿ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ۚ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ﴾ [1]

''ہلاکت تباہی ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کا نوشتہ لکھتے ہیں۔ پھر لوگوں سے کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے۔''

اللہ نے ہمیں قرآن میں یہ خبر دی:

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ ۝ ﴾ [2]

''بے شک ہم نے قرآن اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

جس کی حفاظت وہ زبردست ذات فرمائے تو اس میں کمی بیشی، اور تحریف اور بہتان کیسے ممکن ہے؟

ہماری کتاب کی حفاظت رب جلیل نے فرمائی، تو وہ تحریف و تبدل سے محفوظ رہی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کی حفاظت و عصمت کا ذمہ خود اٹھایا اور اپنے پیغمبر کی قدم قدم پر راہنمائی فرمائی اور انہیں دشمنوں سے بچایا۔

قرآن مجید میں اللہ نے اپنے نبی کی عصمت کا وعدہ اس طرح فرمایا:

﴿ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ [3]

''اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچانے والے ہیں۔''

اور اپنے نبی کی ہدایت و راہنمائی کے متعلق فرمایا:

﴿ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ ﴾ [4]

اور اللہ تم کو سیدھا راستہ دکھائے۔''

ہمارے مولیٰ نے ہمیں محمد ﷺ کے متعلق بتایا، کہ انہیں صراط مستقیم کی راہنمائی فرمائی، شیطان رجیم سے پناہ دی، اللہ مالک رحمٰن نے شرک و کفران اور عوج و بہتان سے ان کی حفاظت فرمائی، اور قرآن مجید میں انہیں حکم ہوا:

---

[1] ٢/ البقرة: ٧٩۔ [2] ١٥/ الحجر: ٩۔

[3] ٥/ المائدة: ٦٧۔ [4] ٤٨/ الفتح: ٢۔

﴿قُلْ إِنَّنِي هَدٰنِي رَبِّيٓ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۚ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ ❶

''اے محمد! کہہ دو میرے رب نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے، بالکل ٹھیک دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں ابراہیم کا طریقہ جس کو یکسو ہو کر اس نے تیار کیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کی راہنمائی فرمائی حق کی طرف، اور انہیں دقیق علوم سکھائے جن کا ان کو پہلے علم نہ تھا۔ پھر انہوں نے ان کی رسالت کا حق ادا کیا بغیر کوتاہی اور مذمت کے، زیادتی اور ملامت کے، اللہ حی قیوم نے نبی صادق ﷺ کے متعلق بتایا، کہ انہوں نے اللہ کی کتاب پہنچانے کا حق ادا کیا۔ اور فرمایا: ﴿فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ أَنْتَ بِمَلُومٍ﴾ ❷

''پس اے نبی ان سے رخ پھیر لو تم پر کچھ ملامت نہیں۔''

رب جبار نے ہمیں بتایا کہ اس نے اپنے نبی مختار ﷺ کو حکم دیا، رسالت کو پہنچانے کا تاکہ مؤمن کو آگ سے نجات دلائیں۔ چنانچہ فرمایا:

﴿يٰٓأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ ❸

اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو تبلیغ کا حکم دیا اور ان کے متعلق یہ بھی خبر دی کہ انہوں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور اپنے نبی ﷺ کی حفاظت کے بعد مؤمنین کے دلوں کی حفاظت کی بھی ضمانت دی۔ اور فرمایا:

﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ﴾ ❹

''یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی غلبہ حاصل نہیں ہوگا۔''

اب مؤمن بھی اللہ کی عصمت و حفاظت میں ہو گئے۔ یہ اس وقت ہوا جب ہدایت کا نور مؤمن کے دل میں داخل ہو گیا۔ پھر اللہ عزیز الحکیم نے یہ مثال اپنے نبی صادق امین ﷺ

❶ ٦/ الانعام: ١٦١۔ ❷ ٥١/ الذاريات: ٥٤۔
❸ ٥/ المائدة: ٦٧۔ ❹ ١٧/ الاسراء: ٦٥۔

اور قرآن مبین کے لیے بیان فرمائی:

﴿ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۙ﴾ ❶

''اللہ تعالیٰ لوگوں کو مثالوں سے بات سمجھاتا ہے، اور وہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔''

اللہ تعالیٰ خوب واقف ہیں ہر اس سے جو ہو چکا جو ہوگا اور جو نہیں ہوا اور ہوگا۔ اور جو ہوگا وہ کیسے ہوگا؟ اب نور والی آیت کے بعد اللہ نے اگلی آیت میں ان مؤمنین کا ذکر فرمایا جو ادائے صلوۃ پر ہمیشگی کرتے ہیں، اور مساجد میں ہر گھڑی، ہر وقت اللہ کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں، اور رب الارض والسموات کی سزا سے ڈرتے بھی ہیں۔

چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ﴾ ❷

''اس کے نور کی طرف ہدایت پانے والے، ان گھروں میں پائے جاتے ہیں جنہیں بلند کرنے کا اور جن میں اپنے نام کی یاد کی اللہ نے اجازت دی ہے۔ ان میں ایسے لوگ صبح وشام اس کی تسبیح کرتے ہیں۔''

ان مساجد میں اللہ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات کا ذکر ہوتا ہے، ان میں جھوٹ، بہتان غیبت و نافرمانی، اور زبان پر بدخوئی کا ذکر نہیں ہوتا۔ اللہ نے مساجد، قرآن وسنت کے لیے بنائی، اللہ کے ذکر کے لیے اور عبادت الٰہی کے لیے، ان میں بے ہودہ اور غلط بات کا تذکرہ نہ ہوگا ان میں صرف عزیز الحکیم کی ادائیگی فرض کا ذکر ہوگا۔

مساجد، اللہ کے ذکر کے لیے

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم دیکھو کہ مساجد میں اللہ کے ذکر کے بغیر آوازیں بلند ہونا شروع ہو جائیں، ان کے ساتھ مت بیٹھو۔ اللہ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں۔'' ❸

❶ ٢٤/ النور: ٣٥۔ ❷ ٢٤/ النور: ٣٦۔

❸ المعجم الكبير للطبراني: ١٠٤٥٢ بتصرف يسير۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسجدوں میں دنیا کا تذکرہ اور اس کے متعلق آوازیں بلند ہوں گی تو فرشتے کھڑے ہو کر کہیں گے اللہ کے دشمنو! خاموش ہو جاؤ تم پر اللہ کی لعنت ہو۔''

اور فرمان الٰہی ﴿ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ ﴾ کا معنی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ نے اپنی کتاب مبین میں نازل فرمایا، اور جو کچھ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا اس کا تذکرہ ہو، کیونکہ پیغمبر کا حکم بھی شریعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ ﴾ [1] ''اور جو کچھ رسول تمہیں دے دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے، اس سے رک جاؤ۔''

محمد ﷺ نے ہمیں ہر جگہ فضول کلام سے منع فرمایا ہے اگر مساجد کے علاوہ بھی فضول کلام بندوں کے لیے وبال ہے تو مساجد میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ ہر قسم کی گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے۔

برا کلمہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان بعض مرتبہ ایک کلمہ ادا کرتا ہے تو اس کی بنا پر جہنم میں اتنا دور جا گرتا ہے جس قدر مشرق و مغرب کا فاصلہ ہے۔'' [2]

ادھر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مساجد تعمیر کرنے والے مؤمنین کی تعریف کی اور قرآن مجید میں انہیں سراہا ہے۔ اور ان کے لیے ایمان کو واجب قرار دیا:

﴿ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ ﴾ [3]

''اللہ کی مسجدوں کے آباد کار تو وہی ہو سکتے ہیں جو اللہ اور روز آخر پر ایمان لائیں اور نماز قائم کریں، زکوۃ دیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ آواز دیں گے کہاں ہیں میرے پڑوسی؟ فرشتے تعجب سے پوچھیں گے، اے اللہ! تیرے پڑوسی کون ہو سکتے ہیں؟

[1] ٥٩/ الحشر:٧۔ [2] اخرجه البخاری:٦٤٧٧۔ [3] ٩/ التوبة:١٨۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے، کہاں ہیں مسجدیں آباد کرنے والے۔''

یحییٰ بن معاذ نے میدان عرفات میں یہ اشعار پڑھے:

اِلَیْكَ جِئْنَا وَاَنْتَ جِئْتَ بِنَا
وَلَیْسَ شَیْءٌ سِوَاكَ یُغْنِیْنَا
فَنَاكَ رَحْبٌ وَأَنْتَ ذُوْكَرَمٍ
تَدْعُوْ إِلَی بَابِكَ الْمَسَاكِیْنَا

''ہم تیری طرف آئے اور تو ہی ہمیں کھینچ لایا تیرے سوا کوئی چیز کافی نہیں۔''
''تو صاحب کریم تیرا صحن کھلا اور تو اپنے دروازے کی طرف مساکین کو بلاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴾ [1]

''وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور نظریں الٹ جائیں گی۔''

یعنی دل قیامت کے روز حقیقی معاملہ کو پہچان لیں گے، تو اب وہ پلٹنا چاہیں گے سابقہ حالت سے، اس سے قبل وہ یوم الحساب کے متعلق کفر وشک میں تھے، دوبارہ اٹھنے، ثواب وعقاب، نعیم وعذاب کے بارے میں متردد تھے۔ اس طرح نگاہوں کے لیے جو کچھ اوجھل تھا اب وہ سامنے اور ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَقَدْ كُنْتَ فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ ﴾ [2]

''اس چیز کی طرف سے تو غفلت میں تھا، ہم نے وہ پردہ ہٹا دیا جو تیرے آگے پڑا ہوا تھا، اور آج تیری نگاہ خوب تیز ہے۔''

آنکھوں کے پھرنے کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے، کہ نگاہیں سرمئی کی بجائے نیلگوں، بصارت کی بجائے اندھی ہوں گی۔ اور چہرے کی سفیدی اور چمک سیاہی میں بدل جائے

[1] ٢٤/ النور:٣٧۔ [2] ٥٠/ ق:٢٢۔

گی، اور اس طرح دل شک سے یقین کی طرف، امن سے خوف کی طرف مبتلا ہو گا۔ پھر وہ قیامت کے دن پر یقین نہیں کریں گے جب تک اس کا معائنہ نہ کر لیں، عذاب کی تصدیق نہیں کریں گے جب تک اس کا مشاہدہ نہ کر لیں۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کی مثال بیان کی:

﴿ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِیْعَةٍ یَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۚ ﴾ [1]

''جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے دشت بے آب میں سراب کہ پیاسا اس کو پانی سمجھے ہوئے تھا۔''

وہ اسے دور سے دیکھتا ہے، ﴿ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَهٗ لَمْ یَجِدْهُ شَیْـًٔا ﴾ [2] ''مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا۔''

اس طرح دنیا میں کافر جو اعمال کرتا ہے وہ اپنے خیال میں انہیں نفع مند سمجھتا ہے، لیکن اس کے الٹ وہ اس کے لیے حسرت و وبال بن کر سامنے آتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کفر و نفاق کی وجہ سے ان کو باطل کر دیا ان کے اثرات ختم کر دیے۔ وہ اعمال اللہ کی رضا کے لیے نہ تھے، اعمال وہی نفع مند ہیں جو خالص اللہ کی رضا کے لیے کیے جائیں۔ کافر اور منافق کو عمل کرتے وقت اللہ کی رضا مطلوب نہیں ہوتی۔ اللہ کی پناہ کفر و نفاق سے، ایمان کے بعد زوالِ نعمت سے، احسان کے بعد قطع رحمی اور حرمان سے، اعمال کے چھوڑنے اور نقصان سے، عزت کے ترک اور ہوان (رسوائی) کی اتباع سے، مولیٰ کریم کی صحبت کے ترک اور صحبت شیطان سے۔ پھر اللہ جل جلالہ نے (سورۃ نور میں) ان عظیم لوگوں کی تعریف و تحسین کی جو مساجد میں تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے ہیں۔ ارشاد ہوا ﴿ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا ﴾ مسجد میں اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ﴿ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾ [3] ''صبح و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کر دیتی۔''

وہ ذات کس قدر عظیم اور بابرکت ہے کہ اگر ہم اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیں تو لاتعداد نعمتوں کو چھوڑ کر صرف اسلام جیسی عظیم نعمت کی جزا نہیں دے سکتے، چاہے ہم کانٹوں اور گرم

---

[1] ٢٤/ النور:٣٩۔ [2] ٢٤/ النور:٣٩۔ [3] ٢٤/ النور:٣٦، ٣٧۔

پتھروں پر طویل عرصہ سجدہ ریز رہیں۔ اسی طرح محمد ﷺ کی بعثت کا احسان بھی عظیم تر ہے جس کا بدلہ ناممکن ہے۔ وہ سب سے بہتر نبی ﷺ اور کریم ہیں، جو جمیع احکام میں ہمارے شاہد ہیں، اللہ نے اس امت کو قیامت کے ہولناک منظر میں تمام لوگوں پر گواہ بنایا۔ جب ان پر یہ نعمت اللہ تعالیٰ کے کثیر انعامات کا ایک حصہ ہے، تو ان کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے کیسے غافل کر سکتی ہے؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ جو انہوں نے تجارت کی وہ بہت ہی نفع بخش ہے۔ ان کے اوصاف و خصائل اہل خرد کے ہاں واضح ہیں۔ ان کی تعریف دنیا میں خوشبو کی طرح پھیلی ہوئی، اور جھنڈوں کی طرح وہ لوگوں میں مشہور و معروف ہیں۔ ان ہی کی وجہ سے بارش طلب کی جاتی ہے، ان ہی میں سے ذہین اور سعادت مند لوگ جنم لیتے ہیں۔ جو ایسے لوگوں سے مقابلہ کرے گا وہ ناکام ہوگا، جو ان سے جنگ کرے گا وہ پسپا ہو جائے گا۔

ان ہی کی دعا کی بنا پر بادل برستا ہے۔ وہ دردوں کی دوا اور بیماریوں کی شفا ہیں۔ مغلوب شخص ان ہی کی وجہ سے چھٹکارا پاتا ہے۔ انہی کی وجہ سے اللہ بلائیں دور کرتا ہے۔ دلوں کے اندھیروں کو زائل کرتا ہے۔ انہی کی اقتدا سے گناہوں سے چھٹکارا، خطاؤں اور مصیبتوں سے نجات ہوتی ہے۔ برے افعال اور عیوب سے کنارہ کشی ہوتی ہے۔ ان کی وجہ سے مولیٰ کی رحمت اور محبوب کی منزل تک پہنچا جاتا ہے۔ انہی عظیم لوگوں کے بارے میں شاعر نے کہا:

وَرَبِّكَ لَوْ اَبْصَرْتَ يَوْمًا تَتَابَعَتْ
عَزَائِمُهُمْ حَتّٰى لَقَدْ بَلَغُوا الْجُهْدَا
لَأَبْصَرْتَ قَوْمًا جَانَبُوا النَّوْمَ وَارْتَدُوا
بِأَرْدِيَةِ التَّسْهَادِ وَاسْتَقْرَبُوا الْبُعْدَا
وَصَامُوْا نَهَارًا دَائِمًا ثُمَّ أَفْطَرُوْا
عَلٰى بُلُغِ الْأَقْوَاتِ وَاسْتَعْمَلُوا الْكَدَّا
أُولٰئِكَ قَوْمٌ حَسَّنَ اللّٰهُ فِعْلَهُمْ

وَأَوْرَثَهُمْ مِنْ حُسْنِ فِعْلِهِمُ الْخُلْدَا

''اللہ کی قسم! اگر کسی روز ان کو دیکھنے کا موقعہ ملے تو ان کے عزائم لگا تار چلتے ہوئے جدو جہد کی انتہا کو پہنچ گئے۔''

''تمہیں ایسی جفا کش قوم نظر آئے گی جو بیداری کی چادریں اوڑھ کر نیند سے کنارہ کش ہوگئی اور دور منزل کو قریب کر لیا۔''

''دن کو لگا تار روزے رکھے اور معمولی خوراک پر افطار کر کے محنت میں لگے رہے۔''

''یہ ہی وہ قوم ہے جس کے کردار کو اللہ نے سراہا ہے اور ان کی حسن کارکردگی کی بنا پر انہیں جنت دارالخلد عطا کیا۔''

ایسے عظیم لوگ ان کے دل ملکوت میں سرگرداں ہیں، عظمت و جبروت کی فکر میں منہمک ہیں، ہمیشہ رہنے والے کی عبادت پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ ان کے دلوں پر آخرت کے غم چھائے ہوئے ہیں، اپنے نفوس وابدان کو عبادت میں تھکا کر خوف وحزن کی قمیصیں زیب تن کیے ہوئے ہیں۔ اپنے مولیٰ کی طرف اس طرح رجوع کرتے ہیں جس طرح پیاسا پانی کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ دائیں ہاتھ میں جام تھام کر مشروب وصال پیتے رہے۔ انہوں نے سید المرسلین ﷺ کی اتباع کی اور صالحین کی اقتدا کی، مؤمنین کی سیرت کو اپنایا، ہدایت اور دین کے راستے پر ڈٹے رہے، ایسے عظیم لوگ جنہوں نے محبت و الفت کا جام پیا، اور پردے ان کے لیے ہٹ گئے، تو انہوں نے اپنے دلوں میں مالک الملک کے خوف کی آگ جلائی۔ وعید کے خوف نے ان کے دلوں کو بے قرار کر دیا۔ مسلسل غور وفکر نے ان کے جسموں کو نڈھال کر دیا۔ یہ عظیم لوگ فحش، گناہوں اور طعام وشراب کی لذتوں سے کنارہ کش رہے، ان کی رات قیام میں دن روزہ میں بسر ہوتے ہیں۔ اور وہ متلاشیان رضا ذو الجلال والاکرام ہیں۔ جن کی آنکھوں نے بیداری کا سرمہ ڈالا، اور آنکھیں جھکی رہیں جس طرف دیکھنا منع تھا۔ ذہن فکر میں مشغول رہے، اور دل عبرتوں میں لگے رہے۔ اپنے وطنوں سے بے قرار ہو کر رحمٰن کی مسجدوں سے چمٹ گئے، ان کے دل علوم قرآن میں گردش کرنے

لگے۔ اللہ کے وعدوں اور خوشخبریوں میں منہمک ہو گئے۔

کسی شاعر نے کہا:

اِخْتَصَمَ الطَّرْفُ مَعَ فُؤَادِی
فِیَّ وَصَارَ إِلٰی عِنَادِ
فَقَالَ طَرْفِیْ أَنَا ابْتُلِیْتُ
بِطُوْلِ لَیْلِیْ وَبِالسُّهَادِ
وَقَالَ قَلْبِیْ أَنَا الْمُقْلَا
بِالْکُرَبِ الصَّعْبَةِ الشِّدَادِ
فَقَالَ جِسْمِیْ قَتَلْتُمَانِی
أَنَا الَّذِی ذُبْتُ فِی الْجِهَادِ

"آنکھ اور دل جھگڑ پڑے اور ضد و عناد پر اتر آئے۔"
آنکھ نے کہا یہ میرا کارنامہ ہے کہ طویل راتیں بیداری میں گزار دیں۔"
"دل نے کہا میں شدید درد و الم اور غموں میں مبتلا رہا جسم نے کہا تم دونوں نے مجھے قتل کیا اور میں جہاد میں کام آیا۔"

درویش منش زاہد

ایسے عظیم افراد جن کے اوصاف اللہ نے بیان کیے، عبادت کرتے ہوئے ان کے جسم نحیف ہو گئے۔ حسن جاتا رہا رنگ بدل گئے، جہنم و عذاب کے خوف سے اور نعمت و جنت کے شوق سے، انہوں نے حسن عمل سے قرآن کا ساتھ نبھایا، لمبی امنگوں کے فریب میں مبتلا نہیں ہوئے۔ موت کے منظر کو آنکھوں کے سامنے رکھا، ان کی نظریں بلند و بالا مقام کی طرف لگی رہیں۔ اور ان کے نفوس مالک اعلیٰ و اجل کی ذات کے شوق مندر ہے۔ تم دیکھو گے وہ ایسی قوم ہیں کہ کتاب اللہ کی تلاوت میں مشغول، کانپتے لب، تر آنسو، بے چین سانسیں اور آہیں، نحیف جسم، کھوئی ہوئی عقلیں، اللہ جل جلالہ کی عظمت میں سرگرداں۔ جنہیں دیکھ کر کسی شاعر نے کہا:

لِـلّٰـهِ قَوْمٌ شَرَوْا لِلّٰهِ أَنْفُسَهُمْ
فَـأَتْعَبُوْهَـا بِزَجْرِ اللّٰهِ أَزْمَانَا
أَمَّـا النَّهَـارُ فَقَدْ وَافُوْا صِيَامَهُمْ
وَفِي الظَّلَامِ تَرَاهُمْ فِيْهِ رُهْبَانَا
أَبْدَانُهُمْ أَتْعَبَتْ فِي اللّٰهِ أَنْفُسَهُمْ
وَأَنْفُسٌ أَتْعَبَتْ فِي اللّٰهِ أَبْدَانَا
ذَابَتْ لُحُوْمُهُمْ خَوْفَ الْعَذَابِ غَدًا
وَقَطَّعُوا اللَّيْلَ تَسْبِيْحًا وَقُرْاٰنَا

''اللہ اس قوم کا بھلا کرے جنہوں نے اللہ کے لیے اپنے نفوس فروخت کر دیے، طویل عرصہ تک اللہ کی ڈانٹ سے ڈرتے ہوئے انہیں عبادت میں تھکایا۔''

''دن کا استقبال روزے سے کیا، اور رات کی تاریکی میں راہب بن گئے۔''

''اللہ کی راہ میں اجسام نے روحوں اور روحوں نے اجسام کو تھکا دیا۔''

''ان کے گوشت کل کے عذاب کے خوف سے پگھل گئے۔ اور انہوں نے راتیں تسبیح اور تلاوت قرآن میں گزار دیں۔''

ایسے عظیم افراد نگاہ اٹھاتے ہیں تو عبرت کی، خاموش ہوں تو غور وفکر میں، ابتلا آئے تو اِنَّـا لِـلّٰه پڑھتے ہیں کوئی جہالت کا مظاہرہ کرے تو بردباری دکھاتے ہیں، علم سے آراستہ ہوں تو تواضع دکھاتے ہیں اعمال میں رفق ومتانت دکھاتے ہیں۔ جب ان سے سوال کیا جائے تو آنے والے کے لیے معاون ورفیق، قصد کرنے والے کے لیے فضیلت ومرتبت، سچے حلیف، بہترین پناہ گاہ کتاب وسنت پر عمل کیا، حکمت وصواب سے کلام کی، یوم الحساب سے قبل اپنا محاسبہ کیا، رب الارباب کی سزا کا خوف رکھا۔ وہ لوگ جنہوں نے آہ و بکا کو معمول بنایا، دنیا میں قلیل پر راضی ہو گئے، آخرت کی طرف جانے کا یقین کر لیا مالک جلیل کے ثواب وجزا میں رغبت کی، دائمی بہترین نعمت کی طرف شوق مند ہوئے قرآن وسنت کو

مضبوطی سے تھام لیا۔ شک وشبہ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا، ترش رو ثقیل دن کی ہولناکی اور طویل خوفناک منظر سے ڈرتے رہے۔ ایسے لوگ جب رب کریم کے دربار میں پہنچیں گے تو منظر یہ ہوگا۔

حَتَّـــى إِذَا جَــــاوَزُوْا دَارَالسَّلَامِ
قَـدْ اَبْـدَى لَهُـمْ وَجَهَــهُ الــرَّحْـمٰنُ
خَـرُّوا سُـجُـودًا فَـنَــادَاهُـمْ بِعِزَّتِـهٖ
اِنِّـىْ رَضِيْـتُ بِـكُـمْ قُـرْبًـا وَجِيْرَانًـا
إِنِّـىْ خَـلَـقْـتُ لَـكُـمْ دَارَالنَّعِيْمِ فَلَا
تَـرَوْنَ بُـؤْسًــا وَلَا تَـخْشَـوْنَ أَحْزَانًا
هَـذَا الـنَّـعِيْـمُ الَّـذِىْ لَا يَنْقَضِى أَبَدًا
وَلَا تُــغَـيِّـــرُهُ الْاَزْمَـــانُ أَلْـوَانَــا
وَهُـوَ الْـجَـزَاءُ لَـكُمْ مِنِّى عَلَى عَمَلٍ
اَخْـلَـصْـتُـمُوْهُ وَلِـنْتُـمْ فِــى اِخْوَانَـا

”جب وہ دارالسلام (جنت) سے گزریں گے اور رحمٰن کے چہرے کا ظہور ہوگا۔“
”تو وہ فوراً سجدہ میں گر جائیں گے اللہ فرمائیں گے میں تمہارے پڑوس اور قرب پر راضی ہوں۔“
”دارالنعیم تمہارے لیے تیار، تنگی وترشی کا ڈر نہ خوف وحزن۔“
”یہ انعامات کبھی نہ ختم ہونے والے ادوار کا گزرنا ان میں تغیر پیدا نہیں کر سکتا ہے۔“
”یہ میری طرف سے تمہارے خالص اعمال کی جزا ہے اور تم میری وجہ سے باہمی بھائی رہے۔“
یہ عظیم لوگ سلامتی کے سفینہ میں سوار ہوئے، استقامت کی ہوائیں لے کر چلتے

رہے۔ندامت اور ہلاکت کے سمندر طے کرتے رہے۔قیامت کی ہولنا کیوں سے بچ کر دارالمقامہ (جنت) کا نصیب لے گئے۔عزت کے ستونوں سے لنگر انداز ہوئے۔

امت کے بہترین اشخاص

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے بہترین لوگ ملائے اعلیٰ میں بلند درجات کے مالک ہوں گے۔'' [1] یہ لوگ اللہ کی رحمت کی وسعت سے ظاہری طور پر مسکرائے اور باطن میں خوف الٰہی سے روتے رہے۔صبح وشام اس کے پاکیزہ گھروں میں رغبت وخوف سے زبانوں پر ذکر جاری رہا۔اپنے ہاتھ پھیلائے اس سے سوال کرتے رہے۔ان کے دل مولیٰ کی طرف صبح وشام مشتاق رہے۔لوگوں پر ان کا بوجھ نہ ہونے کے برابر اور بذات خود بھاری اور وزنی ہیں۔زمین پر چیونٹی کی طرح بغیر تکبر کے آہستہ آہستہ چلتے ہیں۔نہ ناز ونخرہ ہے نہ فخر وغرور،سکنیت اور وقار سے چلتے ہیں۔اللہ کی قربت کے لیے اعمال صالحہ کا وسیلہ پکڑتے ہیں۔ پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس،رحمٰن کی عبادت کرتے ہیں،قرآن کی تلاوت کرتے ہیں،عذاب نیران سے ڈرتے ہیں،ویل واحزان کے دن کا خوف رکھتے ہیں۔شک و بہتان سے اجتناب کرتے ہیں۔اللہ کی تدبیر سے بےخوف نہیں، موتوں کے حادثہ میں گہری فکر رکھنے والے آئندہ غیب میں پیش آمدہ امور سے خوف وڈر رکھنے والے،یہ خوف ان کی مرغوبات اور ان کے درمیان حائل ہوگیا۔اب وہ خاتمہ کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ کیسے ہوگا؟ یہ اللہ کے اولیا الصالحون، ﴿ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ [2] ''یہ اللہ کا گروہ ہے یقیناً اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔''

یہ عظیم لوگ جن کا ملجاو ماؤی مساجد ہیں،اللہ جل جلالہ ان کا مولیٰ ومعبود ہے،انہوں نے باز پرس اور حساب کے ڈر سے گناہ ترک کردیے۔اطاعت اور حسن اعمال کی طرف جلدی کی،گمراہی،بےہودہ،اور غلط راہ سے پرہیز کیا،ہر باطل پرست اور سرکش کی راہ سے کنارہ کش ہوگئے۔رب ذوالجلال کی سزا سے ڈر گئے۔اور صرف اس روز کے لیے عمل کیے

---

[1] مستدرك حاكم: ٣/ ١٧؛ الدر المنثور: ٤/ ٧٣ امام ذہبی کہتے ہیں یہ روایت عجیب اور منکر ہے۔

[2] ٥٨/ المجادلة: ٢٢۔

جس میں نہ بیع نہ خلال (دوستی)

کسی شاعر نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:

لِلّٰـــهِ قَـوْمٌ اَخْـلَـصُـوْا فِـى حُبِّـهٖ
اِخْتَـــصَّهُـــمْ وَرَضَــى بِهِــمْ خُـدَّامَــا
قَـوْمٌ اِذَا هَـــجَـــمَ الـظَّلَامُ عَـلَيهِـمْ
قَـــامُـوْا فَـكَـــانُـوْا سُـجَّدًا وَقِـيَـامَـا
يَتَـــلَـــذَّذُوْنَ بِـــذِكْـــرِهٖ فِـى لَيْـلِهِـمْ
وَنَهَـــارُهُـــمْ لَا يَـفْـتَـرُوْنَ صِـيَـــامَـــا
خُـمْـصَ الْبُـطُـوْنِ مِنَ الْحَرَامِ أَعِفَّةً
لَا يَـعْـرِفُـونَ سِـوَى الْـحَلَالِ طَعَامًا
فَسَيَـفْـرَحُـوْنَ بِـوُرُوْدِحَوْضِ مُحَمَّدٍ
وَسَيَـكُـوْنُ مِـنَ الْـجَـنَـانِ خِيَامَـا

''اللہ اس قوم کا بھلا کرے جنہوں نے صرف اللہ کی محبت کو خالص رکھا، ا
نے بھی انہیں ممتاز کیا اوران خادمین پر اظہار رضا کیا۔''

''ایسی پسندیدہ قوم رات کی تاریکی میں سجدہ اور قیام کرنے والی۔''

''رات کو اس کے ذکر کی لذت میں اور دن کو روزہ رکھنے والی۔''

''حرام سے اجتناب کرنے والے رزق حلال کے علاوہ کسی طعام سے
آشنا نہ ہونے کی وجہ سے ان کے پیٹ ہلکے ہیں۔''

''حوض کوثر پر وارد ہو کر خوش ہوں گے اور جنت میں ان کا خیمہ ہوگا۔''

ایسے عظیم لوگ جنہوں نے دنیا سے مکمل کنارہ کشی کی، اور اسے مکمل تبدیل کر دیا، اور اللہ کے عہد کے بدلے متاع قلیل کا سودا نہیں کیا۔ یہ بات ان کے پیش نظر ہے کہ ان کے پیچھے ایک سخت بھاری دن ہے۔ اور ان کے آگے موت کا عظیم حادثہ ہے۔ ان کی آنکھیں او ردل رونے اور آہ و بکا میں تبدیل ہو گئے۔ جب انہوں نے اپنے مولیٰ سے سنا کہ وہ فرماتے

ہیں:﴿ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴾ ❶ ”اللہ کا وعدہ تو پورا ہو کر ہی رہنا ہے۔“

وہ لوگ جنہوں نے راتیں اور دن غور و فکر میں گزار دیں، سخت ترش رو دن کی ہولنا کی سے ڈر گئے۔ اللہ جل جلالہ کے خوف سے دل ڈھل گئے، عنقریب وہ خطرناک گھبراہٹ سے جلد نجات پائیں گے۔ آرام دہ اور پرسکون جنت میں بشیر و نذیر نبی ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا۔ ان کے دل ذکر رحمٰن سے مطمئن، انہوں نے گناہوں سے اجتناب اور اطاعت کی پابندی کی، اپنی زبانوں کی حفاظت کی عیب و بہتان سے، اور اتباع کی سنت اور احکام قرآن کی اور دھوکہ باز شیطان کے فریب میں نہ آئے، نیکی میں زیادتی کے خواہشمند اور نقصان پر راضی نہ ہوئے۔ اللہ جبار نے ان کو جنت رضوان کا بدلہ دیا۔ اور انہیں ناز وں والی حسین حوروں سے لطف اندوز فرمایا، گویا کہ وہ یاقوت و مرجان ہیں، اللہ نے ہمیں محکم قرآن میں وہ تمام خبریں دے دیں جوان پر سخاوت و احسان فرمایا۔ فرمایا:﴿ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴾ ❷

دنیا میں بندے کا احسان لا الہ الا اللہ کا اقرار اور آخرت میں اللہ کا احسان جنت ہے۔ جس نے اللہ جل جلالہ کی رضا کو اچھے انداز میں اپنایا اللہ آخرت میں اسے راضی کر کے بدلہ دیں گے۔ رضا کا بدلہ رضا، یہ جزا کی انتہا اور عطا کی اخیر ہے۔

مؤمنین کی صفت

ایک مرتبہ نبی ﷺ نے مؤمنین کی ایک جماعت سے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: ہم مومن ہیں، پوچھا تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ابتلا میں صبر، خوشحالی میں شکر اور قضا و قدر کے مواقع میں رضا کا اظہار کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کعبہ کے رب کی قسم! تم واقعی مؤمن ہو۔“ ❸

یہ بھی حکیمانہ قول ہے کہ انسان خود اپنے ظاہر و باطن کا رقیب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر رقیب ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

---

❶ ۷۳/ المزمل:۱۸۔ ❷ ۵۵/ الرحمن:۶۰۔

❸ المعجم الكبير للطبراني:۱۱/ ۱۵۳؛ مجمع الزوائد:۱/ ۵۴ بتصرف يسير۔

﴿ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ ﴾ ❶

''پھر کیا وہ جو ایک ایک متنفس کی کمائی پر نظر رکھتا ہے۔''

اے بندے! ظاہر و باطن، حرکات و سکنات میں اللہ کو اپنے اوپر نگران سمجھو اور یہ بات تیرے علم میں ہو کہ وہ تیرا نگہبان اور رقیب ہے۔ تو اپنے قریب شخص سے تو حیا کرتا ہے مگر وہ ذات جو تیری شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اس سے حیا و شرم کیوں نہیں کرتا؟ دنیا میں محبوب ترین مقامات، مساجد و محراب ہیں، ان میں تیرے شریک فرشتے، نبی، صدیقین اور شہداء ہیں، اور یہ رفاقت بہت اچھی ہے۔ دنیا میں مذموم اور ناپسندیدہ اشیاء، پیٹ، شرمگاہ بیت الخلا اور کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ ہے، اور ان مقامات میں ہمارے شریک، یہود، نصاریٰ، مجوسی، مشرکین، زندیق وغیرہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دعوت دیتے ہیں ﴿ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ ﴾ ❷

اور تم اس کی دعوت کو ٹھکراتے ہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بطور شفقت فرماتے ہیں۔ اے میرے بندے! دنیا میں گناہ نہ کر، بندہ کہتا ہے کہ میں ضرور گناہ کروں گا پھر اللہ کریم فرماتے ہیں، اچھا گناہ کے بعد میری طرف رجوع کر میں تیری خطاؤں کے باوجود تجھ پر رحمت کروں گا۔ بندہ جواب دیتا ہے کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ میرا اہل وعیال ہے، مجھے پیٹ اور شرم گاہ لگے ہوئے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں: ''اے بندے! اپنے مقام پر صبر کرو، میں تمہیں دوں گا۔'' بندہ پوچھتا ہے اے اللہ! کیا دو گے؟ فرمایا، بھوک، تنگ، فقر، مرض، بندہ کہتا ہے مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ پھر جب بندہ ان میں سے کسی ایک حالت میں مبتلا ہو جاتا ہے، پھر اللہ سے دعا کرتا ہے، چیختا چلاتا ہے۔ اس بے کسی کو دیکھ کر فرشتوں کو رحم آتا ہے، تو وہ عرض کرتے ہیں اے اللہ! تو اس بندے کی دعا کیوں قبول نہیں کرتا؟ اس پر رحم کیوں نہیں کرتا؟ اللہ عزوجل فرمائیں گے، کہ عنقریب میرا بندہ میری تعریف کرے گا تب میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔ بندہ کہتا ہے ﴿ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ ﴾ ❸ ''اور وہ کہیں گے تعریف خدا ہی کے لیے ہے جس

---

❶ ۱۳/ الرعد:۳۳۔ ❷ ۱۰/ یونس:۲۵۔ ❸ ۷/ الاعراف:۴۳۔

نے ہمیں یہ راستہ دکھایا، ہم خود راہ نہ پا سکتے تھے اگر خدا ہماری رہنمائی نہ کرتا۔'' ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ﴾ [1] ''شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔''

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں کہ اب میرے بندے نے میری تعریف کی ہے، وہ دنیا میں مجھے کوستا رہا اور میرا شکوہ کرتا رہا۔ جس حالت میں اسے میں نے رکھا تھا وہ اس سے کہیں بہتر تھی جس کا وہ خود خواہشمند تھا۔ آج میں اس کے لیے جنت حلال کرتا ہوں، اور اسے جنت تک پہنچاتا ہوں، اسے اپنے قریب کرتا ہوں۔ اے میرے بندے! قریب ہو جا، اتنا کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اس سے بڑھ کر تمہیں میری زیارت اور میرے چہرے کا دیدار ہو گا۔ اے اللہ! ہمیں اپنے چہرہ انور کے دیدار سے محروم نہ کرنا اور اپنی رحمت سے جنت نعیم میں داخل فرما۔ آمین یا رب العالمین۔

[1] ۳۵/ فاطر: ۳٤۔

سترھویں نشست
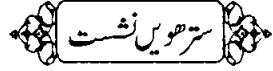
فرمان الٰہی

﴿ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ ﴾ [1]

اللہ کے محبوب بندو! اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں پر شفقت فرمائی، کہ انہیں دائمی رسوا کن عذاب سے بچانے کے لیے سید المرسلین ﷺ پر درود وسلام کا حکم دیا۔ ہمارے مولا اور آقا نبی ﷺ پر خود شرف وکرامت کے لیے اور فرشتے فضیلت و عظمت میں بلندی کے لیے درود وسلام بھیجیں۔ اور اپنے بندوں کو درود وسلام کا حکم محض اس لیے دیں کہ جنت میں ان کے لیے اعلیٰ مقام تیار کیا جائے۔ چنانچہ اللہ سمیع علیم نے فرمایا:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ ﴾ [2]

''اللہ اور اس کے ملائکہ نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو۔''

اہل اسلام کی جماعت! خیر الانام محمد ﷺ پر صلوۃ وسلام بھیجنے میں خوب محنت کرو، قوی امید ہے کہ قیامت کے روز ہمارے بارے میں ان کی سفارش قبول ہوگی۔

تاریخی روایت ہے، کہ قیامت کے روز ہر فرشتہ، نبی، ولی، محبوب، صدیق شہید، متقی اور سعید کی یہی آواز ہوگی کہ محمد ﷺ کی حرمت کی بنا پر ہمیں عذاب سے نجات دے۔ نبی پر درود وسلام کے وقت انسان جو بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا اللہ اس کی حاجت پوری کریں گے اور اس کے بدن، مال، اہل وعیال اور دین سے متعلقہ ستر بلائیں دور کریں گے، اور جنت میں اس کے ستر درجات بلند کریں گے۔ اے اللہ! محمد نبی المختار، سید الانبیاء والاسرار، زین المرسلین الاخیار ﷺ پر درود وسلام بھیج۔ اللہ نے پوری کائنات میں سے جہاں رات

[1] ۳۳/ الاحزاب:٥٦۔ [2] ۳۳/ الاحزاب:٥٦۔

کی تاریکی اور دن کی روشنی پھیلی ہوئی ہے انہیں اکرم و افضل بنایا ہے۔

کسی شاعر نے کہا:

صَلَّی الْاِلٰـهُ وَکُلُّ عَبْدٍ صَالِحٍ

وَالطَّیِّبُوْنَ عَلَی السِّرَاجِ الْوَاضِحِ

اَلْمُصْطَفٰی خَیْرُ الْاَنَامِ مُحَمَّدٌ

اَلطَّاهِرَ الْعَلَمِ الضِّیَاءُ اللَّائِحِ

زَیْنُ الْاَنَامِ الْمُرْتَضٰی عَلَمُ الْهُدٰی

الصَّادِقُ الْبَرُّ الْوَصِیُّ النَّاصِحِ

صَلّٰی عَلَیْهِ اللّٰهُ مَاهَبَّتْ صَبَا

وَتَجَاوَبَتْ وَرَقُ الْحَمَامِ التَّائِحِ

''اللہ تعالیٰ، پاکیزہ فرشتے اور ہر نیک شخص روشن روآفتابِ ہدایت پر صلوۃ بھیجے۔''

''تمام مخلوق سے بہتر برگزیدہ، پاکیزہ محمد ﷺ پر جن کا نور ہدایت واضح اور روشن ہے۔''

''محبوب کائنات اور اس کی زینت، ہدایت کے علم بردار، وفا و صداقت اور نصیحت کے پیکر ہیں۔''

''اللہ ان پر درود و سلام بھیجتا رہے جب تک بادِ صبا کے جھونکے رہیں اور درختوں پہ بولنے والے کبوتر کی صدا بازگشت سنائی دیتی رہے۔''

اس طرح بعض تاریخی روایات میں ہے کہ زمین کے جس ٹکڑے پر رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود پڑھا جائے اللہ اسے جنت کا ٹکرا بنا دیتے ہیں۔ اور درود و سلام بھیجنے والوں اور جہنم کے درمیان ایک مضبوط قلعہ بن جاتا ہے۔ اے مومنین اور مومنات کی جماعت! سید الابرار محمد ﷺ پر کثرت سے درود و سلام بھیج کر عذاب شدید سے بچاؤ کے لیے قلعہ بند ہو جاؤ۔

نبی ﷺ پر صلوۃ اور آپ کی شفاعت

نبی ﷺ نے فرمایا ''مجھ پر کثرت سے درود وسلام بھیجو میں اسی کے مطابق تمہاری سفارش کروں گا۔'' [1]

اللہ کے بندو! عذاب اور ویل سے تحفظ کے لیے اپنے نبی محمد ﷺ پر کثرت سے درود وسلام بھیجو۔

بعض تاریخی روایات میں ہے کہ عرش کے پائے پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔ جو میری رحمت کا مشتاق ہوگا میں اس پر رحم کروں گا۔ جو مجھ سے سوال کرے گا اسے عطا کروں گا۔ جس نے عظمت محمد ﷺ کے ذریعے میرا قرب حاصل کیا میں اس کے گناہ معاف کردوں گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

اے محمد ﷺ کی امت! اے احباب محمد ﷺ! جو کسی آفت میں گرفتار ہو ایا مصیبت میں گھر گیا وہ اپنے مولیٰ کے سامنے عجز وانکساری کرے اور محمد ﷺ پر درود پڑھ کر اللہ سے سوال کرے۔ اللہ کے ہاں ان کا مرتبہ عظیم ہے۔ اللہ کے بندو! اللہ العظیم پر ایمان لانے والو! محمد ﷺ کریم، سید، رؤف رحیم پر درود وسلام بھیجو، رب ذوالجلال تمہیں عذاب الیم سے نجات دے کر جنات الخلد والنعیم میں داخل کرے گا۔

جمعہ کے روز نبی ﷺ پر درود وسلام کی فضیلت

نبی ﷺ نے فرمایا ''جس نے مجھ پر جمعہ کے روز سو مرتبہ درود وسلام بھیجا اللہ اس کے اسّی سال کے گناہ معاف کردے گا۔'' [2]

اے مومنین اور مومنات کی جماعت! اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ پر ہر روز اور ہر وقت ہر گھڑی کثرت سے درود بھیجو، امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تمہیں آفات اور بلاؤں، عذاب اور سزاؤں سے خلاصی دے گا۔ اور جس روز آسمان وزمین تبدیل ہوں گے وہ تمہیں بلند باغات میں داخل کرے گا۔

---

[1] المستدرك للحاكم: ٢/ ٤٢١؛ مجمع الزوائد: ٢/ ٢٤٤ اس میں سفارش کا ذکر نہیں۔

[2] ان الفاظ سے ہمیں روایت نہیں ملی السنن الکبریٰ بیهقی: ٣/ ٢٤٩ میں سو مرتبہ درود پڑھنے اور اسی سال کے الفاظ کے علاوہ موجود ہے۔

امام شبلی نے حکایت کی کہ میرے پڑوس میں ایک شخص فوت ہو گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا اور اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا اے شبلی! میرے ساتھ بڑے بڑے ہولناک معاملات پیش آئے، جب مجھ سے سوال کیا گیا تو میری زبان لڑکھڑا گئی۔ میرے پاس دو فرشتے آئے ان میں سے ایک نے مجھے عذاب دینا چاہا، اچانک ایک خوبصورت وجیہ شکل اور حسین چہرے والا انسان درمیان میں حائل ہو گیا میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس کے بعد کہ وہ مجھے حجت و دلیل کا لقمہ بھی دے چکا تھا اس نے کہا میں وہ فرشتہ ہوں، اللہ نے جسے نبی ﷺ پر درود کے ثواب کے لیے پیدا کیا اور تم محمد ﷺ پر کثرت سے درود پڑھا کرتے تھے، اب میں تمہیں اللہ کے حکم سے تمام غموں سے نجات دلاؤں گا۔ اور آگ کے عذاب سے چھڑا کر اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک تمہیں اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل نہ کرا دوں۔ اللہ کے بندو! محمد ﷺ پر درود و سلام سے مت اکتاؤ جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ اور برے ٹھکانے سے نجات دے گا۔

کسی شاعر نے خوب کہا:

مَنْ كَانَ يَكْثُرُ بِالصَّلَاةِ
مُؤَمِّلاً فَضْلَ النَّبِيِّ
اَعْطَاهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ
عَوْنًا مِنَ اللُّطْفِ الْخَفِيِّ

''جو شخص کثرت سے درود و سلام بھیجتا ہے نبی ﷺ کی فضیلت کی امید کرتا ہوا۔''

''محمد ﷺ کا رب مخفی لطائف سے اسے مدد عطا کرے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اے موسیٰ اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے اتنا قریب ہو جاؤں جس قدر زبان کلام کے نزدیک ہے، نور بصارت آنکھ کے قریب ہے، قوت سمع کان کے قریب ہے تو میرے حبیب محمد ﷺ پر کثرت سے درود بھیجو۔

کسی شاعر نے خوب کہا:

صَـلَّی الْاِلٰـہُ عَـلٰـی الـنَّبِـیِّ مُحَمَّدٍ
خَیْـرُ الْاَنَـــامِ وَجَـــاءَہُ التَّـنْـزِیْـلُ
وَبِـفَـضْـلِـــهٖ نَـطَـقَ الْكِتَابُ وَبَیَّنَتْ
بِـــصِـــفَـاتِـــهِ التَّـوْرَاةُ وَالْاِنْـجِیْـلُ
ذَاكَ الـنَّبِـیُّ الْهَـاشِـمِـیُّ الْـمُصْطَفٰی
قَــدْ جَــاءَہُ التَّـرْفِیْـعُ وَالتَّـفْـضِیْـلُ
أَسْرٰی بِــهِ الْـمَـوْلٰـی إِلٰی اُفُقِ السَّمَـاءِ
فَــوْقَ الْبُـــرَاقِ وَعِـنْـدَہُ جِبْـرِیْـلُ

''اللہ تعالیٰ نبی محمد ﷺ پر رحمت بھیجیں جو کائنات سے افضل اور ان پر قرآن اترا۔''

''ان کی فضیلت پر قرآن ناطق ہے اور تورات وانجیل بھی ان کے اوصاف ومحامد کو واضح کر رہے ہیں۔''

''وہ بنو ہاشم سے تعلق رکھنے والے نبی مصطفیٰ جن پر رفعتیں اور فضائل ومناقب نچھاور ہیں۔''

''جنہیں مولیٰ، براق کے ذریعے آسمانوں پر لے گیا۔ جہاں جبریل امین موجود تھے۔''

عجیب دلچسپ واقعہ

محمد بن النعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے پاس تھے تو انصار کا ایک جوان نبی ﷺ کے پاس کسی کام کے لیے آیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھایا، پھر آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا شاید اس نوجوان کو یہاں بٹھانا آپ پر شاق گزرا ہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیوں نہیں اللہ کے رسول ﷺ میرے اور آپ کے درمیان کسی کا حائل ہونا یقیناً ناگواری کا موجب ہے۔

درود بھیجنے والے کی فضیلت اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر یہ نوجوان مجھ پر ایسا درود وسلام بھیجتا ہے کہ میری امت کا کوئی فرد ایسا نہیں بھیج سکا۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کن کلمات سے صلاۃ بھیجتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نوجوان کے کلمات یہ ہیں:

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَ بِالصَّلٰوةِ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ، وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ))

''اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت بھیج اس تعداد کے برابر جو درود بھیجنے والوں یا درود نہ بھیجنے والوں کی ہے۔ اور ایسے بھیج جیسا تجھے پسند اور محبوب ہے اور جیسے شان رسالت کے لائق ہے۔''

اے میرے بھائی! اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ رب العالمین اور حضرت محمد ﷺ کے نزدیک نبیوں کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مقام ہے پھر حضرت عمر، پھر عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کا بالترتیب درجہ و مقام ہے۔ ان کے بعد عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہ کا مرتبہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اس نوجوان کو اپنے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بیٹھنے کا شرف بخشا۔ کیونکہ اس درود وسلام کی بنا پر اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو الہام کیا اسی بنا پر حضور ﷺ نے اسے عزت بخشی، صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

مومن جنات کی حکایت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے یہ حکایت اسے مزید تقویت بخشنے والی ہے۔ جو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ میں ایک (سابق) پادری کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں آباء واجداد کے مذہب کو چھوڑ کر اسلام کی طرف راغب کس نے کیا؟

اس نے جواب دیا مجھے اس سے بہتر مذہب مل گیا۔ میں نے پوچھا وہ کیسے تو اس نے پورا قصہ سنایا، کہ میں سمندر کا سفر کر رہا تھا کہ جب ہم درمیان میں پہنچے تو کشتی ٹوٹ گئی تو میں ایک لکڑی کے تختے پر سوار ہو گیا۔ اب پانی کی موجیں مجھے دھکیلتی ہوئی ایک جزیرہ میں لے گئیں۔ جس میں بہت سے درخت تھے جن کے پھل شہد سے میٹھے، مکھن سے زیادہ ملائم اور ساتھ ہی شیریں پانی کی نہر جاری تھی۔ میں نے اللہ کی تعریف کی کہ پھل کھاتا رہوں، پانی پیتا رہوں، یہاں تک کہ اللہ نجات کا راستہ نکال دیں گے۔ جب سورج غروب ہوا، مجھے جانوروں سے خوف محسوس ہوا تو میں ایک درخت پر چڑھ کر ایک شاخ پر سو گیا۔ جب آدھی رات ہوئی تو پانی کی سطح پر ایک جانور اللہ کی تسبیح کر رہا ہے اور یہ کلمات کہہ رہا ہے: ((لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِيُّ الْمُخْتَارُ، اَبُوْبَكْرٍ صَاحِبُهٗ فِي الْغَارِ، عُمَرُ الْفَارُوْقُ مِفْتَاحُ الْاَمْصَارِ، عُثْمَانُ الْقَتِيْلُ فِي الدَّارِ، عَلِيٌّ سَيْفُ اللّٰهِ عَلَى الْكُفَّارِ۔ فَعَلٰى مُبْغِضِيْهِمْ لَعْنَةُ الْجَبَّارِ وَمَاْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْقَرَارِ)) ”اے اللہ! آپ غالب جبار ہیں، محمد نبی ﷺ مختار ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار کے ساتھی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملکوں کی کنجی ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں شہید ہونے والے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کفار کے خلاف اللہ کی تلوار ہیں، ان صحابہ سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، ان کا ٹھکانہ جہنم جو برا مقام ہے۔“ فجر تک وہ یہ کلمات بار بار دہراتا رہا، پھر اس نے کہا، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس کا وعدہ اور وعید دونوں سچے ہیں، محمد ﷺ رشد و ہدایت والے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدھی راہ کے لیے توفیق دیئے ہوئے ہیں، عمر رضی اللہ عنہ لوہے کی فصیل ہیں، عثمان قتیل شہید ہیں، علی طاقتور اور شدید ہیں، ان سے بغض رکھنے والے پر رب مجید کی لعنت۔ جب وہ پانی سے باہر خشکی پر آیا تو اس کا سر شتر مرغ کا، چہرہ انسان کا، ٹانگیں اونٹ کی اور دم مچھلی کی طرح تھی۔ میں نے ہلاکت کے ڈر سے اس کے آگے بھاگنا شروع کر دیا۔ اس نے ٹھہر کر مجھ سے پوچھا تمہارا دین کیا ہے؟ میں نے کہا نصرانیت۔ اس نے کہا افسوس دین حنیف قبول کر لو تم مؤمن جنات کے علاقہ میں پہنچ چکے ہو یہاں سے مسلمان کے علاوہ کوئی بچ کر نہیں جا سکتا۔ میں نے پوچھا اسلام کیسے قبول

کروں؟اس نے کہا تَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ میں نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ پھر اس نے کہا اپنے اسلام کی تکمیل کرو خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم پر رحمت کی دعا کرو۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ تمہارے پاس اسلام کا یہ پیغام کون لے کر آیا؟ اس نے کہا، ہماری قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی انہوں نے آپ سے یہ سنا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو جنت عام فہم لہجے اور روانی کے ساتھ پکارے گی، اے اللہ! تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ میری بنیادوں کو مضبوط کرے گا۔ اللہ جل جلالہ فرمائیں گے۔ میں نے تیری بنیادوں کو مضبوط بنا دیا ہے سیدنا ابو بکر، عمر و عثمان اور علی (رضی اللہ عنہم) کی وجہ سے اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ تجھے زینت بخشی ہے۔ پھر اس نے مجھ سے سوال کیا، واپس گھر جانے کا ارادہ ہے یا ٹھہرنے کا؟ میں نے جواب دیا واپسی کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا صبر کرو کوئی کشتی آنے دو، اچانک کشتی آتے دکھائی دی۔ میں نے اشارہ کیا۔ انہوں نے ایک لانچ میری طرف روانہ کی جب میں ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہوا تو کشتی میں بارہ افراد سوار تھے جو کہ عیسائی تھے۔ میں نے انہیں مکمل قصہ سنایا تو وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ اللہ کے لیے، اسلام کی نعمت اور سنت رسول کی راہنمائی ملنے پر اس طرح نیک معزز صحابہ کرام کی محبت ملنے پر اللہ کا شکر کرو، اس نے تم کو تمام کائنات پر فضیلت دی ہے۔

اللہ ذوالجلال والاکرام فرماتے ہیں: ﴿ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴾ [1]

اب ہم واپس اپنے موضوع (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام) کی طرف لوٹتے ہیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

لَهِجَتْ بِذِكْرِكَ مُهْجَتِيْ وَلِسَانِيْ
وَحَلَلْتَ مِنْ قَلْبِيْ بِكُلِّ مَكَانِ
فَأَنَا بِذِكْرِكَ فِي الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا
عَلَمٌ وَحُبُّكَ اٰخِذٌ بِعِنَانِيْ
سُلْطَانُ حُبِّكَ فِي الْهَوَى عَيْنُ الْهَوَى

[1] ۳/ آل عمران:۱۹۔

وَبِهٖ تَعْزُزٌ فِی الْهَوٰی سُلْطَانِیْ

اَنْتَ النَّبِیُّ الْهَاشِمِیُّ مُحَمَّدٌ

صَلَّی الْاِلٰهُ عَلَیْكَ فِی الْقُرْاٰنِ

اَنْتَ الْحَبِیْبُ لِاَهْلِ دِیْنِكَ كُلِّهِمْ

یَوْمَ الْمَعَادِ وَمَوْقِفَ الْخُسْرَانِ

أَنْتَ الشَّفِیْعُ لِمَنْ عَصٰی رَبَّ الْعُلَا

أَنْتَ الدَّلِیْلُ لِجَنَّةِ الرِّضْوَانِ

فَلَاَذْكُرَنَّكَ مَا بَقِیْتَ مُعَمَّرًا

حَتَّی الْمَمَاتِ وَلَا یَمِلُّ لِسَانِیْ

فَصَلَاةُ رَبِّیْ مَاجِدٌ وَمُهَیْمِنٌ

تَتْرٰی عَلَیْكَ تُعَاقِبُ الْمَلْوَانِ

”تمہاری یاد میں میری روح اور زبان سرگرم ہے، اور تم میرے دل کے ہر گوشہ میں سما چکے ہو۔“

”تمہاری یاد کی وجہ سے دنیا میں پرچم کی طرح بلند ہوں، اور تمہاری محبت میری لگام پکڑے راہنمائی کر رہی ہے۔“

”آپ کی محبت کا تسلط دل کی دنیا پر ہے، یہی محبت کا تسلط میدان عشق میں قابل عزت ہے۔“

”آپ نبی الہاشمی محمد ﷺ ہیں، قرآن مجید میں اللہ نے آپ پر درود و سلام بھیجا ہے۔“

”آپ تمام اہل ادیان کے نزدیک محبوب ہیں۔ قیامت کے روز اور میدان محشر میں۔“

”نافرمانوں کے لیے آپ شفیع ہیں، جنت رضوان میں پہنچنے کے لیے راہنما و دلیل ہیں۔“

''جب تک میں زندہ ہوں آپ کو یاد کرتا رہوں گا، روح پرواز ہونے تک
آپ ﷺ کے ذکر سے میری زبان نہیں اکتائے گی۔''
''جب تک گردش لیل ونہار ہے، بزرگ تر نگہبان رب کا درود وسلام آپ
پر رہے گا۔''

مجلس کی میخیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ذکر کی مجالس کے لیے ہم مجلس فرشتے میخوں کی طرح ہیں، جب لوگ اللہ کے ذکر کے لیے بیٹھتے ہیں تو فرشتے انہیں قدموں سے آسمان کی چوٹی تک ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں چاندی کے کاغذ اور سونے کی اقلام ہیں، اور وہ صلوۃ وسلام تحریر کرتے ہیں اور حاضرین مجلس سے کہتے ہیں۔ اللہ تم پر رحمت کرے کثرت سے درود بھیجو۔ جب اہل مجلس ذکر کا آغاز کرتے ہیں تو ان کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور دعا قبول ہوتی ہے۔ حور عین ان پر جھانکتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنے معزز چہرے سے ان پر متوجہ ہوتے ہیں۔ یہ صورت حال اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ کسی اور گفتگو میں مشغول نہ ہوں اور مجلس برخاست نہ ہو۔'' [1]

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

إِذَا طَيَّبَ النَّاسُ الْمَجَالِسَ بَيْنَهُمْ
مَدَامًا وَرَيْحَانًا فَذِكْرُكَ طِيْبُنَا
وَلَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا نَصِيْبًا لِأَهْلِهَا
فَحُبُّكَ مِنْ كُلِّ الْأَمَانِيْ نَصِيْبُنَا
وَإِنْ كَانَ حُبُّ الْخَلْقِ بَعْضًا لِبَعْضِهِمْ
فَأَنْتَ مِنَ الْخَلْقِ الْجَمِيْعِ حَبِيْبُنَا

''جب لوگ اپنی مجالس کو شراب اور مہک سے سجاتے ہیں، تو تمہاری یاد ہمارے لیے پھیلنے والی خوشبو ہے۔''

[1] اخرجه الامام احمد فی مسنده: ۲/ ۴۱۸ مختصراً۔

''اگر دنیاداروں کے لیے دنیا نصیب ہے تو تمام آرزوؤں کو نظر انداز کر کے آپ کی محبت ہمارا نصیب ہے۔''

''اگر مخلوق کے لیے ایک دوسرے کی محبت قابل فخر ہے، تو پوری کائنات کو چھوڑ کر آپ ہمارے حبیب ہیں۔''

ہمارے بھائیو! مبارک ہو اس کو جس کی زبان پر اللہ کا ذکر اور محمد ﷺ کے لیے درود جاری ہو۔ جس کی زبان اللہ کریم کے ذکر اور رؤف ورحیم نبی ﷺ پر درود وسلام میں مشغول ہے۔

درود وسلام کے کلمات

نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا: ''تم نے گزشتہ کل کون سے اچھے کلمات کہے تھے؟'' صحابی نے جواب دیا اللہ کے رسول ﷺ میں نے آپ پر درود وسلام کے لیے یہ کلمات ادا کیے تھے:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنَ الصَّلَوٰتِ شَيْءٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنَ الْبَرَكَاتِ شَيْءٌ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَآلَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنَ الرَّحْمَاتِ شَيْءٌ))

''اے اللہ! محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر درود بھیج کہ درود کا کوئی کلمہ باقی نہ رہے، اور محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر برکت بھیج کہ کوئی برکت باقی نہ رہے۔ اسی طرح محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر رحمت بھیج کہ کوئی رحمت باقی نہ رہ جائے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی لیے میں نے گزشتہ رات دیکھا کہ مدینہ کی گلیاں فرشتوں سے بھری ہوئی تھیں۔'' لہٰذا سید الانبیاء افضل الرسل پر کثرت سے درود وسلام بھیجو جن سے معزز کسی عورت نے آج تک جنا نہیں۔ اللہ ان پر ایسی دائمی رحمت بھیجے جو کبھی راتوں کی تاریکیوں اور دنوں کی روشنیوں کے تسلسل کے باوجود ختم نہ ہو۔ اسی طرح دنیا اور

آخرت دونوں جہانوں میں اللہ ان پر رحمتیں بھیجتے رہیں۔
کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

صَلَّى الْإِلٰهُ عَلٰى خَيْرِ الْاَنَامِ وَمَنْ
نَرْجُو النَّجَاةَ بِهِ فِي مَوْضِعِ الْعَطَبِ
فَهُوَ الشَّفِيْعُ لِمَنْ يَرْجُو شَفَاعَتَهُ
عِنْدَالْحِسَابِ وَعِنْدَ اللَّهْوِ وَالْكَرَبِ

"اللہ تعالیٰ خیر الانام محمد پر درود و سلام بھیجے جن کی وجہ سے ہلاکت کی گھاٹیوں میں نجات کی امید ہے۔"
"وہ شفیع ہیں ہر اس شخص کے لیے جو شفاعت کی امید رکھے یوم حساب کو اور خوشی اور غمی میں۔"

نبی ﷺ سے روایت ہے فرمایا: "میرے قرب کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو کثرت سے مجھ پر درود بھیجے۔" [1]

اے مسلمانوں کی جماعت! نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود وسلام بھیجو تا کہ شدید عذاب سے محفوظ ہو جاؤ اور رب علاّم کی رضا حاصل ہو۔

تین اشخاص عرش کے سایہ میں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین شخص عرش کے سایہ میں ہوں گے جس روز اس کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔" سوال کیا گیا اے اللہ کے رسول! وہ کون خوش نصیب لوگ ہوں گے؟ فرمایا: "جس نے میری امت کے مصیبت زدہ کی دادرسی کی اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا، تیسرا وہ شخص جس نے مجھ پر کثرت سے درود بھیجا۔"

اے بھائیو! تم پر اللہ کی رحمت ہو کوشش کرو غم زدوں کی خوشحالی کے لیے، خاتم النبیین ﷺ کی سنت کی محبت کے لیے، سید المرسلین، اکرم الخلق ﷺ پر درود وسلام کے لیے۔
کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

[1] الترمذی: ٤٨٤؛ ابن حبان: ٩٠٨؛ الترغيب والترهيب: ٢٤٧٩۔

صَلُّوْا عَلٰی خَیْرِ الْأَنَامِ کِرَامَةً
وَجَلَالَةً یَا مَعْشَرَ الْإِسْلَامِ
فَهُوَ النَّبِیُّ الْمُصْطَفٰی عَلَمُ الْهُدٰی
وَأَدَلُّ مَنْ یَدْعُوْ لِسُبُلِ الْقِوَامِ
نَطَقَ الْکِتَابُ بِفَضْلِهٖ وَجَلَالِهٖ
وَبِفَضْلِهٖ نَنْجُوْ مِنَ الْأَسْقَامِ
صَلُّوْا عَلٰی خَیْرِ الْبَرِیَّةِ کُلِّهَا
مَا لَاحَ بَدْرٌ تَحْتَ جُنْحِ ظَلَامِ
فَهُوَ السَّبِیْلُ لِدَارِ کُلِّ کَرَامَةٍ
وَهُوَ الدَّلِیْلُ لِجَنَّةٍ وَسَلَامِ
وَهُوَ الشَّفِیْعُ لِمَنْ یَدِیْنُ بِدِیْنِهٖ
وَلِمَنْ یَلُوْذُ بِمِلَّةِ الْإِسْلَامِ

”اے مسلمانوں کی جماعت! سید الانام پر عزت افزائی اور جلالت وعظمت کے لیے درود بھیجو۔“

”وہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت کا علم ہیں، درست راستوں کی سب سے بڑھ کر راہنمائی کرنے والے۔“

”اللہ کی کتاب نے ان کی فضیلت وعظمت کا اظہار کیا ہے، ان کی فضیلت کی وجہ سے تو بیماریوں سے نجات پائے گا۔“

”اللہ کی مخلوق میں سے سب سے بہتر شخصیت پر درود بھیجتے رہو، جب تک تاریکیوں کے پردہ سے چاند طلوع ہوتا رہے گا۔“

”ہر مقام عزت کا وہی راستہ ہیں، جنت وسلام کے وہی راہنما ہیں۔“

”اور وہی سفارشی ہیں اس کے لیے جو آپ کا دین اختیار کرے اور وہ ملتِ اسلام کا سہارا ہیں۔“

درود و سلام کی عمدہ خوشبو

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جس مجلس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا جائے تو وہاں سے خوشبو اڑ کر آسمان کی بلندی تک پہنچ جاتی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ اس مجلس کی خوشبو ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا گیا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ كَمَا تُحِبُّ اَنْ يُصَلِّى عَلَيْهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

تَتَعَطَّرُ الْأَنْفَاسُ مَا ذُكِرَتْ
اَخْبَارُهُ فِى الْمَجْلِسِ الْعَطِرِ
سُبْحَانَ بَارِئِهٖ وَخَالِقَهٗ
نُوْرًا تُصَوَّرُ اَجْمَلَ الصُّوَرِ
اَلْمِسْكُ مُنْحَدِرٌ بِبُرْدَتِهٖ
وَالْوَجْهُ مِنْهُ طَلْعَةَ الْقَمَرِ
يَا صَادِقًا فِيْمَا يُخْبِرُنَا
بِشَهَادَةِ الْاَسْمَاعِ وَالنَّظَرِ
سُبْحَانَ مَنْ اَنْشَاَكَ مِنْ بَشَرٍ
يَا سَيِّدًا لِلْخَلْقِ وَالْبَشَرِ
اَلْقَوْلُ تَتْبَعُهٗ شَوَاهِدُهٗ
وَالْخَيْرُ مَقْرُوْنٌ مَعَ الْخَبَرِ
أَنْتَ النَّبِىُّ بِلَا مُدَافَعَةٍ
وَالْمُصْطَفٰى مِنْ خِيْرَةِ الْبَذْرِ

"جس معطر مجلس میں آپ کے احوال و اقوال کا ذکر کیا جائے وہاں سانس بھی خوشبودار ہو جاتی ہے۔"

"اس نور کو بنانے والی اور پیدا کرنے والی ذات ہر نقص سے مبرّا ہے جس

نے اسے احسن صورت عطا کی۔"

"کستوری ان کے اطراف سے اتر رہی ہے، اور مکھڑا چاند کے طلوع کی منظر کشی کرتا ہے۔"

"ہماری نگاہیں اور کان گواہ ہیں، آپ ﷺ کی خبریں سچی ہیں۔"

"وہ ذات بے عیب جس نے آپ کو بشر سے پیدا کیا، اے بنی آدم اور کائنات کے سردار۔"

"ان کے فرمان کے پیچھے شواہدات ہیں اور ان کی خبر بھلائیوں سے منسلک ہے۔"

"بغیر مخالفت کے آپ کی نبوت مسلّمہ ہے، اے روشن چاند! آپ کائنات میں برگزیدہ ہو۔"

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں، عبداللہ بن عبدالحکیم نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اللہ نے ان سے کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا اللہ نے مجھے معاف کر دیا اور مجھ پر رحمت فرمائی، اور مجھے جنت کی طرف اعزاز سے لے جایا گیا جس طرح دلہن کو خاوند کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ عبداللہ بن عبدالحکیم کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا کہ آپ کو اس مرتبہ پر کس وجہ سے فائز کیا گیا؟ فرمانے لگے کہ میں نے اپنی تالیف "کتابُ الرِّسَالَة" کے آخر میں جن کلمات سے رسول اللہ پر درود تحریر کیا اللہ نے اس بنا پر مجھے یہ شرف عطا کیا۔ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا وہ درود کیسے ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ کلمات یہ ہیں:

"وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ، وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔"

"اللہ اپنے رسول ﷺ پر رحمت بھیجے جس قدر انہیں یاد کرنے والے یاد کریں یا ان کی یاد سے غافل رہیں۔"

عبداللہ بن عبدالحکیم فرماتے ہیں جب میں نے صبح ''کتاب الرسالہ'' منگوائی تو اس کے آخر میں واقعی یہ کلمات ایسے ہی درج تھے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

صَلُّوْا عَلَى خَيْرِ الْأَنَامِ وَمَنْ بِهٖ
تَنْجُوْ الْعِبَادَ بِمَوْقِفِ الْأَهْوَالِ
إِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ حَبِيْبِنَا
مِنْ اَفْضَلِ الْاَفْعَالِ وَالْأَعْمَالِ
فَهُوَ النَّبِيُّ الْمُصْطَفٰى عَلَمُ الْهُدٰى
الطَّيِّبُ الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ

''خیر الانام ﷺ پر درود وسلام بھیجو جن کی وجہ سے بندے میدان محشر کی ہولناکیوں سے نجات پائیں گے۔''

''حبیب مصطفیٰ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا افضل ترین اعمال اور افعال میں شمار ہوتا ہے۔''

''وہ نبی مصطفیٰ ﷺ ہدایت کے روشن مینار پاکیزہ کردار اور گفتگو کے مالک ہیں۔''

مسلمانوں کی جماعت! عذاب نار سے محفوظ ہو جاؤ اور نبی مختار ﷺ پر درود بھیج کر اپنی پیٹھوں سے گناہوں کا بوجھ ہلکا کرو۔

سب سے بڑا بخیل

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''مؤمن کے لیے یہی بخل کافی ہے کہ میرا ذکر سن کر مجھ پر درود نہ بھیجے۔'' [1]

میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں اس لعنتی و بخیل سے جو رب جلیل کے رسول ﷺ پر درود

[1] کنز العمال: ٢٢٤٧؛ اخرجه الامام احمد فی مسنده: ١/ ٢٠١؛ الطبرانی فی معجم الکبیر: ٣/ ١٣٧؛ والهیثمی فی مجمع الزوائد: ١٠/ ١٦٤۔

سے بخل کرتا ہے۔ جن کو اللہ نے فضیلت و کرامت سے امتیاز بخشا اور جن کو قرآنی آیات کی توضیح و تشریح کے لیے امانت و دیانت کا اعزاز بخشا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

صَلُّوْا عَلَى الْقَمْرِ الْمُنِيْرِ إِذَا بَدَا
فِي مَوْكَبٍ مِنْ حُسْنِهِ وَجَمَالِهِ
لَمْ يَخْلُقِ الرَّحْمٰنُ خَلْقًا مِثْلَهُ
فِيْ فَضْلِهِ وَبَهَائِهِ وَكَمَالِهِ
خَتَمَ النُّبُوَّةَ طِيْبُهُ فَخِتَامُهُ
مِسْكٌ تَكَوَّنَ مِنْ نَسِيْمِ جَلَالِهِ
صَلُّوْا عَلَى الْعَلَمِ الَّذِيْ مَنْ أَمَّهُ
نَالَ الْمُنٰى وَجَرَىٰ السُّرُوْرُ بِبَالِهِ
صَلُّوْا عَلَى بَدْرِ مَحَبَّةَ التَّمَامِ
وَكَرَامَةَ وَجَلَالَةَ لِجَلَالِهِ
اِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ سَلَامَةٌ
وَتَفَضُّلٌ وَتَوَسُّلٌ بِجَمَالِهِ
وَتَوَدُّدٌ، وَتَحَنُّنٌ وَتَشَوُّقٌ
وَتَوَسُّلٌ تُقَرِّبُ لِنَوَالِهِ

”قمر منیر پر درود و سلام بھیجو جب وہ حسن و جمال کے منظر میں ظہور پذیر ہو۔“

”رحمٰن نے ان جیسا کوئی پیدا نہیں کیا رونق و جمال اور فضل و کمال میں۔“

”ختم نبوت ان کی خوشبو اور کستوری ان کی مہر ہے جو باد نسیم کے جھونکوں سے مہک رہی ہے۔“

”درود و سلام بھیجو اس مینارِ نور پر جس نے ان کا قصد کیا اس کے دل میں سرور کی لہر جاری اور وہ منزل مراد کو پا گیا۔“

”بدر تمام پر عقیدت و محبت سے صلوۃ بھیجو، ان کی کرامت و جلالت کا اعتراف کرتے ہوئے۔“

”نبی ﷺ پر درود و سلام آفات سے سلامتی کی ضمانت ہے، فضل و احسان اور جمال مصطفیٰ ﷺ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔“

”درود و سلام محبت، شوق اور میلان، ان تک رسائی کا ذریعہ اور ان کی عطاؤں کی قربت ہے۔“

اللہ کے بندو! سید و حبیب رسول اللہ ﷺ پر محبت و احترام سے درود و سلام بھیجو وہ قیامت کے روز ہمارے شفیع ہیں۔

کثرت سے درود و سلام بھیجنے والا سب سے پہلے نجات پانے والا

نبی ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کی ہولناکیوں اور کٹھن مقامات سے مکمل نجات پانے والا وہ ہوگا جو سب سے زیادہ درود و سلام بھیجنے والا ہوگا۔“ [1]

اے اللہ کے بندو! اے اہل اسلام و ایمان محمد ﷺ پر درود و سلام بھیجو، توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ ہمیں (سفارش کرکے) آگ کے عذاب سے خلاصی دلوائیں گے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

صَلُّوْا عَلَى مَاجِدٍ جَلَّتْ مَأْثِرُهُ
وَاَكْثَرُا لْخَلْقِ إِفْضَالًا وَاِحْسَانًا

أَتَى الْعِبَادَ وَقَدْ ضَلَّتْ مَسَالِكُهُمْ
فَأَوْضَحَ الْحَقَّ تِبْيَانًا وَبُرْهَانًا

وَبَيَّنَ الدِّيْنَ بِالتَّذْكِيْرِ مُجْتَهِدًا
وَأَظْهَرَ الشَّرْعَ اَحْكَامًا وَقُرْاٰنًا

وَاَنْقَذَ الْخَلْقَ مِنْ نَارِ السَّمُوْمِ لَظَى
وَأَوْرَدَالنَّاسَ جَنَّاتٍ وَرِضْوَانًا

[1] الدر المنثور، ۸/ ۲۰۳؛ کنز العمال، تحت رقم: ۲۲۲۲ بدون الاسناد۔

لَا تَبْغِ طِيْبًا إِذَا مَا كُنْتَ ذَاكِرَهُ
وَلَا تُرِدْ بَعْدَهُ رَوْحًا وَرَيْحَانًا
فِيْهِ الْجِنَانُ وَفِيْهِ الْحُسْنُ مُجْتَمِعٌ
وَالنَّبْلُ وَالظَّرْفُ أَشْكَالاً وَأَلْوَانَا
فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ إِذَا كُنَّا لَهُ تَبَعًا
لَقَدْ تَفَضَّلَ بِالْخَيْرَاتِ مَوْلَانَا

''بزرگ شخصیت پر درود بھیجو جس کے اثرات وسیع ہیں، اور جس کی فضیلت اور احسان تمام مخلوق سے بڑھ کر ہیں۔''

''وہ بندوں کے پاس آئے جب کہ وہ اپنی راہوں سے بھٹک چکے تھے انہوں نے حق کھول کر دلائل سے واضح کر دیا۔''

''دین کو نصیحت کے ذریعہ خوب واضح کیا، شرعی احکام اور قرآن کو کھول کر بیان کیا۔''

''گرم آگ کی لپیٹ سے مخلوق کو بچا کر، جنات اور مقامات رضوان میں بسا دیا۔''

''جس مجلس میں اور جس مقام پر ان کا تذکرہ ہو رہا ہو وہاں کسی اور خوشبو کی ضرورت نہیں۔''

''وہاں جنت اور حسن کا حسین اجتماع ہے وہاں رنگا رنگ اور قسم قسم کے ظروف ہیں۔''

''اللہ کی تعریف کہ اس نے ہمیں اس کا تابع فرمان بنا کر بہت سے احسانات سے نوازا۔''

درود کا انعام و اکرام

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس قول کی وجہ سے ایک فرشتہ پیدا کریں گے جس کا ایک پر (بازو) مشرق میں دوسرا مغرب میں ہوگا، اور اس کی

ٹانگیں ساتویں زمین کی تہہ میں گڑی ہوں گی اور اس کی گردن عرش کے نیچے مڑی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اے فرشتے! میرے بندے پر درود و سلام بھیجو جس طرح اس نے میرے نبی محمد ﷺ پر بھیجا اور وہ فرشتہ قیامت تک ایسے ہی درود و سلام بھیجتا رہے گا۔''

دوستو! عذاب الیم سے تحفظ اور کثرت ثواب کے لیے نبی صادق ﷺ پر درود و سلام بھیجو۔

اللہ کے بندو! خوب ذہن نشین رکھو، کہ اللہ تعالیٰ نے جب محمد ﷺ کو حبیب بنایا تو ان کی حیات کی قسم کھائی اور فرمایا: ﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ [1] ''تیری جان کی قسم اے نبی! اس وقت ان پر ایک نشہ سا چڑھا ہوا تھا، جس میں وہ آپے سے باہر ہو جاتے تھے۔''

یہ محبت کی انتہا ہے، جب اللہ نے چاہا کہ اپنے بندے محمد ﷺ پر درود و سلام بھیجیں تو صلوۃ کا آغاز اللہ کے مقرب فرشتوں نے کیا۔ پھر ان سے دور کے فرشتوں نے پھر اپنے بندوں کو بتایا کہ میں اور میرے فرشتے محمد ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ لہٰذا میں اہل ایمان کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنے نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجیں تاکہ لوگوں کو عذاب جہنم سے نجات مل جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [2]

گویا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ میں اور میرے فرشتے محمد ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں، جو میرے حبیب ﷺ پر کثرت سے درود و سلام بھیجے گا۔ میں اس کو جنت کا وافر حصہ عطا کروں گا اور اسے اپنے حبیب ﷺ کے پڑوس میں جگہ دوں گا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

صَلَّى الْإِلٰهُ بِعِظَمِهٖ وَجَلَالِهٖ
ثُمَّ الْمَلٰئِكَةُ الْكِرَامُ عَلَى النَّبِيِّ

---

[1] ۱۵/ الحجر:۷۲۔ [2] ۳۳/ الاحزاب:۵۶۔

فَهُوَ الْحَبِيْبُ لِرَبِّنَا رَبِّ الْعُلَا
وَهُوَ الدَّلِيْلُ لِجَنَّةٍ لَا تَخْتَبِیْ

''اللہ تعالیٰ پھر اس کے معزز فرشتے نبی ﷺ پر ان کی عظمت وجلالت کی بنا پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔''

''وہ ہمارے رب العلیٰ کے حبیب اور واضح جنت کی راہنمائی کرنے والے ہیں۔''

فرشتے درود وسلام بھیجنے والے کے لیے استغفار کرتے ہیں

بعض تاریخی روایات میں ہے جب مؤمن بندہ یا مؤمن عورت نبی پر درود وسلام کا آغاز کرتے ہیں تو ساتوں آسمان، پردے اور عرش تک کے راستے اس کے لیے کھول دیے جاتے ہیں، آسمان کا ہر فرشتہ نبی پر درود وسلام بھیجتا ہے۔ اور ہر وہ مؤمن مرد یا عورت جو نبی پر درود بھیجتا ہو اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ جب تک بندہ درود وسلام بھیجتا رہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

صَلُّوْا بِنَا يَا مَعْشَرَ الْإِسْلَامِ
عَلَى النَّبِيِّ الْوَاضِحِ الْاَحْكَامِ
نَطَقَ الْكِتَابُ بِفَضْلِهِ وَجَلَالِهِ
وَبِفَضْلِهِ نَنْجُوْ مِنَ الْاَجْرَامِ

''اے مسلمانوں کی جماعت! آؤ اپنے نبی مکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجیں جو احکامات کی تشریح وتوضیح کرنے والے ہیں۔''

''اللہ کی کتاب نے ان کی قدر ومنزلت کی گواہی دی۔ ان کے احسان ہدایت کی وجہ سے ہم جرموں سے نجات پائیں گے۔''

شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ومرتبہ

کسی ایک شخص نے ذکر کیا کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا تھا کہ ادھر شبلی رحمۃ اللہ علیہ آ پہنچے۔ ابوبکر نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال اور ان سے معانقہ کیا۔ میں نے تعجب کرتے

ہوئے کہا یا سیدی! آپ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے اس قدر احترام کا مظاہرہ کرتے ہیں جب کہ اہل بغداد اسے مجنون کہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ان سے وہی سلوک کیا جو حضور ﷺ نے ان سے کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ وہ تشریف فرما ہیں، تو ادھر سے شبلی رحمۃ اللہ علیہ آ گئے۔ حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور ان سے معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے پوچھا اللہ کے رسول آپ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا اس قدر احترام کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جی ہاں، اس لیے کہ وہ ہر نماز کے آخر میں یہ آیت پڑھتے ہیں: ﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ﴾ پھر اس کے بعد وہ مجھ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اللہ کے بندو! بزرگ تر بادشاہ کی قربت اور دائمی طویل نعمتوں کے حصول کے لیے صاحب سیادت و شرف نبی مکرم حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجو۔ جن پر وحی و تنزیل آئی، تاویل کے بیان کی وضاحت کی، اور ان کے پاس جبریل امین علیہ السلام تکریم و تفضیل کے ساتھ حاضر ہوئے، اور رب جلیل نے انہیں لمبی تاریک رات میں آسمانوں کی سیر کرائی اور ملکوت اعلیٰ کا نظارہ کروایا۔ انہوں نے بلندیوں کو دیکھا اور انہوں نے رب العالمین کی قدرت کا مشاہدہ کیا۔ معراج کی رات اپنے رب کی بڑی آیات کو دیکھا اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

صَلُّوْا عَلَى خَيْرِ الْأَنَامِ مُحَمَّدٍ
فَهُوَ الدَّلِيْلُ إِلَى السَّبِيْلِ الْمُرْشِدِ
صَلَّى عَلَيْهِ الرَّبُّ مَا دَامَ الدُّجٰى
وَمَضَى النَّهَارُ وَفِي الظَّلَامِ الْأَسْوَدِ

"خیر الانام محمد ﷺ پر درود و سلام بھیجو وہ راہ ہدایت و رشد کے راہنما ہیں۔"

"رب کریم ان پر رحمتیں بھیجے جب تک گردش لیل و نہار جاری ہے۔"

درود و سلام کی اللہ تعالیٰ تک رسائی

نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں سے ایک کی ڈیوٹی لگائی ہے اور اسے تمام مخلوق کے ناموں کی لسٹ دی ہے، وہ قیامت تک میری قبر پر کھڑا ہے۔ میری

امت کا کوئی شخص جب مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتہ آواز دیتا ہے اے محمد ﷺ فلاں بن فلاں نے آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجا ہے ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ)) اللہ آپ پر درود وسلام بھیجے، اور اللہ رب العالمین نے ضمانت دی ہے کہ جو شخص آپ پر درود وسلام بھیجے گا اللہ اس پر دس مرتبہ درود وسلام بھیجیں گے اگر وہ زیادہ کرے تو اللہ بھی زیادہ کریں گے۔'' [1]

تم اس شخص سے بے خبر ہو کر کہاں ہو، جس نے جہنم کی آگ سے نجات کا ارادہ کیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنات النعیم کی وراثت پالی، اسے چاہیے کہ وہ کثرت سے درود سلام بھیجے نبی کریم رسول رؤوف رحیم پر۔

فرشتوں کی صلوۃ

نبی ﷺ سے مروی ہے: آپ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر درود وسلام بھیجا فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں، جس پر فرشتے درود بھیجیں اس پر رب کریم رحمت بھیجتے ہیں۔'' [2] اس میں اللہ کے درود بھیجنے کا ذکر نہیں ہے۔ جس کا جی چاہے کم کرے یا زیادہ۔ خوب جان لو وہ شخص فاجر اور بد بخت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کے فضائل سننے کے باوجود اس کی زبان خاموش اور جامد رہتی ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ اس حالت سے اللہ کی پناہ مانگے۔ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس جامد زبان سے جو نبی کریم ﷺ پر درود وسلام نہیں بھیجتی۔ جو اللہ رب العزت کے معزز رسول ﷺ ہیں۔

کسی شاعر نے کہا:

صَلُّوْا عَلَى النُّوْرِ الْبَهِيِّ مُحَمَّدٍ
اِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ تُنْجِي مِنْ لَظٰى
فَهُوَ الدَّلِيْلُ إِذَا اهْتَدَيْتَ بِنُوْرِهِ
وَهُوَ الرَّسُوْلُ فَذَاكَ مِصْبَاحُ الْهُدٰى

''بارونق نور والے محمد ﷺ پر درود وسلام بھیجو یہ درود وسلام شعلوں سے

---

[1] المعجم الکبیر طبرانی: ۴۷۲۰؛ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۱۶۲ مختصراً ہیثمی کہتے ہیں اس کی سند میں نعیم بن ضمضم ضعیف راوی ہے۔ [2] ابن ماجہ: ۹۰۷۔

نجات دیتا ہے۔"

"جب ان کے نور سے راہ تلاش کرو گے تو وہ راہبر و راہنما ہیں، وہی رسول ہدایت کا چراغ ہیں۔"

نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے استغفار کے وقت تمہارے گناہ ختم کر دیے ہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ سے سچی نیت سے استغفار کیا اللہ اس کو معاف کر دیں گے۔ جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس کا ترازو جھک جائے گا۔ اور جس نے مجھ پر درود بھیجا میں قیامت کے روز اس کا سفارشی ہوں گا۔" [1]

اللہ کے بندو! قیامت کے روز شفیع المذنبین کی شفاعت کے لیے درود کو مضبوطی سے تھام لو اور شفاعت میں رغبت کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف بھی رغبت کرو کہ وہ اہل سنت و الجماعت کو اعمال خیر کی توفیق بخشے۔

کسی شاعر نے کہا:

مَنْ كَانَ يَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ خَالِقُهُ
وَمُحَمَّدًا قَدْ جَاءَ بِالْقُرْاٰنِ
فَلْيَكْثُرِ التَّسْلِيْمَ بَعْدَ صَلَاتِهِ
لِلطَّيِّبِ الْمَبْعُوْثِ بِالتِّبْيَانِ
الْهَاشِمِيِّ الْأَبْطَحِيِّ مُحَمَّدٍ
خَيْرُ الْأَنَامِ وَزَيْنُ كُلِّ مَكَانِ

"جس کا یقین ہے کہ اللہ اس کا خالق اور محمد ﷺ قرآن لے کر آئے۔"

"وہ نمازوں کے بعد کثرت سے درود بھیجے اس پاکیزہ شخصیت پر جو بیان و وضاحت لے کر آئے۔"

"وہ محمد ﷺ، ہاشمی مخلوق سے بہتر اور کون و مکان کی زینت ہیں۔"

[1] ان الفاظ سے یہ روایت ہمیں نہیں ملی البتہ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۱۳۰ میں شفاعت سے متعلق روایت موجود ہے۔

کتاب میں درود و سلام تحریر کرنا

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنی کتاب میں مجھ پر درود و سلام تحریر کر دیا۔ جب تک وہ درود اس کتاب میں رہے گا فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہیں گے۔'' [1]

اے مسلمانوں کی جماعت! آسمانوں اور زمینوں کے رب کی اطاعت کرو، اور سید السادات پر صلوۃ بھیجو۔

کسی شاعر نے کہا:

جُدَّ بِالصَّلٰوةِ عَلَى خَيْرِ الْوَرٰى كَرَمَا
ذَاكَ النَّبِيُّ الَّذِيْ قَدْ جَاءَ بِالنُّوْرِ
فَهُوَ الْإِمَامُ لِأَهْلِ الْحَقِّ كُلِّهِمْ
وَهُوَ الدَّلِيْلُ عَلَى الْوِلْدَانِ وَالْحُوْرِ

''مخلوق کے افضل ترین شخص پر درود بھیجنے میں کوشش کرو یہ وہ نبی ﷺ ہے جو نور ہدایت لے کر آئے۔''

''وہ تمام اہل حق کے امام ہیں، وہ جنت میں غلمان اور حوروں تک رسائی کے راہبر ہیں۔''

بندوں کا درود و سلام حضور ﷺ تک پہنچایا جاتا ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر درود بھیجنے میں باہمی فخر کیا کرو۔ مجھے درود پہنچایا جاتا ہے۔''

اپنے سید اور نبی مختار پر درود بھیجو، اپنے مولیٰ سے یہ درخواست کرو کہ تمہیں سنت پر موت عطا کرے۔ اور تمہیں نیک بندوں میں شامل کرے۔ جہنم کی آگ سے بچاؤ کے لیے محمد ﷺ تمہارے سفارشی ہوں۔ جنات عدن راحت و قرار، چشموں اور انہار کی سرزمین کے لیے تمہارے قائد و راہبر ہوں۔

---

[1] المعجم الاوسط للطبرانی: ۱۱۹۹؛ ہیثمی کہتے ہیں اس کی سند میں بشیر بن عبید الدارمی ہے جسے ازدی نے جھوٹا کہا ہے مجمع الزوائد: ۱/ ۱۳۷۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر دو فرشتے مقرر کیے ہیں، جب بھی کوئی مسلمان درود و سلام کے ساتھ میرا ذکر کرتا ہے، وہ فرشتے فوراً آمین کہتے ہیں۔ رب تعالیٰ بھی ان فرشتوں کے جواب میں آمین کہتے ہیں۔ اور اگر کسی مجلس میں میرا ذکر آئے اور کوئی شخص مجھ پر درود و سلام نہ بھیجے، تو فرشتے اسے کہتے ہیں اللہ تجھے معاف نہ کرے۔ اب رب العالمین اور دیگر تمام فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔'' [1]

اس شخص سے بڑا ذلیل، بے بس اور بخیل کوئی نہیں جو محمد ﷺ کا نام سنتا ہے، مگر آپ پر صلوۃ نہیں بھیجتا۔

حرم کی نیکیاں

نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے جس نے مجھ پر درود و سلام بھیجا اللہ اس کے لیے حرم کی دس نیکیاں لکھیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! حرم کی نیکیاں کیا ہیں؟ فرمایا: ایک نیکی سات سو گنا۔'' [2]

اے میرے بھائی کوشش کر تھوڑے عمل میں ثواب زیادہ ہے۔

درود و سلام تعارف کا ذریعہ

نبی ﷺ نے فرمایا: ''بعض قومیں قیامت کے روز میرے حوض پر وارد ہوں گی کثرت صلوۃ کی وجہ سے میں ان کی پہچان کروں گا۔'' [3]

اللہ کے بندو! تم اپنے نبی حبیب مختار ﷺ کی زیارت کرو گے، توقع ہے کہ وہ اس کی پہچان کریں کہ جس نے کثرت سے ان پر درود بھیجا۔ کیونکہ درود بھیجنے والے کے لیے وہ سبب نور ہو گا۔ اس ہاشمی، امی رسول پر درود کی مقدار کے مطابق نور چمکے گا جس سے مومن متقی کا تعارف ہو گا۔ جو نبی ﷺ پر درود نہیں بھیجتا، وہ رحمت سے دور، راندہ ہوا بدنصیب ہو گا۔

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی: ٢٧٥٣ ہیثمی کہتے ہیں اس کی سند میں حکم بن عبداللہ بن خطاف کذاب راوی ہے۔ دیکھئے مجمع الزوائد: ١٠/ ١٦٧۔ [2] ہمیں یہ روایت نہیں ملی البتہ المعجم الکبیر للطبرانی: ٣/ ١٦٩ میں پیدل حج کرنے والے کے متعلق یہ فضیلت مرقوم ہے اور شیخ البانی نے اس روایت کو ضعیف جدًا قرار دیا ہے۔ دیکھئے (السلسلة الضعيفة: ٤٩٥)۔ [3] الشفاء قاضی عیاض: ٢/ ١٧٦۔

اے میرے دینی بھائیو! اس درخت پر درود بھیجو جسے رب جلیل نے بویا ہے۔ اس درخت کو تناور کیا، اس کے اندر تفضیل کو رکھا اور اسے تنزیل (قرآن) کو زینت بخشی، اور اس کی چاکری کی جبریل علیہ السلام نے، ہر چھوٹے بڑے اور عزیز و ذلیل نے اس کے لیے تواضع کی اس درخت کا تنا عربی، ٹہنیاں مُضری، پتے قریشی، پھل تہامی ہے۔ اس کا لگانے والا مالک مختار اس کے سامنے احترام کرنے والے انس و جان اس پر درود و سلام بھیجو۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

اَللّٰهُ فَضَّلَ خَيْرَ الْخَلْقِ بِالْكَرَمِ
وَاَفْضَلَ النَّاسِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمِ
هُوَ النَّبِيُّ الَّذِيْ فَاقَتْ فَضَائِلُهٗ
وَخَصَّهُ اللّٰهُ بِالتَّنْزِيْلِ وَالْحِكَمِ
اِخْتَصَّهٗ بِكِتَابٍ بَيِّنٍ عَلَمٍ
هُدَى الْعِبَادِ بِهٖ مِنْ غَمَّةِ الظُّلَمِ
اَللّٰهُ فَضَّلَهٗ اللّٰهُ أَكْرَمَهٗ
اَللّٰهُ أَرْسَلَهٗ مِنْ جُمْلَةِ الْاُمَمِ
صَلُّوْا عَلَيْهِ عِبَادَ اللّٰهِ كُلُّكُمُوْ
اِنَّ الصَّلٰوةَ تُنْجِيْ مِنَ النِّقَمِ

”اللہ نے عزت و احترام میں انہیں تمام مخلوق پر فضیلت دی اور وہ تمام عرب و عجم سے افضل ہیں۔“

”وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کے اوصاف و فضائل سب سے بڑھ کر ہیں اور اللہ نے انہیں قرآن و حکمت سے امتیاز بخشا۔“

”اللہ نے انہیں روشن، شہرہ آفاق کتاب سے اعزاز بخشا، بندوں کو اس کے ذریعے تاریکیوں کے غم سے نجات دی۔“

”اللہ ہی نے انہیں کرم و فضیلت بخشی اور انہیں جمیع امتوں سے رسالت کے لیے منتخب کیا۔“

"اے اللہ کے بندو! سب اس پر درود وسلام بھیجو، درود وسلام بہت سی سختیوں سے نجات دیتا ہے۔"

اللہ کے بندو! ہمارے آقا و مولیٰ پر درود وسلام بھیج کر مجالس کو پاک اور معطر بناؤ پاکیزہ مجلس جس میں درود بھیجا جائے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "کوئی قوم جب کوئی مجلس اختیار کرتی ہے، مجھ پر صلوۃ بھیجے بغیر وہ مجلس برخاست کر دیں تو سمجھیں کہ گدھے کی لاش سے اٹھ کر گئے۔" [1]

اس طرح مجلس سے بغیر درود وسلام کے اٹھنے والے گدھے کی لاش کی بدبو سونگھ رہے ہیں۔ تو درود بھیجنے والوں کی مجلس یقیناً معطر ہو گی۔ کیونکہ یہ بات مسلمہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے پاکیزہ اور اطہر الطاہرین ہیں۔ مجلس میں جب حضور گفتگو فرماتے تو مجلس کستوری کی خوشبو سے مہک اٹھتی۔ اس طرح ہر وہ مجلس جس میں ذکر حبیب ﷺ ہو اس کی خوشبو اٹھتی ہوئی ساتوں آسمانوں سے گزرتی عرش پر پہنچ جاتی ہے۔ جن وانس کے علاوہ ہر مخلوق اس خوشبو کو محسوس کرتی ہے۔ اگر جن وانس اس خوشبو کو پالیں تو اس کی لذت کی وجہ سے معیشت و تجارت بھول جائیں۔ جب کوئی فرشتہ یا کسی مخلوق کا فرد اس خوشبو سے متاثر ہوتا ہے، تو وہ اہل مجلس کے لیے استغفار کرتا ہے۔ اور ان کے لیے مخلوق کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اتنے ہی درجات بلند ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ مجلس میں ایک شخص ہو، ایک صد ہوں یا ہزار، ہر شخص کو اسی تعداد کے برابر اجر ملے گا۔ اور اللہ کے ہاں کوئی کمی نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے پیارو! اس حبیب پر کثرت سے درود وسلام بھیجو جسے، وصل کے پانی سے غذا دی گئی۔ جمال و کمال کا لباس زیب تن کیا گیا۔ رب کریم کی کتاب سے آراستہ کیا گیا۔

ایک کاتب کی کثرت درود وسلام کی حکایت

ایک صالح شخص نے بیان کیا کہ میرا ایک پڑوسی تھا جو کتابیں نقل کرنے کا کام کرتا

[1] ابو داود: ٤٨٥٥ اس میں نبی ﷺ پر درود کی جگہ پر اللہ کا ذکر کرنے کے الفاظ ہیں۔

تھا۔اس کے فوت ہونے کے بعد میں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارا انجام کیسا رہا اس نے جواب دیا کہ گناہوں کی کثرت کے باوجود اللہ نے مجھے معاف کر دیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ معافی اور مغفرت کس بنا پر ہوئی؟ اس نے کہا کہ میری عادت تھی کہ جب میں حضور ﷺ کا نام لکھتا ساتھ درود و سلام ضرور لکھتا۔ اللہ نے ایسے انعامات سے نوازا جو آنکھ نے دیکھے نہیں کان نے سنے نہیں اور کسی بشر کے دل میں ان کا تصور بھی نہیں آیا۔

لوگو! حضور ﷺ پر کثرت سے درود بھیجو۔ کسی شاعر نے کہا:

نُـورُ الـنَّبِـيِّ عَلَا عَـلَـى الْاَنْـوَارِ
فَهُــوَالـدَّلِيْــلُ لِسُبُـلِ دَارِ الْـقِـرَارِ
صَـلُّـوْا عَـلَيْــهِ لَـعَـلَّـكُـمْ تَنْجُوْ بِـهِ
يَــوْمَ الْـحِسَـابِ وَكَشْـفَةِ الْأَسْـرَارِ
صَـلُّـوْا عَـلَـى الْـقَـمَرِ الْمُنِيرِ اِذَا بَدَا
فَهُــوَ الْـحَبِيْــبُ لِـرَبِّـنَـا الْـجَبَّـارِ
صَـلُّـوْا عَـلَـى نُـوْرٍ تَكَوَّنَ بِـالْهُدَى
فَهُـوَ الشَّـفِيْـعُ لِـصَــاحِبِـهِ الْاَوْزَارِ

”نبی ﷺ کا نور ہدایت تمام انوار پر غالب ہے، وہ دار قرار (جنت) کی راہوں کا رہبر ہے۔“

”نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجو تا کہ یوم الحساب اور رازوں کے کھلنے کے دن تمہاری نجات ہو سکے۔“

”ہدایت سے پروردہ نور پر درود وسلام بھیجو وہ گناہگاروں کے سفارشی ہیں“

اے اللہ کے بندو! شوق کرو نبی مختار ﷺ پر درود و سلام بھیجنے میں جس کی ترغیب مالک قہار نے دلائی ہے، روز و شب کسی وقت بھی اس سے غافل نہ ہو۔ اللہ اس کی وجہ سے تمہیں عذاب نار سے نجات دیں گے اور باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں

بہتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ پر درود وسلام عظیم فضیلت کا ذریعہ، اس کے اصحاب پر فضیلت درود و سلام، اور فرشتوں پر، قربت و وسیلہ، اللہ تم پر رحم کرے، نبی رفیع، نور بدیع، حبیب شفیع، پر درود وسلام بھیجو جو ولد آدم سے معزز ترین ہیں۔

درود وسلام کی تعداد کی فضیلت

نبی ﷺ سے مروی ہے، کہ ''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود وسلام بھیجا اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجیں گے۔ جو دس مرتبہ درود وسلام بھیجے اللہ اس پر سو مرتبہ رحمت بھیجیں گے۔ اس طرح سو مرتبہ درود بھیجنے والے پر ہزار رحمتیں اللہ کی طرف سے ہوں گی اور جس نے ہزار مرتبہ درود بھیجا، اللہ اس پر آگ حرام کر کے اس کو جنت میں داخل کر دیں گے۔ اور قبر میں سوال کے وقت ثابت قدم رکھیں گے اور پل صراط سے گزرتے ہوئے پانچ سو سال کی مسافت تک روشنی ہوگی۔ اور ہر ایک درود کی وجہ سے جنت میں محل تعمیر ہوگا جتنا درود اتنے محل۔'' [1]

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

صَلُّوا عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ
وَخَيْرُ نَبِيٍّ خَصَّهُ بِالْمَكَارِمِ
وَمَنْ بَيَّنَ الرَّحْمٰنُ فِي الذِّكْرِ فَضْلَهُ
وَاَوْضَحَ نُوْرًا لِلْعَدْلِ بَعْدَ التَّظَالُمِ
وَاَرْسَلَهُ الْجَبَّارُ لِلنَّاسِ كَافَّةً
مُبَيِّنٌ مَحْضَ الْحَلِّ بَعْدَ الْمُحَارِمِ
فَذَاكَ لِدِيْنِ اللّٰهِ حِصْنٌ وَمَلْجَأٌ
فَذَاكَ عَلَى الْعَدَاءِ لَيْثٌ بِصَارِمِ

''افضل نبی ﷺ اور آل ہاشم کی معزز ترین شخصیت پر صلوۃ بھیجو جو بلند ترین اخلاق سے آراستہ ہیں۔''

---

[1] مسلم: ٤٠٨؛ ابوداود: ١٥٣٠؛ ترمذی: ٤٨٥ اس میں صرف ایک مرتبہ پر دس مرتبہ درود بھیجنے کا ذکر ہے۔

''رحمٰن نے جن کی فضیلت قرآن میں واضح کر دی اور معاشرے کے ظلم وستم
کے بعد ان کا نور عدل چمکا۔''
''اللہ نے ان کو تمام کائنات کے لیے نبی بنایا اور انہوں نے پاکیزہ اشیاء کی
حرمت کے بعد حلت واضح کی۔''
''وہ اللہ کے دین کے تحفظ کے لیے مضبوط قلعہ اور جائے پناہ ہے اور وہ
اعداء دین کے لیے شمشیر بے نیام رکھنے والا شیر ہے۔''

اللہ کے بندو! اپنی کمروں سے گناہوں کا بوجھ ہلکا کرو، گردنوں کو غلامی کی زنجیروں اور طوقوں سے رہا کرو، حضور ﷺ پر درود بھیج کر جنت دارالخلد کے وارث بنو۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر ہزار مرتبہ درود بھیجا وہ اس وقت تک دنیا سے نہیں رخصت ہوگا جب تک جنت کی بشارت نہ پائے۔'' [1]

اللہ کے بندو! رسول رحمٰن پر درود بھیج کر تم اہل جنان میں سے ہو جاؤ۔ ہوسکتا ہے اسی بنا پر تمہارے گزشتہ گناہ اور نافرمانیاں معاف ہو جائیں۔ اللہ کی پناہ اس خشک زبان سے جس پر درود جاری نہ ہوسکا۔ جب اللہ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اس کی زبان ذکر الٰہی اور درود وسلام سے تر کر دیتے ہیں۔ ہماری طرف سے محمد ﷺ پر درود وسلام جو تہامہ سے مبعوث ہوئے۔ معروف، استقامت کا حکم دینے والے روز محشر اہل ذنوب کے شفیع، اے اللہ رحمت بھیج محمد ﷺ الزاہد پر، جو رسول ہیں صمد واحد کے، دائمی درود ہمیشہ ہمیشہ کے لیے، پاکیزہ دائمی درود بغیر انقطاع کے، ایسا درود جو جہنم اور بدتر ٹھکانے سے نجات دے۔

رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ ''جس شخص پر دین ودنیا کی کوئی مشکل پیش آ گئی اسے چاہیے کہ وہ کثرت سے مجھ پر درود بھیجے۔ اللہ کو حیا آتی ہے کہ وہ بندے کی درخواست مسترد کر دیں جب کہ اس کی دعا درود کے درمیان لپٹی ہوئی ہو۔ ایک درود سوال سے قبل اور ایک درود سوال کے بعد بھیجا جائے۔''

[1] کنز العمال: ۲۲۳۳ شیخ البانی نے اس روایت کو منکر کہا ہے۔ دیکھئے ضعیف الترغیب: ۱۰۳۳؛ اتحاف السادۃ المتقین: ۳/ ۲۸۹۔

اللہ کی قسم! یہ ہمارے نبی محمد ﷺ کا انتہائی اعزاز اور محبت ہے۔اے اللہ! محمد ﷺ پر درود وسلام بھیج جس کے ذریعہ ان کا مقام قریب ہو، اور انجام کار باشرف ہو۔اور درود کے ذریعے قیامت کے روز آپ کی شفاعت رضا واحسان کا سبب بنے۔

رسول اللہ ﷺ کی صفت وثنا

بعض سادات نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ ﴾ [1] کی تفسیر میں فرمایا ہے گویا اللہ تعالیٰ یہ فرمانا چاہتے ہیں، تمہارے نبی ورسول ﷺ ہر اعتبار سے تم سے زیادہ بہتر اور نفیس ہیں۔نفس میں تم سب سے زیادہ اچھے، دل میں اطہر، گفتار میں اصدق، کردار میں ازکی۔تم سب سے بڑھ کر نسب میں خالص، عہد کی زیادہ پاسداری کرنے والے، شرف ومجد میں زیادہ پختہ، طبیعت میں اکرم، بناوٹ میں احسن، نسل واولاد میں پاکیزہ، اللہ کی سمع واطاعت میں اکثر، مقام ومرتبہ میں اعلیٰ، گفتگو میں حلیم (بردبار)، اطاعت میں اوفی (زیادہ وفا کرنے والے)، سلام میں ازکی، مرتبہ میں اجل، فخر میں اعظم، شکر میں اکثر، ذکر میں ارفع، امر میں اعلیٰ، صبر میں اجمل، خبر (معلومات) میں احسن، بشارت میں اقرب، (ابعدکم مکاناً) بلندی میں ابعد، شان میں اعظم، میزان اعمال میں ارجح (بھاری) ایمان میں اولیٰ، بیان میں اوضح، زبان میں افضل، حکومت وسلطنت میں اظہر (غالب) برہان میں ابیَن (زیادہ واضح) عزم واستقلال میں زیادہ راسخ، علم میں زیادہ واضح، رحم وتعلق کو زیادہ جوڑنے والے، قسم کو پورا کرنے والے، شرف وکرم میں اونچے، عہد وپیمان کے بڑے پاسدار، نور میں غالب، سرور میں انور (زیادہ روشن) زینت میں اجمل، زندہ ومدفون سب سے افضل۔

درود وسلام کی عبارت

اے اللہ! درود نازل فرما اس شخصیت پر جن کا انتخاب تو نے معزز ترین قبیلہ سے کیا، اپنے تک رسائی کے لیے سب سے بڑا وسیلہ بنایا، اس پر درود اعلیٰ درجہ کی فضیلت بنایا، انہیں مرتبہ جلیلہ پر فائز فرمایا، اور اس شخصیت کو اپنے اور بندوں کے درمیان واسطہ بنایا۔اللہ اپنے نبی پر درود نازل فرما جو ہمارے اور تیرے عذاب کے درمیان حجاب بن جائے اور تیری کرامت

[1] ۹/ التوبۃ: ۱۲۸۔

تک پہنچنے کے لیے ٹھہرنے کا مقام ہو۔ ایسا درود جس سے جنت عالیہ کا دروازہ کھل جائے۔

اے اللہ! محمد ﷺ پر درود بھیج بارش کے قطروں کی تعداد میں، وادیوں اور ریگستانوں کی ریت کے ذرات میں، درختوں کے پتوں کی تعداد میں، سمندروں کی جھاگ اور نہروں کے پانی قطروں کی تعداد میں، پتھروں اور پہاڑوں کے وزن کے برابر، رات اور دن میں حرکت کرنے والوں کی تعداد کے برابر۔

اے اللہ! اس درود کو دارالبوار (ہلاکت کا گھر) کے عذاب سے حجاب بنا، دارالقرار (جنت) کے مباح (جائز) ہونے کا سبب بنا۔

اے اللہ! رحمت بھیج محمد النبی المختار پر، سید الابرار، زین المرسلین والاخیار پر جو معزز ترین تمام مخلوق سے، جن پر رات کی تاریکی اور دن کی روشنی آتی ہے، ابی القاسم نبی صادق المختار ﷺ پر۔

اے اللہ! نبی مکرم ﷺ پر رحمت بھیج درود بھیجنے والوں اور نہ بھیجنے والوں کی تعداد کے مطابق۔ جس طرح تیرا حکم اور جس طرح تجھے پسند ہے اور وہ رحمت جو ان کے مقام و مرتبہ کے لائق ہے۔

اے اللہ! رحمت نازل کر نبی صادق اوّاب (رجوع کرنے والے) پر، ان کی آل، اقرباء اور اصحاب پر، اے اللہ! موت آئے ان کی سنت پر اور شامل کر اہل بیت میں، نفع دے ان کی ہدایت و عنایت کا اور داخل کر جنت میں صحابہ اطہار کے ساتھ۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

اٹھارویں نشست
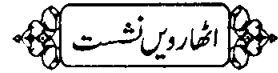
فضیلت درود و سلام کا دوسرا حصہ

﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ کی تفسیر و توضیح میں۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا اور محمد ﷺ کو ولی وحبیب بنایا، نبی وصفی بنایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رب العالمین نے اپنے نبی پر درود کا آغاز خود کیا پھر تمام معزز و کرام فرشتوں نے درود و سلام بھیجا، اے لوگو! آؤ ہم سب مل کر محمد ﷺ پر درود و سلام بھیجیں جو جلال و اکرام والے ہیں۔ اللہ تمھیں اس وجہ سے دائمی عذاب سے نجات دیں گے۔ جو مسلمان بندہ حضور پر کثرت سے صلوۃ بھیجے گا، اللہ اس کا دل منور کر دیں گے، گناہ بخش دیں گے، سینہ کھول دیں گے، منزل آسان کر دیں گے۔ حضور ﷺ پر کثرت سے درود بھیجو۔ اس بنا پر اللہ تمہیں حضور کی ملت میں شامل کرے گا۔ اسکی سنت کا عامل بنائے گا۔ اور جنت میں نبی ﷺ کا رفیق بنائے گا۔ وہی رحمت و فضل فرمانے والا ہے۔

درود و سلام میں دس کرامات

خوب ذہن نشین رکھو؛ اللہ تم پر رحم کرے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجنے میں دس کرامات ہیں۔

① درود بھیجنے والے پر مالک جبار کی طرف سے رحمتوں کا نزول۔
② نبی مختار ﷺ کی شفاعت۔
③ ملائکہ ابرار (مقرب فرشتے) الا برار کی اقتدا۔
④ کفار اور منافقین کی مخالفت۔
⑤ گناہوں اور خطاؤں کی معافی۔
⑥ حاجات اور ضروریات کی تکمیل۔

⑦ ظاہر و باطن کی صفائی۔

⑧ جہنم کے عذاب سے نجات۔

⑨ راحت و قرار کے گھر جنّت میں داخلہ۔

⑩ مالک غفار کا سلام۔

اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ کے علاوہ کسی اور کی حیات کی قسم نہیں کھائی۔ اور فرمان الٰہی: ﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴾ 1 آیت میں مقدر یہ ہے: أَنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔

درود و سلام کی فضیلت میں چند احادیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ستر امتوں سے تمہارا واسطہ پڑا ان سب سے افضل واکرم اللہ کے ہاں تم ہو۔"

جس نے محمد ﷺ پر درود بھیجا اس نے کفار و منافقین کی مخالفت کی، رب العالمین کے حکم کی موافقت کی۔ درود و سلام کی وجہ سے گناہوں اور خطاؤں کی معافی کے متعلق حدیث حضور ﷺ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا "جس نے مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود بھیجا۔ اس کے لیے اسی سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔" 2 اور حضور ﷺ نے فرمایا "جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ اس کے کراماً کاتبین کو حکم دیتے ہیں کہ تین روز تک اس کے گناہ نہ لکھے جائیں۔"

حاجات اور مسائل کے حل کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے "دو، درودوں کے درمیان دعا رد نہیں جاتی۔" 3 اور یہ بھی روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کون سی دعا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا "مجھ پر درود بھیجنا" اس شخص نے کہا کہ میں اپنی عبادت کا تہائی حصہ درود کے لیے وقف کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو درست راستے پر گامزن ہوا۔" اس نے عرض کی کہ اللہ کے رسول ﷺ میں

1 ۳/ آل عمران: ۱۱۰۔ 2 ان الفاظ سے ہمیں روایت نہیں ملی السنن الکبریٰ بیہقی: ۳/ ۲۴۹ میں سو مرتبہ درود پڑھنے اور اسی سال کے الفاظ کے علاوہ موجود ہے۔ 3 سنن ابی داود: ۵۲۱۔

دو تہائی حصہ صلوٰۃ کے لیے وقف کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''پھر تو ہر طرف سے کفایت کیا گیا۔'' یہ سن کر اس نے کہا میں اپنی جمیع عبادت درود میں ہی ضم نہ کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمیع عبادت (دعا) درود میں ضم کر دی اللہ اس کی دنیا و آخرت کی تمام حاجات پوری کر دیں گے۔ مگر یہ بات ضروری ہے کہ ایسا شخص فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والا نہ ہو۔''

درود جس کی یہ کرامت کہ وہ ظاہر باطن کو منور کرتا ہے۔ اس بارے چند احادیث درج کی جاتی ہیں۔

درود، دل کو منور کرتا ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر کثرت سے درود بھیجا اللہ اس کے دل کو منور کر دیں گے۔'' اس کی وجہ یہ ہے کہ گناہوں سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں سیاہ نکتہ بن جاتا ہے۔ جب وہ گناہوں پر ڈٹا رہتا ہے تو وہ نکتہ بڑھ کر مکمل دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔ جب بندہ اپنی زبان کو درود و سلام سے تر رکھتا ہے تو اللہ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اگر چہ وہ پہاڑوں کے وزن کے برابر ہوں۔ اور جب درود کی وجہ سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں تو دل سے سیاہی زائل ہو کر نور بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اسلام درود کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نبی ﷺ پر درود کو واجب نہیں سمجھتا تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنے والا ہوگا اور دین اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اور نور مولیٰ اس کے دل سے غائب ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ﴾ [1]

''کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے ایک روشنی پر چل رہا ہے۔''

یہ اللہ کی طرف سے واضح حکم ہے۔

[1] ۳۹/ الزمر: ۲۲۔

کسی شاعر نے کہا:

نُوْرُ الْقُلُوْبِ يَزِيْدُ عِنْدَ صَلَاتِنَا
لِلْهَاشِمِیِّ فَنُوْرُهُ لَا يَنْجَلِیْ
فَضِيَاؤُنَا مِنْ ضَوْءِ نُوْرِ مُحَمَّدٍ
صَلُّوْا عَلٰی ذَاكَ النَّبِیِّ الْأَفْضَلِ

''دلوں کا نور حضور ہاشمی ﷺ پر درود و سلام سے بڑھ جاتا ہے۔ یہ نور ختم ہونے والا نہیں۔''

''ہماری روشنی نور محمد کی ضیا پاشیوں کی وجہ سے ہے۔ اس نبی افضل پر خوب درود بھیجو۔''

کثرت درود سے متعلق ایک حکایت

عبدالواحد بن زید سے روایت ہے کہ میں حج کرنے کے لیے گیا تو اس سفر میں میرا ایک ساتھی بنا۔ اٹھتے، بیٹھتے، آتے جاتے، کھاتے پیتے، عبادت اور سوتے وقت، بلکہ کسی کام میں مشغول ہوتے وقت اس کا معمول تھا کہ وہ کثرت سے درود پڑھتا۔ میں نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی؟ اس نے کہا کہ اس کا پس منظر ایک عجیب واقعہ ہے جو میں بیان کرتا ہوں۔ ایک مرتبہ میں اپنے والد کے ساتھ حج کے لیے مکۃ المکرمہ گیا۔ راستہ میں ہم ایک منزل پر پڑاؤ کے لیے اترے یہاں مجھے نیند آ گئی، میں نے خواب میں دیکھا مجھے ایک ہاتف آواز دے رہا ہے۔ اے فلاں! کھڑا ہو اور دیکھ کہ اللہ نے تیرے باپ پر موت طاری کر دی اور اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا ہے۔ میں اس کی آواز سن کر گھبرایا ہوا اٹھا تو میرا باپ لیٹا ہوا اور اس کا چہرہ ڈھانپا ہوا ہے۔ میں نے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو وہ مر چکا تھا اور چہرہ سیاہ تھا۔ میں بہت گھبرایا اور اس معاملہ نے مجھے حیران کر دیا۔ اچانک مجھ پر نیند غالب آ گئی۔ میں نے خواب میں چار سیاہ سوڈانی اپنے باپ کے سرہانے اور چار پاؤں کی طرف کھڑے دیکھے اور ان کے ہاتھ میں لوہے کی آتشی سلاخیں ہیں اور وہ اسے عذاب دینا چاہتے ہیں۔ اب میں اس انتظار میں تھا کہ یہ سوڈانی میرے باپ کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟

اچانک ایک شخص آیا جس کے چہرے کے نور سے پورا ماحول روشن ہو گیا۔ اور سوڈانیوں کو مخاطب ہو کر ڈانٹنے لگا، اور کہا پیچھے ہٹ جاؤ، فوراً وہ سوڈانی وہاں سے غائب ہو گئے۔ وہ شخص اب میرے باپ کی طرف متوجہ ہوا اور اپنا ہاتھ اس کے چہرے پر پھیرا تو میرے باپ کا چہرہ برف سے زیادہ سفید ہو گیا، اور چہرے پر نور غالب آ گیا۔ پھر وہ شخص میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا، اللہ نے تیرے باپ کے چہرے سے سیاہی دور کر دی اور اسے سفید کر دیا۔ میں نے کہا آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ میں نے پوچھا کہ اللہ کے رسول! آپ یہاں کیوں تشریف لائے؟ فرمایا: تیرے باپ نے اپنے نفس پر ظلم کیے، لیکن وہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا۔ اب جب کہ اس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا تو اس نے مجھ سے فریاد کی۔ اور جو کوئی مجھ پر درود بھیجنے کا عادی ہو میں اس کی فریاد رسی کرتا ہوں۔ بیدار ہو کر میں نے باپ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو اس کا چہرہ سفید اور روشن تھا۔ پھر میں اس کے کفن و دفن میں مصروف ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد میں نے کبھی نبی ﷺ پر درود ترک نہیں کیا۔ [1] اگر حضور ﷺ پر درود موت کے بعد چہرے کو روشن کرنے کا سبب بنے، تو بالاولیٰ زندگی میں بھی دلوں کو منور کرنے کا سبب ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شخصیت کو نور ہدایت بنایا، اور قرآن میں ان کا نام سراج منیر رکھا اب جو شخص آپ کے امر اور سنت کی اتباع کرے گا اور آپ سے محبت رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے دل کا نور عطا فرمائیں گے۔ فرمان الٰہی ہے

﴿ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ ﴾ [2]

''اور جس نے آپ کی شریعت کی مخالفت کی اور آپ پر ایمان نہ لایا اللہ نے اسے تاریک دل والا قرار دیا۔''

چنانچہ فرمایا:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۠ ﴾ [3]

[1] ابن جوزی نے یہ واقعہ بغیر سند اور ماخذ کے نقل کیا ہے اور بغیر سند کے واقعات و روایات کو مستند نہیں مانا جا سکتا۔

[2] ۳۹/ الزمر:۲۲۔ [3] ۲۴/ النور:۴۰۔

"جسے اللہ نور نہ بخشے اس کے لیے پھر کوئی نور نہیں۔"

اللہ کے بندو! اس فضیلت عظمیٰ اور نعمت دائمہ سے محروم کیوں ہو؟

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

صَلُّوْا عَلَى نُوْرٍ تَزَايَدَ فَخْرُهُ
يَعْلُوْ عَلَى الْاَنْوَارِ وَالْاَلْبَابِ
مُحَمَّدٌ زَيْنُ الْخَلْقِ شَرْقًا وَمَغْرِبًا
وَخَيْرُ شَفِيْعٍ نَاطِقٍ بِصَوَابِ
وَخَيْرُ حَبِيْبٍ لِلْاِلٰهِ نَبِيُّنَا
وَخَيْرُ رَسُوْلٍ عَامِلٍ بِكِتَابِ
اَتَى الْخَلْقَ وَالْاَصْنَامُ تَعْبُدُ جَهْرَةً
وَبَوَّأَهُمْ اِبْلِيْسُ شَرَّ مَآبِ
فَاَنْقَذَ بِالنُّوْرِ الْبَهِيِّ عِبَادَهٗ
وَبَوَّأَهُمْ بِالدِّيْنِ حُسْنَ مَآبِ

"درود بھیجو اس نور ہدایت پر جس کا فخر بڑھتا جا رہا ہے۔ وہ تمام انوار و عقول پر بلند ہے۔"

"محمد ﷺ مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی مخلوق کی زینت، بہترین شفیع اور راست بازی کی دلیل ہیں۔"

"ہمارے نبی ﷺ اللہ کے پیارے حبیب اور افضل رسول اور کتاب اللہ کے عامل ہیں۔"

"وہ مخلوق کے پاس آئے تو علانیہ بتوں کی عبادت ہو رہی تھی اور ابلیس نے ان کے لیے بد انجام تیار کر رکھا تھا۔"

"انہوں نے روشن نور کے ذریعے اللہ کے بندوں کو بچا لیا اور دین کی وجہ سے انہیں اچھے انجام سے ہمکنار کیا۔"

اللہ کے بندو! حبیب الٰہی حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجنے کو اپنے ایمان کا جزو بنالو۔
جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کی زبان پر درود جاری کر دیتے ہیں۔اور جب کسی بندے سے شر کا ارادہ ہو تو اس کی زبان درود سے رک جاتی ہے اور اس کی بنا پر اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔جس طرح درود دل کے نور کا باعث ہے اسطرح وہ ضروریات کے پورا کرنے کا باعث بھی ہے۔

درود وسلام بند گرہیں کھول دیتا ہے

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے ''جس شخص پر کوئی مشکل آ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔اس سے بند گرہیں کھل جاتی ہیں، غم وحزن دور ہو جاتے ہیں، رزق کی کثرت ہوتی ہے۔'' کسی شاعر نے کہا:

كَمْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَازَمِنْ رَجُلٍ
وَكَمْ رَأَيْتَ بِهَا فِي الشِّدَّةِ الْفُرُجَا

''درود کی وجہ سے کتنے ہی لوگ کامیاب ہو گئے اور کتنی مشکلیں آسان ہو گئیں۔''

پل صراط اور درود وسلام

جہنم کے عذاب سے نجات یہ بھی درود وسلام کی کرامت ہے۔
نبی ﷺ نے فرمایا: ''درود پل صراط پر نور کا سبب ہوگی۔'' [1]
نور ایمان کا حامل اور رسول رحمٰن پر کثرت سے صلوۃ بھیجنے والا پل صراط سے گزرتا ہوا جہنم کی ذلت سے اور آگ کی بھاپ سے محفوظ رہے گا۔اور امن وامان کے ساتھ نعیم جنان میں داخل ہوگا۔
نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر درود بھیجنا ترک کر دیا وہ جنت کی راہ سے بھٹک گیا۔'' [2]

---

[1] كنز العمال: ٢١٤٩ شیخ البانی نے اس روایت کو ضعیف جدًا قرار دیا ہے۔دیکھئے (ضعیف الجامع: ٨٠٠٣)۔ [2] معجم الكبير للطبراني: ٢٨٨٧، الترغيب والترهيب: ١٦٨١۔

اے میرے بھائیو! اللہ کے بندو، خیر العباد حضرت محمد ﷺ پر صلوۃ بھیجنے میں محنت کرو جو فخر البلاد ہیں، حشر و معاد کی زینت ہیں۔ توقع کی جا سکتی ہے کہ اللہ ہم کو اس عذاب سے نجات دے جس میں نہ وقفہ ہے نہ خاتمہ کی امید۔

ثواب جزیل اور دائمی مملکت سے غافل نہ ہو، درود بھیج کر نبی اصیل پر، جس کی نعت موجود ہے تورات و انجیل میں۔ اللہ کی تعریف کرو جس نے ہمیں محمد ﷺ عطا کیے جو لے کر آئے قرآن حکیم، پہلی کتب کا نگران و محافظ قدیم، مالک عزیز کریم کی طرف سے۔ ہوسکتا ہے کہ اس بنا پر وہ فضل فرما دے جنت نعیم کا، اور نجات دے دے عذاب الیم سے، بری جگہ اور کفار کا ٹھکانہ ہے اور وہ مقام ہے شیطان رجیم کا، ہمارے دشمن فاجر لعین کا۔

جہنم اور نبی ﷺ پر درود و سلام

بعض تاریخی روایات میں ذکر ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ جل جلالہ حکم دیں گے کہ جہنم لائی جائے۔ جب اسے لایا جائے گا اور وہ میدانِ محشر سے پانچ سو سال کے فاصلے پر ہوگی، گناہگاروں کو دیکھ کر اس کا غصہ بھڑک اٹھے گا۔ ایک حصہ دوسرے پر گرے گا اور غالب آنا چاہے گا، اور ایک دوسرے پر جھکے گا۔ اب شدت غضب کی وجہ سے زور سے سانس لے گی اور بے قابو ہو کر اپنے طوق، بیڑیاں، زنجیر، سانپ، بچھو، اپنی پشت پر گرائے گی۔ زبانیہ (فرشتہ) اوندھے ہو کر گر پڑیں گے۔ مالک جہنم کا نگران شکست زدہ سامنے سے ہٹ جائے گا۔ اس خوفناک منظر کے وقت ہر فرشتہ، نبی، رسول، ولی، اور برگزیدہ ہستیاں سب گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے جبکہ عام لوگ بھاگ جائیں گے۔ صرف ہمارے نبی ﷺ ایک جوڑا پہنے کھڑے ہوں گے جو اللہ نے ان کے لیے مخلوق پیدا کرنے سے ایک لاکھ سال پہلے پیدا کیا۔ آپ اپنی آستین کے ساتھ جہنم کی طرف اشارہ کرکے فرمائیں گے، میری امت سے باز رہ، میری امت سے باز رہ۔ اس وقت گناہگار بندے حضور ﷺ سے چمٹ جائیں گے، اور پکاریں گے، اے اللہ کے نبی! جہنم سے بچایئے۔ اللہ کے عذاب سے بچایئے۔ حضور ﷺ فرمائیں گے: کیا میں نے اپنے رب کا پیغام نہیں پہنچایا اور تم نے نافرمانی کی؟ وہ عرض کرے گا اللہ کے رسول ﷺ مجھ پر بدنصیبی اور شقاوت غالب

آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی کوئی بدبختی نہیں جس نے مجھ پر کثرت سے درود بھیجا۔'' آپ اس کی سفارش کریں گے۔ جب جہنم مصطفیٰ علیہ السلام کا چہرہ دیکھے گی تو آگ ٹھنڈی ہو جائے گی اور اپنی حد میں چلی جائے گی۔ جب کیفیت یہ ہے کہ جہنم حضور علیہ السلام پر درود کی وجہ سے ٹھنڈی کر دی جائے گی تو درود بھیجنے والے کے گناہ درود کی وجہ سے معاف کیوں نہ ہوں گے؟ اگر مصطفیٰ علیہ السلام کے چہرے کا نور اتنی بڑی آگ بجھا سکتا ہے، تو درود بھیجنے والے کے لیے عظیم غفران کا سبب کیوں نہیں؟ نور مصطفیٰ سموم (بھاپ) بجھا سکتا ہے۔ تو درود مقام کریم تک کیوں نہیں پہنچا سکتا۔ تو اس کی وجہ سے حکیم علیم کے چہرے کی زیارت کیوں نہیں ہو سکتی؟

درود و سلام اور جنت کی بشارت

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود بھیجا اس کو موت نہیں آئے گی جب تک جنت کی بشارت نہ لے لے۔'' [1]

سب سے زیادہ بخیل وہ ہے جس کے ہاں محمد ﷺ کا ذکر ہوا یا ان کا نام سنا اور اس نے درود نہ بھیجا۔ اور سب سے بڑھ کر سست وہ ہے جس نے مؤذن کی اذان سن کر اس طرح جواب نہ دیا۔ سب سے بڑا عاجز جس نے نماز کے بعد اپنے لیے دعا نہ کی۔

جب کوئی شخص اپنے نفس کے لیے، اپنی ذات کے مفاد کے لیے عاجز ہے تو وہ دوسروں کے لیے بالاولیٰ عاجز ہے۔ اب رہی بات کہ درود کی وجہ سے مولا کریم کا سلام پہنچتا ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص نبی ﷺ پر درود بھیجے گا وہ اہل جنت میں سے ہے، تو اہل جنت پر مولیٰ و رب کریم کا سلام ضرور پہنچے گا۔

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾ [2] ''رب رحیم کی طرف سے ان کو سلام کیا گیا ہے۔'' اور فرمانِ الٰہی ﴿وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ﴾ [3] ان کی دعا یہ ہوگی کہ سلامتی ہو۔

---

[1] کنز العمال: ۲۲۳۳ شیخ البانی نے اس روایت کو منکر کہا ہے۔ دیکھئے ضعیف الترغیب: ۱۰۳۳؛ اتحاف السادۃ المتقین: ۳/ ۲۸۹۔ [2] ۳۶/ یٰسین: ۵۸۔ [3] ۱۰/ یونس: ۱۰۔

اور فرمان الٰہی: ﴿ وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴾ [1] آداب وتسلیمات سے ان کا استقبال ہوگا۔ اور فرمان الٰہی: ﴿ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ﴾ [2] ''جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا استقبال سلام ہوگا۔''

اللہ کے ہاں درود وسلام بھیجنے والے کو کیا اجر ملے گا

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ''جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت بھیجوں گا جو تم پر سلام بھیجے گا اللہ اس پر سلام بھیجیں گے۔'' وہ اللہ کے سامنے سجدہ شکر کرے۔ انسان کس قدر قابل اعزاز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کے بدلے رب جبار کا سلام ملتا ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب ترجمانی کی:

يَا رَاكِبًا نَحْوَ الْمَدِينَةِ قَاصِدًا
بَلِّغْ صَلٰوةً لِلنَّبِيِّ مُحَمَّدِ
وَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَلَمَ الْهُدٰى
فَهُوَ الدَّلِيْلُ إِلَى الشَّفِيْعِ الْاَجْوَدِ
إِنَّ الَّذِيْ وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدٰى
فَهُوَ الدَّلِيْلُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُرْشَدِ
صَلّٰى عَلَيْهِ اللّٰهُ مَا هَبَّتْ صَبَا
وَتَرَنَّمَتْ وَرْقَا بِصَوْتِ تَغَرُّدِ

''اے مدینہ کی جانب قصد کرنے والے! میرا سلام نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دینا۔''

''اور کہنا اے ہدایت کے مینار! آپ پر سلام یہ صلوۃ وسلام شفاعت کرنے والے کی جانب بہترین راہنما ہے۔''

''جو ہدایت ونبوت کے وارث ہیں، وہ ہر درست جانب سفر کرنے والے بندے کے راہنما ہیں۔''

''جب تک باد صبا چلتی رہے، درخت کے پتوں سے چہچہانے کی آوازیں

[1] ۲۵/ الفرقان:۷۵۔ [2] ۳۳/ الاحزاب:٤٤۔

آتی رہیں اللہ اپنے نبی ﷺ پر رحمتیں بھیجتے رہیں۔"

درود وسلام بھیجنے کے فوائد اور نکات

خوب ذہن نشین کرلو کہ نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجنے میں بہت سے نکتے اور خوبصورت اشارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح شہادت توحید کو عام فرمایا اسطرح نبی مکرم پر درود وسلام کو شہرت دوام بخشا۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ ﴾ ❶

اس طرح رب کریم نے نبی الصادق ﷺ پر درود کے بارے میں فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ ﴾ ❷

اس میں بڑا اچھا اور خوبصورت نکتہ ہے اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ فَاذْكُرُوْنِيْۤ اَذْكُرْكُمْ ﴾ ❸

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں تم کو دس مرتبہ یاد کروں گا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ ﴾ ❹

"جو کچھ رسول ﷺ تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رک جاؤ۔"

① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجیں گے۔" ❺ گویا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا: اے بندے اگر تو ایک مرتبہ میری ثنا کرے گا تو میں بھی تیرا تذکرہ ایک مرتبہ کروں گا، لیکن اگر تو میرے حبیب کی ثنا کرتے ہوئے درود ایک مرتبہ بھیجے گا تو میں دس مرتبہ تیری تعریف کراؤں گا۔ کیونکہ میرا رسول میری تمام مخلوق سے میرے ہاں معزز و بزرگ اور اعلیٰ مقام و مرتبہ والا ہے۔

② فرمان الٰہی ہے: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ ﴾ ❻ اور مومنین کے متعلق

---

❶ ٣/ آل عمران:١٨۔ ❷ ٣٣/ الاحزاب:٥٦۔ ❸ ٢/ البقرة:١٥٢۔

❹ ٥٩/ الحشر:٧۔ ❺ مسلم:٤٠٨؛ الترمذی:٤٨٥؛ نسائی:١٢٧٩؛ ابو داود:١٥٣٠۔

❻ ٣٣/ الاحزاب:٥٦۔

فرمایا:﴿ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ﴾ [1] ''وہی ہے جو تم پر رحمت فرماتا ہے اور اس کے ملائکہ تمہارے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ تاکہ وہ تم کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لائے۔''

یہ اعزاز تمہیں صرف میرے حبیب ﷺ پر درود بھیجنے کی وجہ سے حاصل ہوا۔

اسی لیے کسی شاعر نے کہا:

فَـأَكْثِـرُوا التَّسْـلِيْـمَ بَـعْدَ صَلاتِكُمْ
لِـلسَّيِّـدِ الْـمُـخْتَـارِ ذَاكَ الْأَمْـجَـدُ
وَمَـنْ يَكُ ذَا بُـخْـلٍ شَـدِيْـدٍ بِذِكْـرِهِ
فَـذَاكَ عَـنِ الْـحَـقِّ الْـمُـنِيْـرِ مُبْـعِدُ

''نمازوں کے بعد اعلیٰ اخلاق کے مالک سید مختار پر کثرت سے سلام بھیجو۔''

''جو شخص آپ کے ذکر میں انتہائی بخیل ہے، وہ روشن حق سے کوسوں دور ہے۔''

درود و سلام غم اور کرب کو دور کرنے کا باعث ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی پر مشکل پڑے تو وہ مجھ پر کثرت سے صلوۃ بھیجے۔ وہ گرہیں کھول دے گا، غم دور کر دے گا۔''

اگر دنیا میں درود کا یہ فائدہ ہے تو آخرت میں تو بالاولیٰ آگ سے نجات دے گا۔

اسی طرح حضور ﷺ سے یہ روایت کی جاتی ہے، کہ ''جس نے مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا آگ اس سے پانچ سو سال کی مسافت دور ہٹ جائے گی۔''

اے اہل ملت نبی مکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں بندوں پر رحمت بھیجیں گے، اس میں حسن و جمال، کمال، اور خیر و افضال کی آمیزش ہوگی۔

اللہ کے لیے اے مسلمانو! سید المرسلین، خاتم النبیین پر کثرت سے صلوۃ بھیجو، مقام امین، رہائش اور حور عین سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملے گا اور مولیٰ رب العالمین کے چہرے کا دیدار ہوگا۔

---

[1] ۳۳/ الاحزاب: ۴۳

کثرت درود کا فائدہ

نبی ﷺ سے روایت ہے: ''کثرت سے درود بھیجنے والا مجلس میں میرے قریب ہو گا۔'' [1]

اس حدیث میں خوبصورت اشارہ ہے، کہ قیامت کے روز جو شخص حضور ﷺ کے قریب ہوگا، وہ غالب و جبار کے چہرے کی زیارت کرے گا، تو جس شخص کو نبی مکرم کا قرب اور رب جبار کی زیارت کا شرف مل گیا، اس کا جسم جہنم سے دور ہو گیا، راحت و قرار والی جنت میں، رہائش پذیر ہو گیا، ہمیشگی کے باغات میں چلتی نہروں سے لطف اندوز ہو گا۔ وہاں موت کا ذائقہ نہیں، بیماری کا دکھ نہیں، درد و آلام کی شکستگی نہیں، وہ زوال و انتقال کے ڈر سے محفوظ، اللہ جل جلالہ کی رضا سے محظوظ۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

صَلَّى الْإِلٰـهُ وَمَـنْ يَـحُفُّ لِعَرْشِهٖ
وَالـطَّيِّبُـونَ عَـلَـى الْـمُبَـارَكِ اَحْمَدِ
فَـمَـا حَـمَـلَتْ مِنْ نَاقَةٍ فَوْقَ رَحْلِهَا
أَبَــرُّ وَأَوْفٰـــى ذِمَّةً مِـــنْ مُـــحَـمَّـدِ
وَلَا طَلَعَتْ شَمْسُ النَّهَارِ عَلَى امْرِیٍٔ
تَــقِــيٍّ نَــقِـيٍّ كَـالـنَّـبِـيِّ مُـحَـمَّـدِ
وَلَا لَا حَـتِ الْـجَوْزَاءُ شَرْقًا وَمَغْرِبًا
بِـاَطْيَـبَ مِـنْ طِيْـبِ الـنَّبِـيِّ مُحَمَّدِ

''مجسم برکت حضرت محمد ﷺ پر عرش کا معبود، حاملین عرش اور پاکباز فرشتے درود بھیجتے ہیں۔''

''کسی اونٹنی نے اپنے کجاوے پر کوئی سوار نہیں دیکھا جو حضرت محمد ﷺ

---

[1] رواہ دیلمی: ۱/ ۲۹ شیخ البانی نے اس کی سند کو 'ضعیف جدًا' قرار دیا ہے۔ دیکھئے (السلسلة الضعيفة: ۲۸۹۲)۔ نیز اس روایت میں خصوصی جمعے کے روز درود بھیجنے کا ذکر ہے۔

سے بڑھ کر نیکوکار اور عہد وفا کا پاسدار ہو۔"

"سورج کی کرن کسی شخص پر نہیں پڑی جو نبی محمد ﷺ سے بڑھ کر متقی نیکوکار ہو۔"

"جوزاء ستارے نے مشرق و مغرب کے درمیان کوئی پاکباز نبی محمد ﷺ سے بڑھ کر نہیں دیکھا۔"

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجو وہ رب جبار کے غصے کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ اگر درود سے رب جبار کا غصہ زائل ہو جاتا ہے تو درود بھیجنے والے سے دنیا میں بھگوڑے شیطان کا مکر وفریب کیسے زائل نہیں ہوگا؟ اللہ کے بندو! ان فضائل کا التزام کرو، ان منازل کے حصول میں رغبت کرو، افضل الناس نبی مختار ﷺ پر درود کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرو۔ جو قرب کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

حُبُّ النَّبِيِّ عَلَى الْاَنَامِ فَرِيْضَةٌ
لَا تَنْسَ ذِكْرَ الْهَاشِمِيِّ الْأَكْرَامِ
إِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ وَسِيْلَةٌ
فِيْهَا النَّجَاةُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُسْلِمِ
صَلُّوْا عَلَى الْقَمَرِ الْمُنِيْرِ فَإِنَّهُ
نُوْرٌ تَبَدّٰى فِي الْغَمَامِ الْمُظْلِمِ
رَحِمَ الْعِبَادَ بِهٖ عَزِيْزٌ قَادِرٌ
فَالشُّكْرُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْمُنْعِمِ

"نبی کریم کی محبت مخلوق پر فرض ہے، وقار و عظمت والے ہاشمی رسول ﷺ کا ذکر فراموش نہ ہو۔"

"نبی کریم ﷺ پر درود اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے، ہر مسلم کی نجات اسی میں مضمر ہے۔"

"اس روشنی بکھیرنے والے ماہتاب پر درود بھیجو جس کا نور ابر آلود تاریک رات میں بھی چمکتا ہے۔"

”اللہ قادر عزیز نے انہیں کی وجہ سے بندوں پر رحم کیا اس پر بلند و بالا ذات کا جتنا شکر کریں کم ہے۔“

درود اور دعا کا باہمی تعلق

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ ”انسان جب اللہ سے کسی حاجت کا سوال کرتا ہے۔ لیکن اس درخواست کے بعد مجھ پر درود نہیں بھیجتا تو وہ جا کر بادلوں میں اٹک جاتی ہے۔ جب مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس کی حاجت پوری کر دی جاتی ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔“ جب یہ درود دنیا کی حاجات پوری کر دیتا ہے، تو یہ درود عذاب آخرت سے نجات اور جنت کے حصول کا ذریعہ کیوں نہیں بن سکتا۔ نبی ﷺ سے یہ بھی روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر دعا آسمان سے پہلے روک لی جاتی ہے، جب اس کے ساتھ درود مل جاتا ہے تو وہ آسمان پر چڑھ جاتی ہے۔“ [1]

میرے احباب: اللہ کی قسم! جب دعا آسمان پر چڑھ جاتی ہے، بلا اٹھ جاتی ہے تو ارض و سماء کا مالک خوش ہو جاتا ہے۔

دعا کیسے کی جائے؟

نبی ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: ”مجھے مسافر کے پیالہ کی طرح نہ سمجھو، جب کوئی سوار سفر کا ارادہ کرتا ہے تو ضروری اشیاء لٹکا لیتا ہے۔ پیالہ بھر لیتا ہے، اگر اسے دوران سفر وضو یا پینے کی حاجت ہو تو پانی استعمال کر لیتا ہے ورنہ اسے گرا دیتا ہے۔ میرا تذکرہ مجھ پر درود دعا کے آغاز و انتہا اور وسط میں رکھو۔“ [2]

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو کسی صورت کسی دعا میں درود کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

کسی مشکل میں جب مسلمان دعا کرتے وقت نبی ﷺ پر درود بھیجے گا، تو اس کی دعا

---

[1] اخرجه الترمذی:٤٨٦ بتغییر الفاظ، الترغیب والترهیب:٢٤٩٣۔

[2] اخرجه عبدالرزاق فی مصنفه:٣١١٧؛ شعب الایمان: ١٥٧٨؛ مجمع الزوائد: ١٠/ ١٥٥ ہیثمی کہتے ہیں کہ اس کی سند میں موسیٰ بن عبیدہ ضعیف راوی ہے۔

اور درود کی شناسائی ہوگی، قبولیت ہوگی، اور جنت رضوان اور جنت خُلد میں داخلہ ہوگا۔ اس لیے غفلت نہیں ہونی چاہیے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر کثرت سے درود بھیجو وہ شیطان کی تدبیر کو کمزور کرتی ہے۔'' تو اگر معاملہ ایسا ہے تو بالا ولیٰ صلوۃ کی وجہ سے آفات زمان کی دوری، عذاب جہنم سے نجات جنت نعیم ورضوان کا حصول یقینی ہے۔

نبی ﷺ پر درود کا فائدہ

رفعت و بلندی والے شفیق نبی ﷺ پر درود کو ذریعہ بناؤ، مولیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور تمہیں دارالخلد والسلام میں داخل کر دے گا۔ نبی مختار پر درود کو ذریعہ بناؤ، تاکہ جہنم کے عذاب سے بچاؤ کے لیے وہ تمہاری شفاعت کریں۔ درود کی برکت سے اللہ تمہیں آگ کی حرارت سے نجات دے کر تمہیں جنات میں داخل فرمائیں گے۔ وسیلہ بناؤ صلوۃ کا نبی ﷺ صادق اواب پر اللہ تعالیٰ تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے کر جنت حسن المآب عطا کریں گے۔ نبی ﷺ پر درود کے ذریعے عذاب شدید سے نجات ملے گی، تم کو لازوال انعامات سے نوازیں گے۔ نبی ﷺ رؤف ورحیم پر درود کے ذریعے تمہارا مولیٰ تمہیں جنت النعیم میں داخل کریں گے اور اپنے رحم وکرم سے تمہیں جہنم کی گرم بھاپ سے نجات دیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ٹھنڈا پانی آگ کو بجھانے میں اس قدر موثر نہیں جس قدر درود گناہوں کو مٹانے میں مؤثر ہے۔

نبی ﷺ پر درود غلام آزاد کرنے سے بھی افضل ہے، اے اہل عقل ودانش! اسے خوب سمجھ اور ذہن نشین کرلو۔

بقول شاعر:

تَــوَاتَــرَتِ الْــخَيْــرَاتُ شَــرْقًا وَمَغْرِبًا
بِــذِكْــرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْجَهْرِ
فَــذِكْــرُكَ لِــلْــمُــخْتَــارِ فَخْــرٌ وَرِفْعَةٌ

وَذِكْـرُكَ لِـلْـمُخْتَارِ مِنْ اَفْضَلِ الذِّكْرِ

”مشرق و مغرب میں تواتر سے ذکر رسول ﷺ ظاہر و پوشیدہ جاری ہے۔“

”تمہارے لیے نبی مختار ﷺ کا ذکر فخر اور سر بلندی ہے، نبی مختار ﷺ کا ذکر افضل الذکر ہے۔“

بعض روایات میں ہے کہ قیامت کے روز میزان میں بعض مؤمنین کی نیکیاں اور برائیاں رکھی جائیں گی تو برائیاں بھاری ہو جائیں گی۔ مؤمن ڈر جائیں گے اچانک سفید رجسٹر اللہ کی طرف سے اتریں گے اور نیکیوں کے پلڑے میں رکھتے ہی وہ بھاری ہو جائے گا۔ رب جل جلالہ فرمائیں گے، کہ جس سے تمہارے میزان بھاری ہو گئے یہ نبی ﷺ پر تمہارا درود تھا جو میں نے تمہارے لیے ذخیرہ کر کے رکھا تھا۔ میرے بھائیو! رسول رؤف و رحیم ﷺ پر بھیجے ہوئے درود کی وجہ سے اللہ نے تم پر یہ فضل فرمایا۔

شفاعت کا ثبوت

نبی ﷺ کی اپنی امت پر شفقت و رحمت کے متعلق ایک روایت ہے کہ ایک روز بیٹھے بیٹھے آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے:

﴿ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ [1]

”اب اگر آپ انہیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ قیامت کا یہ منظر یاد کر کے رو پڑے، حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور پوچھا اے محمد ﷺ! یہ رونا کیسا؟ آپ نے جواب دیا کہ میں اپنی امت کے بارے میں فکر مند ہوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں تمہیں امت کے بارے میں راضی کر دوں گا۔ [2]

اے میرے دوستو! غور کا مقام ہے تمہارا نبی مولیٰ کے ہاں قدر و منزلت والا، تمہارا

[1] ٥/ المائدة: ١١٨۔ [2] مسلم: ٢٠٢۔

مولیٰ قوت واقتدار کا مالک ہے۔ میرے بھائی! تم ایک معمولی بے وقعت غلام۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ قوت واقتدار کے مالک کے ہاں قدر ومنزلت والے سفارشی کے ہوتے ہوئے ایک معمولی غلام کو عذاب دیا جائے؟ لہٰذا نبی ﷺ پر کثرت سے درود بھیجو جیسا اللہ کا حکم قرآن حکیم میں ہے۔

اے امت محمد ﷺ! تمہارا مولیٰ لطیف ہے، نبی سیّد شریف ہے اور اے مؤمن! تو عبد ضعیف ہے۔ لطیف وشریف کے ہوتے ہوئے کیا خطرہ؟

کسی شاعر کے بقول:

لَا تَمَلُّوْا مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ
سَوْفَ تَنْجُو مِنْ حَرِّ نَارِ الزَّفِيرِ
ثُمَّ تَحْظُوْا بِهَا بِدَارِ نَعِيْمٍ
لَيْسَ تَبْلٰى مِنْ عِنْدِ رَبٍّ قَدِيرِ

”نبی ﷺ پر صلوۃ سے اکتاؤ نہیں یہ تمہیں پھنکارنے والی جہنم کی حرارت سے نجات دے گی۔“

”پھر رب قدیر کی طرف سے دار نعیم تمہارا نصیب ہوگا، جس میں پرانا پن نہیں آئے گا۔“

نبی ﷺ پر دائمی درود وسلام کا اجر

اللہ کے بندو! ہر مسلمان مرد وزن پر واجب ہے کہ وہ نبی ﷺ پر درود کسی وقت اور کسی گھڑی ترک نہ کرے۔ تنگی میں درود کا التزام کر کے خوشحالی میں چھوڑ دینے والا ایسا ہے جو دنیا کے لیے کام کر رہا ہے اور آخرت کو نظر انداز کر رہا ہے۔ تمہیں درود کا التزام کسی وقت بھی ترک نہیں کرنا چاہیے۔ نماز میں، اٹھتے، بیٹھے، کھاتے پیتے، پہنتے اور آتے جاتے، ہر حال میں درود جاری رکھو۔ اس کے فیوض وبرکات تمہیں ملتے رہیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ اس ذریعہ سے تمہارے نفس کا حق اور اپنے نبی محمد ﷺ کا حق ادا ہو سکے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تم اپنے نبی ﷺ کا صحیح حق تو ادا ہی نہیں کر سکتے اگرچہ ایسی ہزار زبانیں مسلسل درود میں

مصروف رہیں اللہ نے تو اسے تیری جہنم سے خلاصی اور اپنی قربت کا ذریعہ بنایا ہے۔

تمام انسانوں کی ماں حضرت حواء علیہا السلام کا مہر

بعض تاریخی روایات میں ہے، کہ آدم نے سر اٹھایا تو عرش کے پائے پر نظر پڑی تو وہاں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا دیکھا۔ آدم علیہ السلام نے پوچھا اے اللہ! یہ کون ہیں جن کا نام نامی تم نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے؟ اللہ نے فرمایا یہ میرے نبی حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور صفی ہیں، اگر ان کو نہ بناتا تو تمہیں اور جنت و جہنم کو بھی نہ بناتا۔ پھر جب اللہ نے حضرت حواء علیہا السلام کو پیدا فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام کی نظر ان پر پڑی فرمایا اے اللہ اس سے میرا نکاح کر دو۔ اللہ کریم نے فرمایا اے آدم! اس کا مہر کیا دو گے؟ درخواست کی کہ مجھے کیا علم؟ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر دس مرتبہ صلوۃ بھیجو تو حضرت آدم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا چنانچہ اس درود کے مہر کے بدلے حضرت حواء علیہا السلام سے ان کا نکاح ہو گیا۔ اگر معاملہ ایسا ہے، تو یقیناً جنت میں حورعین سے نکاح کا مہر درود ہو گا، کیونکہ یہ بھی فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم زبان زد عام و خاص ہے۔ ''مجھ پر کثرت سے درود بھیجنے والے کو جنت میں حورعین کثرت سے ملیں گی۔'' [1]

نفیس استدلال؟

اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود رحمت اور عذاب جہنم سے نجات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جب مؤمنین پر درود بھیجتے ہیں تو وہ رحمت ہی ہوتی ہے۔

ایک اور خوبصورت استدلال

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ ﴾ [2] ''حیات دنیا کی حقیقت اس مثال سے سمجھاؤ کہ آج

---

[1] یہ روایت ہمیں نہیں ملی۔ البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کو کائنات اور جنت و جہنم کی وجہ بیان کرنے والی اور آدم کے عرش پر کلمہ طیبہ دیکھنے والی روایات المستدرك: ۲/ ٦١٥؛ ابن عساکر: ۲/ ۳۲۳؛ دلائل النبوة: ٥/ ٤٨٨؛ موضوعات صغانی: ۱/ ۳؛ کشف الخفاء: ۱/ ٤٥؛ تذکرة الموضوعات: ۱/ ٨٦؛ کنز العمال: ۳۲۰٥ شیخ البانی نے اس معنی کی روایات کو موضوع قرار دیا ہے۔ دیکھیے (السلسلة الضعيفة: ۲٥، ۲٨۲)۔

[2] ۱۸/ الکهف: ٤٥۔

ہم نے آسمان سے پانی برسا دیا تو زمین کی پود خوب گھنی ہو گئی۔" اور فرمایا: ﴿كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ﴾ 1 "ہم نے اسے ایسا غارت کر کے دکھا دیا گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔"

ان آیات کے مفہوم کا تقاضا یہ ہے کہ جب قیامت خوف وخطرات، عذاب و منکرات لے کر آئے گی، تو زمین پر نباتات کا وجود تک نہیں رہے گا، اور عذاب کے پہلو میں زمین اس طرح نظر آئے گی کہ شاید یہاں نباتات کا وجود ہی نہ تھا۔ جب عذاب کی موجودگی میں نباتات کا وجود ختم ہو جائے گا، تو اللہ کی رحمت کے ہوتے ہوئے گناہوں کا وجود کیسے باقی رہ سکتا ہے؟ رحمت کے پہلو میں گناہوں کا وجود تک نہ ہوگا۔ یہ تو اللہ کی ایک رحمت کا نتیجہ ہے اور اگر ایسی دس رحمتیں آئیں تو پھر اس کا اندازہ لگایئے؟ کیونکہ فرمان نبوی ہے: "جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے۔" 2

یہ عظیم بشارت ہے مؤمنین اور مؤمنات کے لیے درود کے نتیجہ میں۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: "اگر کوئی قوم ذکر الٰہی کے لیے مجلس سجائے اور اس میں اللہ اور اس کے نبی کا ذکر نہ ہو تو وہ مجلس ان کے لیے قیامت کے روز وبال، ندامت اور حسرت کا باعث ہوگی۔"

گناہوں کے کفارات

ایک روایت میں ہے کہ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور پہلی سیڑھی پر قدم رکھا اور کہا آمین اس طرح دوسری اور تیسری سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے آمین کہا، پھر فرمایا: "میرے پاس جبریل (علیہ السلام) آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جس شخص نے اپنی حیات میں اپنے والدین یا کسی ایک کو پایا اور پھر اسی حالت میں موت آ گئی اور ان کی خدمت کے ذریعے اس کے گناہ معاف نہ ہو سکے تو اللہ اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔ تو میں نے آمین کہا، پھر جبریل نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جس نے ماہ رمضان صحت وحیات میں پایا اور وہ اپنے گناہ معاف نہ کروا سکا اور اس طرح موت آ گئی خدا اسے رحمت سے دور کرے۔ تو

1 ۱۰/ یونس: ۲٤۔ 2 مسلم: ٤٠٨؛ نسائی: ۱۲۷۹۔

میں نے آمین کہا، پھر جبریل نے کہا، اے محمد ﷺ! جس کے پاس تیرا ذکر ہوا اور اس نے تجھ پر درود نہ بھیجا اُسے اسی حالت میں موت آ گئی گناہ معاف نہ ہو سکے وہ بھی اللہ کی رحمت سے دور ہوا تو میں نے آمین کہا۔'' [1]

اس طرح یہ بھی روایت ہے کہ جس نے مجھ پر درود بھیجا وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔

اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرما جب تک آنکھ میں نور ہے، زمین پر بادوباراں کا بہار وسرور ہے۔ حج وعمرہ جاری ہے، لبیک کی صدائیں اور قربانی کا تسلسل ہے، حجر اسود کا بوسہ اور طواف بیت اللہ کی گردش ہے۔ اے اللہ! محمد ﷺ پر قیامت تک دائمی اور نہ ختم ہونے والی رحمتیں بھیج درود بھیجنے اور نہ بھیجنے والوں کی تعداد کے مطابق، ذاکرین اور غافلین کی تعداد کے برابر، ہمیں اور تمام مسلمین کو یوم الدین تک حضور کی جماعت میں شامل فرما۔ آمین

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ

[1] بیهقی: ٤/ ٣٠٤؛ مسند ابی یعلیٰ: ٥٧٨٩۔

علماء خطبا اور واعظین کیلئے علمی و تحقیقی خطبات کا نادر مجموعہ

ترجمان الخطیب

ابوالحسن عبد المنّان راسخ حفظہ اللہ

خادم السّنة النبوية الشريفة

دار العلم ممبئی

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel,: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

₹ 250/-